ہر قسم کا کاغذ - گتے - سٹیشنری - چھاپہ کی سیاہی - سیاہی بنانے کے رنگ اس کے اجزاء - کلینڈر - کرسمس کارڈ - عید کارڈ - تصاویر - بچوں کی اعلےٰ کتب - بیرسٹر فونٹین پن +

مندرجہ بالا اشیاء کی ہمارے پاس انگلستان کی بڑی بھاری کمپنیوں کی ہندوستان کے لئے ایجنسیاں ہیں - جو صاحب ہندوستان سے مندرجہ بالا اشیاء انگلستان سے منگوانا چاہیں - وہ پتہ ذیل پر خط و کتابت فرما کر تجارتی معاملہ طے کر سکتے ہیں - اس کے علاوہ اگر کوئی صاحب ہندوستان کے کسی حصہ میں ان اشیاء کی سب ایجنسی چاہیں - تو اس کے لئے بھی ہم سے خط و کتابت کریں +

ہر قسم کا اعلیٰ نفیس کاغذ اور دام سستے ہماری فرم کا امتیازی نشان ہے - ہماری چھاپہ کی سیاہی انگلستان کے اعلےٰ ماہران فن کی زیر نگرانی لندن میں تیار ہوتی ہے - اور اس سیاہی کے اعلےٰ ہونے کے متعلق انگلستان کے مطبع والوں کی سندات ہمارے پاس موجود ہیں +

لالہ اینڈ کو برانڈرتھ روڈ - لاہور (پنجاب)

اکسیر رحمانی

یہ مجرب اکسیر ذیل کی شکایات کا حکمی علاج اپنے اندر رکھتی ہے جس کی تصدیق میں ہم ذیل کا سرٹیفکیٹ پیش کرتے ہیں سرٹیفکیٹ دہندہ کی حیثیت اس بات کی ذمہ دار ہے کہ یہ دوائی اشتہاری حکیموں کی دوائی نہیں - معدہ پر اس کا اثر فوراً ہو جاتا ہے - لیکن دیگر اثرات بیس سال کی عمر سے کم پر دس دن میں ہو جاتے ہیں - اور اس سے زیادہ کی عمر والا پندرہ دن کے اندر اندر اس کے اثر کو دیکھ لیتا ہے +

(۱) وجع المفاصل یعنی جوڑوں اور اعصاب کی درد (۲) عرق النساء (۳) سوء ہضم (۴) کمزوری دل و دماغ (۵) ایام کی بے قاعدگی (۶) سیلان رحم +

اس بات پر کہ یہ دوائی سب سے اول معدہ کی اصلاح کر کے خون صالح پیدا کرتی ہے جس سے جسم کا ہر ایک حصہ قوت پاتا ہے - اور رنگت کو صاف کرتی ہے - اور وزن کو بڑھاتی ہے - پندرہ دن کی قیمت معہ محصول ڈاک ۸ اور ایک ماہ کی خوراک ۱۲ معہ محصول ڈاک +

سول ایجنٹ

لالہ اینڈ کو برانڈرتھ روڈ - لاہور (پنجاب)

لقا سند حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

دماغی مشقتوں نے جو میرے عصب کا حال کر رکھا تھا اس سے میں بالکل مایوس ہو چکا تھا اس دماغی نے میرے معدے جگر اور دل پر برا اثر کر رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ان تمام شکایات سے اکسیر رحمانی کے ذریعہ نجات بخشی ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں از سر نو آج سے کچھ سال پہلے کی طرح پھر کام کرنے کے قابل ہو گیا ہوں اعضائے رئیسہ کی طاقت دینے میں تو یہ دوائی فی الواقع اکسیر ہے +

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی - اے - ایل ایل - بی مبلغ اسلام امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

ام الالسنہ

معروف بہ

زندہ و کامل زبان

یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے اپنی نوع کی یہ پہلی کتاب اردو انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے اسمیں یہ دکھایا گیا ہے - کہ عربی الہامی زبان ہے اور کل دنیا کی زبانیں اس سے نکلی ہیں - اور ابتدا میں سب ملکوں کے آباؤ اجداد عربی الاصل تھے - یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے + قیمت ۱۲ / ر

مطالعۂ اسلام

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

اس کتاب میں امنت باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت کی نہایت فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے - نیز پانچ ارکان اسلام - کلمہ طیبہ - حج - روزہ - نماز - زکوٰۃ پر فلسفیانہ روشنی ڈالی ہے +

مذہب محبت

اسمیں فاضل مصنف نے براہین قاطعہ کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جو زمین پر صلح - امن - آشتی محبت پیار یکجہتی کامیابی کے ساتھ قائم کر سکتا ہے - قیمت فی جلد ۷ / ر

ذرات عالم کا مذہب

اسمیں مصنف نے دکھایا ہے کہ سائنس اور مذہب کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے روح کی پیدائش اور اس کے نزول کا مسئلہ ارتقا سے انسانی کفارہ پر ایمان اپنی بحث ہے - قیمت ۸ / ر

المشتہر: - منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور (پنجاب)

فہرست مضامین

رسالۂ اشاعت اسلام لاہور

جلد ۱۲ — بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۶ء مطابق ماہ شعبان سنہ ۱۳۴۴ ہجری — نمبر ۲

شذرات

اسلامی ادبیات کی کثرت سے یورپ میں نشر و اشاعت ازبس ضروری ہے۔ اہل مغرب اپنے آبائی مذہب سے قطعاً بیزار و متنفر ہیں وہ ایک زندہ۔ جاوید و معقول مذہب کے جویاں ہیں۔ اسلامی عقائد ہر اہل دانش کے دل میں گھر کر رہے ہیں۔ اسلام کی دلکش تصویر دل کے اندر کھب چکی ہے۔ یوربین دل و دماغ کو اسلامی تعلیم بڑے زور سے اپیل کر رہی ہے۔ فقط اس وقت یورپ میں اسلام کی اصلی تعلیم سے بیخبری اور دشمنان اسلام کی غلط بیانی و دروغ بافی ہماری سنگ راہ ہے اس کا بہترین و صحیح علاج اسلامی ادبیات کی کثیر مفت اشاعت ہے

ینابیع المسیحیت

اُسوۂ انبیاء

ہر دو انگریزی کتب کی یورپ میں مفت اشاعت کا سابقہ تجربہ ہمیں اس امر پر آمادہ کر رہا ہے۔ کہ ہم اپنی تبلیغی جد و جہد میں اسلامی لٹریچر کی مفت اشاعت

کیطرف زیادہ توجہ دیں۔ ہم ان سب مسلم بھائیوں کے تہ دل سے ممنون ہیں جنہوں نے ان کتب کی طباعت و اشاعت میں فراخ دلی سے حصہ لیا۔ اور ایک ہی سال کے عرصہ میں ہمیں ینابیع المسیحیت کی طبع ثانی کا انتظام کر سکنے کے قابل کر دیا۔ جزاکم اللہ واحسن الجزا +

احادیث نبوی

احادیث نبوی کا جو انگریزی ترجمہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام انگلستان میں ہو رہا تھا۔ وہ بفضلہ تعالیٰ تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ اس ترجمہ کا ابتدائی حصہ مطبع میں جا چکا ہے۔ اس اہم و ضخیم کتاب کی طباعت کے لئے پانصد پونڈ یعنی ساڑھے سات ہزار روپیہ درکار ہے۔ اگر مسلمان بھائی ان بے بہا جواہرات کو یوروپین دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت حقہ کو محسوس کر لیں۔ تو ان کے نزدیک یہ کوئی بڑی رقم نہیں۔ اگر ساڑھے سات صد مسلم احباب اس کار خیر میں حصہ لینے کے لئے کمر ہمت باندھ لیں۔ اور دس روپے فی کس اس فنڈ میں امداد فرمائیں تو رقم مطلوبہ بہت جلد پوری ہو سکتی ہے۔ ہمیں کتاب موصوفہ کی مسلمان بھائیوں پر اہمیت واضح کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اگر ایک طرف قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ بمت سے نومسلمین اور غیر مسلمین یورپین کے ہاتھوں پہنچ چکا ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ اس کے ساتھ ساتھ یورپین پبلک کو اس افضل البشر کے اقوال و افعال سے بھی بہرہ اندوز کرایا جاوے۔ جس پر یہ کلام پاک نازل ہوا۔ یہ کتاب نہ صرف یورپین غیر مسلموں کے لئے ہی مفید ثابت ہو گی۔ بلکہ ہمارے اپنے انگریزی خواں مسلمان بھائیوں کی بھی رشد و ہدایت کا موجب ہو گی۔ اسلئے گذارش ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلعم کی ذات سے محبت و انس رکھنے والے مسلم بھائی اس کار خیر میں امداد فرما کر عملی رنگ میں آپ کے ساتھ سچے

عشق و محبت کا ثبوت دیں - اور اس کتاب کے ذریعہ دنیا کے سامنے ذات اطہر کی حقیقی تصویر پیش کریں - ساڑھے سات ہزار کی رقم کوئی بڑی رقم نہیں ہم میں بفضل خدا ایسے بھائی ہیں - جو یکہ و تنہا اس مقدس کتاب کے تمام کے تمام اخراجات برداشت بھی کر سکتے ہیں - بعض ایسے بھی ہیں - جو سینکڑوں و ہزاروں کی رقم سے امداد کر سکتے ہیں - چونکہ اس رقم کی فوری ضرورت ہے - اسلئے ناظرین کرام سے ہماری درخواست ہے کہ کچھ نہ کچھ اس کار خیر میں تھوڑی یا زیادہ امداد سے خود بھی حصہ لیں - اور اپنے حلقۂ اثر میں بھی تحریک فرما کر داخل حسنات ہوں +

مندرجہ بالا سیدھے سادے الفاظ کے سوا ہمارے پاس پر شوکت الفاظ نہیں - جن سے ہم اپنی قوم پر اس کتاب کی اہمیت واضح کر سکیں - فقط اتنی عرض ہے - کہ انگریزی قرآن کریم کے بعد یورپ میں اس کتاب کی اشاعت از بس ضروری ہے - اور تبلیغی جدوجہد میں اسکی اشاعت بہت سی سہولتیں پیدا کر دیگی - خدا کرے کہ بزرگان دین ہماری اس تحریر کو شرف قبولیت بخشیں - اور اس کتاب مقدس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا تہیہ کریں - اگر یہ مطلوبہ رقم شروع مارچ ۱۹۲۶ء تک انگلستان نہ پہنچی تو اسکی طباعت میں بہت تاخیر واقع ہو جاویگی +

یورپ کی موجودہ مذہبی فضا اس امر کی مقتضی ہے کہ یہ کتاب جلد سے جلد چھپکر کثرت سے مفت تقسیم ہو - کیونکہ یورپین طبائع کا رجحان اسلام کیطرف ہو رہا ہے - اور اسلام کے دلکش اصول اُن کے دل کے اندر گھر کر رہے ہیں - جو احباب اس فنڈ میں امداد ارسال فرمانی چاہیں وہ سکرٹری مسلم مشن ووکنگ - عزیز منزل - لاہور (پنجاب) کے نام ارسال فرمائیں - جو بصورت ڈرافٹ فراہم شدہ رقوم کو ہر ماہ امام مسجد ووکنگ انگلستان کے نام کتب کی طباعت کیلئے روانہ کر دیتے ہیں +

رسالہ اسلامک ریویو انگریزی محتاج تعارف نہیں۔ اس رسالہ کی کل کی کل آمد اس مہتم بالشان کام پر گذشتہ بارہ سال سے صرف ہو رہی ہے جو یورپ میں مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) کے ذریعہ ہو رہا ہے جسقدر بھی اس کی خریداری میں اضافہ ہوگا۔ اسی قدر مشن مذکورہ کی مالی تقویت کا موجب ہوگا۔ اور ہم یورپ میں اشاعت اسلام کے کام کو وسیع پیمانہ پر کر سکیں گے۔ یہ رسالہ بفضلہ تعالے اپنے پاؤں پر کھڑا ہے۔ اگر برادران ملت کوشش کر کے اسکی توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔ اور ہر انگریزی دان مسلم بھائی کو اسکی خریداری کیلئے امادہ کریں۔ تو اس اضافہ خریداری سے ہم اور قابل مبلغین کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں یا کوئی نہ کوئی اعلےٰ پایہ کی انگریزی زبان میں اسلامی کتاب شائع کر سکتے ہیں تثلیث کے مرکز میں جہاں سے لاکھوں کی تعداد میں اسلام کے خلاف اور نبی کریم صلعم کی ذاتِ اطہر کے خلاف آئے دن کتب و رسائل کی بھرمار ہو رہی ہو۔ وہاں مسلم بھائیوں کی طرف سے اس کفرستان میں بھی ایک ماہوار اسلامی مجلہ ہے۔ جو ان کی زہریلی تر کا اندفاع کرتا اور دشمنانِ اسلام کو دنداں شکن جواب دیکر ساکت کرتا رہتا ہے بفضلہ تعالےٰ اب عدوانِ اسلام اُس بیباکی و دیدہ دلیری سے اسلام کے خلاف زبان درازی و زہر اُگلنے کی جرات نہیں کرتے جسطرح آج سے بارہ سال پیشتر کیا کرتے تھے۔ اسلام کے متعلق یورپ میں یہ خوشگوار فضا اسلامک ریویو کی ہی پیدا کردہ ہے۔ یہ رسالہ یورپ میں آپ کے خیالات کی ترجمانی کرتا ہے۔ آپ کی طرف سے یہ ایک سپاہی ہے۔ جو تبلیغ کے میدان کارزار میں استقلال کے ساتھ ڈٹا ہوا شدید سے شدید حملوں کی اندفاع کر رہا ہے۔ اسلئے سب مسلمان بھائیوں کیخدمت میں درخواست ہے۔ کہ اس کی توسیع اشاعت کو فرض منصبی سمجھیں اسکا سالانہ چندہ ۸/۵ ہے۔ اور اس کے لئے مینجر اسلامک ریویو۔ عزیز منزل لاہور (پنجاب) سے خط و کتابت کریں +

۵/ جو بزرگ اپنی طرف سے یورپ میں کسی کو کاپی سال بھر کیلئے کسی غیر مسلم انگریز کے نام بطور صدقۂ جاریہ جاری کرانا چاہیں وہ مبلغ ۵/ مینجر صاحب کو بھیجدیں +

گوشوارہ آمد و خرچ فنڈ امداد اشاعت ادبیات اسلامیہ فی بلاد العربیہ

بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء

آمد در ہندوستان	پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
از مسلم برادران ہندوستان (نقشہ ذیل)*	۰	۸	۲۳۶	ڈرافٹ نمبر ۳۳/۶۴ ۱/ ۷۶۴ ، ۱۷ پونڈ ۲ شلنگ ۲ پنیس بنام حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ معرفت نیشنل بنک آف انڈیا لاہور	۰	۸	۲۳۶
کل میزان	۰	۸	۲۳۶	میزان	۰	۸	۲۳۶

* نقشہ آمد در ہندوستان از مسلم برادران ہندوستان بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب مولوی جناب علی صاحب گوپال گنج	۰	۰	۲	جناب سید صفدر حسین صاحب حیدرآباد دکن	۰	۰	۱۰
" غلام احمد صاحب گوپال گنج سلہٹ	۰	۰	۵	" شیخ احمد حسین صاحب مراد آباد	۰	۰	۵
" فتح محمد صاحب ننکانہ	۰	۰	۲	" سراج الحق صاحب گورکھپور	۰	۸	۲
" فضل کریم صاحب کھلنہ بنگال	۰	۰	۵	" جناب شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد	۰	۰	۵۰
" بشیر احمد صاحب لیگلا (کومری)	۰	۰	۴۰	جناب والدہ صاحبہ عبد الشہید خان صاحب پونا کیمپ	۰	۰	۴۰
" فضل رزاق صاحب مردان	۰	۰	۵	جناب محمد عبد الجبار صاحب باندرا	۰	۰	۱۰
" قاضی عبد الرزاق صاحب بنگال	۰	۰	۲	" میاں محمد ضیاء الحق صاحب بیلی بھیت	۰	۰	۵۰
" اے - آر - کے - آر - مارواڑ	۰	۰	۴	" سکرٹری علیم الدین صاحب لائبریری ڈھاکہ	۰	۰	۲
" محمد اللہ داد صاحب بنگال	۰	۰	۲	کل میزان		۸	۲۳۶

* جناب سید صفدر حسین صاحب نے ۵ روپے مرحمت فرمائے جو امداد مشن میں درج کئے گئے + خواجہ عبد الغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل لاہور

گوشوارۂ آمد و خرچ

مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو و بشیر فنڈ و تبلیغ ریزرو فنڈ دفتر ہندوستان بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء

تفصیل آمد	نقشہ نمبر	رقم آمد ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نقشہ نمبر	رقم خرچ ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ
آمد مشن	۱	۰	۱۰	۳۶۴	خرچ مسلم مشن				
آمد اسلامک ریویو بشیر فنڈ	۲	۰	۰	۷۸۳	اسلامک ریویو	بہ	۰	۲	۵۹۸
آمد ریزرو فنڈ	۳	۰	۰	۰	بشیر فنڈ در ہند				
کل میزان	۰	۰	۱۰	۱۱۴۷	کل میزان	۰	۰	۲	۵۹۸

دستخط - ڈاکٹر غلام محمد آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور

نقشہ ۱

تفصیل آمدنی در ہندوستان بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
از اسٹاف پوسٹل آڈٹ آفس مدراس	۰	۶	۷
معلوم الاسم	۰	۰	۱
جناب محمد خیرایت اللہ صاحب پاکپٹن	۰	۰	۱
" محبوب علی صاحب گوالیار ..	۰	۴	۱۰
" تاج الدین صاحب ٹنڈی ونم	۰	۰	۵
" محمد لطف خان صاحب بارہ مولا	۰	۰	۱۱
" مولوی سید قمر الدین صاحب معرفت جناب صاحبزادہ نور الحق صاحب ہزاری باغ	۰	۰	۴
" خواجہ زید الدین خان صاحب " ..	۰	۰	۲
" سید شرف الدین احمد صاحب " ..	۰	۰	۲
" خان محمد اسمعیل صاحب " ..	۰	۰	۴
" ایم۔ ایم عبد الرحمان صاحب " ..	۰	۰	۱
" ایم محمد مصدق صاحب " ..	۰	۰	۱
" ایم مصاحب حسین صاحب " ..	۰	۰	۱
" ایم محفوظ احمد صاحب " ..	۰	۰	۱
" صاحبزادہ نور الحق " "	۰	۰	۷
" ایم اسد اللہ صاحب "	۰	۰	۲
" نواب مولا بخش صاحب بہاولپور	۰	۰	۱۰
" صبیح الدین صاحب رہتک ..	۰	۰	۱
" شیخ خدا بخش صاحب پشاور	۰	۰	۱۰
" ڈاکٹر ایم ای غنی صاحب کلکتہ	۰	۰	۱۰
" بابو فضل کریم خان صاحب فیروزپور	۰	۰	۹
" مستری محمد عیسیٰ صاحب لاہور	۰	۰	۲
" فضل دین صاحب بھوپال	۰	۰	۵
" محمد نور غنی صاحب امروہہ	۰	۰	۵

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
ایک مسلم معرفت جناب نصیر احمد صاحب بنگلور ..	۰	۰	۱
جناب محمد باقی صاحب محبوب نگر	۰	۰	۲
" سید سرمست حسین صاحب ٹمکور	۰	۸	۱
" مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب دہلی	۰	۰	۵
جناب اہلیہ صاحبہ سید محبوب علی صاحب دہلی	۰	۰	۴
جناب غلام علی صاحب شیر شاہ	۰	۰	۹
" شیخ یاور حسین صاحب نالاں گڑھ	۰	۰	۶
جناب محمد ابراہیم صاحب بھوالی ...	۰	۰	۲
" عبد الوحید صاحب اجمیر ..	۰	۰	۱۲
" امیر حسن صاحب کاکوری	۰	۰	۱
" عبد الحافظ صاحب باغسکلطہ کاٹھیاواڑ	۰	۰	۱۰
" خان محمد حبیب خان صاحب اعظم کلہ برائے توسیع مسجد ووکنگ انگلستان	۰	۰	۳۵
" ڈاکٹر شیخ محمد یوسف صاحب قلات بلوچستان	۰	۰	۶
" حضور نواب رفعت یار جنگ صاحب بہادر حیدرآباد دکن ...	۰	۰	۹۰
جناب عبد الرحیم صاحب گونڈا ..	۰	۰	۲
" عبد المعبود صاحب بیلاتال ..	۰	۰	۲
" ایم۔ ایچ مینار صاحب ہرپری	۰	۰	۲
" علی محمد خان صاحب شاہپور ضلع آرہ	۰	۰	۱۰
" خواجہ عبد المجید صاحب سیالکوٹ	۰	۸	۲
" منہاج الدین صاحب بھٹنڈہ	۰	۰	۵
کل میزان ..	۰	۱۰	۳۶۴

نوٹ۔ عالیجناب نواب صاحب موصوف کیطرف سے دوسو دس روپے (۲۱۰) وصول ہوئے یکصد بیس (۱۲۰) روپے اسلامک ریویو کی مد میں جمع ہیں۔ سکرٹری

نقشہ نمبر ۲

تفصیل آمد اسلامک ریویو پبلشیر فنڈ بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء

تفصیل	روپیہ	آنہ	پائی
مفت تقسیم ریویو جناب ایم۔ ای صوفی صاحب کلکتہ	۱۰	۰	۰
" جناب ڈاکٹر اے۔ آر۔ کے۔ راٹھور مارواڑ	۵	۰	۰
" سید صفدر حسین صاحب حیدرآباد دکن	۵	۰	۰
" جناب بی۔ کے غلام محمد صاحب شکور	۴	۰	۰
" حضور میجر حاجی محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر بھوپال	۵۰	۰	۰
" حضور نواب رفعت یار جنگ صاحب بہادر حیدرآباد دکن بد مفت تقسیم ریویو ۵۶ طباعت کتب ۶۰	۱۲۰	۰	۰
قیمت اسلامک ریویو	۵۸۹		
کل میزان	۷۸۳	۰	۰

نوٹ: جناب سید صاحب نے مبلغ ۱۵ ارسال فرمائے۔ مبلغ بابت ترجمہ انگریزی احادیث نبوی کے لئے تھے۔ جو امداد اشاعت ادبیات اسلامیہ فی بلاد المغربیہ میں درج ہیں۔ — سکریٹری

نقشہ نمبر ۴

تفصیل خرچ مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو پبلشیر فنڈ بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء در ہند

تفصیل	روپیہ	آنہ	پائی
بل الاؤنس اڈیٹر بابت ماہ نومبر ۱۹۲۵ء	۳۰۰	۰	۰
بل تنخواہ عملہ " "	۲۸۲	۸	۰
بل کرایہ دفتر "	۱۰	۰	۰
بل کرایہ تانگہ جو کہ ایام دورہ میں ڈائرکٹر صاحب نے خرچ کیا	۵	۱۰	۰
کل میزان خرچ	۵۹۸	۲	۰

سلک مروارید

زبردست معرکۃ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے ... سے لے کر سنہ ۱۹۲۲ء مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقامات دنیا میں انگریزی ... ان میں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے مختلف ... ماتحت اسلام پر لیکچر دیئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا ...

قیمت بلا جلد ... مجلد ...

منیجر مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل لاہور

لندن میں جلسۂ مولود النبی

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب. امام شاہجہان مسجد و وکنگ (انگلستان) کی تقریر

آج ہم دنیا کی عظیم ترین ہستی کی تقریب ولادت منانے کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ یہ وہ مبارک ہستی ہے۔ کہ جس کی شان میں خدائے برتر فرماتا ہے۔ وما ارسلناك الا رحمةً للعٰلمين۔ کسی ہستی کی عظمت ثابت کرنے کے مختلف راستے ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں میں آج دو وجوہ کا ذکر کروں گا۔ جو میرے نزدیک اس سوال پر فیصلہ کن ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔

(اول) اس ہستی کے سامنے کیا کام تھا۔ یعنے وہ کون سے حالات تھے۔ جن کی اصلاح اس کا نصب العین تھی +

(دوم) اصلاح دنیا کے لئے وہ کونسی چیزیں لایا۔ یا بالفاظ دیگر اس نے کن امور کی تعلیم فرمائی +

حقیقت مآبؐ کو ان دو ترواپہ نگاہ سے آپ دیکھ لیں۔ آپؐ کو آنحضرت صلعم کی ہستی ایک عظیم ترین اور مبارک ترین ہستی دنیا کے لئے نظر آئیگی۔ خدا کا ہر ایک نبی کسی قوم میں علی العموم اسیوقت پیدا ہوا جب اس قوم کی حالت ابتر سے ابتر تھی۔ لیکن آنحضرتؐ کی بعثت تو ایسے وقت ہوئی۔ کہ جب دنیا کا ہر ایک گوشہ نیکی سے خالی اور بدی سے معمور تھا۔ جناب موسیٰؑ اسرائیلیوں کو قید فرعون سے نجات دینے اور انہیں ارض موعود کو پہنچانے کے لئے مبعوث ہوئے لیکن وہ اس زمانہ میں پیدا ہوئے جو فضیلت۔ علم۔ دولت۔ ہنر سے خالی نہ تھا مصری لوگ بیشک اسرائیلیوں پر ظلم کرتے تھے لیکن خود وہ سب کے سب

خوشحال تھے۔ جناب مسیحؑ بھی ایسے وقت تشریف لائے جب رُومی تمدن و تہذیب کچھ آج کے تمدن سے کم نہ تھی۔ رُومی بیشک بُت پرست تھے۔ لیکن جناب مسیح کی اپنی قوم خدا کے نام سے اسکی عبادت اور اس کے احکام سے ناواقف نہ تھی۔ ہاں وہ لوگ رسمیات کے پابند تھے۔ ظاہر پرست تھے۔ الفاظ پر مرتے تھے۔ رُوحانیت سے الگ تھے۔ کنبہ پرور اور حظوظِ نفس کے گرفتار تھے۔ لیکن آنحضرتؐ کے ظہور کا زمانہ تو دیکھئے۔ رُوحانی۔ ذہنی۔ اخلاقی گویا ہر قسم کی ایک کامل موت کُل کی کُل دنیا پر مُسلّط تھی۔ جہالت۔ لامذہبی۔ بے ایمانی اور بدکرداری کے گھٹا ٹوپ بادل کُل دُنیا کے مطلع کو تاریک کر رہے تھے۔ نہ ایمان درست نہ عمل صحیح۔ دونوں کے دونوں بدترین حالت میں تھے۔ یہودیت۔ ہندو مذہب۔ زرتشتی تعلیم۔ بُدھ مذہب۔ ان سب کا نیک اثر دُنیا سے اُٹھ چکا تھا۔ اور ان کے پیرو مذہبی زندگی کو کھو چکے تھے عیسائیت کے متعلق سر ولیم میور کا ایک فقرہ کافی ہے "یہ مسخ شدہ و تباہ شدہ حالت میں پہنچ چکی تھی۔ اسکی اصلی تعلیم مفقود ہو چکی تھی۔ اور اُن کی جگہ الحاد و کفریات کے عقاید و اثر دسائر تھے" +

یہ تو دنیا کا مذہبی نقشہ تھا۔ اخلاقی حالت اس سے بدتر تھی نہ صرف یہ کہ نیکی و پاکیزگی ہی دُنیا سے اُٹھ چکی تھی۔ بلکہ بدی کو نیکی سمجھا گیا تھا۔ بدی سے تو آج بھی ہم خالی نہیں۔ لیکن بدکردار آج اپنے فعل بد کو بُرا سمجھتا ہے۔ اس زمانہ کے لوگ بدی کو تقدیس کا ایک نشان جانتے تھے۔ اور سیہ کاریاں خدائے پاک کی خوشنودی کے حصول کے لئے کی جاتی تھیں۔ ہر ایک قوم و ملک بداخلاقی کی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ یہ بات آپ میں سے بعض کو حیران کر رہی ہوگی۔ لیکن یہ سمجھ لیں کہ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب یورپ میں ایام وسطیٰ کی غلط کاریاں۔ ایران میں مزدکی تعلیم۔ اور ہندوستان

میں پران مت اپنی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ عورت مرد کے ناجائز تعلقات کو روش زمانہ کے مذہب نے ہر جگہ مقدس بنا رکھا تھا۔ مسیحی دُنیا کے توبہ خانے پچھلے گناہوں کو تو کیا دھوتے تھے۔ البتہ نئے سے نئے گناہوں کے مواقع پیدا کرتے تھے۔ آلات توالد و تناسل کی پرستش ایران میں ہو رہی تھی۔ مزدک نے جہاں اور سیہ کاریوں کو مذہبی رسوم میں داخل کر دیا تھا۔ وہاں مردوں میں عورتوں کا اشتراک بھی جائز تھا۔ ان کے مذہبی جلسہ ہر قسم کی اباحتوں کو اپنے اندر جمع کر لیتے تھے۔ ہندوستان کی حالت ایران سے ابتر تھی۔ شاکت مت بھی اس وقت زوروں پر تھا۔ ایک مذہبی پیشوا کا یہ حق سمجھا جاتا تھا کہ جس بی بی کو وہ چاہے اپنے ساتھ عیش و عشرت کی گھڑیاں گذارنے کے لئے بُلا لے۔ ایک نوکتخدا عروس کا پہلا ہفتہ ایک پیشوا کے ہاں گذرنا۔ ایک امرِ سعید سمجھا جاتا تھا۔ الغرض میرے تو ذہن میں کوئی ایسی بدی نہیں آتی جو اس وقت نیکی کے رنگ میں نہ کیجاتی ہو۔ یہ تو دنیا کا حال تھا۔ لیکن دُنیا کا ایک گوشہ سب کے مقابل تاریک ترین تھا۔ جو اپنی سیہ کاریوں میں سب پر سبقت لیگیا تھا۔ جہاں قتل۔ غداری۔ قمار بازی۔ شرابخواری۔ بچہ کُشی۔ قزاقی۔ لُوٹ مائیہ نازاور موجب فخر و امتیاز تھی۔ زنا تو ایک معمولی بات تھی۔ محرماتِ ابدی بھی ان زا ہنیانہ افعال سے معصوم نہ تھیں۔ دنیا کا یہ تاریک ترین مُلک عرب تھا۔

خدا کا کلام بھی دُنیا سے قریباً غائب ہو چکا تھا۔ کُل کی کُل کتب آلہیہ انسانی دست برد کے تلے آکر محرف و مُبدل ہو چکی تھیں۔ آج ہمارے زمانے میں اس مسیحی دُنیا میں کے معدودے چند انسان ہونگے۔ جو بائبل کی صحت پر ایمان رکھتے ہوں۔ انجیل و توریت اسی حالت میں اس وقت تھیں۔ جاؤ ظہور پیغمبراں کی تاریخ کا مطالعہ کرو۔ اور آپ کو

نظر آجائیگا - کہ نبی کی بعثت کا اگر کوئی زمانہ تھا - تو وہی تھا جب سیّد عرب والعجم پیدا ہوئے تھے - میں تو کہتا ہوں کہ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب یا تو ہر ملک و قوم میں کوئی نہ کوئی نبی آتا - یا ایک ہی عظیم ترین نبی پیدا ہوتا جو کل دنیا کو فیضیاب کرتا - اللھم صلی علی محمد و آل محمد +

اِن سیہ کاریوں اور بد اخلاقیوں کے دُور کرنے کے لئے جو تعلیمات و اصلاحات آنحضرت صلعم نے کیں اُن کی تفصیل کیا مختصراً ان کا بیان کرنا بھی محالات سے ہے - البتہ میں چند ایسی باتیں ذکر کر دیتا ہوں جو آپؐ کی ذات پاک سے ہی مختص ہیں - اور جو پہلے آپؐ سے کسی نبی یا مصلح نے نہ کیں +

سب سے پہلے دُنیا پر مقصد مذہب کو آپؐ نے روشن کیا - آپؐ سے پہلے دُنیا مذہب سے خالی نہ تھی - لیکن مذہب کی علّت غائی یہ سمجھی گئی تھی - کہ اس سے خدا خوش ہو جاتا ہے - یا خدا سے کوئی مراعات حاصل ہو جاتی ہیں - یا وہ غصّہ ہو تو مذہب اس کے غصّہ کو فرو کرا دیتا ہے - اس غرض کیلئے طرح طرح کی قربانیاں صدقات اور دُعائیں تجویز ہوتی تھیں - یہ باتیں اپنی اپنی جگہ درست تھیں - لیکن ان کا نام مقصد مذہب نہیں ہوسکتا عیسائیت سے پہلے دُنیا نے بہت مصلوب خدا تجویز کر رکھے تھے - اور حق پُوچھو تو ابن مریم اس سلسلہ کا آخری فرد تھا - چنانچہ مسیحیت سے ہزاروں برس پہلے مذہب کفارہ اور کسی خدا زادہ کے خون سے گناہوں کا دُھلنا پُرانے مذہب میں عام طور پر پایا جاتا تھا - لیکن آنحضرت صلعم نے بعثت فرما کر مذہب کا زاویہ نگاہ ہی بدل دیا - آپ کی تعلیم کے مطابق مذہب نے آکر ہمیں کسی گڑھے سے نہیں نکالا - نہ کسی قعر ذلت سے نجات دی - بلکہ بعض قوتیں ہم میں ودیعت شدہ ہیں مذہب

ان قویٰ کو بلوغت دینے آیا۔ بالفاظ دیگر انسانیت کے ارتقا کیلئے مذہب آیا۔ کائنات میں کی ہر ایک چیز مختلف استعدادیں اپنے اندر رکھتی ہے اس طرح انسان بھی ایسے قوائے مضمرہ کا خزانہ ہے۔ مذہب الٰہی قوتوں کے روشن کرنے کے لئے آتا ہے۔ مذہب کیا ہے۔ ایک زندگی کا نظریہ ہے۔ جس پر ہم نے چلنا ہے۔ یا جس پر چلکر جو بہترین ہمارے اندر ہے اُسے باہر لاتا ہے +

سرکار دو لاتبار نے ہم پر یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ وہ بہترین چیز ہمارے اندر کیا ہے۔ وہ نفخ شدہ رُوح ربانی ہے۔ لیکن یہ ربانی جوہر نفس کے ظلمانی حجابوں اور ادنےٰ جذبات کے پردوں میں مستور رہتے یہ جذبات اپنی ابتدائی اور طبعی شکل حیوانی جذبات سے ملتے جلتے ہوتے ہیں۔ لیکن جس طرح کائنات کی عمل سے عمدہ اور خوبصورت سے خوبصورت چیزیں بدنما اور بُری شکل سے نکلتی ہیں۔ اسی طرح یہ ہمارے جذبات بہیمیہ بھی۔ شرافت نفس کی شکل ابتدائی ہوتے ہیں۔ شارع عرب نے سب سے اوّل اس راز کو دُنیا پر کھولا۔ جس امر کو ہم نے بحد بلوغت مذہب کے ذریعہ پہنچایا ہے۔ وہ نفس مدرکہ ہے۔ اس مُدرکہ حیوانی کو ہم نے آخر کار مُدرکہ ربانی کی شکل تک پہنچایا ہے۔ یہی مذہب کا مقصد ہے باقی انبیا بھی اسی غرض کے لئے مبعوث ہوئے۔ لیکن جو طریق انہوں نے تعلیم کئے جیسے کہ روایت چلتی ہے۔ وہ نہ تو منظم حالت میں تھے۔ اور نہ آسان ہی تھے۔ بلکہ بعض انکی تعلیمات ہمیں غیر طبعی نظر آتی ہیں۔ انکے مواعظ بھی اعلےٰ ہیں لیکن انمیں ترتیب و سلسلہ نہیں بعض نے اخلاق پر خطبات پڑھ دیئے ہیں بعض نے چند رسمیات کے قواعد و ضوابط تجویز کئے ہیں۔ بعض نے چند قربانیاں صدقات اور عبادات تلقین کی ہیں۔ بالمقابل آنحضرت صلعم کا رنگ ہی نرالا ہے۔ جس طرح کسی میڈیکل کالج میں نشتر زنی بدن کا کوئی پروفیسر جسم کے

ایک ایک حصہ کی تفصیل و تشریح کرتا ہے۔ اسی طرح آپ نفس و قلب انسانی کی ایک ایک بات کو بیان فرماتے ہیں۔ آپ یہ تجویز نہیں کرتے کہ جذبات انسانی کو خواہ ان کی ردّی سے ردّی شکل کیوں نہ ہو مار دیا جاوے آپ ایک نظام تجویز فرماتے ہیں۔ جس کے باعث یہ جذبات قابو میں آکر اخلاق حسنہ اور روحانیات پیدا کر دیں۔ انسان کی سرشت میں اور ایسا ہی ہر ایک مخلوق کی طبیعت میں بقاء زندگی کا جذبہ مضبوط رنگ میں پیدا ہو چکا ہے۔ اس بقاء نفس کے جذبہ تلے دو جذبات اور پیدا ہوتے ہیں۔ ایک غضب اور دوسری شہوت۔ یہی غضب و شہوت مؤدّب اور غیر مؤدّب حالت میں اخلاق حسنات و سیئات پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً اگر غضب کی غیر مہذب حالت۔ دشمنی۔ کینہ۔ تعصب۔ بدمزاجی۔ ظلم۔ غیبت۔ بدزبانی۔ بزدلی۔ منافقت پیدا کر دیتی ہے۔ تو یہی غضب جب تادیب و تہذیب پا لیتا ہے۔ تو اس کی مختلف شکلوں کا نام شجاعت۔ جرأت۔ علو نفس۔ صبر۔ استقامت۔ تحمل۔ تواضع۔ حلم عفو وغیرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر شہوت شریف اور شائستہ شکل میں محبت۔ ایثار۔ رحم۔ سخاوت۔ قناعت۔ بے نفسی۔ امانت توکل بنجاتی ہے۔ تو یہی شہوت ناشائستہ حالت میں کمینگی۔ کنجوسی۔ حرص غرور۔ فضول خرچی۔ حسد۔ رشک۔ بد دیانتی۔ خوشامد۔ کاہلی۔ یا ازیں قبیل اخلاق ذمیمہ بن جاتی ہے۔ پھر یہی شہوت و غضب ملکر اور کئی قسم کے اخلاق فاضلہ و ذمیمہ پیدا کرتے ہیں۔ پھر ان دو جذباتِ ابتدائیہ یعنے غضب و شہوت پر عقل و دانش کا بہت سا اثر ہوتا ہے۔ یہ عقل و دانش حالتِ بالغ میں ہمارے طرح طرح کے جذبات پر حکمران ہو کر اور قسم کے اخلاق کی مولد ہو جاتی ہے۔ اب اگر کوئی مذہب اپنے حلقۂ تعلیم پر ان تمام اجزائے نفس و قوے پر احاطہ

نہیں کرتا۔ تو پھر وہ مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ یہ یاد رہے کہ مادہ کا بہترین ہیولے شکل انسانی ہے۔ یعنے جسمانیات جسم انسانی میں اپنے کمال تام کو پہنچ جاتی ہیں۔ یہاں آکر ایک خاص قسم کا نفس مدرکہ جسم انسانی میں آ پیدا ہوتا ہے۔ مدرکۂ انسانی اپنی وسعت استعداد و بلوغت کے لحاظ سے مدرکۂ حیوانی سے بالکل جداگانہ ہوتا ہے۔ کائنات میں کی ہر ایک چیز بلوغت چاہتی ہے۔ اور بلوغت کے حصول کے لئے اس کے سامنے چند مقررہ راستے ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسانی ترقی بھی جس سے محض اسی نفس ناطقہ کی ترقی مراد ہے کوئی راستہ چاہتی ہے۔ مذہب اسی راستہ کو بتلانے کے لئے آتا ہے +

میرے خیال میں ہماری دنیا اب اسقدر عقلمند تو ہو گئی ہے۔ کہ مذہب کی غرض کسی غضبناک خدا کے غصہ کو کسی کے خون کے ذریعہ فرو کرانا سمجھے۔ مذہب اگر کسی ایسے عزت و محبت کے قابل ہے۔ کہ شہیدوں کا خون اس کے لئے بہایا جائے۔ تو اسکی وجہ مذہب کی یہی غرض و غایت ہے۔ کہ اس سے مدرکۂ حیوانی آخرکار ربانی مدرکہ میں متشکل ہو جاوے۔ ایک ردی چیز جیسے کہ نفس کی ابتدائی حالت ہوتی ہے۔ ایک اعلےٰ سے اعلےٰ نمو حاصل کر لے۔ یہ کوئی کھیل یا کرشمہ سحر تو نہیں جیسے کہ اہل کفارہ سمجھتے ہیں۔ یہ امر تو کسی معلم اعظم کے دل و دماغ تلے کٹھن سے کٹھن مجاہدات نفس کو چاہتا ہے۔ جو نفس انسانی کے کوائف مختلف سے واقف ہو۔ یہ ایک خدا کا نبی ہی کر سکتا ہے۔ اور مجھے تو اس غرض و غائت کے سوا دوسری کوئی اور غرض مذہب کی نظر ہی نہیں آتی۔ قرآن کریم نے اپنی ابتدائی آیات میں جہاں الہام ربانی کی غرض و غائت بتلائی ہے وہاں بھی اسی امر کا ذکر کیا ہے۔ اب اگر آنحضرت صلعم ہی ان قواعد و ضوابط کی ایک منظم حالت میں تلقین فرماتے ہیں۔ جن سے مدرکۂ انسانی

حیوانیت سے نکلکر ربانیت کے رنگ میں رنگین ہو جائیں - اور ہماری غضبی اور شہوانی قوتیں اخلاق ربانی بن جاویں - تو پھر آپ ایک اسوۂ انبیاء نہیں تو اَور کیا ہیں - مجھے تو آپ کے سوا اور کوئی بھی معلّم ایسا نظر نہیں آتا جس نے اس مسئلہ کے ہر ایک پہلو پر نظر ڈالی ہو - اور جس نے وہ سب اسالیب تجویز کر دی ہوں جن کو اختیار کرکے ہم خُبث سے نجات پاکر شرافتِ نفس کو حاصل کر لیں +

اسی طرح سب سے پہلی دفعہ ختمیت مآب کی طفیل ہی دنیا نے فطرتِ انسانی اور اس کے جوہروں کو سمجھا - آپ سے پہلے ہر ایک نے کم و بیش یہی تعلیم کی کہ انسانی فطرت بالکل بدی ہے - اور اسمیں کوئی خیر و خوبی نہیں - عیسائیت نے تو گناہ و بدی کو انسانی ورثہ قرار دیدیا - دوسروں نے یہ کہا کہ انسان کے پس و پیش تکلیف و مصیبت ہی ہے - اور اس کی نجات اسی میں ہے - کہ وہ ہلاک ہو جائے آنحضرت صلعم نے آکر فرمایا - کہ انسانی فطرت کامل اور نقائص سے پاک ہے - آج علمائے آوَجی نے بھی اسی امر کی تصدیق کی - آپ نے فرمایا - کہ گناہ کوئی اصل چیز نہیں - بلکہ ایک امر اکتسابی ہے - اور فطرت انسانی کے آگے لامحدود ترقیات ودیعت شدہ ہیں - البتہ اسمیں بدی کی طرف جانے کا میلان بھی ہے - جہاں یہ علیین کو جا سکتی ہے وہاں اسفل کی طرف بھی اس کا رُخ پھر سکتا ہے - اسی لئے جو مذہب آنحضرت صلعم نے تعلیم فرمایا - اسکی غرض بھی یہی ہے - کہ انسان اس پر چلکر اول الذکر کو حاصل کرلے - اور آخرالذکر سے بچ جاوے -

یہ امر بھی آپ کی طفیل اوّل دفعہ دُنیا پر روشن ہُوا کہ خدا اور انسان میں کسی کا کوئی واسطہ نہیں - دروازہ ربُوبیت ہر ایک کیلئے برابر کھلا ہے -

انی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان

کی خوشخبری ہر ایک کے لئے ہے جو نیک عمل کرے صحیح راہوں کو اختیار کرے وہ کسی مذہب و ملت سے نام نہاد تعلق رکھے - خدا کے فضل اس دنیا میں

اسے اپنے دامن میں لے لیتے ہیں۔ آپکی جناب میں کسی منجی کی ضرورت نہیں +
اس ضمن میں دنیا نے سب سے اول آنحضرت صلعم سے ہی سیکھا۔ کہ خدا تعالے انسانی جذبات سے ارفع اور پاک ہے۔ اسکی خوشی یا اس کا غضب انسانی جذبات کا سا نہیں۔ جہاں تک انسان کا تعلق ہے خداوند تعالیٰ کی خوشی یہ ہے کہ انسان اپنے کمال حقیقی کو پالے لیکن جو انسان اپنے قوٰے کو مسخ کر لیتا ہے۔ اسکی مسخ شدہ حالت ہی خدا کا غضب ہے۔ اسی نظریہ نے دنیا پر اول دفعہ یہ راز بھی کھول دیا۔ کہ بہشت و دوزخ کیا ہیں کوئی مقامی باغ نہیں جیسے عیسائیوں نے سمجھ رکھا ہے۔ یہ تو ہمارے حیات بعد الموت کے دو نقشے ہیں۔ ایک وہ جسمیں ہمارے ودیعت کردہ قوٰے فلاح پالیں اور ایک وہ جسمیں یہ قویٰ تباہ ہو جائیں۔ اور حقیقی فعل سے عاری ہو جائیں انہیں اعمال و حالات سے بہشت و دوزخ تیار ہوتا ہے +

یہ تو دنیا جانتی ہے۔ کہ جس صفائی و خوبی سے آپؐ نے توحید کی تعلیم فرمائی۔ وہ آپ سے پہلے نہ ہوئی۔ خدا احد صمد۔ لم یلد و لم یولد کو آپ نے ہی دنیا میں پیش کیا۔ آپ سے پہلے دنیا کی ہر چیز انسان کا معبود تھی۔ سورج۔ چاند ستارے۔ بادل۔ پانی۔ ہوا۔ درخت۔ دریا۔ پتھر حتّٰی کہ انڈے کا چھلکا سارے کے سارے خدا تھے۔ پھر بعض انسان کیوں خدا نہ بن جاتے۔ آپ کے طفیل یہ سب کے سب تخت الوہیت سے اُتارے گئے اور خاک میں ملا دیئے گئے۔ آپ کی تعلیم توحید نے دُنیا میں دو صداقتیں قائم کیں۔ اوّل یہ کہ انسان انسان میں برابری اور یکسانیت ہے دوسرا یہ کہ کُل کائنات کے مظاہر انسان کے خادم ہیں۔ صداقت اوّل کی طفیل دُنیا میں پہلی دفعہ اصُولِ جمہوریّت قائم ہوئے۔ اور یہ صداقت ثانیہ نے تمام علمی انکشافات کا دروازہ کھولدیا۔ ذات پات نسب۔ دولت۔ زبان۔ قومیّت کے جو امتیازات تھے۔ وہ اس توحید اسلامی نے دُنیا سے مٹائے

کامے ۔ گورے ۔ سُرخ وزرد کل کے کل انسان خدا کی نگاہ میں یکساں نظر آنے لگے ۔ کیونکہ وہ ایک ہی جوہر اور نفس سے نکلے ہوئے تھے ۔ انہیں امتیازات کو دفع کرنے کے لئے قرآن نے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کا اصول باندھا ۔ دُنیا میں سب سے اول جناب عمرؓ نے اس توحید میں سرشار ہو کر جمہوریت کا وہ اصول فرمایا ہے جسے آج تک بھی جمہوریت کی دلدادہ قوموں نے عملاً نہیں سمجھا ۔ اور وہ یہ ہے ۔ کہ وہ حکومت حکومت ہی نہیں جس میں ہر ایک محکوم کو اپنی آواز سُنانے کا حق حاصل نہ ہو ۔ دنیا نے سب سے اول دفعہ آپ کی طفیل یہ دیکھا ۔ کہ رعایا میں کا ادنےٰ سے ادنےٰ انسان امور سلطنت میں بڑے سے بڑے انسان کی غلطی پر نکتہ چینی کر کے اصلاح کی توجہ دلا سکتا ہے ۔ دنیا نے سب سے اول دفعہ اس اصول کو عمل میں آتے دیکھا کہ ملک کی تاجداری کسی کا ورثہ نہیں ۔ بلکہ از روے انتخاب حکومت و خلافت اُسے ملنی چاہیئے جو اس کا اہل ہو ۔ اور حاکم وقت کا فقط اسی قدر کام ہے کہ جو سلطنت کے قوانین عامہ راے کے ماتحت طیار ہوئے ۔ وہ صحیح طور پر عمل میں آرہے ہیں ۔ یا نئے حالات کے ماتحت اگر کوئی منشے قواعد قوانین تجویز ہوئے ہیں ۔ تو ان اصولوں کے تو خلاف نہیں جو عامہ راے کے تجویز دادہ ہیں ۔ ایک ادنےٰ سے ادنےٰ انسان کو یہ جرأت آنحضرت صلعم کی طفیل ہی حاصل ہوئی ۔ کہ وہ بادشاہ وقت پر اعتراض کر سکے ۔ مسئلہ توحید نے جو مساوات انسانی کا سبق دنیا کو دیا ۔ اس نے سب سے اول دُنیا میں حیثیت نسوانی کو بلند کیا ۔ آپ نے یہ تعلیم دی کہ مرد عورت دونوں ایک ہی جوہر سے ہیں ۔ وہ مرد کی توام ہے ۔ اس کے حقوق مقدس ہیں جن کی عزت ہر فرد پر لازم ہے ۔ اس کے وہی حقوق مرد پر ہیں جو مرد کے اس پر ہیں ۔ قرآن سے پہلے دنیا اس اصول سے ناواقف تھی ۔ اسی ضمن میں غلاموں کی آزادی اور ان کے حقوق کا بھی سوال آجاتا ہے

دنیا میں پیچھے بعد دیگر مذاہب پیدا ہوئے۔ ایک تہذیب کے بعد دوسری تہذیب آئی۔ لیکن غلاموں کی حالت پر کسی کو رحم نہ آیا۔ آپ نے آکر ہر قسم کی غلامی کا خاتمہ کر دیا۔ ہاں پولیٹیکل یا حربی اسیری کی اجازت دی لیکن ساتھ ہی اسیرانِ حرب کے ساتھ وہ مراعات و حسن سلوک تجویز فرمایا کہ جس سے اس قسم کی غلامی بھی مفقود ہونے لگ گئی۔ یہ آپ کی طفیل دُنیا نے دیکھا۔ کہ کل کا غلام آج کا وزیر و بادشاہ بن گیا +

مذہبی رواداری میں آپ نے ہی لا اکراہ فی الدین کا اصول قائم کیا۔ مذہبی امور میں بھی اختلاف رائے کو آپ نے باعثِ رحمت قرار دیا۔ آزادیٔ ضمیر و رائے کی عزت کی۔ آپ سے پہلے یہ کون جانتا تھا۔ کہ مذہبی اُمور میں ہر ایک انسان صرف ایک خدا کے آگے ذمہ وار ہے وہ کونسا مذہب ہے کہ جس نے مذہبی تشدد دوسروں پر نہیں کیا! عیسائیت کی تاریخ تو بالکل اس معاملہ میں خونی تاریخ ہے۔ اس امر میں دُنیا اصلاح کی محتاج تھی۔ اس اصلاح کا سہرا بھی سرورِ عالم کے سر پر ہی رہا۔ اسلام نے کبھی کسی یا لٹیمر کو بربناءِ الحاد قتل نہیں کیا۔ اگر ڈین انجی آج سے کچھ صدی پہلے ہوتے تو پھر وہ بھی تختۂ مظالم پر بٹھائے جاتے۔ اس امر سے شاید کسی کو آنحضرت صلعم کے جنگوں کا خیال آئے۔ سو یاد رہے کہ یہ جنگ سب کے سب اندفاعی تھے۔ تلوار اُن پر چلی جنھوں نے اسلام کو تباہ کرنے کے لئے پہلے اسلام پر تلوار چلائی +

آپ کی طفیل سب سے اول دنیا نے تلوار کا صحیح استعمال سیکھا۔ کل تاریخ عالم خواہ مذہبی خواہ سیاسی اسی امر کی شاہد ہے کہ دنیا تلوار سے مستغنی نہیں ہوئی۔ سیرائیلی اور ہندی ہادیانِ دین نے تلوار چلائی۔ خود شہزادہ سلامتی (جیسے کہ عیسائیوں نے مسیح کا نام تجویز کر رکھا ہے) بھی یہی فرماتے تھے۔ کہ میں دُنیا میں امن قائم کرنے نہیں آیا۔ بلکہ میں تو تلوار اور آتش دنیا میں بھیجنے آیا ہوں۔ اور

امر واقعہ بھی یہی ہے۔ وہ اسرائیلی قوانین پر چلتے تھے۔ اور وہ قانون تلوار کو جائز قرار دیتا ہے۔ خود انبیائے بنی اسرائیل جنگ کرتے رہے۔ حق تو یہ ہے کہ جناب مسیح کو موقعہ مساعد نہیں ملا۔ والّا وہ ضرور تلوار چلاتے۔ انھوں نے بیشک پطرس کو ایک موقعہ پر تلوار چلانے سے روکا۔ لیکن وہ تو انھوں نے عقلمندی کی۔ آپ کے ساتھی اس وقت بہت ہی تھوڑے تھے۔ اور دشمن کثرت سے تھے۔ تلوار کا چلانا گویا اپنی موت کو آپ بلانا تھا علاوہ ازیں جو مسیح خود نہ کر سکے۔ ان کی جگہ ان کے متبعین نے کر دکھایا۔ آج عیسائی دنیا کے بہترین دماغ ان کا وقت ان کا روپیہ اس سوچ و بچار اور ایسے راہوں کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔ کہ کن راہوں سے تلوار اور آگ کو دُنیا میں بھیجا جاوے۔ اور یہ سب کچھ اسلئے نہیں کہ اس سے نسل انسانی کو کوئی فائدہ ہو۔ بلکہ اسلئے کہ روپیہ آئے اور ملک آئے +

بہرحال یہ امر مسلم ہے کہ محض ہمدردی انسانی بعض وقت تلوار کا استعمال چاہتی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ بیکس ہستی مخلوق پر ظالم ظلم کریں۔ اور دوسرے ان کا تماشا دیکھیں۔ یا مذہبی آزادی میں فرق آئے۔ اور ظالموں کو نہ روکا جائے۔ دنیا کی زندگی میں ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جب ہتھیاروں کو استعمال کرنا ہی پڑتا ہے۔ لیکن دنیا نے ہتھیاروں کی عموماً بد استعمالی ہی کی ہے۔ اور یہ خدا کے نبی اور مُرسل کا کام تھا۔ کہ وہ دُنیا کو تلوار کا صحیح استعمال سکھلائے +

جناب مسیح تو دُنیا میں تلوار اور آگ بھیجنے کا ارادہ کرتے تھے۔ لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایسا کرنے پر مجبور ہو گئے۔ آپ نے ذیل کے تین مواقع پر استعمال صمصام کو جائز فرمایا +

(۱) اگر کسی قوم کی معبد یا پرستشگاہ خطرۂ انہدام میں ہو عام اس کے کہ اُس معبد کا کسی مذہب و ملت سے تعلق ہو۔ وہ ہندو۔ عیسائی۔ موسائی۔ بدھ کسی کی ہو

اسکی حفاظت ایک مسلم پر فرض ہو جاتی ہے (سورہ حج آیت ۴۰)

(۴) آزادی ضمیر یا آزادیٔ مذہب کے لئے بھی حسب ضرورت تلوار چلانی فرض ہے۔ قرآن کی تعلیم یہ ہے۔ کہ ہر ایک شخص کو انتخاب مذہب میں کامل آزادی حاصل ہے۔ اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے کو اپنے مذہب کے قبول کرنے پر مجبور کرے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے۔ تو ایک مسلم کا فرض ہے کہ اُسے روکے۔ ماوراء اس کے ایک مسلمان جبر کرنیوالا ہو۔ اور ایک غیر مسلم مجبور ہو (سورہ بقر ۱۷ - ۱۲۳) +

(۳) حفاظت خود اختیاری (سورہ حج ۳۹) لیکن ہر حالت میں شرط یہ ہے کہ جسوقت فریق ثانی جبر یا تلوار کو چھوڑ دے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ اسی وقت ایسا کرے۔ یعنے وہ بھی تلوار ہاتھ سے چھوڑ دے۔ دوسرے مذہب وملت کے ہادیان نے مثلاً انبیاء بنی اسرائیل نے ان مواقع پر تلوار چلائی کہ جن کی صحت یا جوازیت کا قائم کرنا شبہ سے خالی نہیں۔ لیکن آپ نے تلوار اسیوقت اُٹھائی جب خود صداقت اور صیانت کا تقاضا تھا +

اخوت عامہ بھی اوّل دفعہ مضبوط اصولوں پر آپ نے ہی تعلیم کی۔ جناب مسیح کے دل میں بھی ایسی خواہش تھی لیکن ان کے ارادہ ہمیشہ خواب و خیال ہی رہے۔ اور عیسویت کی تاریخ میں تو اخوت انسانی کا نشان تک نظر نہیں آتا۔ اسلام ہی دنیا میں وہ تعلیم لایا۔ کہ جس نے کالے گورے سُرخ وسفید کو ایک رشتہ اخوت میں منسلک کر دیا۔ آج دنیا عالمگیر اتحاد کو چاہتی ہے۔ اور اگر یہ اتحاد کبھی قائم ہوا تو اسلامی اصولوں پر ہوگا

اس مضمون کے تعلق میں اسلام کے تعلیم کردہ صفات خداوندی کا مطالعہ خالی از صفات نہ ہوگا۔ قبل اسلامی خدا قومی خدا تھا۔ مغرب مشرق ہر جگہ وہ رب قوم تھا۔ وہ رب ہارون وموسیٰ تھا۔ لیکن اسلام نے اُسے خدا رب العالمین کر دکھلایا۔ جو تمام اقوام کا یکساں خدا ہے +

آنحضرت صلعم نے اس اتحاد عالمگیر کے لئے ایک اور مضبوط اصول باندھا۔ آپؐ نے تعلیم فرمائی۔ کہ کُل اقوام و مذاہب کے مُعلّم و بانی سب کے سب خدا کے نبی۔ اور اس کے مبعوث تھے۔ اور ایک مسلم کا فرض ہے کہ ان سب کو قبول کرے۔ اور ان سب انبیاء ربانی میں کوئی فرق و تمیز نہ کرے۔ آپؐ نے یہ بھی تعلیم کی۔ کہ یہ سب کے سب انبیاء ایک ہی خدا کی طرف سے لائے۔ البتہ اِنسانی دستبرد نے صحیح تعلیم کو بگاڑ دیا۔ اور موجودہ اختلافات پیدا کر دیئے +

یہ بھی آنحضرتؐ کی طفیل ہے۔ کہ مذہب اور سائنس میں چولی دامن کا ساتھ اسلام میں پیدا ہوا۔ اسلام نے کوئی ایسا اصول نہیں منوایا۔ کہ جس میں تحکمانہ رنگ ہو یا جس کے قبول کرنے میں عقل و دانش کو تامل ہو +

آنحضرت صلعم نے تو حصول علم کو عبادت پر فضیلت دیدی آپؐ کے نزدیک تو خداوند کا جلال اسی میں ہے۔ کہ قدرت کے رازوں کو سمجھا جاوے۔ اور اسے فوائد انسانی کے کام میں لایا جاوے۔ چنانچہ آپؐ کی ان تعلیمات کا نتیجہ تھا۔ کہ آپؐ کے بعد ایک صدی کے اندر اندر وہ تمام علوم وجود میں آ گئے۔ جن کا نام آج علوم جدید رکھا گیا ہے۔ اسلام سے پہلے تو ہر ایک چیز آگ پانی۔ درخت۔ ہوا وغیرہ خدا و معبود تھی۔ لیکن آنحضرتؐ کے ایک کرشمہ تعلیم نے ان سب معبودوں کو اِنسان کا غلام اور خادم بنا دیا۔ انسان اس تلاش میں لگ گیا۔ کہ ان سے خدمت لے اور اس سے علوم جدید پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ صرف آنحضرت صلعم ہی یکہ و تنہا وہ ذات مبارک ہیں۔ کہ جو اپنی تعلیم کا آپ نمونہ ہیں۔ آپؐ نے کوئی بات ایسی تعلیم نہیں کی۔ کہ جس پر آپ خود نہیں چلے۔ قرآن میں کوئی امر و نہی ایسا نہیں کہ جس پر آپؐ کا عمل نہ ہو۔ اسلام سے باہر کوئی مذہبی کتاب اُٹھا دیکھو بڑے بڑے خطبات اخلاق و اعمال پر لمبے چوڑے مواعظ جنہیں

بعض نا قابل عمل لیکن آنحضرت صلعم کی ذات مبارک یہاں بھی ایک استثنا اشرف ہے۔ جو کچھ آپ نے دوسروں کو تعلیم کیا آپ نے خود کر دکھایا۔ حق پوچھو تو آپ کی زندگی ہی قرآن کی بہترین تفسیر ہے۔ قرآنی اوامر ونواہی کے سمجھنے کے لئے نہ ہمیں تفسیریں کھولنے نہ علماء سے سبق حاصل کرنے کی چنداں ضرورت ہے + یہ سب امور آنحضرت صلعم کے اعمال سے روشن ہو جاتے ہیں۔ تمام کے تمام حسنات قرآنی آپ کے عمل میں آگئے۔ ہر ایک قسم کی سیئات سے آپ نے اجتناب کیا۔ یہ ایک مشہور بات ہے۔ کہ جناب عائشہؓ سے جب ایسی آیات قرآنی کی تفسیر پوچھی جاتی تو آپ آنحضرت صلعم کے فعل کی طرف اشارہ فرماتیں۔ اور اگر آپ سے کسی فعل نبوی کے متعلق کچھ دریافت ہوتا۔ تو آپ آیت قرآنی پڑھ دیتیں۔ خود کسی عمدہ تفسیر کو اُٹھا کر دیکھ لو۔ وہ آیات اوامر ونہی کی تشریح میں عموماً اقوال و اعمال نبوی کا ذکر کرتے ہیں +

بالمقابل جناب مسیح کو دیکھ لو۔ آپ نے بہت سے وعظ فرمائے وہ خواب وخیال ہی رہے۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ نے خود ان پر عمل کر کے اُنہیں نہیں کھولا۔ "اپنے دشمنوں سے محبت کرو۔ اور بدی کو نہ روکو" (متی باب ۵ آیات ۳۹۔۴۴) کا وعظ تو آپ فرما گئے۔ لیکن یہ وعظ بیابان میں ایک گونج ہی۔ بالمقابل قرآن نے جو یہ وعظ فرمایا۔ کہ "ادفع بالتی ھی احسن۔" یعنی بدی کے عوض نیکی کرو۔ یہ حکم اسلام میں حقیقت و صداقت بنگیا۔ اسکی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ آپ نے بسا اوقات اس پر عمل کیا۔ آپ نے اپنے اپنے دشمنوں کو ہمیشہ معاف کیا۔ اور اُن سے مراعات کے ساتھ پیش آئے۔ ایسا ہی قرآن نے غلاموں کی آزادی کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ خدا کی محبت میں تم اپنی دولت اُن دشمنوں کے آزاد کرنے میں خرچ کرو۔ جن کو تم نے اسیر کر لیا ہے۔ ان الفاظ میں

دشمن سے حقیقی محبت کرنا قرآن نے سکھلایا۔ اور آنحضرت صلعم نے سب سے اول اس پر عمل کیا۔ اس امر کی تشریح میں کہ آپ نے حکم قرآنی پر عمل کیا جتنی چاہوں مثالیں دے سکتا ہوں۔ لیکن یہاں میں ایک خاص حکم قرآنی کا ذکر کروں گا۔ جس کے لئے میں اپنے اندر ایک خاص دلچسپی پاتا ہوں۔ ہم لوگ پانچ وقت نماز پڑھا کرتے ہیں۔ جو ہم پر فرض ہے لیکن ان پانچ نمازوں کے علاوہ ایک اور نماز کا بھی ذکر قرآن میں ہے اُسے ہم تہجد کہتے ہیں۔ وہ آدھی رات کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اس کیلئے شرط ہے۔ کہ آدمی کچھ وقت سو چکا ہو۔ اور پھر نیند سے الگ ہو کر نماز ادا کرے۔ اس وجہ سے یہ نماز بہت مشکل ہے۔ لیکن یہ نماز ہم پر فرض نہیں رُوحانی ترقی کے لئے جو چاہے اسے پڑھے۔ لیکن یہ نماز تہجد آنحضرت صلعم پر فرض تھی۔ اس نماز کا حکم آپ پر ابتداء نبوت میں ہؤا۔ اور آپ اس پر دمِ واپسیں تک قائم رہے۔ آدھی رات کو نماز میں کھڑے ہونے سے آپ کے پاؤں سُوج جاتے تھے۔ کُل دُنیا تو خواب نوشیں میں ہوتی۔ اور آپ نیند سے جُدا ہوتے۔ میں نے بسا اوقات اس معاملہ پر غور کیا۔ کیا یہ فعل کسی مُفتری کا ہوسکتا ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ ایک انسان بعض احکام تجویز کرکے دوسروں کی تشویق و تحریک کے لئے ان احکام پہ چلے لیکن جو حکم صرف اپنی ہی ذات کے لئے ہو۔ اور سخت سے سخت اور کٹھن سے کٹھن ہو اُسے خود ہی تجویز کرے۔ اور پھر خود ہی اس پر عمل پیرا ہو۔ ممکن ہے کہ ابتداء میں کسی خاص ضرورت سے ایسا کیا جاوے۔ لیکن جب طاقت ہو گئی لوگ مطیع و منقاد ہو گئے۔ پھر انہیں کیا ضرورت تھی۔ اگر کوئی مفتری ہوتا تو ایک اور آیت تجویز کر لیتا۔ اور اس کٹھن نماز سے نجات حاصل کر لیتا اگر غور کرو تو یہی ایک مثال اسی امر کو ثابت کرتی ہے۔ کہ آپ حقیقی ملہم من اللہ تھے پھر جب ہم آپ کے اخلاق اور حسنات پر غور کرتے ہیں۔ تو کس قدر ایک مجموعہ

کبیر ہمیں نظر آتا ہے۔ اگر ایک طرف قرآن حمید نے اخلاق کی ہر ایک شاخ کو اپنی
تعلیم میں لیلیا ہے۔ تو آنحضرتؐ کے اعمالِ حسنہ نے اُن تمام کے تمام اخلاق کو
اپنے دائرہ میں گھیر لیا ہے۔ ایک یتیم کی زندگی سے چل کر آپ بادشاہِ وقت
بنگئے۔ اور زندگیٔ انسانی کے ہر رنگ کو آپ نے دیکھا۔ اپنے فرض کو جو
آپ کے راہ میں آیا۔ پورے طور پر ادا کیا۔ اور اس طرح آپ کا اُسوہ دوسروں
کے لئے اعلےٰ نمونہ واقع ہوُا۔ آپؐ کی ذات میں ہمیں ایک کم سن بچہ۔ ایک جوان
ایک معمر انسان۔ ایک بیٹا۔ ایک باپ۔ بھائی۔ خاوند۔ ہمسایہ۔ ہمجولی۔ ایک
سپاہی۔ افسرِ فوج۔ ایک فاتح۔ ایک مظلوم اور جان بچانے کے لئے بھاگتا ہوُا
انسان۔ ایک تاجر۔ ایک بادشاہ وقت۔ ایک حاکم عادل۔ الغرض رنج و راحت
فلاح و مصیبت ہر رنگ میں آپ گذرے۔ اور ہر جگہ اعلےٰ نمونہ قائم کیا۔ حالانکہ
یہ مختلف حیثیتیں ایکدوسری کے متضاد ہیں۔ اور طبیعت انسانی علے العموم
ان حالات مختلفہ میں یکساں نہیں رہتی۔ لیکن آپؐ ہر حال میں وہی محمدؐ تھے۔
وہی جو غربت و مسکینی میں تھے وہی ثروت و شوکت میں تھے۔ ہم ان معلمان
کے متعلق کیا راے قائم کریں۔ جو معمولی زندگی کی جمودیت سے باہر نہیں نکل سکتے
ہم خود کسی رنگ میں ہوں۔ زندگی کے کسی شعبہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ ہم پر
کوئی حالات وارد ہوں۔ اگر ہم آنحضرتؐ کی طرف رجوع کریں۔ تو آپ کے
اقوال آپ کے افعال آپ کے حرکات و سکنات میں ہمیں کافی ہدایت اور رہنموئی
ملجاتی ہے۔ ہم کو اندھیرے سے نکالنے کیلئے نور ہدایت ملجاتا ہے۔ پھر اس امر کے
ہوتے ہوئے ہم کو ایک خاص بات آنحضرتؐ میں نظر آتی ہے۔ یعنی کہ آنحضرتؐ کا
نمونہ ہمیں اپنی عقل و دانش کو استعمال کرنے سے روکے۔ یہ نہیں کہ کوئی خاص بات ہے
کہ جس کی تقلید ہمیں کورانہ کرنی ہو۔ آنحضرتؐ ہمیں ذاتی راے یا محاکمہ کرنیکی تحریص
دلاتے ہیں۔ آپؐ ہمیں بعض ہدایت کے رنگ میں اشارات دیتے ہیں جو ہر مرحلہ زندگی
کے مطابق پڑتے ہیں ہمیں وہ اخلاقی اصول بتلاتے ہیں۔ آگے حالات مخصوصہ کے مطابق

خود اپنے لئے راہ تجویز کرنی ہوتی ہے۔ پھر ایک اور بات ہے جو آپ کی ذات سے ہی مختص ہے۔ آپ ہر معنوں میں ایک کامل تاریخی انسان ہیں۔ بچپن سے لے کر نبوت تک اور پھر آغاز نبوت سے چل کر دم واپسیں تک علے الخصوص آپ کی ہر ایک بات حیطہ تحریر میں آ چکی ہے۔ میں آپ کے متعلق حالات اپنے والدین کے حالات سے کہیں زیادہ جانتا ہوں۔ اور پھر جو اثر نہایت ہی حیرتناک ہے کہ آپ کے متعلق دنیا کا علم تو اس قدر وسیع ہے۔ اور پھر اس علم کے ہوتے ہوئے ہماری آپ کی توصیف اور آپ کی تعریف ہمارے دل میں گوناگوں زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ اگر ہمیں اور پیغمبروں کے حالات پورے پورے معلوم ہوتے تو ہماری کیا رائے ان کے متعلق ہوتی۔ دوسروں کے حالات ایک قسم کا راز سربستہ ہیں۔ اور جو کچھ بھی معلوم ہے وہ بر رنگ فسانہ ہے۔ ہم انکی روزانہ زندگی سے مطلق ناواقف ہیں۔ وہ تو بالکل ایک فرضی داستان کے رنگ میں نکلے معلوم ہوتے ہیں۔ بالمقابل آنحضرت صلعم تو انبیاء چھوڑ دوسرے تمام مشاہیر تاریخ میں ایک ہی کامل تاریخی انسان ہیں مستزاد برآں ایک اور بات مجھے آپ میں ہی نظر آتی ہے۔ آخر نبی تو ہمارے واسطے نمونے اور ہادی ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا نمونہ کچھ اس رنگ کا ہونا چاہئے جو عملاً ہماری رہنمونی کرے۔ آنحضرتؐ کا نمونہ انسانی رنگ میں ہے آپ کے معاملات عامہ فوق العادت ہونے سے الگ ہیں۔ آپ نے ہر مہم کے طے کرنے میں وہ رنگ اختیار کیا۔ کہ جس کی نقل اور پیروی انسانی امکان کے حدود میں آ جاتی ہے۔ دوسرے انبیاء کے سامنے مشکلات و مہمات بھی تھیں۔ ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے اُن کو اعجازی طریق پر حل کیا۔ معجزات یہاں تک تو درست ہیں۔ کہ ان کے ذریعہ تقویت ایمان ہو سکے۔ یا ایک عامی انسان کسی معجزہ کے ذریعہ کسی صداقت پر قائم ہو جاوے۔ اور اس رنگ میں آنحضرت صلعم کے متعلق بھی بہت سے معجزات

روایت صحیحہ میں موجود ہیں۔ لیکن میں تو اُن مُہمات زندگی کا ذکر کرتا ہوں جو آئے دن ہماری راہ میں آجاتے ہیں۔ یہ وہ مشکلات انبیاء علیہم السلام کی راہ میں بھی پیدا ہوئیں۔ اب اگر ہم میں معجزات کی طاقت نہیں تو کسی نبی کا اعجازی طریق پر ان مشکلات کو حل کر لینا ہمارے لئے ایک بے سُود نمونہ ہے۔ مثلاً جنابِ موسیٰؑ کے سامنے اسرائیلی قوم کی نجات تھی۔ آپ انہیں بذریعہ معجزہ فرعون کے تعاقب سے نکال کر لے گئے۔ آنحضرت صلعم پر بھی ایک وقت آگیا مدینہ محصور ہو گیا۔ دس ہزار دشمن کے مقابل ایک مختصر سی جماعت سے آپ کو کام لینا پڑا۔ لیکن آپ نے جو کام کیا۔ اور جو سپاہیانہ انداز اختیار کیئے آج کسی فوج کے جرنیل کو اس پر ناز ہو گا۔ کہ وہ حسب ضرورت ان راہوں کو اختیار کرے۔ پھر جناب موسیٰ کے ان معجزات کا نتیجہ کیا ہوا۔ جب وقت آن پڑا اسرائیلیوں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ جناب مسیح بھی تو ہر دم معجزات ہی دکھاتے تھے لیکن ان سے بڑھ کر کسی اور کو اپنے متبعین کی کمزوری ایمان کی شکایت نہ ہو گی۔ بالمقابل آنحضرت صلعم کے صحابہ نے جو جاں نثاری۔ ایثار اور آپ سے محبت ظاہر کی۔ وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ آپ کی اصلاحات کا کیا ٹھکانہ ہے لیکن میں یہاں ایک مختصر امر کا ذکر کرتا ہوں۔ شراب خوری اور قمار بازی۔ میں نے اس لئے اس کا ذکر کیا۔ کہ یہ لعنت آج موجودہ متمدن قوموں کے گلے کا ہار ہو رہی ہے۔ اور نسل انسانی کے لئے وبا کا حکم رکھتی ہے آج اہل مغرب بھی شراب کو دور کرنے کی فکر میں ہیں۔ لیکن آنحضرت صلعم نے شراب و قمار کی خرابی کو ایسے وقت دیکھ لیا۔ جب دوسرے ان میں کوئی بدی کا رنگ نہ دیکھتے تھے۔ آپ کے ایک لفظ نے ان لعنتوں کو کم از کم نسل انسانی کے چوتھائی حصہ کو آج بھی پاک کر دیا۔

اخیر میں مجھے ایک اور بات کہنی ہے جو میرے نزدیک مغز مذہب ہے۔ میری اس سے مراد روحانیت ہے۔ حیوانیت کا روحانیت میں منتقل ہو جانا۔ مدرسہ کے

نفس کا ضمیر وایمان بن جاتا ہے۔ ہمارے اندر بہیمیت ہے۔ اور ہمیں ان بہیمیت کو اخلاق ربانی میں متشکل کرلینا ہے۔ یہ تو صحیح ہے۔ کہ ہر ایک مذہب بھی کم و بیش اس غرض کو اپنے سامنے رکھتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلعم ہمیں اس کے لئے آسان اور سیدھا راستہ دکھلاتے ہیں جہاں دوسرے مذہب وملت کٹھن اور لمبے اور تکلیف دہ راستے تجویز کرتے ہیں ہمیں طرح طرح کے مجاہدات سکھلاتے ہیں ہمیں اپنے روزانہ فرائض سے جدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہمیں دشوار گذار راہوں سے ہمارے قوائے باطنیہ کو روشن کرنا چاہتے ہیں۔ ان سب کے بالمقابل آنحضرت فرماتے ہیں۔ کہ ہم نہ دنیا کو چھوڑیں نہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہوں۔ بلکہ ہم ان دنیوی امور کو ایسے ڈھنگ پر چلائیں۔ کہ ہمارا روحانی مقصد بھی حاصل ہو جائے۔ ایک مسلم اپنے ہفتے کے دنوں کو یوم خدا وند (اتوار) اور ایام دنیا میں تقسیم نہیں کرتا۔ ہماری زندگی کا ہر لمحہ خدا کا ہے۔ اور اسی طرح استعمال ہونا چاہئے۔ اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلعم نے پانچ وقت کی نماز تجویز کردی۔ یعنے دن کے ایک خاص حصے کے بعد جسمیں ہم خاص طور پر مصروف ہوتے ہیں۔ ہم خدا کی طرف رجوع کرلیتے ہیں۔ اور اس کا خاص مقصد یہ ہے۔ کہ دو نمازوں کے درمیان کا جو وقفہ ہے وہ بھی خدا کا ہو جائے۔ اور ہم اس وقفے میں جو کام بھی کریں وہ خدا کو سامنے رکھکر کریں۔ آنحضرت صلعم ہم سے راہبانہ زندگی طلب نہیں کرتے وہ ہمکو متاہل زندگی کیطرف متوجہ کرتے ہیں۔ اور وہ تعلیم فرماتے ہیں۔ کہ متاہل زندگی ہی کل اخلاق وروحانیات کا تادیب خانہ ہے بڑا بھاری مرحلہ اصلاح انسانی کا وہ جذبات پیدا کر دیتے ہیں جنمیں رنگ حیوانیت یا بہیمیت کا ہوتا ہے لیکن آپ ان قوائے بہیمیہ کی ہلاکت تجویز نہیں کرتے۔ جیسے کہ بعض مذاہب نے تجویز کیا۔ آپ کی تعلیم ہے کہ ہم ان قوائے بہیمیہ پر قابو پالیں۔ ہم انکی تعدیل و تادیب کریں پھر انہیں قوائے دیہ کو اخلاق فاضلہ بنا ہمیں دراسکے بعد روحانیت کے مالک ہو جائیں دست بکار و دل بہ یار۔ ایک ایرانی ضرب المثل ہے۔ جو اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہے اس رنگ میں بھی خصیت آپ کی ذات والاصفات بینظیر و بیعدیل ہے ؎

صنمارہ قلندر۔ سیزد کہ تو نمائی کہ دراز دور دیدم رہ و رسم پارسائی

ایک مسلم کا نصب العین زندگی

بسم اللہ - نماز - سلام

ذیل کا خطبہ لندن مسلم ہوس میں ۶ دسمبر ۱۹۲۵ء کو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام نے دیا کاش مسلم بھائی اس کو پڑھ کر اس پر عامل ہوں خواجہ صاحب تو کل مخلوق کو مسلم اعمال تلے لانا چاہتے ہیں لیکن اگر صرف ایک مسلم اپنے تعلقات میں صرف مسلم برادری کو اپنے دائرہ عمل میں لے آئے تو مسلم دنیا آج زندہ ہو جائے + مترجم

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ہم سب سے پہلے حقیقت اسلام پر غور کرتے ہیں ختمیت مآب نے مختلف طور پر اسلام کی تعریف فرمائی ہے۔ تعریف کرتے ہوئے کہیں تو اس کا عملی پہلو سامنے رکھا ہے کہیں اس کی علت و غرض کا لحاظ کیا ہے۔ الغرض مختلف پہلوؤں سے آپ نے اسلام کی تعریف کی ہے۔ یہ سب کی سب یقیں ایک دوسرے کے ممد اور ایک ہی مقصد کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں میں آج کے مضمون خطبہ کو سامنے رکھ کر ایک تعریف آپکو سناتا ہوں۔ اسلام کیا ہے

تعظیم لامر اللہ وشفقت علےٰ خلق اللہ

اللہ تعالیٰ کے احکام کی عزت و تکریم کرنا اور اسکی مخلوق پر شفقت کرنا

بعض کے نزدیک یہ صرف واؤ یہاں بیانیہ یا تفسیریہ ہے۔ یعنے اللہ کے احکام کی بجا آوری اس کی مخلوق پر شفقت کرنے سے وابستہ ہے۔ اسی امر کو آنحضرت صلعم کا ایک اور فرمان آور بھی واضح کر دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "کیا تم خدا تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو۔ تو پھر اس کی مخلوق سے محبت کرو" گویا محبت خدا کیا ہی محبت مخلوق الٰہی ہے۔ یوں تو ہر مذہب نے محبت الٰہی کا وعظ کیا لیکن ہم کیا جانتے ہیں۔ کہ خدا سے ہم کس طرح محبت کریں۔ علاوہ ازیں خدا تعالےٰ نے

اِنسانی جذبات یا اِنسانی احتیاجات سے تو ارفع ہے۔ وہ تو اس امر کا محتاج نہیں کہ ہم اس سے محبت کریں۔ ان وجوہ پر دیگر مذاہب کا یہ وعظ کہ خدا سے محبت کرو۔ ایک مہمل اور ناقابلِ فہم فقرہ تھا۔ آنحضرت صلعم نے ہم کو سمجھا دیا۔ کہ محبت خدا سے کیا مُراد ہے +

اسلام میں ایک خاص خوبی ہے۔ جو اور مذاہب میں کم نظر آتی ہے۔ اسلام نہ صرف اپنے مقاصد کے بیان کر دینے پر اکتفا کرتا ہے۔ بلکہ وہ راہ اور طریق بھی تجویز کرتا ہے۔ جس سے وہ مقصد بھی حاصل ہو جاتے۔ یہاں مقصد یا نصب العین زندگی محبت مخلوق بتلائی گئی ہے۔ محبت خدا کو محبت مخلوق بتلایا ہے۔ پھر یہاں نہیں چھوڑ دیا گیا۔ محبتِ مخلوق کے معنے بھی بتلا دیئے گئے۔ اور وہ یہ کہ تم مخلوق الٰہی سے اس طرح محبت کرو۔ جس طرح خدا تعالےٰ اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت کا اظہار دو طریق پر ہوا ہے اسکی ایک شفقت و محبّت کا نام قرآن کریم نے رحمانیت رکھا ہے۔ اور دوسری شفقت کا نام رحیمیّت رکھا ہے۔ مجھے ان دو کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں میں نے کئی دفعہ انہیں آپ پر واضح کیا ہے۔ ہمیں مختلف ضروریات لاحق ہیں ان میں سے اکثر کا تہیہ ہمارے امکان سے باہر ہے۔ ہم ان کے سوا نہ زندہ رہ سکتے ہیں۔ نہ کوئی کام کر سکتے ہیں۔ اور ہم انہیں مُہیّا بھی کر نہیں سکتے خدا تعالیٰ اپنے فضل اور مہربانی سے ایسی سب چیزوں کو ہماری پیدائش سے پہلے پیدا کر دیتا ہے۔ اس فضل کا نام رحمانیت ہے۔ یہ ہمارے کسی عمل کے عوض میں نہیں اُس کے فضل سے یہ امر حاصل ہوتا ہے۔ پھر ہم اس کے رحمانی عطیات کو استعمال کرتے ہیں یعنے ہمارا عمل ہوتا ہے۔ ہم اپنے اعمال کے نتائج کیلئے طبعاً متوقع ہوتے ہیں۔ اس کا فضل ہمیں ایک عمل کے عوض سینکڑوں گنا معاوضہ دیتا ہے۔ اس فضل و محبت کا نام رحیمیت ہے۔ بالفاظ دیگر ہماری احتیاجات کے دفعیہ میں اس کا ہمیں وہ چیزیں عطا کرنا جس کے لئے ہمارا

کوئی حق اُس پر نہیں - اور پھر جب ہم اپنے قویٰ کو استعمال کریں تو اس کا ہماری محنت کا کئی گنا عوضانہ دینا - ان دونوں (خط کردہ الفاظ) کو آپ ذہن میں رکھیں تو آپ کو ایک مسلم کی زندگی کا دستور العمل نظر آ جائیگا +

ہمیں ختمیت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہدایت فرماتے ہیں کہ اگر ہم سنُو وہ صفات سے متصف ہونا چاہیں تو ہمیں متخلق باخلاق الٰہیہ ہونا چاہیئے اس امر کو ہمارے سامنے رکھنے کیلئے آپنے فرمایا - کہ ایک مسلمان جہاں ہو جس حالت میں ہو - جب کوئی کام شروع کرے - یا جب کوئی قدم اٹھائے تو اپنی زبان پر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کہے - یعنے وہ جس کام کو شروع کرے - وہ خدا رحمان و رحیم کے نام پر شروع کرے - اور اپنے اُمورِ زندگی میں رحمانیت اور رحیمیت کے اخلاق برتے یعنے وہ اپنے دائرہ عمل میں مخلوق آلہی کے لئے رحمان اور رحیم بن جائے - وہ مخلوق آلہی کی ضروریات کے دفعیہ کے سامان پیدا کرے - گو ان کا کوئی بھی حق اس پر نہ ہو وہ دیکھ لے کہ جو کام وہ کرنے لگا ہے - یا جو قدم اس نے اُٹھایا ہے - وہ اسکی ذاتی اغراض کے لئے نہ ہونا چاہیئے - بلکہ اسمیں ہر ایک مخلوق آلہی کا حصہ ہے اور اس نے ان کی احتیاجات کو دیکھنا ہے - خواہ اس کی نگاہ میں ایسے مستحق ہوں یا نہوں - اور اگر اس کام میں کوئی اور اس کا شریک یا معاون یا خادم ہو تو پھر خاص کر اسکی خدمات کا معاوضہ دیتے ہوئے اُسے رحیم بننا ہے - اسکی ایک خدمت کا ایک عوضہ تو انصاف وعدل کے ماتحت لازمات سے ہے - نہیں اس سے زیادہ اسے کرنا ہے - اُسے رحیم کا مظہر بننا ہے - اور رحیم کے رنگ میں رنگین ہونا ہے اُسے دوسرے کی محنتوں کا عوض کئی گنا دینا ہے +

یہ نصب العین ایک بلند نصب العین ہے لیکن محالات سے نہیں - اور اگر ہم اسی نصب العین پر چلیں تو پھر دیکھ لیں کہ دنیا کا کیا نقشہ ہوتا ہے - جناب مسیح جس آسمانی سلطنت کے لئے دُعا کرتے تھے - اور جس کے لئے یہ عیسائی لوگ

صبح و شام اپنے گھٹنے ٹیکا کرتے ہیں۔ اس کو زمین پر لانے کا یہی طریق ہے نادان عیسائی سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ ایکدن مسیح آئیگا۔ اور اس کی سلطنت کل دنیا پر ہوگی پھر وہ عیسائیوں کو مقتدر کریگا۔ اور غیر عیسائیوں کو سزا دیگا۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اس آسمانی سلطنت کے خط و خال خود جناب مسیح بتلا گئے۔ انہوں نے اس دعا میں فرمایا

"تیری مرضی زمین پر ہو جیسی کہ آسمان پر ہے"

اسکی مرضی اسکی کائنات سے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ سب کا رب ہے۔ سب کی ربوبیت کرتا ہے، سب کے ساتھ رحمانیت اور رحیمیت کا سلوک کرتا ہے۔ جس دن انسان دوسروں کے مقابل اپنے اعمال میں رحمان اور رحیم ہوگیا۔ آسمانی سلطنت زمین پر قائم ہوگئی +

بغرض ایک مسلمان کو ہر کام کی ابتداء میں "بسم اللہ" پڑھنے کی تلقین اسی لئے فرمائی۔ کہ وہ اپنے سب حرکات و سکنات میں رحمانیت اور رحیمیت کا اخلاق برتے۔ پھر ان امور کا اسلام نے سد باب کیا۔ کہ جس سے انسان ان اخلاق فاضلہ کے دکھلانے سے رہجاتا ہے۔ اختلافات اور فسادات امن و آشتی کو فنا کر دیتے ہیں۔ اور انسان میں رحم کا مادہ زائل ہو جاتا ہے سب سے پہلے اسبات کی ضرورت ہے کہ ہم ہر ایک سے امن و آشتی اور سلامتی سے رہیں۔ اس غرض کے لئے فرمایا۔ کہ جب تم کسی کو ملو۔ تو السلام علیکم کہو۔ یا وہ کہے تو وعلیکم السلام کہو۔ اس کے عام معنے تو یہ ہیں کہ تم پر سلامتی ہو۔ اب اگر ہم دوسرے کو یہ کہیں تو گویا ہم یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہم اس کی سلامتی میں راضی ہیں۔ کیا یہ فعل ایک منافقانہ فعل نہ ہوگا۔ کہ ہمارا دل تو نفاق اور فساد اور بغض و کینہ سے بھرا ہو اور دوسرے کو نقصان دینے پر مستعد ہو اور بظاہر جب ہم اُسے ملیں تو کہیں کہ تم پر سلامتی ہو۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ اس فقرہ میں جو لفظ السلام ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کا ایک نام ہے۔ جو سلامتی کا سرچشمہ ہے۔ جو چاہتا ہے۔ کہ دنیا میں امن و سلامتی پھیلے تو گویا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو یا بطور پیشقدمی یا بجواب یہ کہتا ہے۔ کہ ہوش کرو۔ السلام تم پر حکمران ہے۔ تمہاری حالت کا نگران ہے۔

وہ تم سے سلامتی اور امن کا متوقع ہے +

الغرض مسلمان کو چلتے پھرتے امن اور سلامتی کے قیام کی تلقین ہے اور جب اس کی یہ حالت ہے۔ تو پھر اگر وہ منافق نہیں تو کسی پر سلام نہیں کہہ سکتا نہ بھیج سکتا ہے۔ جب تک وہ اس کے ساتھ امن و آشتی رکھنے کے لئے طیار نہ ہو۔ جب سلامتی قائم ہو جاتی ہے۔ اور فساد مٹ جاتا ہے۔ تو طبعاً رحیمیت و رحمانیت انسان کے اخلاق بن جاتے ہیں +

انہیں اغراض کے پورا کرنے کے لئے اسلام نے ایک تیسری تجویز کر دی جس کے ماتحت ہم دنیا کے کاروبار اور مشاغل سے الگ ہو کر اپنے گذشتہ اعمال پر غور کر سکیں اور دیکھیں کہ ہم نے کہانتک اپنے معاملات زندگی میں رحمانانہ یا رحیمانہ رنگ اختیار کیا ہے۔ اور ہم کہانتک سلامتی اور امن کو قائم رکھنے میں کوشاں ہوئے ہیں۔ یہ تجویز ہماری پانچ نمازیں ہیں۔ جو دن میں ایسے وقفوں پر آتی ہیں۔ جب ہم اپنے کاروبار سے الگ ہو کر کسی قدر سستانا چاہتے ہیں۔ یا جب ہم اپنے دن کی زندگی شروع یا ختم کرتے ہیں۔ ہماری نماز جس فقرہ سے شروع ہوتی ہے وہ بسم اللہ ہے اور جس پر ختم ہوتی ہے۔ وہ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ ہے۔ نماز پڑھنے کے وقت ہم نے دنیوی کاروبار چھوڑ دیا ہے۔ ہم خدا کی جناب میں کھڑے ہوئے ہیں اُسے رحمان و رحیم کے نام سے پکارا ہے ہم نے اپنے اعمال پر غور کرنا ہے کہ کہاں تک ہم نے ان اخلاق کو دوسروں کے ساتھ برتا ہے۔ پھر ہم نماز کو "السلام علیکم" پر ختم کرتے ہیں۔ اور ایک اور عہد سلامتی اور امن قائم رکھنے کا کرتے ہیں۔ ہمیں جماعت میں نماز پڑھنے کی تاکید ہے تو کم از کم ہمارے دائیں بائیں جس قدر مسلمان ہیں۔ ان سے تو ہمیں سلامتی اور امن سے پیش آنا ہے۔ ہم تنہا بھی نماز پڑھیں تو بھی ان جملوں کے ذریعہ ہمیں آئندہ کاروبار میں خدا رحمان۔ خدا رحیم اور خدا السلام کے رنگ کو اختیار کرنے کا [illegible] +

یا در کھو کُل کے کُل گناہ ۔ فواحش ۔ اور جرائم خدا تعالےٰ کی صفات کی خلاف اعمال کو اختیار کرنے سے پیدا ہوتے ہیں ۔ اور یہی فلسفہ نیکی اور بدی کا ہے قرآن کریم نے بتلایا ہے ۔ اگر ہم اخلاق آلہیہ کے ماتحت چلیں تو ہم سے نیکیاں سرزد ہوتی ہیں ۔ اور ہم اگر اُن اخلاق کے خلاف چلیں تو ہمارے اعمال کا نام سیئات اور بدیاں ہو جاتا ہے ۔ رب رحمان و رحیم بہت سے اسماء آلہیہ کو کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں ۔ اور ان کی خلاف ورزی مختلف قسم کے جرائم اور گناہ کو پیدا کرتی ہے ۔ پھر نماز میں اگر ہمیں رحمان و رحیم وغیرہ یاد دلایا جاتا ہے ۔ تو نماز سے بہتر فواحش و منکر سے بچانے کا اور کیا گر ہو سکتا ہے ۔ اسی لئے تو فرمایا ۔ کہ الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر یہی وہ نہر ہی جو بقول ختمیت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے گھروں کے آگے جاری ہے جسمیں پانچ وقت کا غسل نہمیں ہر قسم کی آلودگیوں اور ناپاکیوں سے صاف کر دیتا ہے +

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

پیرس کی عظیم الشان مذہبی کانفرنس کا تذکرہ ۔ غیر مسلمین و مسلمین کی اختلافی مسائل شیعہ و سنّی و مراسم نماز پر علی الترتیب مکالمات ۔ ہندو مسلم اتحاد ۔ فرقی اختلافات پر تنقیدی نظر تمام نظام عالم کا اصولی امور میں متحد ہو کر اپنی نوعیت میں اختلاف کرنا مسلم ہی ۔ اور اس کے متعلق صحیفہ قدرت سے استدلال ۔ اور اختلاف امتی رحمۃ کی دلچسپ تشریح ۔ سب نام نہاد فرقہ ہائے اسلام کے اصول ایک ہیں ۔ اپنے عقائد کا اظہار نبوت کے معنے اور ختم نبوت پر سیر کن بحث نزول و وفات مسیح پر روشنی آنیوالے مسیح کے مسئلہ پر بحث یہ کتاب ہر پڑھنے والے کے دل میں جمہور اہل اسلام کی محبت پیدا کریگی ۔ خواہ کوئی کسی فرقہ سے تعلق نہ رکھتا ہو نیز اس بیگانگت و اجنبیت کو دور کریگی جو مختلف فرقہ ہائے اسلام آپسمیں رکھتے ہیں + قیمت ۱۲ مجلد ۱ عہ

المشتہر ۔ مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

مُسلم بہشت

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

جدید معلومات متعلقہ کائنات نے معظم فیس ڈین انجی کو مجبور کردیا۔ کہ نہ تو وہ مسیحی نقشہ کائنات پر ایمان رکھے۔ نہ ان کی جغرافی بہشت و دوزخ کو قبول کرے۔ لیکن قرآن کریم اس مسئلہ پر بالیقین ڈین موصوف کی تشفی کردے گا۔ اُن دنوں میں جب زمین کائنات کا مرکز مانی جاتی تھی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ بہشت و دوزخ کوئی دو مقامات مخصوصہ نہیں۔ بلکہ حیات بعد الموت کی دو کیفیات خاصہ ہیں۔ اس امر پر قرآن کریم نے یہ فرمایا۔ سابقوا الی مغفرۃ من ربکم و جنۃ عرضھا السماء والارض (خدا تعالیٰ سے مغفرت مانگنے میں جلدی کرو۔ اور باغ جناں کی طرف جلدی کرو جس کی وسعت زمین و آسمان کی وسعت تک پہنچتی ہے) انہیں الفاظ میں جنت کا ذکر قرآن کریم نے سورہ آل عمران آیت ۱۳۲ میں بہ الفاظ ذیل کیا ہے۔ آیت وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم و جنۃ عرضھا السموٰات والارض ترجمہ اپنے رب کی مغفرت اور دوسرا بہشت کی طرف جلدی کرو۔ جس کی وسعت زمین اور آسمانوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

ان الفاظ سے فردوس بریں کی کیفیت سمجھ آجاتی ہے۔ جنت الماوےٰ کوئی خاص مقام مخصوصہ نہیں۔ بلکہ وہ تو اتنی وسیع ہے جتنے زمین و آسمان وسیع ہیں۔ اس آل عمران کی مذکورہ بالا تفسیر میں اکثر مفسروں نے ایک واقعہ کو لکھا ہے۔ جو اس امر پر مزید روشنی ڈالتا ہے۔ اس آیت کے نزول پر ہرقل رومی کا ایک سفیر دربار رسالت میں موجود تھا۔ اس نے

عرض کی۔ کہ اگر بہشت کی وسعت زمین و آسمان کو اپنے اندر لے لیتی ہے
تو پھر دوزخ کہاں ہے۔ خستمیت مآب نے فی الفور جواب دیا :-
سبحان اللہ این اللیل اذا جاء النہار (سبحان اللہ جب دن آجاتا ہے تو
رات کہاں ہوتی ہے) ان الفاظ نے معاملہ کو صاف کر دیا۔ زمین و آسمان
میں ہر جگہ بہشت ہر جگہ دوزخ ہے۔ یہ تو حیات بعد الموت کے دو نقشے
ہیں۔ دو کیفیات قلبی ہیں۔ جس کی قلب نے بہشت زمین و آسمان
اپنے لئے کر لیا۔ اس کے لئے کہیں دوزخ نہ رہی۔ ایسا ہی ایک
جہنمی کا نقشہ ہو گا۔ قلب سلیم سے ہی بہشت پیدا ہو جاتا ہے۔ اور
انسان کا قلب ہی دوزخ کا ایندھن ہو جاتا ہے۔ لہذا اسلامی
تعلیمات کی رُو سے بہشت و دوزخ قبر کے بعد کی دُنیا کی دو مختلف
منازل ارتقا ہیں۔ ہماری ارضی طبیعت ہمیں زمین کے ساتھ وابستہ
کئے ہوئے ہے۔ لیکن جب نفس مُدرکہ اَور ترقی کر لیگا۔ تو ارضی جسم
کی جگہ اُسے کسی اور جوہر کا جسم عطا ہو گا۔ اس جوہر کو عربی زبان میں
نُور کہتے ہیں۔ جس کا ترجمہ ایک حد تک لفظ روشنی سے ہو سکتا
ہے۔ نفس مُدرکہ اس نوری لباس میں کائنات کے مختلف طبقات
میں جانے کے قابل ہو جاویگا۔ اسلامی بہشت کی کیفیت یہ ہے۔ اور
اس کے بالعکس دوزخ ہے۔ جب ایک حالت میں ہمارے قوائے لطیفہ
تُرقّی ہو کر اپنی بلوغت کو پہنچ جاویں گے۔ اور دوسری حالت موت
کے بعد ان کے لئے پیدا ہو جائیگی۔ جو اپنے جوہر لطیفہ کو تباہ
کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا۔ قد افلح
من زکّٰھا وقد خاب من دسّاھا +

یہ مضمون کسی قدر زیادہ تشریح طلب ہے۔ لیکن سب سے اوّل میں
ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میں منازل ارتقائیہ پر کچھ روشنی ڈال دوں میں صرف

چند منازل کا یہاں ذکر کرتا ہوں۔ عالم نباتات کے رُکن جہاں چاہیں جا نہیں سکتے۔ وہ ایک ہی جگہ متمکن ہوتے ہیں۔ لیکن یہ کیفیت حرکت عالم حیوانات میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ وہ ادراک خاصہ ہے۔ جس کا ظہور عالم حیوانات میں تو ہوتا ہے۔ لیکن عالم نباتات میں نا قابل ظہور ہوتا ہے۔ لیکن ہیولےٰ انسان میں وہی جوہر ادراک بلوغت کی ایک اور منزل طے کر لیتا ہے۔ اب اس جوہر کی بلند پروازی کسی حدود کے ماتحت نہیں ہوتی۔ جسمانی حرکت میں تو ہم حیوانوں کے ہمپایہ ہوتے ہیں۔ لیکن دماغی۔ ذہنی اور رُوحانی پرواز جہاں چاہے ہمیں لیجاتا ہے۔ انسان کے لئے خوراک یا خوشبو بن کر انسان کے جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔ جہاں یہ نفس مُدرکہ کی شکل میں محلول ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قلب انسانی میں بہت سے جوہر لطیفہ مضمر ہیں۔ اگر تو وہ سب کے سب اس منزل ارضی میں ظاہر ہو جاتے ہیں تو پھر قبر کے بعد کسی مقام کی ضرورت نہیں۔ اور اگر وہ جواہر بالکل مخفی کے مخفی رہتے ہیں یا انہیں سے بعض بعض انسانوں میں اور وہ بھی محدود حالتیں ظاہر ہوتے ہیں۔ تو پھر ارضی مقام کے بعد لازمًا نفس مُدرکہ کا کسی اور رنگ میں ترقیات موعودہ کیلئے ظاہر ہونا۔ مثلاً رویا صالحہ مکاشفہ۔ کیفیات اشراقیہ دور کی بات کو فوق العادیہ طریق پر سُن لینا یا دیکھ لینا۔ رُوح کا ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانا اور وہاں کی کیفیات کو دیکھ لینا۔ یہ باتیں ہم مسلمانوں کو تو ابتداء اسلام سے معلوم ہیں۔ لیکن یہ امور آہستہ آہستہ اہل مغرب کے علم ویقین میں بھی آتے جاتے ہیں۔ ان پر اہل سائنس کے ایک طبقہ کا بھی ایمان ہے۔ یہ باتیں گویا علم کی شاخیں ہیں۔ اور انسان کے موجودہ حواس اس علم پر قادر نہیں۔ انسانی ہیولےٰ کے اندر ان حواس کی وہ کیفیات

بھی مضمر ہیں۔ جن کے ذریعہ یہ فوق العادیہ باتیں حاصل ہو سکتی ہیں جیسکہ کہیں کہیں بعض اہل صدق وصفا انہیں حاصل کرتے ہیں عیسائی دُنیا جناب مسیح کے متعلق بیشک یہ عقیدہ رکھے کہ وہ ارتقاے انسانی کی آخری منزل پر پہنچ چکے تھے۔ لیکن اُن کی تاریخ سے یہ باتیں نظر نہیں آتیں۔ انجیر کے درخت کا واقعہ تو معمولی درجہ علم سے بھی اُنھیں گھٹا دیتا ہے۔ وہ درخت کا پھل لینے کے لئے ایسے وقت درخت کی طرف جاتے ہیں۔ جب درخت میں پھل آنے کا وقت بھی نہ تھا یہی وجہ ہے۔ کہ حیوانی ادراک کا لباس عالم نباتات کے مقابل لطیف تر ہوتا ہے۔ اور انسانی جسم حیوانی جسم سے بھی زیادہ لطیف ہوتا ہے بالفاظ دیگر جوں جوں مُدرکہ بلوغت میں بڑھتا جاتا ہے۔ اپنے ظہور کے لئے وہ زیادہ سے زیادہ لطیف لباس چاہتا ہے۔ اسی طرح جب ارضی قیود سے نکلکر مُدرکہ اپنی پرواز میں اور ترقی کرجاوے گا۔ تو اسے لباس وہ ملیگا۔ جو ارضی جوہر سے کہیں زیادہ لطیف تر بلکہ الطف ہو۔ جہاں یہ اُن کیفیات کو جو مدرکہ انسانی میں مرکوز و مخفی ہیں۔ زیادہ آسانی سے ظاہر کرسکے۔ اور سماوی طبقات کی سیر کرسکے۔ یہ وہ طبقات ہیں۔ جو اس پر ارضی موت کے بعد آہستہ آہستہ کھلینگے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا۔

لترکبن طبقاً عن طبق

ترجمہ:۔ کہ تم لوگ (اسی طرح) درجہ بدرجہ منزل ہستی کو طے کروگے۔

اس سے ہی قرآنی سات بہشتوں کی حقیقت ایک حد تک کھلجاتی ہے یہ سات مقامات ہیں جو ایکدوسرے سے ارفع ہیں۔ اور برحق ہیں۔ اور علوم جدیدہ اس سے انکار نہیں کرسکتے۔ اگر کوئی ذی ہوش۔ ذی علم انسان حقائق سائنس سے انکار نہیں کرسکتا۔ اور مسئلہ ارتقاء کو حقائق میں سے سمجھتا ہے۔ تو پھر وہ نفس انسانی کی ترقی مابعد الموت سے بھی انکار نہیں

کر سکتا ۔ اگر جواہر سماویہ آہستہ آہستہ بسائط ۔ جواہر فرقیقہ ۔ پھر اتم اور عنصر ہوتے ہوتے عالم تنظیم میں آجاتے ہیں ۔ اور آہستہ آہستہ جسم انسانی میں نفس مدرکہ پیدا کر سکتے ہیں ۔ تو پھر اُن لطائف کے ظہور کے لئے جو نفس مدرکہ میں تو موجود ہیں ۔ لیکن اس دنیا میں ان کا ظہور نہیں ہو سکا۔ وہ بالضرور کسی ایسے عالم کو چاہتے ہیں ۔ جو قبر کے بعد پیدا ہو ۔ ایک تخم ۔ میوہ بننے سے پہلے کئی منازل طے کر لیتا ہے ۔ کبھی کونپل کبھی شاخ کبھی پتے کبھی پھول اور کبھی پھل بنجاتا ہے ۔ پھر اسی تخم کی ثمری حالت اسکی منزل آخری ہیں ۔ اسمعاملہ میں ڈاکٹر رشڈل جو کارلائل کے ڈین تھے ذیل کے الفاظ فرماتے ہیں :۔

"ہمارے پاس اس امر کے یقین کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ جناب مسیح ان علمی غلطیوں سے ارفع تھے جنہیں ان کے معاصر پھنسے ہوئے تھے ۔ ایک دماغی عارضہ کو جسے ان کے معاصر جن بھوت کا سایہ اور اثر یقین کرتے تھے ۔ وہی جناب مسیح کے معتقدات تھے ۔ جس طرح خمس موسے اور مزامیر داؤدی کے مصنفوں کے متعلق جہودی غلطیوں میں پڑے ہوئے تھے ۔ ویسی ہی غلطی جناب مسیح کو بھی تھی ۔ ایسا ہی یہ بھی بدیہہ ہے کہ جناب مسیح کو جو آیندہ کے متعلق بعض توقعات تھیں وہ بھی پوری نہیں ہوئیں ۔" ان توقعات سے مُراد وہ پیشگوئیاں ہیں جو جناب مسیح نے اپنی آمد ثانی کے متعلق کیں ۔ اور جو پوری انجیلی روایات کے مطابق پوری نہ ہوئیں ۔ ان الفاظ سے تو ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ جناب مسیح کا علم حسب روایات انجیل اس علم سے بھی کم تھا ۔ جو طریق عادیہ پر انسان حاصل کر سکتا ہے ۔ اور میں تو اس علم کا ذکر کرتا ہوں جو مکاشفات یا دیگر حواس باطنہ سے بعض اہل صفا کو حاصل ہو جاتا ہے ۔ لیکن یہ امر مسلم ہے کہ اہل صفا کے لئے یہ قوائے باطنیہ آنکھوں بھر کام نہیں کرتے ۔ لیکن ان کے کبھی

کبھی کے فعل سے یہ امر ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ انسان میں قوے تو
موجود ہیں۔ البتہ وہ صیقل ہونے کے محتاج ہیں۔ اور انسان ایک
وقت اس حالت کو پہنچ سکتا ہے۔ کہ جب یہ قوائے مستقل طور پر
کام کرنے لگ جائیں۔ اسلامی تعلیم اسبات کی طرف اشارہ کرتی ہے
کہ قوائے مذکورہ بالا حجابوں میں مستور ہیں۔ کسی روحانی انتشار کے
ماتحت کبھی کبھی یہ پردے ان حواس مخفیہ سے الگ ہو جاتے ہیں
انسان فوق العادۃ طریق پر چیزیں دیکھنے لگ جاتا ہے۔ لہذا
ہم اس منزل ارتقا پر پہنچ سکتے ہیں۔ جب اس طرح علوم کا حاصل ہوتا
عادیہ طریق پر ہو جاوے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کیا سائنس کو یا کسی
منطق کو ان باتوں سے انکار ہو سکتا ہے۔ یہی حالات ہیں جو آیندہ
پیدا ہو جائینگے۔ ہاں اس بعد کی زندگی کے دونوں پہلو ہونگے
روشن بھی اور تاریک بھی اور یہ ان مقامات پر ہوں گے جنہیں
بہشت اور دوزخ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بہشت اور دوزخ روحانی
ترقی کے دو مقامات ہیں ایک اسفل اور ایک اعلے۔ ایک نیچے کو
اور دوسرا اوپر کو اس سے ایک کا نام اسفل السافلین ہو گیا۔ اور دوسرے
کو علیین کہدیا گیا۔ اور عیسوی جہالت نے اوپر اور نیچے کے لحاظ سے
بہشت و دوزخ کا جغرافیہ تجویز کر دیا ــــ اس معاملہ میں ہمیں سرکونن ڈائل
کی شہادت کی ضرورت نہیں کہ اس کے چاروں طرف ارواح موتے
چلتے پھرتے ہیں۔ اور وہ دیکھ رہا ہے۔ یہ ایک شخصی شہادت ہے
جس پر طرح طرح کی جرح ہو سکتی ہے۔ جس طرح قرآن کریم نے اس مسئلہ
پر روشنی ڈالی ہے۔ اس نگاہ سے تو بہشت و دوزخ یا حیات بعد الموت
ایک طبعی نتیجہ اور منطقی قضیہ مسئلہ ارتقا کا ہے۔ اگر مسئلہ ارتقاء صحیح ہے
تو پھر حیات بعد الموت بھی صحیح ہے +

اب میں برعایت اختصار ان امور کے متعلق لکھنا چاہتا ہوں۔ ہم اپنا بہشت آپ طیار کرتے ہیں۔ عالم ذرات سماویہ سے چل کر انسانی قلب و دماغ تک ہزارہا منازل ارتقاء ہیں۔ اعلےٰ اور ادنےٰ۔ ہر منزل اعلےٰ کے اندر سات منازل ادنیٰ تسلیم کی گئی ہیں۔ ہر ایک منزل اعلیٰ کا آغاز اور انتہا ہوتا ہے۔ ابتدا سے لے کر انتہا تک ہر ایک چیز آہستہ آہستہ ان منازل ترقی کو طے کرتی ہے۔ اور جو ترقی کسی منزل اعلےٰ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ جب کسی منزل کی ترقی مخصوصہ ختم ہونے پر آتی ہے۔ تو اس چیز پر ایک قسم کی جمود کی حالت پیدا ہو جاتی ہے وہ لباس جو ہر ترقی نے اس خاص منزل میں حاصل کیا ہوتا ہے۔ وہ اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ اس کا نام موت ہے۔ جوہر ترقی اس حالت جمود میں ایک عرصہ تک رہتا ہے۔ جیسے اسلامی اصطلاح میں برزخ کہتے ہیں۔ برزخ کے لفظی معنے بھی یہی ہیں۔ مثلاً برف پگھلتی جاتی ہے۔ اور اس کی حرارت بڑھتی جاتی ہے۔ لیکن جب ایک نقطہ کمال حرارت تک جو برقی عالم سے وابستہ ہے برف پہنچتی ہے۔ تو فوراً اسکی ترقی رُک جاتی ہے۔ حالانکہ حرارت موجود ہے لیکن بظاہر معدوم ہو جاتی ہے۔ گویا اب برف پر موت آجاتی ہے۔ اور عالم برزخ شروع ہو جاتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد کل کی کل برف پانی ہو جاتی ہے۔ گویا نئے عالم کی زندگی کا آغاز شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پانی اپنی حرارت میں بڑھتا بڑھتا کھولنے کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اس معاملہ پر پہنچ کر پھر ترقی حرارت یکلخت رُک جاتی ہے۔ لاکھ آگ جلاتے جاؤ۔ اب حرارت میں ترقی نہ ہوگی یا بالفاظ دیگر پانی زیادہ حرارت قبول نہ کریگا۔ یہی موت کا نقشہ ہے نفس مدرکہ اپنی نمو کے لئے کوئی غذا قبول نہیں کرتا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد

پانی مخارات ہو جاتا ہے ۔ یہی نقشہ پیدائش ۔ زندگی موت ۔ برزخ حیات بعد الموت کا ہے +

اب اس سفر ارتقاء پر غور کرنے سے ایک اور امر نظر آتا ہے ۔ ہر ایک منزل ترقی میں ۔ ہر نفس شے میں دو چیزیں ہوتی ہیں ۔ ایک وہ جو اس نے منزل گذشتہ سے لی ۔ اور ایک وہ جو اس منزل میں آکر نئی پیدا ہو جاتی ہے ۔ جسے اس منزل کا مابہ الامتیاز کہہ سکتے ہیں ۔ اس سے اگلی منزل یعنے تیسری منزل میں جب نفس شے داخل ہوتا تو منزل اول کی تو کوئی چیز بین طریق پر اسمیں نہیں رہتی ۔ ہاں وہ چیز جو منزل ثانی میں آکر بطور مابہ الامتیاز نئی پیدا ہو گئی تھی ۔ وہ اس تیسری منزل میں آتی ہے ۔ اور وہاں آکر ایک نئی چیز اور پیدا ہوتی ہے ۔ بالفاظ دیگر ہر منزل کا مابہ الامتیاز یعنے وہ نئی چیز جو اس منزل میں پیدا ہوتی ہے ۔ وہ اگلی منزل میں چلی جاتی ہے ۔ ایک درخت کی مثال اس امر کو شاید واضح کر دے ۔ ایک تخم کونپل کی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔ اور درخت کی شاخیں اور تنہ ہو جاتا ہے ۔ اور اس مقام پر اسمیں پتے ہوتے ہیں ۔ پھر پتوں پر پھول اور پھول پر پھل ۔ پتوں میں لکڑی کی کیفیت تو موجود ہے ۔ لیکن مٹی میں اور پھول میں پتوں کی کیفیت تو ہوتی ہے ۔ لیکن لکڑی کی کیفیت بین طور سے نہیں ہوتی اور ایک نئی چیز پیدا ہوتی ہے ۔ جسے اُس پھول کی ریاح یا بُو باس کہتے ہیں ۔ پھل میں پتوں کی کیفیت نہیں ہوتی لیکن پھول کی خوشبو قائم رہتی اور نئی چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں ۔ الغرض نفس شے جس نے ترقی کرنی ہے ۔ وہ ہر منزل کے مابہ الامتیاز کو اگلی منزل کا سرمایہ ترقی بناتا ہے ۔ اور پچھلی منزل سے جو لایا تھا اس کو پیچھے ہی چھوڑ جاتا ہے ۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے ۔ کہ جو منزل اول میں سرمایہ ترقی تھی ۔ اور زندگی کے لوازمات

میں سے تھی۔ وہ تیسری منزل میں جاکر ترقی کا روک ہو جاتی ہے۔ وہ
ممد حیات نہیں۔ بلکہ باعث جمود و موت ہو جاتی ہیں۔ اور تیسری منزل میں جسقدر
حصہ منزل اوّل کا آجاتا ہے۔ اسی قدر حصہ مانع ترقی ہوتا ہے۔ وہی چیز
جو منزل اول میں نفس شئے کیلئے بہشت کا کام دیتی تھی۔ وہ تیسری منزل میں
میں آکر دوزخ کا کام دیتی ہے۔ پہلی منزل کی نیکی تیسری منزل کی بدی
بن جاتی ہے۔ یہی اصول ہر جگہ دائر و سائر ہے۔ عالم حیوانات کے بعد
عالم انسان میں مابہ الامتیاز نفس مدرکہ ہے۔ لیکن اس نفس مدرکہ کی ترقی
اُن چیزوں کو چاہتی ہے۔ جو جسم حیوان میں تھیں۔ البتہ عالم انسانی کی ترقی
صرف نفس مدرکہ کی ترقی سے وابستہ ہوتی ہے۔ عالم نباتات میں اشیاء
کی ترقی جمودی چیزوں سے وابستہ ہے۔ لیکن حیوان جمودی چیزوں کو
اپنی خوراک و توشہ نہیں بنا سکتا۔ اسی طرح انسان کی حالت ہے۔ جب وہ
عالم بعد الموت میں داخل ہوگا تو جو وہ حیوانی عالم سے لایا۔ اُسے قطعاً چھوڑنا ہوگا
حتٰے کہ وہ جذبات حیوانیہ جو اُسے عالم حیوان سے ملے۔ اور وہ اس ارضی
زندگی کا ابتدائی اور ضروری توشہ تھے۔ یہی چیزیں عالم لبقاء میں جاکر ترقی
کی روک ہونگی۔ اور یہی وہ جہنم ہے جس میں سے اُسے نکلنا ہے۔ یہی اخلاق
اگر حیوانی اخلاق کی شکل میں رہے تو اُن چیزوں میں متشکل ہونگے جو دوزخ
میں موجود ہونگی۔ اور یہی اس کے اخلاق و اعمال جنمیں حیوانی اجزا کی
ملونی نہیں اُن باغات و نہروں میں متشکل ہو جائینگے جو بہشت بریں کے اندر
موجود ہیں۔ اور وہ ہر جگہ زمین و آسمان میں اس کے لئے ہونگے۔ لیکن ان
اخلاق و قویٰ کا دب جانا محض فضل ربی سے ہو سکتا ہے۔ ان حیوانی
میلانوں کے دب جانے کا نام مغفرت ہے۔ چنانچہ لفظ مغفرت کے
لفظی معنے بھی یہی ہیں۔ اور یہ مغفرت محض فضل ربی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس
مغفرت کے حاصل ہونے پر ہی انسان بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا۔

وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموات والارض اعدت للمتقین - سورۃ ۳ - آیت ۱۳۲

یہاں لفظ رب نہایت ہی لطیف طریق پر معنے خیز واقع ہوا ہے - یہ ربوبیت کی ہی شان ہے - جو چیزوں میں ترقی کے مختلف جوہر رکھ دیتی ہے پھر اُن کی ترقی کے منازل تجویز کرتی ہے - پھر منزل کا توشہ طیار کرتی اور عطا کرتی ہے - پھر یہ اُسی کی شان ہے جو ہر منزل کے مثال حال چیزوں کو تو عطا کرتی ہے - اور اُن چیزوں کو یا خواص کو جو کسی منزل کے مناسب حال نہ ہوں ان کی تاثیرات کو دبا دیتی ہے - اس طرح تاثیرات کے دبا دینے کا نام لفظاً اور معناً مغفرت ہے - اور یہ مغفرت ربانی ہر منزل پر آکر چلتی ہے ہر منزل پر پہلی منزل کے خواص کے دب جانے پر ہی نئی منزل کے جوہر ترقی بلوغت پاتے ہیں - اسی لئے فرمایا - کہ تم خدا کی طرف رجوع کرو - اور اس مغفرت کو مانگو یعنے قوائے حیوانیہ کے دب جانے کی طلب کرو تو پھر بہشت میں داخل ہو جاؤ - اللھم صلی علی محمد وال محمد +

زکوٰۃ

اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے (۱) کلمہ طیبہ (۲) حج (۳) روزہ (۴) نماز (۵) زکوٰۃ - جو کوئی بھی ان پانچ ارکان اسلام میں سے کسی ایک کو بھی باوجود ہمت و استطاعت کے ترک کرتا ہے - وہ کسی بھی صورت میں اسلام پر پورے طور پر قائم نہیں رہ سکتا - قرآن کریم میں جہاں نماز کیلئے بار بار تاکید فرمائی ہے - اس کے ساتھ ساتھ ہی زکوٰۃ پر زور دیا ہے - جیسا کہ فرمایا اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ - یعنی یہ کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو - پھر قرآن کریم میں نماز کے بعد جسقدر زور زکوٰۃ پر دیا ہے - ایسی کسی اور عمل کی اس قدر زور سے تاکید نہیں کی گئی - اور سچے مومنوں کی نشانی نماز و زکوٰۃ کو ہی قرار دیا ہے - اللہ تعالیٰ نے

اپنے پاک کلام میں زکوٰۃ کے نہ ادا کرنے والوں کو دردناک عذاب کی خبر سنائی ہے اور پھر اسی کلام پاک میں زکوٰۃ نہ دینا مشرکین و منکرین قیامت کا فعل قرار دیا گیا ہے۔ اخوت اسلامی میں بھی وہی شخص داخل ہونے کا مستحق ہے جو نماز و زکوٰۃ کو قائم کرتا اور ادا کرتا ہے +

زکوٰۃ کی اہمیت و فرضیت کو واضح کرنے کے بعد اب ہم ان آٹھ مصارف زکوٰۃ مندرجہ قرآن کریم کو ذیل کی آیات میں پیش کرتے ہیں جو زکوٰۃ کے حقیقی مصرف ہیں:۔

انما الصدقٰت للفقرآء والمسٰکین والعٰملین علیها والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللّٰہ وابن السبیل فریضة من اللّٰہ واللّٰہ علیم حکیم۔ خیرات (کا مال) تو بس فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا۔ اور ان کارکنوں کا جو (مال خیرات کے وصول کرنے) پر (تعینات) ہیں۔ اور ان لوگوں کا جن کے دلوں کا پرچانا منظور رہے (ان مصارف میں مال خیرات یعنی زکوٰۃ کو خرچ کیا جائے) اور (نیز غلامی سے غلاموں کی) گردنوں کے چھڑانے میں اور قرضداروں (کے قرضے) میں اور (نیز) خدا کی راہ (یعنی مجاہدین کے سازوسامان) میں اور مسافروں (کے زاد راہ) میں (یہ حقوق) اللہ کے ٹھیرائے ہوئے (ہیں) اور اللہ جاننے والا (اور) صاحب تدبیر ہے (مناسب جگہ خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے) +

ان آیات کریمہ میں فی سبیل اللّٰہ سے مراد اسلام اور اشاعت اسلام ہے۔ اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ ان مقاصد میں تین مقاصد تو کم از کم اشاعت اسلام سے وابستہ ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ آج اسلام سب سے زیادہ فقر و فاقہ کی حالتیں ہے۔ سب سے زیادہ مسکین و غریب ہے۔ اسلئے ہر شخص کی زکوٰۃ کا ۳/۸ حصہ تو لازماً اشاعت اسلام میں خرچ ہونا چاہئے۔ گذشتہ بارہ سالوں میں جو اسلامی تحریکات مختلف وقتوں میں ہندوستان کی فضا میں رونما ہوتی رہی ہیں۔ انہوں نے ہم پر ثابت کر دیا کہ اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں اسکے دین کی اشاعت ہی ایک محبوب ترین تحریک ہے جو سرسبز و شاداب رہ سکتی ہے باقی کل کی کل تحریکات اپنے اپنے مقاصد میں ناکام رہیں۔ اور خصوصیت سے اشاعت اسلام کا وہ کام جو مسلم مشن ووکنگ کے ذریعہ گذشتہ بارہ سال سے یورپ میں ہو رہا ہے۔ اسکی فوق العادت

کامیابی نے ہم پر روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر کردی ہے کہ اللہ تعالٰی کا ہاتھ اس کار خیر میں کام کر رہا ہے کوئی بھی مہینہ خالی نہیں ہوتا۔ کہ جس میں ہم کسی نہ کسی معزز سعید روح کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کی خوشخبری نہیں سنتے۔ ہم اپنی تبلیغی جدوجہد کو اگر اور بھی وسیع پیمانہ پر کردیں۔ تو بہت سے خوشگوار نتائج کی امید ہوسکتی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ ہمارے بہی خواہان پر منحصر ہے ۔ یہ سب ان اصحاب پر منحصر ہے جو مشن سے دیرینہ محبت وانس رکھتے ہیں ۔ اگر وہ بزرگ اس مبارک مہینہ میں مسلم مشن ووکنگ انگلینڈ کیلئے اپنی زکوٰۃ ارسال فرمائیں۔ تو ہم مشن کے کام میں اور مبلغین کا اضافہ کر سکتے ہیں +

خادم - سکرٹری مسلم مشن ووکنگ - عزیز منزل - لاہور (پنجاب)

اُسوۂ انبیا زندہ مبلغ صدقہ جاریہ

دُنیا کے کسی ہادی و رہنما سے کسی قوم کو اس قدر شدید اُنس و محبت نہیں جس قدر مسلمانوں کو حضرت نبیٔ کریم صلعم کی ذات سے ہے لیکن کس قدر قابل افسوس بات ہے کہ یہ عشق و محبت محض زبان تک ہی محدود ہے عمل سے اس کا کوئی بھی تعلق نہیں ۔ آجکل کی غیر مسلم دنیا آنحضرت صلعم کے اخلاق حسنہ پر مختلف رنگوں سے دل آزار حملوں کی بوچھاڑ کر رہی ہے۔ گندے سے گندے الفاظ سے آپ کو یاد کر رہی ہے۔ آپ کے سینہ کو ناپاک و نازیبا حملوں سے چھلنی کیا جا رہا ہے۔ اور نت نئی غیر مسلم کتب سے لاکھوں کی تعداد میں اس قسم کی بیہودہ ولغو تحریرات شائع ہوتی رہتی ہیں آپ کے نورانی و درخشاں چہرہ کو نہایت ہی تاریک و گھنونے رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے لیکن ان سب جگر پاش و دلدوز تحریرات کی بوچھاڑ و گولہ باری کے باوجود بھی مسلمانوں کی رگ حمیت وغیرت ذرہ بھر بھی نہیں پھڑکتی ۔ یوں تو منہ سے اور ظاہری طور پر آپ کے عشق کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں ۔ اور محبت کا دم بھرتے ہیں ۔ لیکن اس طوفان بے تمیزی کا جو دُنیا میں سم قاتل کا اثر کر رہا ہے ۔ اس کی روک تھام و دفاع کی کوئی بھی فکر نہیں ۔ اور ان ناپاک حملوں سے آپ کی ذات اقدس کو بری کرنے اور بچانے کے لئے ذرہ بھر بھی ان میں جنبش و حرکت نہیں ہوتی ۔ بہرحال ، ان عالمگیر حملوں کی روک تھام دُنیا کے ہر گوشہ میں پہنچ کر کرنی تو امر محال ہے ۔ اور

اخراجات کثیر چاہتی ہے بہتر سے بہتر اس کے دفاع کی صورت یہی ہے کہ رسالت مآب حضرت نبی کریم صلعم کے پاک حالات کو قلمبند کیا جائے۔ اور آپ کے دلکش اخلاق کا ایک مرقع تیار کیا جائے اور اس آئینہ سروری کو ان تمام ممالک میں جہاں جہاں یہ جمل کام کر رہا ہے۔ اس مرقع سروری کا ایک ایک نسخہ تمام بڑی بڑی لائبریریوں میں بطور تحفہ بھیجدیا جاوے۔ یہ مرقع ہزاروں انسانوں کے مطالعہ میں آئیگا۔ اور لاکھوں کی نظر سے گذریگا جسمیں ذات اطہر کے اصلی خط و خال و حقیقی حسن و جمال جلوہ افگن ہونگے۔ اس طرح سے بہت حد تک ان ناپاک حملوں کی کافی طور سے روک تھام ہو جائیگی۔ اور بہت سی غلط فہمیوں غلط بیانیوں کا ازالہ ہو جائیگا۔ یہ مرقع نبوی خیالات عامہ میں انقلاب عظیم پیدا کردیگا۔ اور ایک زندہ و جاوید مشنری کا کام ابدالآباد تک کریگا۔ اور نہ صرف اسطرح سے ادفاع ہی ہوگا۔ بلکہ صدقہ جاریہ کا کام بھی دیتا رہیگا۔ جس کا ثواب اسکے معطی کو ہوگا۔ جو اپنی طرف سے یورپ و امریکہ کی کسی لائبریری میں یہ تحفہ پیش کرے گا +

ناظرین کرام کیلئے یہ مژدہ جانفزا موجب مسرت ہوگا کہ جس مرقع سروری کی ضرورت حقہ کو سطور بالا میں پیش کیا گیا۔ اسکو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان) کی شبانہ روز عرقریزی و جانکاہی نے کتاب "Ideal Prophet" یا اسوۂ انبیاء کی صورتمیں پورا کردیا ہے۔ یہ انگریزی کتاب سبز پیرہن زیب تن کئے جلد پر سنہری حروف کے نقش و نگار و دیدہ زیب چھپائی و اعلےٰ کاغذ کے ساتھ نہایت ہی آب و تاب سے شاہجہان مسجد ووکنگ سے شائع ہو چکی ہے۔ جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے کتاب موصوف کے باطنی حسن کیلئے تو معزز مصنف کی معجز نما و سحر نگار قلم کافی ضمانت ہے۔ اور فہرست مضامین پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے سے اسکی رفعت و بلندی واضح ہوتی ہے لیکن قابل مصنف نے ظاہری آب و تاب و خوبصورتی کو بھی قائم رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ بہرحال "اسوہ انبیاء" اپنے باطنی و ظاہری محسن کے ساتھ اس قابل ہے کہ یورپ اور امریکہ کی کل بڑی بڑی لائبریریوں و دارالعلوم میں ہندوستان کے مسلمان بھائیوں کی طرف سے یہ بطور تحفہ بھیجی جاوے۔ جو مسلم بھائی اس صدقہ جاری میں حصہ لینا چاہیں وہ عہ/۸ فی کاپی کے حساب سے بذریعہ منی آڈر بنام سکرٹری مسلم مشن ووکنگ۔ عزیز منزل۔ لاہور (پنجاب) کو بھیجدیں۔ جسقدر کتابیں وہ چاہینگے انکی طرف سے بطور تحفہ یورپ یا امریکہ کی کسی لائبریری کے نام بھیجدی جائینگی۔ کتاب پر معطی کا پورا پتہ لکھکر معطی کی طرف سے اس لائبریری میں بھیجی جاویگی۔ اور اس لائبریری کے پورے پتہ سے ہمارا ہیڈ آفس مسجد

دو کنگ انگلستان معطی صاحب کو براہ راست مطلع کردیگا۔ اشاعت اسلام کی راہ میں یہ طرز تبلیغ صدقہ جاریہ کا کام کریگا۔ اور کتاب موصوف معطی کی طرف سے ابدالآباد تک ایک زندہ مبلغ کا کام کرتی رہیگی اور معطی کی یاد کو اس ملک میں ہمیشہ سرسبز رکھیگی۔ اور اس کا مستقل طور پر ثواب اسکو پہنچتا رہیگا۔

ناظرین رسالہ اشاعت اسلام کی قابل توجہ

رسائل و اخبار کی ہستی و بقا کا حصر بہت حد تک انکے ناظرین کی قدر و توجہ پر ہی ہوتا ہے۔ اگر ناظرین انکے احیاء و بقا کیطرف التفات نہ کریں تو ان کی ہستی معدوم ہو جاتی ہے۔ رسالہ اشاعت اسلام محض فضل ربی و بہی خواہان کی توجہ و امداد سے ہی گذشتہ بارہ سال سے احسن خدمات اسلامی سرانجام دے رہا ہے۔ لیکن سال رواں میں پبلک کی کثیر انکاری حوصلہ شکن ہے۔ اور اگر آیندہ ماہواری وی پیوں کا بھی یہی حشر ہوا تو ہمارے لئے بہت سی مشکلات کا موجب ہوگا۔ اسلئے ناظرین کرام سے ہماری درخواست ہے کہ اس نقصان کی تلافی کی طرف اپنی گرامی توجہ مبذول فرمائیں جو خریداری کے تنزل کی وجہ سے واقع ہوگیا ہے۔ اور اپنے حلقہ اثر میں سے کم از کم اس سال کے لئے تین جدید خریدار بہم پہنچائیں۔ ایک پڑھے لکھے مسلم بھائی کیلئے اپنے خویش و اقارب دوست و احباب افسران ماتحتوں کے حلقہ میں سے تین خریدار پیدا کر لینے کوئی مشکل امر نہیں اس فریضہ کی ادائیگی میں زیادہ دردسری کی ضرورت نہیں۔ فقط ماہ رواں کا رسالہ آپ مطالعہ کے لئے آیندہ ہونے والے خریدار تک عاریتاً پہنچا دیں۔ رسالہ کی علمی ادبی و مذہبی حیثیت خود بخود انکی توجہ کو جذب کر لیگی۔ اور ساتھ ہی خریداری رسالہ کا فارم بھی پیش کردیں۔ جو دفتر ہذا سے خدمت اقدس میں اسی غرض کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ اسی طرح اپنی ادنےٰ سی کوشش و تحریک سے خریداری کا فارم پر کرا کر ہمیں ارسال فرمائیں۔ تو ہماری بہت سی مالی مشکلات فقط آپ کی تھوڑی سی توجہ سے حل ہو سکتی ہیں۔ اور کارکنان رسالہ آرام و اطمینان قلب و شانتی سے اس خدمت جلیلہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف رہینگے۔ اور بہتر سے بہتر شکل و صورت میں رسالہ کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے رہینگے +

مسلمانوں کے اکثر کام اسی وجہ سے برباد ہو جاتے ہیں کہ وقت پر کسی ضروری امر کیطرف فوری توجہ نہیں دیجاتی۔ اسلئے ہماری مؤدبانہ التماس ہے۔ کہ اس عرضداشت کو ناظرین کرام شرف قبولیت بخشیں۔ اور اس عاجزانہ درخواست کے مطالعہ کے معاً بعد ہی ہماری مشکلات کے حل کرنے کیلئے مستعد ہو جائیں۔ اور عملی رنگ میں ہماری اپیل پر لبیک کہیں۔ اور جن احباب کو اللہ تعالیٰ نے مال کثیر اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔ وہ اس وقت ہماری مالی امداد فرما کر اس خادم قوم و ملت کو زندہ و سرسبز رکھنے کی سعی بلیغ فرمائیں +

خادم منیجر اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ لاہور

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

خطبات غربیہ

یہ وہ معرکۃ الآرا خطبے ہیں۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے قیام لندن میں تا آشنایان اسلام کو اسلام سے معروف کرانے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کے لیے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے۔ بعض احباب کی خواہش پر اردو میں ترجمہ کیے گئے ہیں۔ مکمل سٹ بلا جلد ۱۲ ار مجلد عہ ار

مقصد مذہب

یہ وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے لاہور کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا۔ اس کانفرنس میں عیسائی سناتنی آریہ سماجی۔ برہمو سماجی۔ اور بہت سے دیگر مذاہب کے نمایندوں نے اپنے لیکچر پڑھے۔ اس لیکچر کی خوبی پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے +
قیمت فی جلد صرف ۳ ر

سلک مروارید

یہ ان زبردست معرکۃ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۰۵ء سے لیکر ۱۹۱۲ء تک مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقامات ہندوستان میں انگریزی زبان میں دیئے۔ ان میں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلام پر لیکچر دیئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے + بلا جلد عہ ر مجلد ۱۲ ار

ضرورت الہام

فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں۔ اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے۔ کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے۔ اور الہاماً ہی مذہب آیا ہے۔ بلا جلد ۱۲ ار مجلد عہ ر +

مکالمات ملیہ

یعنی وہ گفتگوئیں یا بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب اور دیگر مذاہب کے رہنمایان کے درمیان مختلف مقامات پر ہوئیں۔ اسمیں جمع کی گئی ہیں۔ یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مسلم اصحاب جن کو مخالفین اسلام سے بحث کرنی پڑتی ہے۔ ان کے لئے مفید ہیں۔ قیمت ۱۳ ار مجلد عہ ر

صلائے نصرت بہ اہل ہمت

یہ ایک فارسی نظم ہے جسمیں دعوت حاضرہ پر آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے مسئلہ اشاعت اسلام کی اہمیت مسلمانوں کو ذہن نشین کی گئی ہے
قیمت بلا جلد ۸ ر

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

اس کتاب میں فاضل مصنف نے عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ سب نام نہاد فرقوں کے اصول ایک ہیں۔ فقط فروعی اختلافات آپس میں ہیں۔ اور تمام مسلمانوں کو یک جہتی سے کام کرنے کی تلقین کی ہے
قیمت ۸ ار مجلد ۳ ر +

براہین نیرہ حصہ اول

معروف به

ترنج و کامل الہام

اس میں یہ دکھایا گیا ہے۔ ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے۔ جسمیں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے کل مذاہب غیر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقیانہ بحث کی ہے۔ قیمت ۱۲ ار مجلد عہ ر

اسوۂ حسنہ

معروف بہ

ترنج و کامل نبی

اسمیں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے اسکو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کوئی نبی کامل ہو سکتا ہے۔ تو وہ آپ ہی کی ذات ہے۔ قیمت ۸ ر مجلد ۱۲ ار

المشتہر منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور پنجاب

7
رسائل ۱۲۱

اپریل جلد ۸ نمبر ۶

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام

درخواستہائے خریداری بنام منیجر اشاعت اسلام

عزیز منزل - لاہور

قیمت سالانہ للعہ — ممالک غیر کیلئے عہ

شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ

حمائل شریف بلا ترجمہ

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ حمائل شریف کا نمونہ سامنے ملاحظہ فرمائیں۔ یہ حمائل شریف ۲۹ × ۲۲ کے ۳۲ صفحہ پر ہے۔ کاغذ سفید ولایتی ہے۔ جو ۷۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور مجلد ہے۔ ہدیہ ؏ مع محصول ڈاک +

لمعات انوار محمدیہ

حضرت نبی کریم صلعم کے پاک حالات اور آپ کے خلق کا آئینہ حسن معاشرت کا نمونہ علمی۔ ادبی۔ اخلاقی و اصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ۔ آنحضرت صلعم کے مختلف شعبہائے زندگی کا دلکش مرقع جسمیں زبردست مشرقی و مغربی اہل قلم نے مضامین لکھے ہیں
بلا جلد ۶؍ مجلد ۱۰؍

اسلام قیمت فی مجلد ۵؍

یعنی

ہمدردی بنی نوع انسان کا مذہب

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو
تفصیل مضامین:۔ امن کا مذہب۔ اسلام کی امتیازی خصوصیات۔ اسلام ایک تاریخی مذہب ہے۔ اسلام کے بنیادی اصول۔ اسلام میں خدا کا تصور۔ الہام الٰہی۔ حیات ثانیہ۔ کیفیت بعد از ممات۔ فرشتوں پر ایمان۔ ایمان کا اصل اصول۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ حقوق العباد۔ اخوت اسلامی۔ سخاوت +

تفسیر سورۃ فاتحہ قیمت ۴؍

مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی
سورۃ فاتحہ کی نہایت ہی دلچسپ تفسیر ہر ایک مسلمان کے گھر اسکی ایک کاپی ہونی ازبس ضروری ہے +

سیرت نبوی

آنحضرت صلعم کی زندگی کا مختصر خاکہ۔ آپ کے اخلاق فاضلہ کی سچی تصویر۔ قیمت فی جلد ۵؍

تصاویر نماز عیدین مسجد ووکنگ (انگلستان)

قیمت فی درجن ۱۰؍

تصاویر نومسلمانان یورپ

قیمت فی درجن ۱۰؍۔ چار درجن مجلد قیمت ؎

قرآن اور جنگ قیمت ۴؍

مصنفہ حضرت مولوی صدرالدین صاحب مبلغ جرمن مشن
اسمیں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ قرآن کریم وہ شاندار صحیفہ ہے۔ جسمیں صرف حالات جنگ کے مناسب حال تعلیم ہے۔ بلکہ اسمیں ہر ایک وقتی ضروریات کا علاج موجود ہے + قیمت ۴؍

لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم

اس کتاب میں اس جلسہ کی روئداد ہے جو سسیل ہوٹل میں ۱۹۱۷ء میں آنحضرت صلعم کی مقدس تقریب ولادت پر ہوا۔ اسمیں فاضل نومسلم مسٹر محمد مارماڈیوک پکتھال کی زبردست نعت پر آنحضرت صلعم کے خلق عظیم پر ہے۔ جو قابل رشک ہے +

دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ

تفصیل مضامین:۔ دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ۔ سقراط۔ مسیح۔ حسین۔ دنیا پر شہادت کا اثر۔ قیمت ۷؍

المشتہر مینیجر مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل لاہور (پنجاب)

فہرست مضامین رسالہ اشاعت اسلام لاہور

جلد (۱۲) **بابت ماہ جنوری ۱۹۲۶ء مطابق جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ** نمبر (۱)

یور ہائنس ! میں . فی الواقعہ مسلمان ہوں'' +

ہر ہائنس نے فرمایا'' بہت اچھا تو پھر خطیب کیطرف منہ کیجئے'' +

اس پر اس دوست نے نہایت جرأت کے ساتھ کہا کہ خطیب کی طرف منہ کرنیسے ہز ہائنس کی طرف پیٹھ ہو جائیگی'' +

ہر ہائنس نے جواب میں فرمایا :- لیکن میں کیا ہوں مہربانی کر کے مناسب طریق سے بیٹھئے''
ہر ہائنس کا یہ جواب انگلستان کے رہنے والوں کو جہاں اعلےٰ اور ادنےٰ کے امتیاز سے خدا کا گھر بھی بچا ہؤا نہیں نے الواقعہ نہایت حیرت انگیز نظر آئیگا - اور ممکن ہے کہ یہی جواب بہت سے فہمیدہ اصحاب کو اسلام کیطرف لانے کا موجب ہو - اس خیال کو علامہ اقبال نے اپنی اسرار خودی میں کس خوبی کے ساتھ قلمبند کیا ہے ؎

پیش قرآں بندہ و مولا یکیست بوریا و مسند دیبا یکیست

مسجد مسلمان مردوں اور عورتوں سے بھرپور تھی اور ہر ہائنس نے ان سب کے ساتھ پوری اسلامی سادگی سے نماز ادا کی'' +

نماز کے بعد ہر ہائنس خیمہ میں جو باہر نصب تھا تشریف فرما ہوئیں - اور وہاں رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے بالقابہ نے برٹش مسلم سوسائٹی کی طرف سے ایڈریس پیش کیا ہر ہائنس نے ایڈریس کا جواب اپنی زبان (اُردو) میں دیا جس کو بعد ازاں انگریز دوستوں کے فائدہ کیلئے انگریزی زبان میں دوہرایا گیا - ایڈریس اور اسکا جواب ذیل میں درج ہیں -
ایڈریس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے انگریز مرد اور خواتین کا تعارف ہر ہائنس سے ایک ایک کر کے کرایا
ہر ہائنس کی سادگی لباس' بلند اخلاق اور مذہب سے محبت (ایسے حالات میں کہ دولت اور عزت آپ کے قدموں میں ہے) ایسی چیزیں ہیں جنہوں نے انگلستان کے انگریز مسلمانوں کے دلوں پر بہت گہرا اثر ڈالا - کیونکہ یہ تمام باتیں یورپین سوسائٹی میں آج بالکل عنقا ہیں عملی نمونہ زبانی تعلیم سے ہزار ہا درجہ بہتر ہوتا ہے - اور اسی کا اظہار ہر ہائنس کے وجود سے ہؤا - مساوات اور اخوت انسانی جو اسلام کے مایہ ناز اصول ہیں عملی رنگ میں نمایاں کئے گئے - مسجد کے اعلےٰ اور ادنےٰ بادشاہ اور دہقان ایک دوسرے کے دوش بدوش کھڑے تھے +

ایڈریس کے بعد ان معزز مہمانوں اور مسلمان اصحاب نے ایک بہت بڑے خیمہ کے نیچے جو محض اسی غرض سے تیار کیا گیا تھا کھانا کھایا - چار بجے یہ پُر لطف تقریب اختتام کو پہنچی اور ہر ہائنس کھانا کھانے اور انگریز نو مسلموں سے بات چیت کرنے کے بعد واپس لندن تشریف لے گئیں +

ایڈریس

جو برٹش مسلم سوسائٹی کی طرف سے ہر ہائنس کی خدمت میں پیش کیا گیا +

بخدمت ہر ہائنس حضور سلطان جہان بیگم سی آئی۔ جی سی ایس آئی۔ جی سی آئی ای۔ جی بی ای فرمانروائے بھوپال

یور ہائنس!

ہم ممبران برٹش مسلم سوسائٹی حضور عالیہ کے انگلستان تشریف لانے پر نہایت ادب و احترام کے ساتھ اپنی قلبی مسرت کا ہدیہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یور ہائنس کے وجود میں ایک سچی مسلم خاتون کا کامل نمونہ دیکھتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر باوجود اس پردہ کے جسکو جاہل اور نا سمجھ لوگ نسوانی ترقی اور آزادی میں سنگ راہ سمجھے ہوئے ہیں۔ یور ہائنس کے وجود میں ہم ایک ایسی خاتون کا خیر مقدم کر رہے ہیں جو دانائی شائستگی اور انتظامی قابلیت کے لحاظ سے مردوں سے کسی طرح پیچھے نہیں +

یور ہائنس کو ہم دیگر حکمرانوں کے لئے ایک نمونہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یور ہائنس کی ریاست بھوپال میں بے اطمینانی اور عدم تسکین کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ یور ہائنس کی رعایا کے ادنے سے ادنے افراد بھی یور ہائنس کی حفاظت اور ہمدردی کے مورد ہیں۔ اور وسطی ہندوستان کی تمام ریاستوں میں یور ہائنس کی ہی ایک ریاست ہے۔ جو برطانوی حکومت کی شروع سے گہری دوست رہی ہے +

یور ہائنس تمام عمر بھر حقوق نسوان کی پوری قابلیت کے ساتھ حمایت اور وکالت کرتی رہی ہیں۔ تاکہ عورت دنیا کی مجالس میں اس جگہ کو حاصل کرسکے۔ جو اس کا جائز طور پر حق ہے۔ اور جسکو سب سے اسلام ہی نے تسلیم کیا ہے۔ اور ہمیں فخر ہے کہ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کی چانسلر ہونے کی حیثیت سے یور ہائنس ایک ایسی پوزیشن پر فائز ہیں جو دنیا کے کسی ملک میں کسی عورت کو کبھی حاصل نہیں ہوئی +

یور ہائنس کا دست کرم ہندوستان میں ہر کس کو معلوم ہے۔ اور بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہندوستان کے تمام حکمرانوں میں سے یور ہائنس ہی سب کو محبوب و ہر دلعزیز ہیں۔ اور ملک کے ہر حصہ میں ہر ایک مسلمان خلوص قلب کے ساتھ آپ کی عزت کرتا ہے +

یور ہائنس کے اندر مذہب کا احساس ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔ اور یہاں ووکنگ میں ہماری خوبصورت مسجد جو یور ہائنس کی والدہ ماجدہ مرحومہ کے زہد و اتقا کا نتیجہ ہے اور یور ہر ہائنس کی فیاضی اسکے قیام کا موجب ان تمام احسانات کو جو یور ہائنس کے خاندان اور خود یور ہائنس سے ہم پر اور انگلستان میں تبلیغ اسلام کے کام پر کئے ہمیشہ کیلئے ہمارے دلوں میں تازہ رکھنے والی ہے۔ کیونکہ اگرچہ مسلم مشن انگلستان نے اپنے بے لوث کارکنوں کے ایک چھوٹے سے گروہ کے ساتھ جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی رہنمائی اور ہدایات کے ماتحت کام کرتا ہے صداقت اسلام کے پاکیزہ علم کو پھیلانے میں نہایت بیش قیمت خدمات سرانجام دیئے ہیں۔ اور اسلامی لٹریچر کی

اشاعت اور اسلامی نمونہ کے زبردست اثر سے انگریز قوم کے ہر طبقہ میں سے بہت سے لوگوں کو اسلام کے اندر لے آئے ہیں تاہم یہ نصف صدی کا کام بارہ سال کی اس قلیل ترین مدت میں ہرگز سرانجام نہ پاتا۔ اگر اسکے ساتھ وہ حوصلہ افزائی اور ہمدردی اور عملی امداد نہ ہوتی جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی خود فراموشانہ جدوجہد کو یور ہائنس اور دوسرے اصحاب سے متواتر ملتی رہی۔ ہم اس موقع پر مسجد کے ٹرسٹیوں کی خدمتیں بھی اپنے دلی شکریہ کا اظہار کرتے ہیں کہ انہوں نے تمام ان معاملات میں جو مسجد کے انتظامی امور کے متعلق پیش آتے رہے ہیں ہمیشہ گہری دلچسپی اور ہمدردی سے کام لیا ہے۔ بالخصوص اس لئے بھی کہ لندن میں ایک نہایت آرام دہ مکان انہوں نے ہمیں دے رکھا ہے۔ جہاں ہم حضرت خواجہ صاحب کی اقتداء میں جمعہ کی نماز ادا کرنے اور اتوار کے جلسہ کیلئے جمع ہوتے ہیں۔ اور اپنی سوسائٹی کے متعلق دوسرے مختلف کام سرانجام دیتے ہیں +

ہر ہائنس کا جواب

خواجہ صاحب! لارڈ ہیڈلے!! اور میری بہنو اور بھائیو!!!

جس گرمجوشی اور خلوص کے ساتھ آپ نے آج یہاں میرا استقبال کیا ہے اس سے میں نہایت درجہ متاثر ہوئی ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ انگلستان آکر مجھے آپ لوگوں سے ذاتی طور پر ملاقات کرنے اور آپ کی سوسائٹی کی ترقی کو براہ راست دیکھنے کا موقع ملا۔ اور ووکنگ کی مسجد کو جو میری والدہ ماجدہ مرحومہ کے زہد و اتقا کی یادگار ہے اور آج انگلستان کے اسلامی مشن کا زیور اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا! +

میں دیکھتی ہوں کہ اس بیسویں صدی میں بھی جب یہ سمجھا جاتا ہے کہ مذہبی تعصب مر چکا ہے یورپ کے اندر بھی دوسرے ملکوں کی طرح ایسے لوگ موجود ہیں جو اسلامی تعلیم اور اصولوں کے متعلق غلط اور بے بنیاد خیالات اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ وہ اسلام کو ایک جنگی مذہب سمجھتے ہیں جو موجودہ تہذیب کی ضروریات کو پورا نہیں کرتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام تمام ترقیات کیلئے سنگ راہ ہے۔ اور اسے عورتوں کی حیثیت کو گرانے اور بہت سی دیگر مجلسی خرابیوں کا ذمہ وار قرار دیتے ہیں۔ ایسی غلط بیانی یقیناً بہت ہی ناخوشگوار ہے۔ آپ کی سوسائٹی نے ان غلط فہمیوں کو دور کرنے اور برٹش پبلک کو اسلام کا صحیح علم پہنچانے کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ اسلام کی تعلیم نسل انسانی کی تمدنی اخلاقی اور سیاسی زندگی کی رہبری کے لئے ایک کامل اور مکمل ضابطہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس پاکیزہ کام میں ہر طرح سے آپ کو کامیابی حاصل ہو۔ میں امید کرتی ہوں کہ آپکے ووکنگ کے مبلغین کے مساعی سے ایسی اچھی فضا پیدا ہو جائیگی۔ کہ وہ پیغام حق جسکو آنحضرت صلعم لیکر آئے غیر متعصبانہ نظروں سے دیکھا جانے لگے +

آپ نے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ میری وفاداری اور اس جدوجہد کے متعلق جو اپنی ریاست کی ترقی اور مسلمانوں کے تمدنی اور سیاسی حالات کو سنوارنے کے لئے میں نے کی ہے۔ بہت سی نیک باتیں کہی ہیں۔ میں اپنی خدمات کے متعلق ان فیاضانہ خیالات کا شکریہ ادا کرتی ہوں لیکن جہانتک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے۔ میں نے محض فرض کو ادا کیا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر نہیں بادشاہ وقت کی اطاعت میرے مذہب کا ایک جزو لاینفک ہے۔ اور مجھے

فخر ہے کہ سلطنت برطانیہ کے ساتھ میرا تعلق ہے جس نے تمام مذہبی معتقدات کو ہمیشہ عزت و عظمت کی نگاہوں سے دیکھا ہے۔ تاہم میرے لئے یہ امر کچھ کم باعث تسکین نہیں۔ کہ میری ناچیز کوششیں قدر کی نگاہوں سے دیکھی جا رہی ہیں۔ اور جس نتیجہ کی مجھے خواہش تھی وہ پیدا ہو رہا ہے +

آخر میں میں خواجہ کمال الدین۔ ٹرسٹیاں مسجد اور ممبران سوسائٹی کو مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے ایسا شاندار کام اختیار کر رکھا ہے۔ اور اس پاکیزہ تحریک میں اپنا پورا انہماک دکھایا ہے۔ جس کی بہت سی بین شہادتیں میں آج اپنے اردگرد دیکھتی ہوں۔ میں امید کرتی ہوں کہ یہ بیج جو بویا جا چکا ہے اچھے پھل لائیگا اور آپ کی یہ سوسائٹی اپنے حقیقی مفاد کے دائرہ کو اور زیادہ وسیع کریگی۔ اور اسلام کی صحیح تعلیمات ان لوگوں کے احساس کو زندہ کرنے کا موجب ہونگی۔ جو صداقت کی تلاش میں اس سے تعلق پیدا کرتے اور زیادہ بلند اور پاکیزہ زندگی کی تڑپ اپنے اندر رکھتے ہیں +

مسجد ووکنگ کی وسعت

نئی عمارت کا سنگِ بنیاد

جنابہ بیگم صاحبہ والیۂ بھوپال کے دست مبارک سے

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (قرآن کریم)

من بنی مسجداً بنی بیتاً لہٗ فی الجنۃ (الحدیث)

جس نے مسجد کی تعمیر کی اسنے اپنے لئے جنت میں گھر بنایا۔

ہمارے ان دوستوں کے لئے جو انگلستان اور دوسرے ممالک میں بستے ہیں۔ یہ سننا ازحد موجب مسرت ہوگا۔ کہ مسجد ووکنگ کی وسعت کے متعلق اُن کی دیرینہ خواہشات آخرکار اللہ تعالیٰ کے ہاں منظور ہو گئیں۔ اور اس نئی عمارت کا سنگ بنیاد ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو رکھ دیا گیا۔ جسکے وہ مدت سے خواہشمند تھے۔ پہلے ہی موقع پر جو ہر ہائنس کو مسجد ووکنگ کی زیارت کیلئے ملا آپنے جماعتِ اسلامیہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور انگلستان میں اسلام کی زبردست ترقی کو محسوس کیا۔ اور یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ مسجد کو دونوا طراف سے بڑھا دیا جائے۔ تاکہ اسمیں نمازیوں کی زیادہ تعداد سما سکے اور اس مقدس کام کیلئے

جسکے لئے وہ انگلستان میں بنائی گئی ہو شایان شان ہو۔ مسجد کا بیرونی حصہ جیسا کہ ہر شخص نے فوٹو سے ملاحظہ کیا ہوگا نہایت شاندار ہے۔ لیکن اس کے اندرونی حصہ میں ایک وقت میں ستر آدمیوں سے زیادہ نہیں آسکتے۔ رقبہ میں ۵۷۶ مربع فٹ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب اور انکے مقدس کام کے بہی خواہ اصحاب مسجد کی وسعت کے متعلق وقتاً فوقتاً اپنی دلی خواہش کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ اور انگلستان کی اسلامی جماعت کی روز افزوں ضروریات نے ہمیشہ انہیں بیچین کئے رکھا ہے۔ یہ صرف چند سال کا واقعہ ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب نے مسجد کی وسعت کے مسئلہ کی اہمیت پر ہر ہائنس سے بات چیت کی تھی۔ اور آپ نے اس غرض کیلئے بیس ہزار روپیہ کی رقم مرحمت فرمانے پر اظہار رضامندی فرمایا تھا۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہر ہائنس نے باوجود اسکے کہ کثرتِ مشاغل کی وجہ سے آپ بہت ہی عدیم الفرصت ہیں انگلستان پہنچتے ہی اپنے وعدہ کو عملاً پورا کر دکھایا۔ ہر ہائنس کیخدمت میں ہم دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ اس نیک اجر میں آپ حصہ دار ہوں جو آپ کی والدہ ماجدہ کیلئے مخصوص ہے حقیقت میں یہ انہی کی والدہ صاحبہ مرحومہ کے زہد و اتقا کا یہ نتیجہ ہے کہ یہ مسجد ہمیں ملی ہے جو آج انگلستان میں اللہ تعالیٰ کی خالص اور سچی عبادت کا ایک ہی گھر ہے۔ سنگ بنیاد کے نصب کرنے کی تقریب بالکل پرائیویٹ تھی رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے مسٹر حبیب اللہ لوگرڈ اور بہت سے دوسرے مسلمان دوست اس تقریب پر موجود تھے۔ خواجہ صاحب اور دیگر مسلمانوں نے بنیادیں کھودیں جسکے بعد بیگم صاحبہ نے چاندی کی کنڈی کے ساتھ گارا اور اینٹیں لگائیں فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

فنڈ "امداد بغرض اشاعت ادبیاتِ اسلامیہ فی بلاد الغربیہ"

کارکنان مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) نہایت تندہی و جانفشانی سے اسلامی لٹریچر کو تیار کرنے میں کوشاں ہیں۔ اسوۂ انبیاء عنقریب شائع ہو جائیگی۔ احادیث نبوی کا انگریزی ترجمہ گذشتہ دسمبر مطبع میں چلا گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال کا بھی انگریزی میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ اور اس فریضہ کو جناب عبد الخالق خاں صاحب بی اے۔ ایم آر اے ایس الندن ابو ہریرہ مسٹری مقیم ووکنگ انجام دے رہے ہیں۔ جناب مسٹر حبیب اللہ لوگرڈ سکرٹری برٹش مسلم سوسائٹی لندن نے "اسلام کیا ہے" کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے۔ جس کی غرض عوام الناس کو اسلام سے متعارف کرانا ہے۔ جن احباب نے ہماری اپیل مسلم برادران کے غور کرنے کی ایک نہایت ہی اہم ضرورت پر مالی امداد فرمائی ہے۔ ہم ان سب کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور اسی ضمن میں ہم علیا حضرت سرکار بیگم صاحبہ بھوپال کہ جن کی فیاضی وجود وسخا کے ہم کئی زمانوں سے رہین احسان ہیں خصوصیت سے ذکر خیر کرتے ہیں۔ کہ سرکار والامدار نے اس فنڈ کی اہمیت کو مد نظر رکھ کر یکصد پونڈ کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرمایا۔ اس کے علاوہ عالیجناب سر میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لا، سابقہ ہوم ممبر کونسل والسرائے ہند نے ایکہزار روپیہ کی بیش بہا رقم اسوۂ انبیاء کی یورپ میں مفت اشاعت کے لئے عطا فرماکر اپنی حسب معمول فیاضی و دریا دلی کا ثبوت دیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء +

اگر مسلم برادران وطن تھوڑی تھوڑی رقم سے بھی اس کار خیر میں ہماری امداد فرمائیں۔ تو زیر تصنیف کتب بہت جلد شائع ہو کر بہترین و احسن خدمت اسلام سرانجام دے سکتی ہیں۔ جس خدمت کو کئی ہزار مبلغ بھی انجام نہ دے سکیں۔ کیونکہ انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی ہر اس گوشہ میں رسائی ہو سکتی ہے۔ جہاں انگریزی دان غیر مسلم ہونگے۔ اور ان کتب کی مفت اشاعت ان کو اسلام سے متعارف کرکے ان کے انشراح صدر کا موجب ہو سکتی ہیں +

عزیز منزل۔ لاہور
۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۳ء

خادم۔ سکرٹری مسلم مشن ووکنگ

کلیسائے مسیحیت پر گولہ باری

ارکین کلیسا کی طرف سے

ڈین انج کے تازہ ترین بیانات

مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے اور بائیبل کے معجزات کے متعلق

مسیحی معتقدات جس طرح سے اس زمانہ میں ارکین کلیسا کی گولہ باری کا شکار ہوئے ہیں اسکی نظیر شاید گذشتہ زمانہ میں ملنی مشکل ہے۔ نہ ہی دوسرے کسی مذہب میں اسکی مثال ہمیں نظر آتی ہے۔ ابھی چار ہی سال کا عرصہ ہوا ہے۔ ڈاکٹر راشڈل ڈین آف کارلائل نے اکسفورڈ کی ماڈرن چرچ مینز کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے یہ معرکۃ الآرا بیان دیا تھا کہ مسیح نہ کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ نہ ان کا دعوے خدائی کا تھا۔ نہ خدائی صفات ان میں پائی جاتی تھیں بلکہ وہ ہر معنے میں انسان تھے۔ ان کے معجزات کی اصلیت اور حقیقت وہ نہیں جو بائیبل کے اندر بیان ہوئی ہے +

ڈاکٹر راشڈل کے اس بیان سے انگلستان میں ایک تہلکہ مچ گیا تھا۔ اور وہاں کے اخبارات نے اس کو مذہبی گولہ باری کے نام سے تعبیر کیا تھا۔ یہی نام لندن کے اخبار ڈیلی اکسپریس نے اپنی ۲ نومبر ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں ڈین انج کے ان تازہ ترین بیانات کو دیا ہے جو انہوں نے مسیح کے مُردوں سے دوبارہ جی اٹھنے اور بائیبل کے معجزات کے بارہ میں شائع کئے ہیں۔ فی الحقیقت اگر غور کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ دونوں تقاریر اس مسیحیت کی جو کلیسیا کے اندر ہمیشہ سے چلی آتی ہے جڑوں کو کاٹنے والی ہیں۔ اور اگر عوام الناس کی طرف سے ان تقاریر کی تائید کی گئی تو مسیحیت اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں رہ سکتی +

ڈین انج کے یہ بیانات ایک کتاب کی شکل کے اندر شائع ہوئے ہیں جو ”ریلیجن و سائنس“ (معرکۂ مذہب و سائنس) کے نام سے حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں سائنس کے بہت سے مسائل

پر بعض مشہور آدمیوں کے قلم سے کئی ایک مضامین ہیں۔ لارڈ بالفور نے ایک تمہید اس پر لکھی ہے۔ اور اس کتاب کے آخر میں سینٹ پال کے گرجا کے فاضل ڈین انج نے چالیس صفحات اسکے مضامین کو دہرانے میں لئے ہیں جنمیں سے ذیل بیانات بالخصوص قابل ذکر ہیں :۔

"اس حقیقت نے کہ زمین کسی محدود دنیا کے قیام کی جگہ نہیں جیسے ایک ڈھکنے والا قاب ہوتا ہے۔ بلکہ یہ ایک کرہ ہے جو سورج کے گرد گھوم رہا ہے۔ اور خود سورج بھی لکھوکھا ستاروں میں سے ایک ہے۔ اس نقشہ کو جو مسیحیت نے دنیا کا بنا رکھا ہے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے +

اس وقت تک کہ سائنس نے اس حقیقت کو معلوم کیا ہر معمولی حیثیت کا آدمی خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ دنیا اور مافیہا کو ایک تین منزلہ مکان کی طرح سمجھتا تھا جسمیں سب سے اونچی منزل پر آسمان تھا جو اللہ تعالیٰ فرشتوں اور نیک ارواح کی رہائش کی جگہ سمجھی جاتی تھی۔ دوسری منزل ہماری زمین ہے۔ اور تیسری طبقات سفلی جہاں شیاطین اور ناپاک ارواح کو قید رکھا اور عذاب دیا جاتا ہے..... بہشت اور دوزخ یقیناً جغرافی مقامات سمجھے جاتے تھے ایمانیات میں سے مسیح کے عالم ارواح میں اترنے اور آسمان پر چڑھنے کا عقیدہ کچھ کم حیثیت نہیں رکھتا اور یہ ظاہر ہے کہ مسیح کا جسمانی طور پر جی اٹھنا اسکے جسمانی صعود سے گہرا تعلق رکھتا ہے جدید انکشافات نے اس طرح سے مسیحی معتقدات پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے +

یہ امر کہ کلیسا نے ان معتقدات اور ایمانیات کو لفظی معنوں میں لیا ہے کلیسائے انگلستان کے مذہبی اصولوں سے ظاہر ہے جنمیں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ جناب مسیح گوشت ہڈیوں اور تمام ان چیزوں کے ساتھ جو انسانی جسم کی تکمیل کیلئے ضروری ہیں آسمان پر چڑھ گئے۔ اور وہیں اب تک بیٹھے ہوئے ہیں۔ عبادت کی روٹی اور شراب کے مسیح کا گوشت اور خون بن جانیسے اس بنا پر انکار کیا گیا کہ مسیح کا جسم آسمان پر ہے۔ اور ایک جسم کی خاصیات کے یہ خلاف ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ جگہوں پر موجود ہے +

کاپرنی کا علم ہیئت اور آسمانوں کے متعلق تمام علوم جن کی بنیاد اسکے اوپر رکھی گئی ہے کسی جغرافی آسمان کا حامی نہیں + ہمارے اوپر کی تمام جگہ غیر منتہی معلوم ہوتی ہے۔ اور ان تمام ستاروں کے کروں سیاروں وغیرہ میں سے جو اسکی وسعت کے اندر ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کسی ایک کو اللہ تعالیٰ کی رہائش کی جگہ اور آسمانی ہیکل کے طور پر منتخب کیا گیا ہو۔ زمین کے نچلے طبقہ پر جسکو سزا کی جگہ سمجھا جاتا ہے ایمان جو علم ہیئت کی رو سے

غلط ثابت نہیں ہوا۔ بغیر کسی حیل و حجت کے محو ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے ...... +

لیکن اس سے قدیم تر مذہب باطل ہو چکا ہے تھوڑا عرصہ ہوا میں نے ایک کتاب پر جو ایک ایسے شخص نے لکھی تھی جس کو عام طور پر ہمارا مذہبی مبشر سمجھا جائیگا ریویو کیا تھا۔ میں نے اس کتاب میں یہ پڑھا کہ مسیحیوں سے اب اس بات کی توقع نہیں کی جاتی۔ کہ وہ کسی خاص آسمان پر جو ہمارے سروں پر ہو ایمان لائیں۔ ایک جغرافی آسمان کے اس انکار کو میں نے اسکی اہمیت کی وجہ سے خاص طور پر قابل قدر قرار دیا کیونکہ یہ اس شخص کی طرف سے ظاہر کیا گیا تھا جو راسخ العقیدگی کا ایک ستون ہے .....

ایک اور ممتاز مذہبی آدمی نے صعود پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ "آسمان میں" کے الفاظ کو استعارہ کہنا چاہئے۔ لیکن یہ ہمیں ضرور ماننا چاہئے کہ مسیح کا جسم زمین سے ایک خاص بلندی پر اٹھایا گیا تھا' +

میں پورے خلوص کے ساتھ یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا اس قسم کا خلط ملط زیادہ دیر تک قابل برداشت ہو سکتا ہے۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ کلیسیا اس سوال پر غور کرے۔ جسکو چار سو سال تک اس نے اپنے سامنے آنے نہیں دیا۔ کیا مسیحی اصحاب علم ہیئت کے ان انکشافات کو جواب یقینی واقعات کا رنگ اختیار کر چکے ہیں اپنے روایتی مذہب کی ان ترمیمات کے ساتھ جن کا وہ متحمل ہو سکے ماننے کیلئے تیار ہیں۔ لفظ پرستی سے کام لینا کسی اطمینان کا موجب نہیں ہو سکتا +

معجزات کے متعلق ڈین موصوف رقمطراز ہیں :-

اگر تمام صحیفۂ فطرت کسی مقصد کو اپنے سامنے لئے ہوئے ہے تو یہ مناسب نہیں کہ خاص حالات کیلئے خاص اسباب کو ہم تلاش کریں۔ اس اصول کی بنا پر صحیفۂ قدرت کے قوانین دوسرے قوانین کی مانند خاص مقاصد سے وابستہ ہیں۔ تو ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ وہ باقاعدہ اور ایک ہی طریق سے اپنا کام کرینگے۔ وہ مشین جس کو مرمت کی ضرورت رہے ناقص مشین ہے لیکن وہ مشین جس کے پیچھے کوئی عقل اور سمجھ کام نہ کرتی ہو مشین کہلانے کی مستحق نہیں +

تمام وہ باتیں جو سائنس نے قدرت کے کاموں کی باقاعدگی اور یکسانیت کے متعلق معلوم کی ہیں ایک پیدا کنندہ اور مدبر بالارادہ ہستی کی موجودگی کی بڑے زور سے حمایت کرتی ہیں' ....

ڈاکٹر ٹمپل بشپ آف مانچسٹر نے بھی ڈین موصوف کی تائید کی ہے وہ لکھتے ہیں :-

مسیح کا آسمان پر چڑھنا صاف طور پر ایک مثال ہے جس کو عملاً منسوخ کیا گیا ہے ....

وہ عقیدہ جسمیں بتایا گیا ہے کہ مسیح علیہ السلام آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ وہ خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھ گئے۔ یہ صاف طور پر ایک تصویری بیان ہے جسمیں مسیح علیہ السلام کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ہی طاقت اور عالمگیر قدرت میں تحاد ظاہر کیا گیا ہے۔ اگرچہ ہم اپنے خداوند کے جسم کے آسمان پر چڑھنے کے متعلق کچھ نہیں جانتے تھے تاہم یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ اپنی مرضی سے ظاہر ہوگا۔ فی الحقیقت آسمان کوئی جگہ نہیں بلکہ ایک روحانی حالت کا نام ہے مسیح کے آسمان پر چڑھنے سے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی محبت مراد ہے۔ اور کوئی شخص بھی یہ کہنے سے تامل نہیں کرسکتا کہ انہوں نے مفاد ارضی سے بلندی کی طرف عروج کیا۔ اگرچہ آسمان پر چڑھنے کا بیان دنیا کے ایک نقشہ کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ جس کو اب ہم ہرگز نہیں مانتے +

اگر کلیسیا کو جیسا کہ ڈین موصوف نے اس سے استدعا کی ہے ایک جغرافی آسمان کے خیال کو ترک ہی کرنا ہے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مسیح کے جسمانی صعود اور عالم ارواح میں اترنے کے عقیدہ کو بھی ترک کرنا ہوگا۔ جسے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے عقیدے سے گہرا تعلق ہے۔ اسلئے اول الذکر کا مؤخر الذکر پر نہایت گہرا اثر پڑیگا اور یہ نہ صرف اس نقشہ کو جو مسیحیت نے تمام کائنات کا بنا رکھا ہے پھاڑ کر رکھ دیگا۔ بلکہ آسمان پر چڑھنے کا عقیدہ بھی ایک کچا دھاگا ثابت ہوگا +

ڈین موصوف نے اگرچہ جناب مسیح کی معجزانہ پیدائش کے متعلق کچھ نہیں کہا لیکن جسطرح سے انہوں نے آسمان پر چڑھنے اور بائیبل کے دوسرے معجزات سے انکار کیا ہے۔ اس سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ کنواری کے پیٹ سے پیدائش کے عقیدے سے بھی ان کو انکار ہے +

گذشتہ دس سال کے واقعات پر اگر ہم ایک سرسری نظر ڈالیں جو برقی رو کی طرح پوری تیزی کے ساتھ یکے بعد دیگرے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ تو ہمیں حیرانی ہوتی ہے کہ مغربی دنیا اپنے مذہبی معتقدات کے متعلق کہاں چلی جارہی ہے۔ سب سے پہلے ۱۹۱۷ء میں بعض پادریوں نے اس حلف کے لینے سے انکار کیا جسمیں انہیں بلا چون وچرا یہ اقرار کرنا پڑتا تھا کہ جو کچھ بائیبل کے اندر ہے وہ سب کا سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بائیبل کے متعلق اسوقت یہ بیان کیا گیا کہ وہ صرف افسانوی کہانیوں کا مجموعہ ہے جسمیں نیم بربریت پائی جاتی ہے۔ یہ تجویز کی گئی ہے کہ عہد نامہ عتیق کو سکولوں کی آخری جماعتوں میں پڑھایا جائے "ورنہ" بقول بشپ آف برمنگھم نے بچے سکولوں کے اندر اسی قسم کی کہانیاں جیسی کہ کتاب پیدائش کے شروع میں ہے ابتدا میں

سچی سمجھ کر پڑھ لیں گے۔ اور بعد ازاں وہ ان کو غیر صحیح ثابت ہونگی"۔ اسی سال کیمبرج میں "ماڈرن چرچ مین" کی کانفرنس کے اندر اس سوال کا کہ کیا مسیح نے خود چرچ کی بنیاد رکھی ایک طرح سے نفی میں جواب دیا گیا۔ اس کے بعد جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں آکسفورڈ کی کانفرنس میں الوہیت مسیح کے اعتقاد کو رد کیا گیا۔ اور اصلی معنوں میں آپ کو انسان قرار دیا گیا۔ اس وقت یہ بتایا گیا کہ جناب مسیح نے استعارۃً اپنے آپ کو خدا کا بیٹا قرار دیا جن معنوں میں تمام انسان اللہ تعالےٰ کے فرزند ہیں سنہ ۱۹۲۲ء میں اسی کانفرنس کے اندر یہ بھی اعلان کیا گیا کہ مسیحیت صرف محبت کا مذہب ہے۔ یہ بھی اسی کانفرنس میں اعتراف کیا گیا کہ بدھ مذہب بھی اسی طرز کا ہے اس وقت عام مذہبی لوگوں نے آرچ بشپ آف کنٹربری سے یہ استدعا کی۔ کہ وہ کلیسیا کو جدید الخیال لوگوں سے پاک کردیں۔ لیکن آرچ بشپ موصوف نے ایسا کرنے سے انکار کردیا انہیں یہ معلوم تھا کہ علم اور معقولیت جدید الخیال لوگوں ہی کا مؤید ہے۔ آکسفورڈ کی آخری کانفرنس میں فطری گناہ کے اعتقاد کا ابطال اور اسکی تردید کی گئی۔ چند ماہ ہوئے بشپ آف برمنگھم نے یہ اعلان کیا کہ اعشائے ربّانی کی رسم شرک و بت پرستی میں سے کلیسا کے اندر آئی ہے۔ ہمیں خوشی ہے۔ کہ اس بارہ میں انگلستان کے مختلف حصص میں ہماری کتاب ینابیع المسیحیت کی پیروی میں ایسی آوازیں بلند ہوئی ہیں۔ جن میں کتاب مذکور کے بیان کردہ نتائج کی تائید کی گئی ہے۔ یہ مانا گیا ہے کہ مسیح کی پیدائش اور صلیب اور آسمان پر چڑھنے کی تاریخیں صحیح نہیں۔ بلکہ محض فرضی ہیں۔ جو بت پرستی کے اندر بہت سے فرضی دیوتاؤں کے واقعات زندگی سے مشابہ ہیں۔ ان دیوتاؤں کے متعلق بھی یہ مانا جاتا تھا۔ کہ وہ ۲۵ دسمبر یا اسکے قریب کی تاریخوں میں پیدا ہوئے۔ اپنے خون سے وہ نسل انسانی کے گناہوں کا کفارہ دینے اور ان کی نجات کے لئے آئے ان کو بھی ایسٹر کی اتوار سے پہلے جمعہ کے دن صلیب دیا گیا یا مار ڈالا گیا۔ وہ ایسٹر کی اتوار کو اپنی قبروں میں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آسمان کو چلے گئے +

قارئین کرام بالخصوص مسیحی حضرات سے ہم یہ استدعا کرتے ہیں کہ وہ ان نتائج اور اعتراضات

کو جمع کریں - اور اپنے مذہب کی اس کھلی کھلی حقیقت کو پہچاننے کی کوشش کریں -
کیا ان کا موجودہ مذہب اسلام ہی کی پاک اور سادہ شکل نہیں - اور محمد رسول اللہ صلعم
خدا تعالیٰ کے سچے نبی نہیں جنہوں نے ایک ایسے مذہب سے جو صرف بت پرستی کا دوسرا
نام تھا - نسل انسانی کو بچالیا محمد رسول اللہ صلعم نے ہی دنیا میں یہ اعلان کیا - کہ بائیبل
انسانی ملاوٹ اور دستبرد سے محفوظ نہیں اور کہ مسیح اور انکی ماں خدائی مرتبہ پر نہیں ہیں -
آپ نے یہ بھی بتایا کہ مسیح ہر لحاظ سے انسان تھے - اور وہ ویسے ہی خدا کے بیٹے
تھے جیسے کوئی دوسرا نبی ہو سکتا ہے - کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا - اور
ہر شخص اپنے گناہوں کا خود ذمہ وار ہے - محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر خدا کے
نبی نہیں تو پھر یہ بھی سمجھ نہیں آسکتا کہ ایک نبی کے آنے کی غرض ہی کیا ہو سکتی
ہے - آپ نے ان مشرکانہ معتقدات کو جو مسیح علیہ السّلام کے سادہ مذہب کے ساتھ
شامل کر دیئے گئے غلط اور باطل ٹھیرایا - آپ مسیح علیہ السّلام کو دیوتا کی اس حیثیت سے
جو دجال نے انہیں دیدی تھی نجات دلانے کے آئے (دجال سے مراد وہ گروہ ہے جس نے
اپنی ناپاک کوششوں اور طریق عمل سے حقیقی مسیحی مذہب کو تباہ و برباد کر دیا) محمد رسول اللہ
نے زمانہ جاہلیت میں وہ کام کیا - جس کو سائنس آج کر رہی ہے - آج ڈین انج کو جدید
انکشافات اسبات پر مجبور کر رہے ہیں - کہ وہ دنیا کے اس نقشہ کو غلط قرار دیں جو مسیحیت
نے تجویز کر رکھا ہے اور جغرافی آسمان اور دوزخ کو مسترد کر دیں - لیکن محمد رسول اللہ صلعم نے
ان دنوں میں جب زمین کو کل دنیا کا مرکز سمجھا جاتا تھا - جہان کو یہ بتایا کہ نہ تو آسمان
ہمارے سروں پر ہے اور نہ دوزخ ہمارے پاؤں کے نیچے - بہشت اور دوزخ دو جگہوں
کے نام نہیں - بلکہ وہ زندگی بعد الموت کی دو مختلف حالتیں ہیں - چنانچہ قرآن کریم نے
صاف طور پر فرمایا ہے - سارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا السموٰت
والارض اپنے رب کی مغفرت اور اس جنّت کی طرف جلدی کرو - جسکی وسعت آسمان
اور زمین کے برابر ہے[1] - ان الفاظ میں اسلامی بہشت کی گویا کنجی ہمیں دیدی گئی ہے - اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کسی خاص جگہ میں محدود نہیں - بلکہ آسمانوں اور زمین پر محیط ہے

[1] آل عمران ۱۳۲

تمام کی تمام زمین اس کے اندر آجاتی ہے +

مذکورہ بالا آیت جس وقت نازل ہوئی تو شاہ ہرقل کے ایک قاصد نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا۔ کہ اگر جنت اس قدر وسیع ہے۔ جس قدر آسمان اور زمین تو دوزخ کہاں ہوگا۔ آنحضرت صلعم نے جواب میں فرمایا۔ سبحان اللہ این اللیل اذا جاء النھار۔ جب دن چڑھ آتا ہے۔ اس وقت رات کہاں ہوتی ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ دوزخ اور بہشت ہمارے دل سے پیدا ہوتے ہیں۔ جو گرد و پیش کے حالات سے متاثر ہوتا ہے۔ دل جیسا کہ قرآن کریم نے اس جگہ بتایا ہے آخری زندگی میں بہشت اور دوزخ کی دو مختلف حالتوں کے لئے کنجی کا کام دیگا۔ چند دن ہوئے کلیسائے انگلستان کے عام مذہبی واعظ ویسٹ منسٹر ہوس میں جمع ہوئے تاکہ کتاب نماز کے متعلق مجوزہ ترمیمات پر غور و فکر کریں۔ منجملہ اور باتوں کے مسٹر سی مارسٹن نے یہ ترمیم پیش کی کہ ان عقاید میں سے جو مقدس اتھینیس کے تجویز کردہ ہیں ان الفاظ کو نکالدیا جائے جنہیں یہ بتایا گیا ہے کہ

"کیتھلک ایمان یہی ہے اس پر اگر کوئی سچے دل سے ایمان نہ رکھے تو وہ نجات کو حاصل نہ کر سکیگا" (دعاے عام صفحہ ۲۶)

انھوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس نہایت خطرناک فقرہ کو نکالدیا جائے۔ جو میں یقین کرتا ہوں کہ تمام تاریخ میں ہمیشہ خطرناک دکھائی دیتا رہا ہے۔ اور یہ اس کتاب کے اندر پایا جاتا ہے جو گنہگاروں کے لئے نجات کی خوشخبری پیش کرتی ہے۔ یہ عقیدہ اس زمانہ میں تراشا گیا تھا جو مقابلۃً انسانی زندگی سے عاری تھا۔ اور اسے ہماری کتاب نماز میں موجودہ شکل میں اس زمانہ میں داخل کیا گیا تھا۔ جب انسانی زندگی کی وحشت زیادہ تر نمایاں تھی۔ سر ایڈورڈ کلارک نے کہا کہ یہ عقیدہ بڑی بڑی تقریبوں کے موقع پر ان کی خوشی کو سالہا سال تک زائل کرتا رہا ہے۔ میں نے کبھی ان الفاظ کو نہیں دوہرایا۔ اور نہ کبھی دوہراؤں گا یہ میرے لئے نہایت تکلیف دہ بات ہے۔ کہ نمازیوں کی آوازوں کے ساتھ ساتھ با جان الفاظ کو گائے جن پر میں ایمان نہیں رکھتا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری نمازوں

ےا اتھینیس اسکندریہ کا ایک بشپ ہوگزرا ہے جس نے عقائد کو تجویز کیا تھا جو آج مسیحی کلیسیا میں رائج ہیں +

کے اندر وہ نہ ہونے چاہئیں"۔ سر رابرٹ ولیمس نے کہا کہ عام مذہبی واعظین نے ان فقرات کے خلاف نہایت برو قت احتجاج کیا ہے۔" آخر کار مسٹر مارسٹن کی ترمیم منظور ہو گئی۔ کیا وہ کلیسا جو نماز کے اندر ایسے فقرات کو برقرار رہنے دیتا ہے مسیح کا نمائندہ رُوح القدس کا مورد اور فارقلیط کی پیشگوئی کا مصداق تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ ان الفاظ کی جنہیں مذہبی واعظین نے مسترد کیا ہے۔ اصل سپرٹ ہی مسیحیت کے خلاف ہے۔ لیکن ہم ڈین انج اور آپ کے ساتھیوں کی توجہ مقدس اتھینیس کے ذیل کے الفاظ کی طرف بھی منعطف کرنا چاہتے ہیں۔ کیا وہ ان کی گتھی کو سُلجھانے کی کوشش کرینگے؟:-

"اور کیتھولک ایمان یہ ہے کہ واحد اللہ کی پرستش تثلیث میں اور ثالوث کی پرستش توحید میں کریں۔ نہ اقانیم کو مخلوط کریں نہ جوہر کو تقسیم۔ کیونکہ اقنومیت باپ کی اور ہی بیٹے کی اور رُوح القدس کی اور۔ لیکن باپ بیٹے اور رُوح القدس کی الوہیت ایک ہی ہے جلال برابر عظمت یکساں ازلی۔ جیسا باپ ہے ویسا ہی بیٹا اور ویسا ہی رُوح القدس ہے باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق رُوح القدس غیر مخلوق باپ غیر محدود۔ بیٹا غیر محدود رُوح القدس غیر محدود۔ باپ ازلی۔ بیٹا ازلی۔ رُوح القدس ازلی" (دعائے عام صفحہ ۲۸)

یہ تو وہ مسیحی عقائد ہیں جو کلیسا کی کتاب نماز کے اندر پائے جاتے ہیں۔ میدیہے کہ مسیحی حضرات دوسرے عقائد کی طرح ان پر بھی غور و فکر سے کام لینگے لیکن مذکورہ بالا جدید خیالات کی روشنی میں ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ ہمارے سامنے جو سب سے زیادہ مشکل ترین کام تھا وہ اب تکمیل کو پہنچنے والا ہے۔ کلیسا کے بہترین لوگ وہی خیالات رکھتے اور پیش کرتے ہیں جو قرآن کریم کے اندر بیان کئے گئے ہیں۔ جناب مسیح کے متعلق اگر اس اعتقاد کو ترک کر دیا جائے جو انکے معصوم عن الخطا ہونے انکی الوہیت کفارہ اور آسمان پر چڑھ جانے کے متعلق کلیسا میں رائج تھی تو وہ محض خدا کے نبی ثابت ہوتے ہیں۔ اور اس طرح سے اُن کا کام بحیثیت ایک نبی کے جیسا کہ اُنہوں نے خود کہا ہے غیر مکمل رہجاتا ہے۔ ازمنۂ متوسط کا کلیسا جو ان مشرکانہ اور مسیح کے مخالفانہ معتقدات کا بانی ہے آنیوالے تسلی دہندہ کے منصب کا اہل نہیں ہو سکتا محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی اصل تسلی دہندہ تھے اور ہمارا یہ فرض ہے کہ آپ کو ایسا ثابت کریں +

از مسجد ووکنگ (انگلستان) خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام

ضروری نوٹ:- یہ مضمون حضرت خواجہ صاحب نے انگریزی میں دفتر لاہور میں بھیجا جس کا اردو ترجمہ کر کے اردو پریس میں بھیجا گیا ہے +

خواجہ عبد الغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ۔ عزیز منزل لاہور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی تکمیل

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا اور اسلام کو تمہارا دین پسند کیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک ایسے گھر میں پرورش پائی۔ جو مال و دولت اور تہذیب و شائستگی سے معمور تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت اس قوم کے ماتحت ہوئی۔ جو اپنی اعلیٰ تہذیب پر نازاں تھی۔ لیکن حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے الہامات کے مخاطب وہ لوگ تھے۔ جن پر ابتدائی تہذیب کی کوئی شعاع بھی ابھی نہ پڑی۔ اور جو جہالت کی گھنگھور گھٹاؤں اور سخت ترین تاریکیوں میں چھپے ہوئے تھے۔ آپ اس قوم کی اصلاح کے لئے آئے جو وحشت و بربریت، توہم پرستی، ظلم و ستم، اور برائیوں میں مبتلا تھی۔ آپ ایک ایسی قوم کو کتاب و حکمت سکھانے کے لئے مامور کئے گئے۔ جس پر انتہائی درجہ کی روحانی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں [1] اور جو دماغی اور اخلاقی تنزل کے گڑھے میں کامل طور پر گر چکی تھی +

ایک نبی کا کام کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان اور کنبہ کی طرف مبعوث کئے گئے۔ اور ان لوگوں کو خطاب کرنا پڑا جو آپ کو بچپن سے جانتے تھے۔ اور آپ کی زندگی کی پوری پوری تفصیلات سے واقف اور خوبیوں اور برائیوں کو خوب جانتے تھے۔ حسد اور دشمنی کی آگ بھی آپ کے خلاف کام کر رہی تھی۔ اور آپ کی کامیابی بہت ہی دشوار امر تھا۔ جناب مسیح تو خود اپنے رشتہ داروں کے ایمان کو بھی حاصل نہ کر سکے۔ آپ نے اپنا ذاتی تجربہ بیان کیا۔ جب یہ فرمایا کہ

---

[1] ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین
وہی ہے جس نے امیوں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے گو وہ پہلے کھلی گمراہی میں تھے +

"نبی اپنے وطن اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا (متی ۱۳: ۵۷)
باوجود ان سب باتوں کے محمد رسول اللہ صلعم جو ایک اُمّی عرب اور اُونٹوں کا چرواہا ایک یتیم اور ابو طالب کا پروردہ تھا۔ انہی اپنے کنبہ کے لوگوں کی طرف مبعوث ہوتا ہے۔ اور نبی کی حیثیت میں انہیں اپنی طرف بلاتا ہے۔ خدا کے فضل سے آپ کو وہ کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ جو کسی سابق نبی کو کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ اعلے اور دُور رس تدبیروں کو لیننا بہت آسان ہے لیکن انہیں عملی جامہ پہنانا بہت مشکل۔ جناب موسیٰ، جناب عیسیٰ اور بہت سے دوسرے پیغمبر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے آئے اپنے مشنوں کی کامیابی کو اپنی زندگیوں میں نہ دیکھ سکے۔ ایک تو نصرت الٰہی سے اس قدر مایوس ہو گیا۔ کہ اس نے سمجھ لیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ اور بعض نے کچھ لوگوں کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنانے میں اگر کامیابی حاصل کی۔ تو وہ ان کے اندر ایسی رُوح نہ پھونک سکے۔ جس سے ان میں اپنے آپ پر اعتماد پیدا ہوتا مصر کی غلامی سے آزاد شدہ اسرائیلیوں نے جناب موسیٰ کی دو دفعہ نافرمانی کی۔ پطرس اور دوسرے حواریوں نے جناب مسیح کا انکار کیا۔ آپ کی شدید ترین ضرورت کے وقت انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ لیکن مغرورین مکہ کا حلیم معلم جو ابھی اگلے دن تمسخر و استہزاء کا آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ جس کو بُری طرح سے دُکھ اور تکلیفیں دی گئیں۔ اینٹوں اور پتھروں سے لہو لہان کیا گیا۔ اور اپنے وطن مالوف سے جہاں آپ پیدا ہوئے تھے باہر نکالا گیا۔ اس نے ہجرت کے بعد نو سال کے قلیل ترین عرصہ میں اپنی قوم کو اخلاقی اور رُوحانی تنزل کے گڑھے سے نکال کر پاکیزگی اور انصاف کے درجہ پر پہنچا دیا۔ محمد رسول اللہ علیہ وسلم دعوے نبوت کے بعد تیئیس سال تک زندہ رہے لیکن دعوے کے بعد پہلے ہی پانچ سالوں میں جو معجزانہ تبدیلی آپ نے کی وہ جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے جو ان لوگوں مہاجرین میں سے

ایک تھے جنہوں نے مکہ والوں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر ابی سینیا کیطرف ہجرت کی تھی، ان الفاظ سے ظاہر ہے جو آپ نے اس ملک کے عیسائی بادشاہ سے کہے، آپ نے فرمایا:-

"اے بادشاہ! ہم جاہل اور غلطی خوردہ لوگ تھے بتوں کی پرستش کرتے تھے، مُردہ لاشوں کو کھاتے تھے، ہم اوباش تھے، اپنے ہمسائیوں کو ستاتے اور دُکھ دیتے تھے، اور زور آور کمزور کو اسکی املاک سے محروم کر دیتا تھا، ہم مدت سے اس حالت میں گرفتار رہتے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم میں سے ایک نبی ہم میں مبعوث کیا۔ جس کی عالی پیدائش صداقت و دیانتداری اور سچائی ہم سب کو خوب معلوم تھی۔ اُسنے ہمیں خدا کی طرف بلایا اسکی اور صرف اسی کی عبادت کے لئے ہمیں اُٹھایا۔ اور ان بُتوں اور پتھروں کی جنکے سامنے ہمارے آباؤ اجداد اپنے سروں کو جھُکاتے تھے عبادت سے ہمیں روکا۔ اس نے حکمدیا کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ اس نے ہم پر فرض قرار دیا۔ کہ ہم نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں اور روزہ رکھیں بشرطیکہ بیمار اور مسافر نہ ہوں اس نے سچ بولنے دوسروں کی امانت ان کو ٹھیک طرح واپس کرنے اپنے رشتہ داروں سے نیکی کا برتاؤ کرنے اور ہمسایوں سے حسن سلوک سے پیش آنے، بُرے کاموں سے بچنے تا واجب لڑائیوں اور خونریزیوں سے احتراز کرنے کا ہمیں حکمدیا۔ اس نے ہمیں بتایا۔ کہ ہم جھوٹی گواہی نہ دیں، یتیموں کو ان کی املاک سے محروم نہ کریں، عورتوں پر ناپاک الزام نہ لگائیں۔ اور نہ ان کے متعلق غلط شبہات پیدا کریں۔ ہم نے اس کے ارشادات کو اپنے دل کے کانوں سے سُنا، اسکی صداقت پر یقین کیا ان تمام احکام کی اطاعت کی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں پہنچے اور توحید الٰہی پر ایمان لائے۔ ہم ان تمام چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ جن سے ہمیں منع

کیا گیا ہے۔ اور صرف اسی حد تک اپنے آپ کو رکھتے ہیں۔ جس حد تک ہمیں کسی کام کی اجازت ہے۔ ہماری قوم کے لوگ ہمارے ایمان ہمارے معتقدات اور اعمال میں اس تبدیلی کو دیکھ کر سخت جوش اور غصہ میں بھر گئے ہیں۔ انہوں نے ہم پر مظالم توڑے ہیں۔ اور ہمیں پھر بتوں کی پرستش اور ان گندے کاموں کی طرف جو ہم چھوڑ چکے ہیں واپس لیجانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب ہمارا ان کے اندر رہنا ناممکن ہو گیا۔ اور جب ظلم و ستم برداشت کی حد سے نکل گئے۔ ہم نے اپنے ملک کو چھوڑ دیا۔ اور آپ کو ایک روادار بادشاہ سمجھ کر آپ کی مملکت میں پناہ گزین ہوئے ہیں" +

ان الفاظ کو شاید بعض لوگ اسباب پر محمول کریں۔ کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک پرجوش مداح کے منہ سے نکلے ہوئے ہیں اور ایک ایسے شخص کے الفاظ ہیں جس کو اپنے معاملہ کی بہتری مقصود ہے۔ تاکہ شاہ حبش کی ہمدردی کو حاصل کر سکے۔ اور اسکی طرف سے حفاظت اور پناہ ملجائے۔ لیکن حضرت جعفر کے اس بیان کی تصدیق ایک ایسے شخص نے بھی کی ہے جو کھلے طور پر اسلام کی دشمنی پر ادھار کھائے بیٹھا ہے یعنے سر ولیم میور جس نے اپنی کتاب میں صاف طور پر لکھا ہے:-

محمد صلعم کے اصول بہت تھوڑے اور بالکل سادہ تھے۔ آپ کی تعلیم نے نہایت شاندار اور بہت بڑا کام کیا تھا۔ اس دن کے بعد جب قدیم عیسائیت نے دنیا کو خواب غفلت سے جگایا۔ اور بت پرستی کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ لوگوں نے اس قسم کی روحانی زندگی کی بیداری کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ نہ اس کے بعد ایسا ایمان کبھی نظر آیا تھا۔ جس نے ہر طرح کی قربانیاں جھیلیں۔ اور اپنے ضمیر کی خاطر اہل و جائداد کی بربادی کو نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ برداشت کیا +

اس وقت بھی جبکہ ہمارا حافظہ بھی نہیں پہنچ سکتا ہے کہ مکہ معظمہ اور عرب کا تمام ملک روحانی جمود دیکھ رہا تھا۔ عیسائیت یہودیت یا فلسفیانہ تحقیقات سے کبھی متاثر ہونے کے باوجود بھی توہمات اور ادھوری روحانی اقدار کی بدولت [illegible]

کیفیت تھی۔ جیسے ایک ساکن جھیل کی سطح پر کہیں کہیں کوئی معمولی سی لہر
اٹھتی ہوئی نظر آئے۔ اور نیچے سے تمام پانی بالکل ساکن اور بے حرکت ہو۔
لوگ توہم پرستی ظلم وستم اور خطرناک برائیوں کے اندر ڈوبے ہوئے تھے۔
کنبہ کے سب سے بڑے لڑکے کا یہ عام دستور تھا کہ اپنے باپ کی بیواؤں
کو اپنی بیویاں بنا لیتا۔ اور باقی تمام اموال کے ساتھ اس کو بھی بطور جائداد
کے اپنے ورثہ میں لیتا تھا غرور اور افلاس کی وجہ سے انہیں دختر کشی کا
مرض پیدا ہو چکا تھا (جیسا کہ ہندوؤں میں بھی یہ بیماری اسی وجہ سے
پیدا ہوئی تھی) ان کا مذہب پرلے درجہ کی بت پرستی تھا۔ اور اُن کے
دین پر غیر مرئی مخلوقات کے توہم پرستانہ ڈر اس سے زیادہ غالب تھا
جتنا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے سے پیدا ہو سکتا ہے۔ زندگی بعد الموت
اور نیکی بدی کی جزا سزا کو جو اچھے اعمال کی محرک ہو سکتی ہے۔ وہ کچھ بھی
نہ جانتے تھے۔ ہجرت سے تیرہ سال پہلے ۱۲ جولائی سنہ ۶۲۲ء مکہ اس بُری
حالت میں ہیجان پڑا تھا' ان تیرہ سالوں نے کسقدر عظیم الشان انقلاب
پیدا کر دیا۔ سینکڑوں انسانوں کی ایک جماعت ایسی پیدا ہو گئی جس نے
بت پرستی کو چھوڑ کر ایک خدا کی پرستش کو اختیار کیا۔ اور اس ہدایت کے
آگے جسے وہ الہام الٰہی کے نام سے تعبیر کرتے تھے بلا چون وچرا اپنے
سروں کو جھکا دیا۔ اور نہایت کثرت اور خلوص قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے
سے دُعائیں کرنا اس سے رحم اور مغفرت چاہنا اور نیک کاموں کی کوشش کرنا
خیرات دینا پاکیزگی اختیار کرنا اور انصاف کا برتاؤ کرنا ان کا کام ہو گیا۔
اب وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے دائمی احساس اور اس خیال کے نیچے
زندگی بسر کرتے تھے۔ کہ ایک نگاہ رکھنے والی آنکھ ہماری ذرہ ذرہ چیز کو
دیکھ رہی ہے۔ فطرت کے عطیات سے فائدہ اُٹھانے میں زندگی کے ہر ایک تعلق
اور رشتہ میں اور اپنے ہر قسم کے کاموں میں خواہ وہ انفرادی ہو یا پبلک نہیں اللہ تعالیٰ

کا ہاتھ نظر آتا تھا۔ اور ان سب باتوں سے بڑھ کر وہ اس نئی زندگی کو جو انہوں نے اختیار کی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا ایک نشان سمجھتے اور اپنے حق ناشناس شہریوں کو اس مہر لعنت کے نیچے سمجھتے تھے جو دلوں کو سخت کرنے والی ہے۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اُن کی زندگی کے رہنما اور اللہ تعالیٰ کے ماتحت اُن کی نئی اُمیدوں کے ملجا تھے۔ اور آپؐ کی اطاعت کے جوئے کے نیچے انہوں نے اپنے سروں کو بلا چون و چرا رکھ دیا +

اس نہایت قلیل مدت میں آپؐ کی شاندار تحریک کی وجہ سے مکہ دو گروہوں میں تقسیم ہو گیا۔ جو قبیلہ اور خاندان کی قدیم حدود اور تفاوت کو چھوڑ کر اپنے آپ کو ایکدوسرے کے بالمقابل پوری طرح آراستہ کر چکے تھے مسلمانوں نے مخالفین کے مظالم کو نہایت صبر اور حوصلہ سے برداشت کیا۔ اور اگرچہ ایسا کرنا ان کی دانائی اور حکمت پر مبنی تھا۔ تاہم ان کو حد درجہ بُردباری کا خراج تحسین نہایت آزادی سے انہیں دیا جاسکتا ہے۔ ایک سو مرد اور عورتوں نے بجائے اسکے اپنے ایمان سے ہمیشہ کیلئے دستبردار ہو جائیں اپنے گھروں کو چھوڑ کر حبشہ کے ملک میں اس وقت تک کے لئے پناہ لی جب تک کہ مخالفین کا جوش ٹھنڈا ہو جائے۔ اور پھر ایک اس سے بھی زیادہ تعداد نے آنحضرت (صلعم) کی محبت میں اپنے پیارے اور محبوب شہر اور اس کے مقدس گھر کو جو ان کے لئے تمام بھر زمین عالم میں سب سے پاکیزہ اور مقدس ترین جگہ تھی چھوڑا اور مدینہ کیطرف انہوں نے ہجرت کی۔ وہاں پہنچکر انہی خوبیوں نے دو تین سالوں کے اندر اندر ایک ایسا برادرانہ جتھا پیدا کر دیا۔ جو آنحضرتؐ اور آپؐ کے پیروؤں کی حفاظت اپنے خون کے ساتھ کرنے کیلئے تیار ہو گیا۔ یہودیوں کے مذہب کی صداقت کا حال مدینے کے لوگ مدتوں سے سن رہے تھے۔ لیکن جس وقت تک نبی عربی (صلعم)

روحونکو زندہ کردینے والے راگ سُننے میں نہیں آئے۔ اس وقت تک ان کو بھی ہوش نہیں آئی۔ وہ بھی اس وقت خواب غفلت سے جاگ اُٹھے۔ اور یکایک ایک نئی اور سرگرم زندگی اختیار کرلی +

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بقول انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا تمام اور مذہبی شخصیتوں سے بڑھ کر کامیاب ہوئے۔ آپنے اپنے زمانہ میں اس قسم کا ملکی، تمدنی، دماغی اور دینی انقلاب پیدا کیا جو ملک یا کسی قوم کے اندر مصلحین کی پے در پے نسلوں کے ذریعہ بھی پیدا نہیں ہوسکا۔ آپ کی آواز گویا ایک بجلی کی آواز تھی۔ بقول مولانا حالی ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں ساری جس نے ہلادی

نہایت بُری عادتیں جو طبائع کے اندر راسخ ہو چکی تھیں، آپکے زبردست الفاظ کے سامنے اس طرح سے کافور ہوئیں جیسے نہایت خطرناک آندھی کے آنے پر تنکے ہوا میں اُڑ جاتے ہیں۔ آپنے انسانوں کو ان کی نیند سے جو موت کی شکل رکھتی تھی اُٹھایا اور تہذیب کے اعلےٰ ترین معراج پر پہنچا دیا۔ وہ لوگ جو بیس سال پہلے پتھر کے ہر ایک اس ٹکڑے کی پرستش کرتے تھے۔ جس کو بطور بت رکھا گیا ہو یا سفر میں عبادت کے لئے ساتھ لیجاتے ہوں۔ پکے موحد اور توحید الٰہی کے سچے اور اصلی معنوں میں علمبردار بن گئے۔ یہاں تک کہ خلیفہ اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ بزمانہ جاہلیت میں ہر ایک خوبصورت پتھر کے سامنے سربسجود ہو جاتے اور اپنی اُونٹنی کو دوھ لینے کے بعد اگر پتھر کا کوئی ٹکڑا نہ ملتا تو ریت کے ایک ٹیلے کے سامنے ہی جُھک جاتے توحید الٰہی کے اس درجہ قائل ہوئے۔ کہ خانۂ کعبہ میں حجر اسود کو چومتے ہوئے اپنی تلوار کی نوک اسکے اُوپر رکھ کر ذیل کے الفاظ کہتے ہوئے سُنے گئے :-

پتھر! تو سوائے ایک پتھر کا ٹکڑا ہونے کے اور کچھ نہیں۔ اور اگر خدا کے

؎ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا ایڈیشن گیارہ باب عنوان محمد ۱۷ ملاحظہ ہو +

نبی نے تجھے چھپا نہ ہوتا تو میں تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیتا" صرف عرب کا وسیع ملک ہی جو بارہ لاکھ مربع میلوں میں پھیلا ہوا ہے ایک بیس سال کے عرصہ میں بُت پرستی کی لعنت سے آزاد ہو گیا۔ بلکہ توحید الٰہی کی اشاعت کیلئے عرب کے لوگوں میں اسقدر جوش سرگرمی تھا۔ کہ ایک خدا کا نام بلند کرنے کیلئے وہ اپنے اس قطعہ کی علاوہ دنیا کے طول و عرض میں لیکر نکلگئے۔ وہ لوگ جو کل تک باہم ایک دائمی جنگ میں مبتلا تھے اور انتقام کے نہایت اور معمولی بہانوں پر خونریزی اور قتل و غارت کا میدان گرم کر دیتے تھے ایک بے نظیر اخوت کے سلسلہ میں منسلک ہو گئے جسکے ہر ایک ممبر کے دل میں یہ بات پیدا ہو گئی کہ وہ اپنے فائدہ کو چھوڑ کر دوسروں کے فائدہ کے لئے کام کرتے تھے۔ دنیا کی سب سے زیادہ جاہل قوم اسوقت کی تاریکی میں دنیا کیلئے علم و روشنی کی علمبردار بنگئی۔ بقول کارلائل ایک غریب چرواہوں کی قوم جو دنیا کے شروع جنگلوں کے اندر ماری ماری پھرتی تھی۔ ایک عظیم الشان نبی ان کے اندر بھیجا گیا جو ایسا الہام لیکر آیا جس پر وہ ایمان لا سکتے تھے پھر دیکھو وہ جسکو کوئی جانتا نہ تھا وہ دنیا میں مشہور ہو گئی۔ وہ جو ادنےٰ اور حقیر تھے انھوں نے ایک عظیم الشان دنیا کی شکل اختیار کر لی۔ عرب ایک طرف گرینڈا پر حاقم ہے۔ اور دوسری طرف دہلی پر بہادری شان و شوکت اور عقل و سمجھ کی روشنی کے لحاظ سے عرب کی شعاعیں دنیا کے ایک بڑے حصہ پر مدتہائے مدید سے پڑ رہی ہیں" وہ لوگ جو عورتوں کی کوئی عزت نہ کرتے تھے حقوق لنسوان کے سب سے پہلے حامی بن گئے۔ اور دنیا میں ایسی بہادرانہ سپرٹ لیکر نکلگئے جسکو ابتک کوئی جانتا بھی نہ تھا الغرض پہلے درجے کے گناہگار لوگ صداقت اور پاکیزگی کے مالک اور اللہ تعالےٰ کے تمام احکام کی تعمیل کرنیوالے اور سوسائٹی کے قوانین کی عزت کرنیوالے ہو گئے۔ وہ جن کے افعال عادتاً صرف کمینہ مقاصد کے کام آتے تھے انھوں نے قبر سے پرے کی چیز کو دیکھنا شروع کیا۔ کسی بلند تر اور پاک اور مقدس چیز کیطرف انکی نگاہیں اُٹھ گئیں جو سخاوت نیکی انصاف اور دائمی محبت کے کاموں کی طرف انکی رغبت کا موجب تھے۔ کس قدر عظیم الشان انقلاب ان چند سالوں میں دیکھنے میں آیا رحمت کا فرشتہ اس سرزمین پر سے گذر گیا۔ اور ان لوگوں کے دلوں میں جو اب تک نیم بربریت میں مبتلا تھے محبت اور باہمی ہمدردی کی روح واخلاص پھونک دی۔ وہ جگہ جو اب تک اخلاقی لحاظ سے ایک صحرا کا حکم رکھتی تھی۔ جہاں تمام انسانی اور خدائی قوانین بغیر کسی قسم کے افسوس اور ملال کے توڑے اور پامال کئے جاتے تھے۔ اب ایک نہایت خوشنما باغ بنگئی ہے۔ بُت پرستی شیطان پرستی اور توہم پرستی جڑ سے کٹ گئی۔ جوا بازی۔ شراب خوری اور زنا کاری مفقود ہو گئی۔ تعدد ازدواج قانونی حدود کے اندر منضبط ہو گئی۔ اور غلامی قریباً اڑا دی گئی۔ عورتوں کی عصمت ایک نیکی بنگئی۔ صنعت و حرفت نے بیکاری کی جگہ لیلی۔ اور خدا کی بادشاہت جس کے لئے جناب مسیح اور دوسرے لوگوں نے اللہ تعالےٰ سے التجا کی تھی عرب کے ملک میں قائم ہو گئی۔ + (باقی آئندہ)

سلے سید امیر علی نے اپنی کتاب سپرٹ آف اسلام میں یہ الفاظ لکھے ہیں +

سائنس ایمان باللہ اور قرآن مجید

(از جناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے مبلغ ووکنگ انگلستان)

فی زمانہ جبکہ سائنس اپنے معراج کمال تک پہنچ چکی ہے کیا خدا کی ہستی پر ایمان لانا ایک لاطائل اور بیہودہ امر نہیں سمجھا جاتا ؟ اور کیا خدا شناسی اور دنیا سے قطع تعلق پُرانے توہمات خیال نہیں کئے جاتے ؟ اور کیا سائنس نے یہ ثابت نہیں کیا کہ جو طاقتیں عالم و واقعات عالم پر حکمرانی کر رہی ہیں۔ وہ محض ایسی طاقتیں ہیں۔ جو بُرائی بھلائی کے احساس سے کلیتہً معرّا ہیں۔ یہ وہ سوالات ہیں۔ جو ہر ایک کی زبان پر جاری ہیں۔ اور یہ وہ سوالات ہیں۔ جو محض تعلیم یافتہ طبقہ کے اندر ہی نہیں پائے جاتے۔ بلکہ عوام النّاس بھی انمیں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ فلسفہ طبعیات جو ہر انسانی زندگی کی محض بیرونی تصویر ہی پیش کرتا ہے۔ اس نے توہم پرستی کی بنیادوں کو بالکل متزلزل کر دیا ہے۔ اور اب بعض نشانات مذہب کے جو پائے بھی جاتے ہیں وہ بھی یوماً فیوماً معدوم و مفقود ہوتے جاتے ہیں۔ ہیں جیسے شخص نے اسی قسم کی غیر دانایانہ حکمت کا وعظ کیا ہے۔ اور ان کا خیال ہے۔ کہ تمام دنیا کو اسی قسم کے خیالات کا مقلد اور متبع ہونا چاہئے۔ ہاں جہاں تک معبودان باطلہ پر اعتقاد کا سوال ہے۔ میں تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں پاتا۔ کہ بیشک اس قسم کے اعتقادات خاص دن بدن صفحہ ہستی سے ناپید ہو رہے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ قریباً بالکل ناپید ہو چکے ہیں۔ اور اب کبھی پھر یہ اعتقادات معرض ظہور میں نہیں آسکتے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام جو نہ صرف ہمارے نبی کریم صلعم کا تعلیم کردہ مذہب ہے بلکہ آپ سے پہلے آنیوالے انبیا بھی اسی اسلام کا وعظ کرتے رہے ہیں۔ وہ ایک ایسا مذہب ہے۔ جسکے اندر

خدا کی توحید اور اسکی وحدانیت کی تعلیم کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس اسلام کو لے کر تمام انبیا آئے۔ اور یہی تعلیم دیتے رہے۔ کہ خدا سے واحد کی ذات بری ہے تمام عیوب و نقائص سے اور وہ ایک ہی ذات پاک ہے۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ کا صریح ارشاد ہے کہ "وہی ایک ذات باری ہے آسمانوں اور زمین کے اندر ہے"

ان پاک الفاظ کے اندر ایک اشارہ ہے اس امر کے متعلق کہ بالآخر خدا کی توحید کا عقیدہ تمام دنیا پر غالب آکر رہیگا۔ قرآن مجید توحید ذات باری کا سخت حامی اور شرک کا سخت دشمن اور مخالف ہے۔ اور وہ علے الاعلان فرماتا ہے۔ کہ شرک فطرت انسانی کے خلاف ہے۔ اور فطرت انسانی اسکو دھکے دیتی ہے +

ایک ایسا شخص جس کے دماغ میں ذرا بھی عقل ہو اور بشرطیکہ وہ اس عقل سے کام بھی لے۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی شرک کے عقیدہ کو تسلیم نہیں کرسکتا۔ لیکن یہ امر یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ ایسی توحید جس کا مقصد یہ ہو کہ بیشک خدا ایک ہستی ہے لیکن بعض اور بھی ہستیاں ہیں جو عبادت کے لائق ہیں۔ نیز یہ اعتقاد کہ اللہ کا اس دنیا کے حالات سے کچھ تعلق نہیں یہ عقیدہ بھی شرک ہی ہے۔ اس قسم کی توحید اور اس قسم کے عقائد کا حامی مذہب عیسویت ہے۔ جو دراصل تو ایک توحید کا مذہب تھا۔ لیکن اصل کتاب کے ضائع ہو جانے کی وجہ سے اور تحریف و تبدل اور لوگوں کے اپنی طرف سے الحاق عبارت کر دینے سے عیسائی لوگ اصل تعلیم حضرت مسیح علیہ السلام کی بھول گئے +

یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کی ہستی سے انکار کرنا درحقیقت کوئی فلسفہ نہیں کیونکہ یہ کوئی قطعی تھیوری یا قطعی مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ نتیجہ ہے ایک تھیوری یا ایک مسئلہ کی نفی کا۔ یا بالفاظ دیگر یہ ایک۔ ایسے مسئلہ کا انکار ہے جس کا مطلب و مقصد یہ ہے کہ لازم ایک اعلیٰ ہستی ایک اعلےٰ ذات موجود ہے۔ جو ظاہر و باطن میں اور تحت و بالا سب جگہ جلوہ گر اور حاضر و ناظر ہے۔ جو تمام نظام عالم کا سطح

نگران و نگہبان ہے جس طرح ایک گھڑی ساز جو گھڑی بنا دینے کے بعد دیکھتا رہتا ہے
کہ آیا یہ گھڑی ٹھیک طور پر چلتی اور کام دیتی ہے یا نہیں +

اب ہم اس قطعی مسئلہ کو لیتے ہیں۔ کہ نفس الحقیقت "خدا" ہے۔ ہم دیکھنا
چاہتے ہیں۔ کہ کیا نفس الحقیقت اس کے اندر کچھ حقیقت ہے؟ کیا اس پر یقین
رکھنا واقعی صداقت و حقیقت پر مبنی ہے؟ یا کہ محض دھوکا ہی دھوکا ہے۔ لیکن وہ
لوگ جو ذات باری کی ہستی کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس مسئلہ کی تفصیلات
میں پڑنا نہیں چاہئے۔ ان کا قول ہے کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے سوائے اس کے کہ
یہ ایک مجموعہ ہے بیشمار چھوٹے چھوٹے اجسام کا جو ایک غیر معین وقت سے خلا کے اندر خود
بخود قائم ہیں۔ اور انہی اجسام کے اندر ایک نظام ترکیبی اتفاقاً واقع ہو گیا ہے۔ اکثر
منکران ذات باری کا یہی خیال ہے۔ لیکن اس طبقہ سے تعلق رکھنے والے وہ جوان
لوگ ہیں جو ابھی فارغ التحصیل ہو کر نئے نئے کالجوں اور مدرسوں سے نکلتے ہیں
اور جن کا مبلغ علم محض چند ایک کتابوں تک ہی محدود ہوتا ہے۔ جو انہوں نے
ایام طالبعلمی میں فلسفہ طبعیات پر پڑھی ہوتی ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو حقیقت اشیاء پر
ایک نظر غائر رکھتے ہیں۔ اور خود اپنے دماغ اور عقل سے کام لیتے اور جو فکر رسا
سے بہرہ ور ہیں۔ ان کا یہ خیال ہرگز نہیں کہ یہ دنیا ابتداء میں متفرق اجسام کا ڈھیر
تھا۔ جو امتداد زمانہ سے ایک نظام میں پیوستہ ہو گیا ہے۔ مختلف زمانوں کے
مختلف فلاسفروں اور حکماء کے طبقہ کو لے لو ان کا ہرگز یہ خیال نہیں پاؤ گے۔
وہ افلاطوں ہو یا ارسطو یا کوئی اور اس خیال کی صحت پر ان کو ہرگز یقین نہیں
کہ یہ دنیا خود بخود بن گئی ہے۔ اگر زمانہ حال کا ایک زندہ ثبوت درکار ہو تو ڈاکٹر اقبال
جو حال کے فلسفی شاعر ہیں۔ اُن کی مثنوی رموز بیخودی اُٹھا کر دیکھ لو۔ صاحب موصوف
اپنی اس تصنیف کے اندر اقرار کرتے ہیں۔ کہ وہ ایک مدت تک اسی قسم کے
خیالات کے شکار رہ چکے ہیں۔ لیکن ان کو کبھی اس پر اطمینان قلب اور حق الیقین
نصیب نہ ہوا۔ یہ خیال کہ دنیا خود بخود بنی ہے۔ اور سے بنانے والی ایک اعلیٰ ہستی نہیں ہے،

یہ خیال اس وقت تک ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ انسان ایک سطحی نظر رکھتا ہے۔ جس وقت ایک انسان اس کائنات پر ایک گہری اور غائر نظر ڈالتا ہے۔ اور اسکی حقیقت اور کنہ کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کو یہ ایک عجیب حیران کر دینے والی چیز نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ خدائے واحد کی ہستی پر ایمان لاتے ہیں۔ اپنے فہم و ادراک کی طاقت کو استعمال کرنیسے خدا کی محبت و عظمت میں نہایت مضبوط ہوتے ہیں۔ کیا عجیب الفاظ ہیں قرآن مجید کے کہ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونہم کحب اللہ والذین امنوا اشد حباً للہ۔ یعنے بعض لوگ خدائے واحد کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کو اپنا معبود قرار دیتے ہیں۔ جن سے وہ ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ خدائے پاک سے۔ لیکن جو لوگ ایک ہی خدائے بزرگ پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ خدا کی محبت میں ان سے بدرجہا مضبوط اور بڑھ چڑھ کر ہیں"۔

اسی طرح ایک اور مقام پر جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کا ثبوت دیا ہے قرآن مجید فرماتا ہے۔ کہ کیا اندھے اور آنکھوں والے برابر ہو سکتے ہیں؟ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو لوگ خدائے واحد کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھیراتے ہیں۔ اور خدا کی ہستی سے انکار کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت عقل و فکر کی بینائی سے بے بہرہ ہیں +

منکرین ذات باری کا یہ خیال ہے۔ کہ یہ دنیا بیشمار ذرات کا مجموعہ ہے اور یہ ذرات بذاتہٖ قائم ہیں۔ اور ہر ایک ذرہ اپنی ذات میں دوسرے سے الگ تھلگ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جس صورت میں ہر ایک ذرہ ایکدوسرے سے الگ اور بے تعلق ہے۔ تو پھر یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ہر ایک ذرہ ایکدوسرے ذرہ کا اس قدر احترام اور خیال رکھتا ہے۔ کہ ہر ایک ذرہ اپنے اپنے مفوضہ کام پر خاص اس انداز پر چلتا ہے۔ کہ دوسرے فرائض اور

کام میں کوئی نقص اور رکاوٹ کا باعث نہیں ہوتا۔ منکرین ذاتِ باری اس کے جواب میں یوں لب کشائی کرتے ہیں۔ کہ یہ درست ہے لیکن یہ محض ایک مشترکہ عمل در آمد ہے۔ جس کو ہم یوں بیان کر سکتے ہیں کہ یہ سب کچھ طبعی قویٰ کا ایک فعل ہے۔ جس سے ایک منتظم کاروبار ایک وسیع اور بڑے پیمانہ پر ایک مربوط سلسلے کے اندر چل رہا ہے"۔

اب غور کیجئے کیا اس قسم کا جواب ایک سخت وبے دلیری نہیں ہے۔ ایسے اہم سوال کو اس طرح سے ٹال دینا کیا تعجب انگیز نہیں ہے؟ جب صورت حال یہ ہے۔ کہ ذرّات فی ذاتہ اور فی نفسہٖ قائم ہیں تو لازماً انکو ایکدوسرے کا احترام نہیں رکھنا چاہئے۔ بہرحال نتیجہ یہی بر آمد ہوتا ہے کہ ایک قانون ہے۔ اور اس قانون کے ماتحت تمام ذرّات کو ایک نظام کے ماتحت ایکدوسرے کا احترام لازمی ٹھیرایا گیا ہے۔ اور وہ ذرّات اس قانون کی رُو سے مجبور کئے گئے ہیں کہ وہ ایک اس قسم کا نظام قائم رکھیں +

ہر ایک ایسا شخص جو یہ مانتا ہے۔ کہ ذرّات خود مختار ہیں اس کو یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ وہ اپنی حرکات وسکنات میں بھی خود مختار ہیں۔ لیکن ہمارا مشاہدہ ہمیں یہ بتاتا ہے۔ کہ وہ وہ خود مختار نہیں ہیں۔ وہ ایکدوسرے کا احترام رکھتے ہیں۔ اب اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی اس امر کی کہ تمام ذرّات ایک قانون کے اندر منضبط اور مربوط ہیں۔ اور وہ اس قانون کے ماتحت کام کر رہے ہیں +

پھر ایک اور بڑی عجیب بات یہ ہے۔ کہ وہ تمام ذرّات جن کو منکرین ذاتِ باری خود مختار اور مطلق العنان مانتا ہے۔ ان کے اندر ایک ایسی یکجہتی اور اتحاد فی الذاتہ اور اتحاد فی العمل پایا جاتا ہے۔ کہ گویا ضرب المثل کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہم منکرین کا خیال ہی صحیح تسلیم کرلیں۔ تو

پھر ہم کو ذرّات کے اندر ان کے ذات ان کے دائرہ عمل کے اندر ایک لامتناہی اختلاف اور افتراق لازمًا ماننا پڑے گا +

الغرض کیا عجیب سلسلہ ہے ذرّات کا۔ وہ ترکیب یافتہ اور منتظم اجسام ہیں۔ وہ ایسے اجسام ہیں جنمیں گویا قوّت حس و فکر صاف جلوہ گر نظر آرہی ہے۔ جب ایک شخص تمام اجسام اور تراکیب ذرّات واجسام کی پوری پوری جانچ پڑتال کریگا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہجائیگا۔ کہ اس کی سامنے ایک عجیب منظر پیش نظر ہے۔ انہی ذرّات و اجسام کے اندر اس کو مختلف عجیب و غریب طاقتیں یعنے قوّت حسیہ۔ قوت متفکرہ وغیرہ نظر آئینگی۔ وہ ایسے مناظر دیکھیگا۔ کہ جن کو وہ پہلے بےحس وحرکت سمجھتا تھا۔ وہی اجسام آوازیں دیتے ہیں۔ ایک راگنی الاپتے ہیں جس کے اندر خیالات کا ایک تسلسل پایا جائیگا۔ اسمیں ایک فلسفہ ہوگا۔ اور وہی فلسفہ جو شاید ملاءِ اعلےٰ کی طرف سے ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ پھر بھی وہ شخص اس حقیقت پر یقین لائے یا نہیں کہ ان ذرات کے اندر وہ کچھ نہاں ہے۔ جس کا اُسے خیال بھی نہیں۔ وہ دیکھیگا کہ یہ ذرّات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ "ہاں ہم ذرّات ہیں۔ ہم منظم ہیں۔ اتحاد فی الذات ہمارا جوہر ہے۔ ہم بہت کچھ کرتے اور کرسکتے ہیں۔ محض دھکیلنا اور دبانا ہی ہمارا کام نہیں جیسا کہ سائنسدانوں کا ہمارے متعلق خیال ہے" + مجھے معلوم نہیں کہ وہ آخرکار یہ بات کہنے پر مجبور نہ ہوجائے۔ کہ اگر دھکیلنا اور دبانا ہی ذرّات کے مختص کام ہیں۔ تو پھر وہ دُنیا کے رازِ سربستہ کی عقدہ کشائی نہیں کرسکتے لیکن برعکس اس کے یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ انکے اندر کچھ چیز ہے۔ انہیں ایک رُوحانیت کا نور جلوہ گر ہے۔ اور انکی ذات کے اندر ایک اصلیت ایک حقیقت ایک تسلسل ایک ربط اور ایک اندرُونی اِتّحاد موجود ہے +

یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ علم حقائق اشیاء کے ماہر جوکہ جاندار اشیاء کی

حقیقت کی تشریح میں عمریں بسر کر دیتے ہیں ۔ وہ اب اسبات کو تسلیم کرنے لگ گئے ہیں ۔ کہ زندگی کا دائرہ عمل محض دباؤ اور دھکیلنے تک ہی محدود نہیں ہو سکتا اور محض کیمیائی اور طبعی حدود اس کا پتہ نہیں لگا سکتیں +

اب یوں سمجھ لینا چاہیئے ۔ کہ یہ اس قسم کے خیالات اور جتیات ہی ہیں ۔ جن سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے ۔ کہ ہر ایک جسم جو ہماری ظاہری آنکھوں کو ایک بے تعلق اور ایک غیر مربوط مطلق العنان نظر آتا ہے وہ درحقیقت ایکدوسرے سے مربوط اور ایک تسلسل میں منضبط اور اس حقیقت کبرے کا ایک جزو اعظم ہے ۔ اور کائنات جو ہمارے سامنے ہے ۔ وہ ایک کامل سلسلۂ ربط وضبط کا دوسرا نام ہے ۔ بیکن نے کہیں لکھا ہے ۔ کہ جسقدر ہم کارخانۂ قدرت پر ایک گہری نظر ڈالتے ہیں ۔ اور جس قدر ہم فلسفہ کے چشمہ سے سیراب ہوتے ہیں (وہی فلسفہ جو ابتدا میں ہمیں ذاتِ باری کے انکار کی طرف لیجاتا ہے) اسی قدر خدائے بزرگ کی عظمت اور جلال ہمارے دلوں کے اندر جاگزین ہو جاتی ہے ۔ ہمیں لازمی طور پر یہ ماننا پڑیگا ۔ کہ گو ہم علمی طور پر بہت کچھ ترقی کر چکے ہیں ۔ لیکن اس دنیا کی زندگی کا مسئلہ ایسا ہے ۔ کہ ہم اس کے ادراک اور فہم سے ابھی کوسوں دور ہیں ۔ جس قدر زیادہ ہم اسکی کُنہ اور حقیقت پر نظر غائر ڈالتے ہیں ۔ اسی قدر یہ عجیب وغریب اور دقیق در دقیق نظر آتا ہے ۔ غور فرمائیے کہ ارسطو اور تھامسن کے زمانہ میں آج کل کے مقابلہ میں اس دُنیا کا مسئلہ کس قدر آسان اور قابل فہم تھا ۔ اب دیکھئے کہ علم ہیئت اور سائنس نے ہمیں کن ناقابلِ تصور گہرائیوں میں پھنسا دیا ہے ۔ حقیقت یہی ہے کہ ہم دعوے تو کرتے ہیں ۔ کہ ہمیں کائنات کا بہت کچھ علم ہے ۔ لیکن درحقیقت کچھ بھی نہیں ۔ جس قدر ہم زیادہ دُنیا کے متعلق جاننے اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اسی قدر ہمیں اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑتا ہے +

ہم جسقدر اس دُنیا کی عمیق سی عمیق کیفیتوں کے اندر غور کرتے ہیں تو ہمیں عزّت واحترام کے جذبات چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ ہم پر ایک رُعب طاری ہو جاتا ہے۔ اور ہم حیران و ششدر رہجاتے ہیں۔ نیوٹن اور کینٹ کے دل کے اندر یہی عزّت و رُعب کے خیالات ہی تو تھے یہی وہ عزّت و رُعب خداوندی کا عالم تھا جسمیں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم رہتے تھے۔ قرآن مجید ہماری توجہ کو بار بار اپنی قدرت کی شان و شکوہ اور اس کے رُعب و جلال کی طرف دلاتا ہے۔ اسکی قدرت درحقیقت اسکی ہستی پر دال ہے۔ اور ایک ایسی ہستی جو کہ نہایت رحیم و کریم جو اپنے بندوں کی پکار کو سُنتی ہے۔ اور ان کو جواب دیتی ہے۔ اسی قدرت کی طرف بار بار قرآن مجید ہماری توجّہ کو منعطف و مبذول کرتا ہے سیارے کا سارا قرآن مجید اس قسم کے مناظرِ قدرتِ الٰہیہ کے تذکروں سے بھرا پڑا ہے میں اس جگہ محض دو ایک مقامات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ جو حسب ذیل ہے:۔

الم تر الیٰ ربك كیف مدّ الظلّ ولو شاء لجعله ساكناً ثم جعلنا الشمس علیه دلیلاً ثم قبضناه الینا قبضاً یسیراً ۔

وهو الذی جعل لكم اللیل لباساً والنوم سباتاً وجعل النهار نشوراً وهو الذی ارسل الریاح بشرا بین یدی رحمته

وانزلنا من السماء ماءً طهوراً لنحیی به بلدةً میتاً ونسقیه مما خلقنا انعاماً واناسیّ كثیراً ولقد صرّفناه بینهم لیذّكّروا فابیٰ اكثر الناس الا كفوراً۔ ولو شئنا لبعثنا فی كل قریة نذیراً۔ فلا تطع الكافرین۔ وجاهدهم به جهاداً كبیراً وهو الذی مرج البحرین هذا عذبٌ فراتٌ وهذا ملحٌ اجاجٌ وجعل بینهما برزخاً وحجراً محجوراً ۔ وهو الذی خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهراً وكان ربك قدیراً ۔ ویعبدون من دون الله ما لا ینفعهم ولا یضرهم

وکان الکافر علی ربہ ظہیراً o وما ارسلناک الا مبشراً و نذیراً۔ قل ما اسئلکم علیہ من اجر الا من شاء ان یتخذ الی ربہ سبیلاً o و توکل علی الحی الذی لا یموت وسبح بحمدہ وکفی بہ بذنوب عبادہ خبیراً o الذی خلق السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش الرحمن فسئل بہ خبیراً +

واذا قیل لہم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تأمرنا وزادہم نفوراً (سورۃ الفرقان)

ومن اٰیتہ ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون o ومن اٰیتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ط ان فی ذالک لاٰیت لقوم یتفکرون o ومن اٰیتہ خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ط ان فی ذالک لاٰیت للعالمین o ومن اٰیتہ منامکم بالیل والنہار وابتغاؤکم من فضلہ o ان فی ذالک لاٰیت لقوم یسمعون o و من اٰیتہ یریکم البرق خوفاً وطمعاً وینزل من السماء ماء فیحی بہ الارض بعد موتہا ط ان فی ذالک لاٰیت لقوم یعقلون o ومن اٰیتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ ثم اذا دعاکم دعوۃ من الارض اذا انتم تخرجون o ولہ من فی السموات والارض کل لہ قانتون o وھو الذی یبدؤ الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ ط ولہ المثل الاعلی فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم (سورۃ الروم)

اللہ الذی جعل لکم الیل لتسکنوا فیہ والنہار مبصراً ط ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون۔ ذالکم اللہ ربکم خالق کل شیء م لا الہ الا ھو فانی تؤفکون o کذالک یؤفک الذین کانوا باٰیت اللہ یجحدون o اللہ الذی جعل لکم الارض قراراً والسماء بناءً وصورکم

فاحسن صورکم ورزقکم من الطیبٰت ذالکم اللہ ربکم فتبارک اللہ رب العالمین۔

ھو الحی لا الٰہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین الحمد للہ رب العالمین ۝ قل انی نھیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ لما جاءنی البینٰت من ربی وامرت ان اسلم لرب العالمین۔ ھو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم یخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخا ومنکم من یتوفی من قبل و لتبلغوا اجلا مسمی ولعلکم تعقلون ۝ ھو الذی یحی ویمیت فاذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ۝ (سورۂ مومن)

افرایتم ما تمنون ۝ ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم فی ما لا تعلمون ۝ ولقد علمتم النشاۃ الاولی فلولا تذکرون ۝ افرءیتم ما تحرثون ۝ ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون ۝ لو نشاء لجعلنہ حطاما فظلتم تفکھون ۝ انا لمغرمون ۔ بل نحن محرومون ۝ افرءیتم الماء الذی تشربون ء انتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون ۝ لو نشاء جعلنہ اجاجا فلولا تشکرون۔ افرءیتم النار التی تورون ءانتم انشاتم شجرتھا ام نحن المنشئون ۝ نحن جعلنھا تذکرۃ ومتاعا للمقوین فسبح باسم ربک العظیم (سورہ واقعہ)

مفصلہ بالا آیات کے پڑھ لینے کے بعد وہ سوالات جو ابتدائے مضمون میں دیئے گئے ہیں خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید نے خود اپنے الفاظ میں ان سوالات کا جواب دیدیا ہے۔ اور یہی وہ کتاب ہے کہ مذہب قدرت کی حمایت اور تبلیغ اس کا مقصد ہے۔ ارواح سے سوال کیا گیا۔ کہ الست بربکم انہوں نے جواب دیا۔ قالوا بلی۔ کیوں نہیں؟ تو ہی ہمارا رب اور پیدا کرنے والا ہے

اس آیت کے اندر اللہ تعالےٰ ایک مکالمہ کی صورت میں رُوح کی اُس خاصیت کو ظاہر فرمانا چاہتا ہے۔ جو اس نے اسمیں ودیعت فرمائی ہے۔ یعنے رُوح کی فطرت میں انکار ذات باری نہیں۔ بلکہ اقرار پایا جاتا ہے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عادات و خصائل

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے بڑھ کر متحمل مزاج، دلیر، حلیم، پاکباز اور مخیر تھے۔ کبھی آپ نے کوئی روپیہ یا سکہ رات کو اپنے پاس نہیں رکھا بلکہ اگر کبھی شام ہو جاتی۔ اور کوئی چیز آپ کے پاس باقی رہجاتی۔ تو آپ گھر نہ جاتے جب تک کسی غریب آدمی کو وہ نہ دے دیتے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا۔ اسمیں سے آپنے صرف اسقدر لیا جتنی آپ کو اپنے اخراجات کے لئے ضرورت تھی اور وہ اخراجات بھی ایسے تھے۔ جو نہایت معمولی اور آسان تھے۔ یعنے کھجوروں اور جو پر آپ کا گذارہ تھا۔ اور باقی روپیہ آپ خدا کی راہ میں صرف کر دیتے تھے۔ جو شخص بھی آپ سے کوئی چیز مانگتا آپ اُسے دیدیتے۔ آپ اپنی سالانہ خوراک میں سے بھی صرف کر دیتے۔ اور ضرورتمندوں اور سوالیوں کی حاجات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے۔ اور اگر سال کے اختتام سے پہلے آپ کے پاس کچھ باقی نہ رہتا تو آپ اپنی جوتی خود گانٹھتے۔ اور اپنے گھر کا کام کاج خود کرتے۔ اور کھانا پکانے میں اپنی بیویوں کی امداد کرتے۔ آپ سب لوگوں سے بڑھ کر باوقار تھے۔ اور کسی پر نظر اٹھا کر نہ دیکھتے۔ اور اپنی آنکھوں کو نیچی رکھتے، بڑوں کے ساتھ آپ کا فیاضانہ برتاؤ، چھوٹوں سے رحم اور محبت حد سے تجاوز کرنیوالوں کے ساتھ آپ کی عالی ظرفی۔ آپ کی عزت کو تمام لوگوں کی نظروں میں بلند کرنے کا موجب تھی۔ تمام عمر میں ایک مرتبہ جبکہ آپ مکّہ کے کسی با اثر رئیس کے ساتھ باتوں میں مشغول تھے۔ ایک اندھے متلاشئ حق کیطرف سے آپ نے اپنی

توجہ کو پھیرا اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر عتاب آیا۔ اس کے بعد جب کبھی آپ اس نابینا شخص کو دیکھتے تو معمول سے بڑھ کر اسکی عزت کرتے اور فرماتے کہ یہ شخص بہت زیادہ خیر مقدم کے لائق ہے جسکی خاطر میرے رب نے مجھے ملزم ٹھیرایا۔

آزاد لوگوں اور غلاموں کی دعوتیں آپ بلا امتیاز قبول فرماتے تھے تحائف کو آپ قبول فرماتے خواہ وہ کتنے ہی معمولی ہوں مثلاً دودھ کا ایک گھونٹ یا اونٹنی کی ایک ٹانگ اور اس کے بدلہ میں آپ اسی طرح کے تحائف دیتے بھی تھے۔ اس چیز میں سے جو آپ کو دی جائے خود کھاتے بھی تھے لیکن صدقہ یا خیرات کی چیز آپ کبھی نہ کھاتے تھے کسی غلام عورت یا غریب آدمی کی درخواست کو آپ کبھی رد نہ کرتے اور اپنے میزبان کے ساتھ اٹھ کر چلے جاتے" اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر آپ کو سخت غصہ بھی آتا۔ لیکن اپنے ذاتی تسکین قلب کے لئے نہیں صداقت کو آپ بلند آہنگی کے ساتھ پیش کرتے اور اسکی تائید میں کو نقصان ہوتے خواہ انہیں آپ کی یا آپ کے ساتھیوں کی جانیں چلی جاتیں۔ ایکدفعہ کفار نے دوسرے کافروں سے بدلہ لینے کے لئے آپ کی مدد کرنا چاہی لیکن آپ نے انکی امداد کو قبول نہ کیا۔ اور فرمایا کہ ایک کافر کی امداد میں نہیں چاہتا۔ اگرچہ اسوقت آپ کے پیرو اس قدر تھوڑے تھے کہ ایک آدمی کی محبت بھی آپ کے لئے بہت بڑی اہمیت رکھتی تھی۔ بھوک کو مٹانے کے لیے آپ پیٹ پر پتھر باندھتے جو کچھ آپ کے سامنے رکھا جاتا اسے آپ خوشی سے کھا لیتے کسی چیز کو جو آپ کے پاس کھانے کے لئے آئی۔ آپ نے رد نہیں فرمایا۔ بشرطیکہ وہ حلال ہو۔ اگر آپ کو روٹی کے بغیر کھجوریں ملجاتیں یا بھونا ہوا گوشت یا جو یا گندم کی روٹی یا کوئی میٹھی چیز جیسے شہد یا دودھ بغیر روٹی کے یا سبز کھجوریں یا خربوزہ تو آپ بڑی خوشی سے اسے قبول فرماتے۔ کبھی ساری عمر میں آپ نے متواتر تین دن تک گندم کی روٹی نہیں کھائی۔ اسلئے نہیں کہ آپ کو وہ میسر نہ آئی تھی۔ یا آپ معاذ اللہ کنجوس تھے۔ بلکہ صرف اسلئے کہ اپنی سفلی خواہشات

کو دبا کر رکھ سکیں کئی دفعہ آپ سارا سارا دن فاقہ سے گذارتے ۔ اکثر اوقات مہینوں آپ کے گھر میں سامان نہ ہونے کی وجہ سے آگ نہ سُلگائی جا سکتی۔ اور یہ واقعہ مدینہ کا ہے ۔ جب آپ بادشاہ تھے ۔ آپ اپنے کپڑوں کو اپنے ہاتھ سے پیوند لگاتے اور اپنی بکریوں کو خود دوہ لیتے تھے +

آپ شادیوں کی دعوتوں کو قبول کرتے بیمار وں کی تیمار داری کرتے اور جنازوں کے ساتھ شامل ہوتے ۔" ادنےٰ ترین لوگوں کے گھروں میں آپ جاتے تاکہ مصیبت زدوں کی ڈھارس بندھائیں ۔ اور ٹوٹے دلوں کو جوڑنے اور آرام پہنچانے کا موجب ہوں ۔" اپنے دشمنوں کے اندر آپ غیر مسلح حالت میں اکیلے چلے جاتے ۔ اور مہمان نوازی میں بغیر کسی قسم کے اظہار تفاخر کے سبقت لے جاتے ۔ آپ کا دستور تھا کہ ہر رات کو انہیں اپنے ہاں بُلاتے کہ آپ کے سادہ کھانے میں شریک ہوں ۔ آپ تنگدستی کے زمانہ میں بھی کھانا دوسروں کے ساتھ مل کر کھاتے تھے ۔ آپ فصیح اللسان تھے ۔ اور اپنی تقریر میں کبھی لفاظی سے کام نہ لیتے تھے ۔ آپ کا چہرہ ہمیشہ بشاش رہتا تھا ۔ عادتاً آپ خاموش رہتے تھے ۔ اور جب آپ تقریر کرتے تو بڑے زور دار اور سوچ و بچار کی تقریر کرتے تھے اور کوئی بھی شخص ان باتوں کو جو آپ فرماتے تھے نہ بھولتا تھا ۔ وفا اور شفقت، صبر، خود فراموشی اور فیاضی آپ کی نمایاں عادات تھیں ۔ اور ان لوگوں کی جو آپ کے گرد و پیش رہتے تھے توجہ کو اپنی طرف کھینچتی تھیں "[1] دنیوی معاملات میں کبھی آپ کو گھبراہٹ اور پریشانی لاحق نہیں ہوئی ۔ کوئی لباس جو وقت پر آپ کو ملجاتا آپ اُسے پہن لیتے کبھی ایک چھوٹی سی اُونی پگڑی باندھ لیتے کبھی ایک قیمتی چادر اور کبھی سن کا دو پٹہ پہن لیتے ۔ آپ کی انگوٹھی چاندی کی تھی ۔ جس کو دائیں یا بائیں ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی میں آپ پہنتے تھے ۔ جو جانور سواری کیلئے ملجاتا اس سے آپ سواری کا کام لے لیتے خواہ وہ گھوڑا ہو یا اُونٹ، خچر ہو یا زبرا اور بعض اوقات آپ ننگے پاؤں تو بلی پگڑی یا چادر کے

[1] سپرٹ آف اسلام مصنفہ سید امیر علی +

بنیر مدینہ کے دوسرے سرے تک بیمار کو دیکھنے کیلئے پیدل چلے جاتے، خوشبو
کو آپ پسند کرتے اور بدبُو سے آپ کو نفرت ہوتی ۔ راہبوں کے ساتھ آپ ملکر
بیٹھتے ۔ اور غریبوں کے ساتھ آپ ملکر کھانا کھاتے ۔ اچھی تربیت والونکی
آپ عزت کرتے اور انہیں دوست بناکر لوگوں کے دلوں میں جگہ حاصل کرلی ۔ رحم
اور محبت کرنیوالوں کو آپ ان کے رحم اور محبت کا معاوضہ دیدیتے ۔ اور اسبارہ
میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو کوئی ترجیح نہ دیتے ۔ بلکہ سب کے ساتھ یکساں سلوک
کرتے، کبھی آپ نے کسی پر ظلم نہیں کیا ۔ بلکہ ان کو جو آپ سے معافی طلب کریں
معاف کردیتے تھے ۔ سخت ترین دشمنوں کے ساتھ آپ نہایت عالی ظرفی اور صبر و برداشت
کا معاملہ کرتے تھے ۔ لیکن ملکی دشمنوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے ۔ لیکن جو تمسخر و استہزا مقابلے
بلوے اور ایذائیں آپ کو دیجاتیں وہ اُس وقت جب آپ فتح حاصل کرتے
کتم عدم میں دبا دیجاتیں ۔ اور سخت ترین مجرموں کو بھی معاف کردیا جاتا" کبھی آپ
صداقت کو ہاتھ سے نہ دیتے ۔ خواہ آپ کو کتنا بھی دُکھ دیا جائے ۔ آپ ہنستے
بھی تھے ۔ لیکن کبھی بیہودہ طور پر نہ ہنستے تھے، جائز کھیلیں آپ دیکھتے تھے
اور کبھی اُن سے نہ روکتے، اپنے بہترین دوستوں کے ساتھ آپ مقابلۃً دوڑتے
اور یہ دیکھتے کہ کون دوسروں سے سبقت لے جاتا ہے ۔ آپ کی موجودگی میں جب
اُونچی آواز سے بھی باتیں کی جاتیں تو آپ صبر سے انہیں برداشت کرتے بہت سی
اونٹنیاں اور بکریاں آپ کے پاس تھیں جن کا دُودھ آپ اور آپ کا کنبہ پیتے
تھے ۔ بہت سے غلام اور لونڈیاں آپ کے پاس تھیں جن کو کبھی آپ نے کھانے یا
لباس میں تنگ نہیں کیا، کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرتا تھا ۔ جب آپ اللہ تعالےٰ
کا کوئی ضروری کام اور اپنی رُوحانی بہبُودی کا بندوبست نہ کرتے تھے ۔ اپنے ساتھیوں
کے باغات میں آپ جاتے کبھی کسی غریب یا لاچار کے ساتھ اس کی غربت کی وجہ سے
آپ نفرت کا برتاؤ نہ کرتے نہ کسی امیر سے اسکی امارت کے سبب ڈرتے بلکہ انکی غربت
اور امارت دونوں کو اللہ تعالےٰ کی عطا وبخشش قرار دیتے، اللہ تعالےٰ نے آپ کی ذات میں اعلیٰ ترین

اخلاق اور بلند ترین اصول ودیعت کر رکھے تھے۔ آپ اَن پڑھ تھے لکھنا پڑھنا کچھ نہ جانتے تھے۔ ایک جاہل ملک میں وحشی اور جاہل لوگوں کے اندر آپ پیدا ہوئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ ترین اخلاق اور بہترین عادات سے متصف کیا۔ جن لوگوں کی حفاظت کا ذمہ آپ اٹھاتے۔ اُن کی پوری حفاظت کرتے۔ اور نہایت میٹھی اور نہایت دلپسند باتیں کرتے۔ ایمان لانیوالوں میں سے جس کسی پر آپ خفا ہوتے۔ اسی کیلئے دُعا فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم اُس پر ہو۔ کبھی آپ نے کسی عورت یا کسی ملازم کیلئے بددعا نہیں کی۔ جب ایک لڑائی میں آپ مشغول تھے تو آپ سے کہا گیا کہ اپنے دشمنوں کے لئے بددعا کریں۔ اور ان پر لعنت بھیجیں لیکن آپ نے فرمایا۔ کہ میں رحمت کے لئے بھیجا گیا ہوں لعنت کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ اور جب کبھی آپ سے بلا امتیاز مسلمانوں یا کفار کے لئے بددعا کرنے کی استدعا کی گئی۔ آپ بددعا اور لعنت کے بجائے اللہ تعالیٰ کے فضل کی دعا اس کیلئے کرتے۔ آپ نے کبھی اپنا ہاتھ کسی پر نہیں اُٹھایا سوائے اس کے کہ خدا کے نام پر کوئی جنگ ہو رہی ہو۔ اور جب کبھی آپ کو دُکھ دیا گیا۔ آپ نے اس کا کوئی بدلہ نہیں لیا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق بدزبانی کی گئی ہو جب آپ کو دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا موقعہ پیش آتا تو آپ انہیں سے اس چیز کو ترجیح دیتے۔ جو زیادہ کام آنیوالی ہوتی۔ بشرطیکہ اسمیں کسی گناہ کا احتمال نہ ہو۔ اور کسی رشتہ میں اس سے خلل واقع نہ ہوتا ہو۔ کیونکہ ان دونوں باتوں سے آپ ہمیشہ علیحدہ رہتے۔ اکثر بہترین غلام آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے آقاؤں کے پاس کھینچ لے جاتے۔ تاکہ ان کی بدسلوکی سے مخلصی حاصل کریں یا غلامی سے آزادی پائیں۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں۔ اس خدا کی قسم جس نے اپنے نبی کو سچائی کے ساتھ بھیجا جس طریق سے بھی میں آپ کے لئے رنج کا موجب ہوا یا آپ کو کوئی تکلیف پہنچائی

کبھی آپ نے مجھے نہیں کہا۔ کہ میں نے ایسا کیوں کیا"۔ آنحضرت صلعم نے کبھی بستر وغیرہ کی پروا نہیں کی۔ اگر وقت پر بستر بچھا ہوتا تو آپ اس پر سو رہتے۔ ورنہ بلا تکلف زمین پر لیٹ جاتے۔ اُس شخص کے لئے جو آپ سے ملنے آتا سب سے پہلی خوشی آپ کی دلپسند عادات سے ہوتی۔ اور جب آپ کو کوئی شخص اپنا ہم نشین بناتا تو آپ اس وقت تک منظور نہ فرماتے جب تک دوسرا فریق اسبات کو منظور نہ کر لیتا۔ جب کبھی کوئی ملاقاتی آپ سے ملتا۔ آپ سب سے پہلے اُس سے مصافحہ کرتے۔ پھر اپنی انگلیاں اُس کے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالکر مضبوطی سے پکڑتے خواہ وہ کھڑا ہو یا بیٹھا، کبھی آپ اپنے ہاتھ کو دوسرے کی گرفت سے نہ چھڑاتے۔ اور اس وقت تک مُنہ نہ موڑتے جب تک دوسرا شخص آپ سے مُنہ نہ موڑ لیتا۔

اللہ تعالیٰ کا نام ہمیشہ آپ کے وردِ زبان تھا۔ نماز کی حالت میں اگر آپ کے پاس کوئی شخص آجاتا تو آپ نماز کو مختصر کر دیتے۔ اور پھر اپنے ملاقاتی سے دریافت کرتے کہ اُسے آپ کے ساتھ کیا کام ہے اس کا کام کرنے کے بعد آپ پھر نماز میں لگ جاتے۔ آپ عموماً گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھتے۔ اپنے ہاتھوں سے ان کے گرد دائرہ بنا لیتے بیٹھنے کا یہ طریق آپ کے صحابہؓ کے طریق نشست سے مختلف نہ تھا۔

جہاں آپ کو جگہ ملتی وہیں آپ بیٹھ جاتے۔ جب آپ کے پاس دوسرے صحابہؓ بیٹھے ہوتے تو کبھی یہ نہیں دیکھا گیا کہ آپ ٹانگیں پھیلا کر بیٹھتے ہوں۔ تاکہ جگہ تنگ نہ ہو۔ لیکن جب جگہ کافی ہوتی تو آپ ٹانگیں پھیلا کر بیٹھتے۔ بیمار پُرسی آپ کرتے۔ اور ہر جنازے کے ساتھ جو آپ کو ملتا آپ چلے جاتے۔ ہر شخص ہی جو آپ کے پاس آتا آپ اچھی طرح ملتے اور اسکی خاطر مدارات کرتے، اگرچہ اس کا آپ کے ساتھ کوئی خونی رشتہ نہ ہوتا آپ ہر اس شخص کے جو آپ کے پاس ہوتا ذاتی آرام کیلئے بیقرار رہتے۔ بار بار میں مصیبت زدوں کے مصائب کو سننے کے لئے آپ کھڑے ہو جاتے

ان کے بیٹھنے کیلئے آپ کمبل بچھا دیتے ۔ جس تکیہ پر آپ ٹیک لگاتے تھے ۔ اس کو اپنے نیچے سے نکالکر ملاقاتی کو دیدیتے ہیں ۔ اگر وہ اُسکے لینے سے انکار کرتا تو آپؐ اصرار کرتے کہ وہ ضرور اس پر ٹیک لگائے جو شخص آپؐ سے محبت کرتا ۔ وہ یہی خیال کرتا کہ تمام دوسرے لوگوں سے بڑھ کر اسی پر آپ کی نظرِ عنایت ہے اگرچہ آپؐ اپنے ملاقاتیوں سے وہی برتاؤ کرتے جو انکی مجلسی حیثیت کے شایاں ہوتا ۔ یہی رفاقت آپؐ کی گفتگو آپؐ کی مجلس اور آپؐ کی محبت ایک باوقار امن پسند اور قابل اعتبار سوسائٹی کی حیثیت رکھتی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک ۔ اللہ تعالیٰ کے رحم سے تو اُن کے لئے نرم مزاج ہے ۔ اور اگر تو ترش رُو اور سخت طبیعت ہوتا تو تیرے ارد گرد سے وہ بھاگ جاتے ۔ اپنے ساتھیوں کو خوش کرنے کے لئے آپؐ انہیں اُن کے قبیلوں کے نام سے پکارتے ۔ اور جس شخص کا کوئی امتیازی لقب نہ ہوتا اُسے آپؐ ایسا لقب دے دیتے ۔ پھر لوگ اس شخص کو اسی لقب سے پکارتے جو اُسے دیا جاتا ۔ جن عورتوں کی اولاد ہوتی ۔ اُن کی کنیت اُن کی اولاد کے نام سے آپؐ رکھتے ۔ اور جن کے ہاں اولاد نہ ہوتی اُن کو اُن کے قبیلہ کے نام سے پکارتے ۔ اپنے کنبہ پر آپؐ بڑی شفقت کی نظر رکھتے تھے بچوں کے آپؐ مشتاق تھے ۔ ان کو آپؐ بازار میں کھڑا کر لیتے اور پیار دیتے ۔ جن لوگوں کے دلوں کو پیار کے خطابات سے فتح کیا جا سکتا ان کو پیار کے خطاب دیتے ۔ خفا آپؐ بہت مشکل سے ہوتے تھے ۔ اور راضی بہت جلد ہو جاتے تھے ۔ سب سے بڑے الفاظ جو آپؐ گفتگو میں کبھی استعمال کرتے وہ یہ ہوتے ۔ کہ فلاں آدمی کو کیا ہو گیا ؟ اسکی پیشانی سیاہ ہو ۔ آپؐ سب پر مہربان اور فیاض اور شفیق تھے ۔ آپؐ کی مجلس میں کبھی خلل نہ ہوتا تھا اور جب آپؐ مجلس سے علیحدہ ہونے تو آپؐ فرماتے ۔ الٰہی تیری تقدیس ہو اور تیرا نام بلند ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں ✻

حضرت نبی کریم صلعم کا ظہور کن حالات کے ماتحت تھا؟

(از قلم حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم - اے مترجم قرآن مجید)

کسی قوم یا کسی ملک کے اندر کوئی عظیم الشان انسان کب ہوتا ہے قاعدہ مستمرہ یہی ہے - کہ ایسے شخص کا ظہور خود اُس زمانہ کی اور اُس سوسائٹی کی عام حالت کا ہی نتیجہ ہوتا ہے - مثلاً جب کسی زمانہ کے اندر لوگوں کی طبیعت میں کسی مادی صداقت کی جستجو کی تڑپ پائی جائے تو لازمی ہے کہ کوئی نہ کوئی فلاسفر اُن کے اندر ظاہر ہو - ایسے ہی اگر ملک گیری اور کشور کشائی کی خواہش کسی قوم کو بیچین کئے ہو گی تو ضروری اور لابد ہے - کہ ایک فاتح ایک کشور کشا بہادر اُس قوم کے اندر پیدا ہو جائے علٰے ہذا القیاس اخلاقی معلمین یا اخلاقی ناصح - شاعر وغیرہم یا اَور دوسرے بڑے بڑے انسان اُسی وقت اور اُسی قوم کے اندر نکل آتے ہیں - جنہیں کسی خاص شعبے کی تکمیل کی تڑپ اور خواہش پائی جائے - اس قسم کے عظیم الشان انسانوں کے اندر درحقیقت وہی رُوح موجزن رہتی ہے - جو اس زمانہ کے تمام افراد میں علٰے حسبِ مراتب پائی جاتی ہے یا بالفاظ دیگر یُوں کہنا چاہئے - کہ وہ لوگ ایسے وقت میں پیدا ہوتے ہیں - جبکہ زمانہ کی طبیعت خود بخود ارتقائی منازل طے کرنے پر تُلی ہوتی ہے - لیکن ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بالکل برعکس ہے - کیونکہ آپؐ وہ مقاصد لے کر کھڑے ہوتے ہیں - جو عرب کی عام حالت کے بالکل خلاف اور برعکس ہے - آپؐ جس مشن کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں - وہ زمانہ کے لوگوں کی طبیعت کے بالکل متضاد اور مخالف تھا - بُت پرستی اور شرک

اس زمانہ کا دستور العمل تھا۔ لیکن ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ابھی جبکہ آپ کا سن مبارک سولہ سال کو بھی نہیں پہنچا تھا بُت پرستی کو سخت حقارت اور نفرت سے دیکھتے تھے۔ اس زمانہ کے اندر توہم پرستی نے عقل سلیم کے چراغ کو گل کر دیا تھا۔ اور تمام لوگ جہالت کی گہری نیند میں پڑے سوتے تھے۔ کیا اس قسم کے حالات ایسے فلسفیانہ دل و دماغ کو پیدا کرنے کے قابل ہو سکتے تھے جیسے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ عرب کے بچہ بچہ کی فطرت اس قسم کی ہو چکی تھی کہ وہ اپنے قبائل کے خلاف نبرد آزمائی اور علم بغاوت بلند کرنا اپنے لئے مایہ صد ناز و فخر سمجھتا تھا۔ اور قبائل کا یہ حال ہوتا کہ وہ کسی مرکزی حکومت کا خیال بھی دل میں لانا اپنے لئے باعث ہتک و ذلت سمجھتے تھے۔ ایسے حالات اور ایسی کیفیت زمانہ کے ماتحت ایسے شخص کا ظہور جو وحدت و اخوت کا اصول لیکر کھڑا ہو عام حالات میں متوقع نہیں ہو سکتا۔ شراب خوری۔ قمار بازی۔ زنا ان کی عام دل لگی کی باتیں تھیں۔ دختر کشی بڑے زور و شور سے رائج تھی۔ اور بیچاری عورتیں تو کچھ حیثیت ہی نہ رکھتی تھیں۔ ظاہر ہے کہ زمانہ کی یہ حالت ایک ایسے روحانی معلم اور ایسے وجود کو جو حقوق نسواں کی حفاظت کر کے ان کو قعر مذلت سے نجات دے خود بخود پیدا نہیں کر سکتی تھی حقیقت یہی کہ خود خدائی ہاتھ جو ایک نہایت قیمتی اور شاندار موتی سمندر کی تاریک سے تاریک گہرائیوں میں پیدا کرتا ہے۔ اسی نے ایک ایسا نور خاص اپنی قدرت و ربوبیت کاملہ سے پیدا کر دیا تھا جو کہ تمام جہالت کی تاریکیوں کو چیرتے ہوئے زمین کے چپّہ چپّہ پر اپنی روشنی کی کرنیں پھیلا گیا۔ اللھم صلے علی محمد و بارک وسلم +

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلعم کی بعثت سے پیشتر تمام انبیاء کی زندگیاں محض ایک ہی اخلاقی شعبے کی تربیت پر محدود رہتی ہیں۔ لیکن ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انسانی زندگی کے تمام شعبوں اور اسکے تمام پہلوؤں کی کامل اور مکمل تربیت فرمائی۔ آپ نے خود اپنی زندگی میں انسانی اخلاق کے ہر ایک

پہلو کو درجہ کمال تک پہنچا کر دکھا دیا ۔ درحقیقت آپ کی زندگی نسل انسانی کے لئے ایک کامل اور مکمل نمونہ تھی ۔ حالانکہ دوسرے انبیاءً محض ایک ہی شعبہ رُوحانی کے لئے نمونہ تھے ۔ ہمارے نبی کریم صلعم کے وجود کے اندر وہ تمام کمالات اور خوبیاں بدرجہ اولےٰ موجود تھیں ۔ جو بنی اسرائیلی انبیا کے اندر فرداً فرداً پائی جاتی ہیں ۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سی طاقت ۔ حضرت ہارون کی سی حلیمی و نرم مزاجی حضرت یعقوب علیہ السلام سا صبر و استقلال ۔ حضرت داؤد کی سی جُرات ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا جاہ و جلال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی مسکینی اور عجز و انکسار بنی اسرائیلی سلسلہ کے سب سے پہلے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑی تمکنت کے مالک تھے ۔ اور اس سلسلہ کے سب سے آخری نبی یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام عجز و انکسار کے مظہر تھے لیکن ہمارے نبی کریم صلعم اِن دونوں صفات کے مظہر تھے ۔ الغرض ہر ایک روحانی آفتاب جو اپنے اپنے وقت پر طلوع کرتا رہا ۔ اس نے محض ایک ہی شعاع محض ایک ہی جانب ڈالی لیکن ہمارے نبی صلے اللہ وسلم بمنزلہ ایک مرکز یا قلب کے ہیں ۔ کہ آپ نے اپنی روشنی سے ہر ایک جانب اور ہر ایک سمت کو ایسا مُنوّر کر دیا کہ عقل انسان حیران ہو جاتی ہے ۔

گوشوارہ آمد و خرچ مسلم مشن ووکنگ انگلستان ماہ اگست و ستمبر ۱۹۲۵ء

رقم خرچ: پونڈ	رقم خرچ: شلنگ	رقم خرچ: پنس	[illegible]	تفصیل خرچ	رقم آمد: پونڈ	رقم آمد: شلنگ	رقم آمد: پنس	[illegible]	تفصیل آمد
۱۵۷	۷	۶	ص۴	۱۔ عملہ اسلامک ریویو و مشن	۴۴۴	۸	۴½	ص۱	۱۔ امداد مشن
۱۸۲	۵	۱	ص۵	۲۔ اسلامک ریویو و کتب خانہ	۱۴۱	۱۱	۵	ص۲	۲۔ فروخت اسلامک ریویو و اردو ریویو
۱۲۱	۱۱	۱۰	ص۶	۳۔ سائر مشن	۱۳۸	-	۳	ص۳	۳۔ کتب خانہ
۲۶	۱۶	۵¼	ص۷	۴۔ لندن مسلم ہوس	۲۴	۱۳	۴	۱	۴۔ فروخت قرآن کریم
۴۸۸	۰	۱۰¼		کل میزان	۷۲۸	۱۳	۴½		کل میزان

نقشہ نمبر (۱) امدادِ مشن

	پنس	شلنگ	پونڈ
۱۔ علیا حضرت بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال (نصف)	۹	۷	۱۱۲
۲۔ عالیجناب حضور والا صاحب منگرول (کاٹھیاواڑ)	۶	۳	۱۱
۳۔ لارڈ ہیڈلے صاحب الفاروق — دس پونڈ خرید سیاہ کیلئے اور بیس پونڈ امداد مشن کیلئے	۰	۰	۳۰
۴۔ از دفتر ہندوستان مسلم مشن دو کنگ لاہور (پنجاب) — برائے اخراجات مشن	۰	۰	۲۰۰
۵۔ امانت (الف)	۳	۰	۱۴
۶۔ واپسی پیشگی (ب)	۶½	۱۰	۲۳
۷۔ عامہ امداد مشن در انگلستان	۴	۱۶	۳۲
میزان کُل	۴½	۸	۴۲۴

(الف) اسمیں ۳ — ۰ — ۱۴ ریف میڈیکل ریلیف فنڈ کی امانت ہے جو انکو دیدیگئی دیکھو نقشہ نمبر ۶

(ب) ماہ جولائی ۱۹۲۵ء میں میرسرٹ کے لئے جو رقم زائد برآمد ہوئی وہ واپس جمع کرائی گئی۔

نقشہ نمبر (۲) فروخت اسلامک ریویو و امداد ریویو

	پنس	شلنگ	پونڈ
(۱) علیا حضرت بیگم صاحبہ والیہ بھوپال (نصف)	—	۰	۱۱۲
(۲) فروخت ریویو در انگلستان	۵	۱۱	۲۹
میزان	۵	۱۱	۱۴۱

نقشہ نمبر (۳) فروخت و امداد کتب

	پنس	شلنگ	پونڈ
(۱) از طرف انجمن تبلیغ اسلام رنگون معرفت جناب سیٹھ احمد ملا داؤد صاحب رنگون صدر انجمن تبلیغ اسلام رنگون (ساڑھے سات سو پچاس روپے برائے طباعت و اشاعت ینابیع المسیحیت انگریزی و مفت تقسیم)	۱۱	۶	۵۶
(۲) عالیجناب لارڈ ہیڈلے بالقت بہم امداد کتب Ideal Prophet	۰	۰	۳
(۳) متفرق فروخت کتب و امداد کتب	۴	۱۲	۷۸
میزان کتب	۳	۰	۱۳۸

نقشہ نمبر (۴) تفصیل عملہ اسلامک ریویو و مشن در انگلستان

ماہ اگست و ستمبر ۱۹۲۵ء کے دو ماہ میں عملہ اعلیٰ و ادنیٰ پر (پنس) ۶ — (شلنگ) ۷ — (پونڈ) ۱۵۷ صرف ہوئے۔ عملہ اعلیٰ سکرٹری۔ مینیجر۔ ہوبرہ مشنری۔ منگرول مشنری۔ مفتی و محررین پر مشتمل [illegible] اور عملہ ادنیٰ میں باورچی۔ خادمہ۔ باغبان شامل ہیں + سکرٹری

نقشہ نمبر (۵) سائر اسلامک ریویو و کتب خانہ

(۱) طباعت ریویو	پنس ـ شلنگ ـ پونڈ ۵ ـ ۵ ـ ۱۵		(۵) محصول ڈاک ریویو و کتب	پنس ۱ ـ شلنگ ۱۴ ـ پونڈ ۱۲
(۲) کاغذ "	۴ ـ ۱ ـ ۷		(۶) متفرق بابت طباعت کتب	۳ ـ ۱۹ ـ ۴
(۳) جلد "	۳ ـ ۱۳ ـ ۱			
(۴) متفرق "	۲ ـ ۱۹ ـ ۰		میزان	۱ ـ ۵ ـ ۱۸۲

نقشہ نمبر (۶) سائر مسلم مشن و وکنگ در انگلستان

	پنس	شلنگ	پونڈ
۱ ـ تار و ٹیلیفون	۵ ۱/۲	۰	۱۴
۲ ـ دعوتیں مہمانان مسجد و وکنگ	۰	۴	۸
۳ ـ پیشگی رقم بطور قرضہ قابل وصولی (الف)	۰	۷	۱۵
۴ ـ سفر خرچ	۳	۸	۱۳
۵ ـ کرایہ پانی	۰	۱۷	۱
۶ ـ قرضہ جات قابل وصولی (ب)	۰	۰	۳۶
۷ ـ واپسی امانت (ج)	۳	۰	۱۴
۸ ـ Balance Refunded	۹	۱۵	۵
۹ متفرق (د)	۱ ۱/۲	۱۹	۱۲
میزان	۱۰	۱۱	۱۲۱

(الف) شیخ عبد الرحیم پسر شیخ عبد الرشید صاحب ۶ پونڈ ۷ شلنگ ٹھاکر دھیر سنگھ صاحب ۷ پونڈ مسٹر ٹانگ صاحب ۲ پونڈ

(ب) ۶ ب صاحب مفتی دس پونڈ ـ شیخ عبد الرحیم صاحب ۶ پونڈ مسٹر مبارزہ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم بیس پونڈ

(ج) یہ رقم نمبر (۱) امداد مشن میں آئٹم نمبر ۵ پر امانت کے عنوان کے ساتھ جمع ہے ـ یہ دراصل رلیف میڈیکل فنڈ کی رقم تھی ـ جو جناب سید امیر علی صاحب کو متعلقہ فنڈ کے متعلق ادا کی گئی ۔

(د) تالیف قلوب	۰ ـ ۱۰ ـ ۱	مرمت مسجد	۱/۲ ـ ۱۰ ـ ۰
سٹیشنری	۱ ـ ۹ ـ ۳	پوسٹ نکو فرایا گیا	۰ ـ ۶ ـ ۰
فرنیچر مسجد	۰ ـ ۱۲ ـ ۵	فوٹو	۰ ـ ۷ ـ ۰
		متفرق	۰ ـ ۱۸ ـ ۰
		کل میزان	۱ ۱/۲ ـ ۱۹ ـ ۱۲؟

نقشہ نمبر (۷) لندن مسلم ہوس

	پنس	شلنگ	پونڈ
۱ ـ مرمت لندن مسلم ہوس	۲	۱۷	۱۸
۲ ـ دعوتیں "	۳ ۱/۴	۱۷	۷
۳ ـ دھلائی "	۰	۲	۰
میزان	۵ ۱/۴	۱۶	۲۶

گوشوارۂ آمد و خرچ فنڈ امداد اشاعت ادبیات اسلامیہ بلاد غیر عربیہ

بابت ماہ نومبر ۱۹۲۵ء

آمد در ہندوستان

	پائی	آنہ	روپیہ
از مسلم برادران ہندوستان بہ تفصیل نقشہ ذیل ٭	۰	۸	۲۱۳
میزان	۰	۸	۲۱۳

تفصیل اخراجات

	پائی	آنہ	روپیہ
ڈرافٹ نمبر ۲۵۱۵/۶۳۔ نمبر ۴۹۴۴۷ ۱۶ پونڈ ۴ شلنگ ۵ پنس معرفت نیشنل بنک آف انڈیا لاہور بنام حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ انگلستان	۰	۸	۲۱۳
میزان	۰	۸	۲۱۳

٭ نقشہ آمد در ہندوستان از مسلم برادران ہندوستان

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب سید فرمان علی صاحب پیگوڈی	۰	۰	۲
جناب مولوی محمد شفیع صاحب معرفت مولوی عبد اللہ خان صاحب کابل	۰	۰	۱۲
" عبد الواحد خان صاحب "	۰	۰	۵
" عبد اللہ خان صاحب "	۰	۰	۸
" ایم۔ ایم شریف کنٹور صاحب	۰	۰	۲
" ڈاکٹر این۔ ایم عثمان صاحب پالاورم۔ چینگل پٹ	۰	۰	۱۰
معرفت " محبوب خان صاحب ہیلی ڈھارواڑ بہ تفصیل ذیل جمعدار سرکل انسپکٹر ۵ر پاپا میاں ۱۰ر نیارست بیلفت ۱۰ر عبد الغفور خطیب ۴ر محمد نصیب ۵ر محمد غوث ۱۱ر مردان صاحب ۱۱ر کل میزان ۱۷ کمیشن منی آرڈر منہا باقی	۰	۰	۱۷
جناب گل نواز خان صاحب کرنال	۰	۰	۵
" نبی بخش صاحب سکھر	۰	۰	۲
" فیل ولی بخش صاحب کھبرا	۰	۰	۱۰

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب تاج الدین صاحب ٹنڈلونم	۰	۰	۲
" شیخ جنیجو صاحب گنٹہ	۰	۰	۵
" دین احمد صاحب دستش کوڈی سیلون	۰	۰	۵
" ڈاکٹر سید محمد مرید صاحب ہردوئی	۰	۰	۵
" کے۔ ایچ۔ مہنار صاحب ہردوئی	۰	۰	۲
" سید نور احمد صاحب ترچنا پلی	۰	۸	۲
" محمد صدیق صاحب میمن سنگھ بنگال	۰	۰	۱۰
" خان بہادر قلیخان صاحب مانسہرا برائے مفت تقسیم انگریزی ینابیع المسیحیت در انگلستان	۰	۰	۱۰۰
" حاجی محمد زین الدین صاحب کولا لمپور	۰	۰	۴
" حبیب اللہ صاحب دارہ سندھ	۰	۰	۵
کل میزان	۰	۸	۲۱۳

عزیز منزل۔ لاہور (پنجاب)
مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۲۵ء

خواجہ عبد الغنی سیکرٹری مسلم مشن ووکنگ

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے۔ایل ایل بی مبلغ اسلام

اُمُّ الالسنہ

معروف بہ

زندہ و کامل زبان

یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے۔ اپنی نوع کی یہ پہلی کتاب اردو انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے۔ اسمیں یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ عربی الہامی زبان ہے۔ اور کل دنیا کی زبانیں اس سے نکلی ہیں۔ اور ابتدا میں سب ملکوں کے آبا و اجداد عربی الاصل تھے۔ یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت ۱۲ /

مطالعہ اسلام

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ

اس کتاب میں آمنت باللہ و ملٰئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت کی نہایت فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے۔ نیز پانچ ارکانِ اسلام۔ کلمۂ طیبہ۔ حج۔ روزہ۔ نماز۔ زکوٰۃ پر فلسفیانہ روشنی ڈالی ہے + بلا جلد ۱۲/ مجلد عہ/

مقصدِ مذہب

یہ وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے لاہور کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا۔ اس کانفرنس میں عیسائی سناتنی۔ آریہ سماجی۔ برہمو سماجی اور بہت سے مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے لیکچر پڑھے۔ اس لیکچر کی خوبی پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے۔ قیمت ۳ / +

خطباتِ عربیہ

یہ وہ معرکۃ الآرا خطبے ہیں جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے قیام لندن میں نا آشنایانِ اسلام کو اسلام سے معرّف کرانے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کیلئے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے۔ بعض احباب کی خواہش پر اردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔ مکمل سٹ بلا جلد ۱۲/ مجلد عہ/

مذہبِ محبّت

اس میں فاضل مصنف نے براہین قاطعہ کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے۔ کہ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جو زمین پر صلح امن۔ آشتی۔ محبت۔ پیار۔ یکجہتی کامیابی کے ساتھ قائم کر سکتا ہے + قیمت صرف ۷/

ذرّاتِ عالم کا مذہب

اس میں مصنف نے دکھایا ہے۔ کہ سائنس اور مذہب کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ روح کی پیدائش اور اس کے خواص مسئلہ ارتقائے انسانی۔ کفارہ پر ایمان ابتک ہتک ہے۔ قیمت ۸/

یسُوع کی الوہیّت

اور

اسکی انسانیت پر ایک نظر

فاضل مصنف نے الوہیت مسیح۔ کفارہ۔ معجزات مسیح۔ بدی کی حقیقت۔ الغرض وہ مسائل جو عیسائیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان سب کی براہین قاطعہ سے تردید کی ہے +

قیمت ۱ /

ینابیع المسیحیّت

یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اس میں دکھایا گیا ہے۔ کہ مروجہ اصول و حکایات مسیح کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے انکشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ منکشف شدہ حالات حیرت افزا اور سنسنی خیز ہیں۔ جن سے کروڑہا عیسائی بیخبر ہیں۔ اور جن کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر قائم نہیں رہ سکتے +

قیمت بلا جلد ۱۲/ مجلد ۱ /

اسلام

اور

علوم جدیدہ

اس میں فاضل مصنف نے واضح طور سے بیان کیا ہے کہ قرآن ہی ایک کتاب ہے جس نے لطیف حقائق اور باریک مسائل سمجھانے کیلئے صحیفۂ قدرت اور اسکے مظاہر کیطرف انسان کو متوجہ کیا ہے

قیمت ۴/

المشتہر منیجر مُسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل۔ لاہور (پنجاب)

رازِ حیات یا انجیلِ عمل

اس کتاب میں فاضل مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ مذہب کو روزانہ زندگی میں دخل ہے - ایمان کی ترقی بھی اعمال سے ہوتی ہے - قوت و دولت و حشمت جاہ و جلال مرفع الحالی کا راز قوت عمل میں ہی مضمر ہے - جس طرح کہ باغ کی تر و تازگی و نشو و نما پانی سے ہوتی ہے - اسی طرح زندگی کا راز قوت عمل میں پنہاں ہے - یہ کتاب تمام ہندوستان میں مقبول ہو گئی ہے - قیمت بیجلد ۵/ مجلد ۸/

توحید فی الاسلام

فاضل مصنف نے اس کتاب میں ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبۂ زندگی پر روشنی ڈالی ہے - اسمیں بیان کیا گیا ہے - کہ روح توحید ہی تہذیب و تمدن کی جان ہے - اسی سے اخلاق فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے یہی علوم جدیدہ کی محرک حکمت و فضیلت کی مولد اور جمہوریت کی جان ہے - توحید سے ہی حقوق انسانی کی حفاظت ہوتی ہے - قیمت بلا جلد ۸/ مجلد ۱۲/

ضرورتِ الہام

فی زماننا تعلیمیافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں - اس حالتمیں وہ کسی مذہب کو خدا کی ذات سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے - اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے - کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے - اور الہامی مذہب آیا ہے - بلا جلد ۱۲/ مجلد ۸/

سلکِ مروارید

یہان زبردست معرکتہ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لیکر ۱۹۲۲ء تک مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقاماتِ دنیا میں انگریزی زبان میں دیئے - انہیں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت کرنے کیلئے مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلام پر لیکچر دیئے گئے ہیں - حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے - بلا جلد ۸/ مجلد ۱۲/

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

اس کتاب میں فاضل مصنف نے عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے - کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں اور تمام فرقوں کے اصول ایک ہیں فقط فروعی اختلافات آپس میں ہیں - اور تمام مسلمانوں کو یکجہتی سے کام کرنے کی تلقین کی ہے +

قیمت ۱۲/ مجلد ۱/

صلائے نصرت بہ اہلِ ہمت

یہ ایک فارسی نظم ہے جسمیں واقعات حاضرہ پر قرآنی آیات اور احادیث نبوی سے اشاعت اسلام کی اہمیت مسلمانوں پر واضح کیگئی ہے

قیمت بلا جلد ۱۲/

مکالماتِ عالیہ

یعنی وہ گفتگوئیں یا بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب اور دیگر مذاہب کے رہنمایان کے درمیان مختلف مقامات پر ہوئیں - اسمیں جمع کی گئی ہیں - یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مسلم اصحاب جن کو مخالفین اسلام سے بحث کرنی پڑتی ہے ان کے لئے مفید ہیں +

قیمت بیجلد ۱۳/ مجلد ۲/

اُسوۂ حسنہ

معروف بہ

زندہ و کامل نبی

قیمت ۸/ مجلد ۱۲/

اسمیں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے - یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے - اس کو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا - کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں - اور اگر کوئی کامل نبی ہو سکتا ہے تو وہ آپ ہی کی ذات ہے - قیمت ۸/ مجلد ۱۲/

براہینِ نیرہ حصہ اول

معروف بہ

زندہ و کامل الہام

قیمت ۱۲/ مجلد ۱/

اسمیں یہ دکھایا گیا ہے کہ قرآن ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے جسمیں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں - اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقیانہ بحث کی ہے - قیمت ۱۲/ مجلد ۱/

المشتہر مینیجر مسلم بک سوسائٹی - عزیز منزل لاہور (پنجاب)

اسلامیہ سٹیم پریس بیرون دروازہ دہلی میں منشی محمد لشیق نعمانی کے اہتمام سے چھپوا کر خواجہ عبدالغنی مینیجر رسالہ اشاعت اسلام نے عزیز منزل لاہور سے شائع کیا

جون و اپریل ۱۹۰۸ء

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اشاعت اسلام

اُردو

اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام

درخواستہائے خریداری بنام منیجر اشاعت اسلام

قیمت سالانہ للعہ

عزیز منزل لاہور

ممالک غیر کیلئے ۸ر

ہر قسم کا کاغذ - گتے - سٹیشنری - چھاپہ کی سیاہی - سیاہی بنانے کے رنگ اس کے اجزاء - کلینڈر - کرسمس کارڈ - عید کارڈ - تصاویر - بچوں کی اعلےٰ کتب - بیرسٹر فونٹین پن +

مندرجہ بالا اشیاء کی ہمارے پاس انگلستان کی بڑی بھاری کمپنیوں کی ہندوستان کے لئے ایجنسیاں ہیں - جو صاحب ہندوستان سے مندرجہ بالا اشیاء انگلستان سے منگوانا چاہیں - وہ پتہ ذیل پر خط و کتابت فرماکر تجارتی معاملہ طے کرسکتے ہیں - اس کے علاوہ اگر کوئی صاحب ہندوستان کے کسی حصہ میں ان اشیاء کی سب ایجنسی چاہیں - تو اس کے لئے بھی ہم سے خط و کتابت کریں +

ہر قسم کا اعلیٰ نفیس کاغذ اور دام سستے ہماری فرم کا امتیازی نشان ہے - ہماری چھاپہ کی سیاہی اعلےٰ سے اعلےٰ ماہران فن کی زیر نگرانی لندن میں تیار ہوتی ہے - اور اس سیاہی کے اعلےٰ ہونے کے متعلق انگلستان کے مطبع والوں کی سندات ہمارے پاس موجود ہیں +

لالہ اینڈ کو برانڈرتھ روڈ - لاہور (پنجاب)

اکسیر رحمانی

یہ مجرب اکسیر ذیل کی شکایات کا حتمی علاج اپنے اندر رکھتی ہے جس کی تصدیق میں ہم ذیل کا سرٹیفکیٹ پیش کرتے ہیں سرٹیفکیٹ دہندہ کی حیثیت اس بات کی ذمہ دار ہے کہ یہ دوائی اشتہاری حکیموں کی دوائی نہیں معدہ پر اس کا اثر فوراً ہو جاتا ہے - لیکن دیگر اثرات بیس سال کی عمر سے کم پر دس دن میں ہو جاتے ہیں - اور اس سے زیادہ کی عمر والا پندرہ دن کے اندر اندر اس کے اثر کو دیکھ لیتا ہے +

(۱) وجع المفاصل یعنی جوڑوں اور اعصاب کی درد (۲) عرق النساء (۳) سوء ہضم (۴) کمزوری دل و دماغ (۵) ایام کی بے قاعدگی (۶) سیلان رحم +

اصل بات یہ ہے کہ یہ دوائی سب سے اول معدہ کی اصلاح کر کے خون صالح پیدا کرتی ہے جس سے جسم کا ہر ایک حصہ قوت پاتا ہے - اور رنگت کو صاف کرتی ہے - اور وزن کو بڑھاتی ہے پندرہ دن کی قیمت معہ محصول ڈاک عہ اور ایکماہ کی خوراک ہے معہ محصول ڈاک +

سول ایجنٹ

لالہ اینڈ کو برانڈرتھ روڈ - لاہور (پنجاب)

نقل سند حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام دماغی مشقتوں نے جو میرے اعصاب کا حال کر رکھا تھا اس سے میں بالکل مایوس ہو چکا تھا اس دماغی نے میرے معدے جگر اور دل پر برا اثر کر رکھا تھا اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ان تمام شکایات سے اکسیر رحمانی کے ذریعہ نجات بخشی میں کہہ سکتا ہوں کہ میں از سر نو آج سے کچھ سال پہلے کیطرح پھر کام کرنے کے قابل ہو گیا ہوں اعضائے رئیسہ کی طاقت دینے میں تو یہ دوائی فی الواقع اکسیر ہے +

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی - اے ایل ایل - بی مبلغ اسلام امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

اُم الالسنہ

معروف بہ

زندہ و کامل زبان

یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے اپنی نوع کی یہ پہلی کتاب اردو انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے اسمیں یہ دکھایا گیا ہے کہ عربی الہامی زبان ہے اور کل دنیا کی زبانیں اس سے نکلی ہیں - اور ابتداء میں سب ملکوں کے آباؤ اجداد عربی الاصل تھے - یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے + قیمت ۱۲ ار

مُطالعہ اسلام

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

اس کتاب میں امنت باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت کی نہایت فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے - نیز پانچ ارکان اسلام - کلمہ طیبہ - حج - روزہ - نماز - زکوٰۃ پر فلسفیانہ روشنی ڈالی ہے +

مذہب محبت

اسمیں فاضل مصنف نے براہین قاطعہ کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جو زمین پر صلح - امن - آشتی محبت پیار یکجہتی کامیابی کے ساتھ قائم کر سکتا ہے - قیمت فی جلد ۷ ر

ذرات عالم کا مذہب

اسمیں مصنف نے دکھایا ہے کہ سائنس اور مذہب کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے روح کی سپرچولزم اور اس کے خواص مسئلہ ارتقاء سے انسانی کفارہ پر ایمان ایک ہتک ہے - قیمت ۸ ر

المشتہر - مینجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور (پنجاب)

KHWAJA KAMAL-UD-DIN WITH HIS NEW SISTER AND BRETHREN
(*Left*) OMAR WILKINS, FATIMA WILKINS, (*Right*) OSMAN WATKINS

فہرست مضامین

رسالہ اشاعت اسلام لاہور

جلد ۱۲ | بابت ماہ مارچ ۱۹۲۶ء مطابق شعبان المبارک ۱۳۴۴ھ | نمبر ۳

شذرات

تشریح تصویر ۔ اس تصویر میں تین نئی سعید روحیں نظر آتی ہیں جو حضرت خواجہ صاحب کے دائیں بائیں مسجد ووکنگ کے باہر باغ میں کھڑی ہیں خواجہ صاحب کے بائیں طرف تو مسٹر عمر ولکنسن اور انکی بیوی فاطمہ ولکنس ہیں ۔ اور آپ کے دائیں طرف عثمان واٹکنس ہیں ۔ یہ تصویر اس دن لی گئی تھی جس دن مسلمانوں کے ایک بھاری مجمع میں یہ دوست مشرف باسلام ہوئے تھے ۔ شرکاء جلسہ میں سر عباس علی بیگ سر محمد رفیق ۔ سید لیاقت علی صاحب چیف جج بھوپال ۔ قاضی ولی محمد صاحب سکرٹری بھوپال ۔ چودھری محمد دین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنجاب سردار فرید خان صاحب رئیس خانیوال پنجاب اور اور احباب مجمع موجود تھے

جدید مسلمین ۔ جو انتشار روحانیت متعلق اسلام اس وقت مغرب میں ہے وہ تو خواجہ صاحب کے ایک خط سے ظاہر ہوتا ہے ۔ جسے دوسری جگہ اس رسالہ میں درج کیا جاتا ہے ۔ لیکن انگلستان چھوڑ ہمارا مشن بفضلہ امریکہ اور افریقہ میں بھی تحریر و تصنیف کے ذریعہ مفید نتائج پیدا کر رہا ہے ۔

گذشتہ دسمبر میں ایک خط کے ذریعہ قریباً دس عیسائی نائیجیریا کے مشرف بہ اسلام ہونے

انکے علاوہ مس ہلڈا وائن (رضیہ بیگم) لنڈن مسلم ہوس میں مسلمان ہوئیں مسٹر ٹائلر

بذریعہ خط مسلمان ہوئے - پانچ چھ اور اصحاب بھی اعلان کرنیوالے ہیں +

ترجمہ احادیث شریف } مولوی عبدالمجید صاحب ایم - اے مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ کر رہے ہیں - اور ایسا ہی بخاری شریف سے بھی کثیر حصہ ترجمہ میں آجائیگا ترجمہ قریباً ختم ہو چکا ہے - البتہ اسکے انطباع کا فکر ہے - جسکے لئے پانصد پونڈ کی ضرورت ہے +

کلمات طیبات جناب امیرؓ } جناب امیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کلمات طیبات انگریزی میں ترجمہ ہو چکے ہیں - وہ سیدنا ابو محمد طاہر سیف الدین صاحب اعلیٰ جماعت بوہرا سیر کیلئے متمنی بھیج دیئے گئے ہیں - کیونکہ یہ کتاب ان کے نام پر معنون ہوگی - اور اس کا ترجمہ بھی مکرم عبد الخالق خان صاحب بوہرہ منشی نے ہی کیا ہے - کتاب کے واپس آنے پر یہ مبارک کتاب پریس میں چلی جاویگی +

اسلام کیا ہے ؟ } What is Islam نام کی ایک مانقل و دل اصول پر مسٹر لوگر وحبیب اللہ سکرٹری برٹش مسلم سوسائٹی لنڈن کی لکھی ہوئی کتاب بھی پریس میں چلی گئی ہے - یہ کتاب بھی اشاعت ادبیات اسلامیہ کے بورڈ آف ٹرسٹ کیطرف سے شائع ہوگی - اسکی قیمت بھی بہت ارزاں ہوگی - اور اس کا کافی حصہ مفت تقسیم ہوگا +

برٹش لنڈن مسلم سوسائٹی کے جائنٹ سکرٹری } شیخ عمر ولکنس (مندرجہ تصویر) جو نہایت ہی پرجوش نومسلم ہیں - اور نہایت ہی باخبر

پانصد روپیہ کی گرانقدر رقم جناب - ڈبلیو - بین صاحب بہادر نے جو ہمارے دیرینہ مربی و سرپرست ہیں - اس

[illegible]

اور تعلیم یافتہ صاحب ہیں۔ وہ اس سوسائٹی کے جائنٹ سکرٹری مقرر ہوئے ہیں

خواجہ صاحب کے انہماک تصنیف نے باقاعدہ حالات ووکنگ کی خبر سے چند ماہ ہمیں محروم کیا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس انہماک نے ایک عمدہ نتیجہ پیدا کیا۔ اسوۂ انبیاء تصنیف ہی نہیں ہوئی بلکہ تین ماہ کے اندر چھپ بھی گئی۔ نہایت ہی خوبصورت چھپائی۔ جلد عمدہ کاغذ اعلیٰ اور مضامین تو خیر خواجہ صاحب کی خداداد طبیعت کا حصہ ہے تین ماہ کے اندر تین صد صفحے سے زیادہ کتاب کا تصنیف ہو جانا۔ اللھم زد فزد۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اپنی نوع کی یہ پہلی کتاب ہے جس میں سیرۂ ختمیت مآبؐ پر مختلف پہلوؤں سے انگریزی زبان میں بحث کی گئی ہے +

وجہ تصنیف اِس امر سے تو قارئین کرام واقف ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب گذشتہ جولائی ۱۹۲۵ء میں ولایت گئے۔ اگست میں انہیں کسی پادری نے ایک کتاب "جدید اسلام" مصنفہ ریورنڈ کیش بھیجی۔ اس کے صفحہ ستاسی پر ایک فقرہ یہ تھا۔ کہ "ووکنگ اس جدوجہد میں ہے۔ کہ محمد عربی کو حُسن و خوبی کا اعلیٰ اُسوہ بنا دے۔ اور اس کے بالمقابل شانِ مسیح کو گھٹا دے۔ ووکنگ اس امر میں یہاں تک کامیاب ہوا ہے کہ محمد عربی کا جو نقشہ آج اس نے پیش کیا ہے۔ اس کو دیکھ کر خود ساتویں صدی (ایام بعثتِ نبویؐ) کے اہل عرب بھی حیران ہو جائینگے (یعنے یہ نقشہ بالکل جدید ہے) لیکن اس "جدید محمدؐ" کی تصویر کھینچنے میں جن رنگوں کا کیس استعمال کیا گیا ہے۔ وہ سب کے سب مسیحی رنگ ہیں"۔ یعنی جن شمائل و سیر نبوی کا ذکر اسلامک ریویو کرتا ہے۔ وہ دلکش دلفریب اور احسن سے احسن تو ضرور ہیں لیکن بزعم مخالف وہ باتیں تو ختمیت مآبؐ میں نہیں۔ اور نہ اسلامی تعلیم میں اس پایہ کے اخلاق فاضلہ پائے جاتے ہیں یہ بخیال پادری کیش مسیحی اخلاق ہیں جسے خواجہ کمال الدین اس محمد جدید کو اپنی تصنیف

میں آراستہ پیراستہ کرکے دکھلاتا ہے۔ یہ تین چار سطریں ہی دراصل خواجہ صاحب کی اس ضخیم تصنیف جدید کی ذمہ داریاں ہیں۔ چنانچہ اس کے دیباچہ میں کہا گیا ہے۔ کہ اس کتاب میں خصائل نبوی کو قرآن اور حدیث کی بنیاد پر بیان کرینگے اور ہر بات کا حوالہ بھی دیں گے! اور چیلنج کرتے ہیں۔ کہ ان باتوں کو مسیحی تعلیم سے مستعار لینا تو درکنار اگر ان باتوں کا عشر عشیر تک بھی کہیں انجیل میں نظر آجاوے۔ تو ہم ہر الزام کے مستحق ہیں۔ چنانچہ جو بات لکھی ہے۔ اس کے ثبوت میں قرآن و حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے +

مفت تقسیم کتاب ساری تین ہزار کتاب چھپی ہے۔ اس وقت تک ایک ہزار کے قریب مفت تقسیم ہو چکی ہے کوئی تین صد سو اوپر تو یہ کتاب کتب خانوں میں گئی ہے۔ اس حصہ تقسیم کا اجر جج آنریبل محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لاء لاہور کے حصہ میں آیا ہے۔ انکا خرچ آپنے اپنے ذمہ لیا ہے۔ دو صد کتاب غالباً اور اس میں جاویگی۔ اسیقدر تعداد میں یہ کتاب اہل مطبع کو گئی ہے۔ باقی پادریوں کو اور عام لوگوں کو۔ ووکنگ مشن کا ارادہ یہ ہے کہ ڈیڑھ ہزار کتاب اور مفت تقسیم ہو +

ضرورتِ اشاعت بات یہ ہے کہ اسوقت عامہ طور پر اسلام کے متعلق تفحص ہو رہی ہے۔ ووکنگ میں لگاتار سوالات اور استفسارات ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے جواب میں ایسی تصنیف کا بھیج دینا بہت ہی مفید ثابت ہوتا ہے۔ یوں تو یہ کتاب ایک ضخیم کتاب ہے۔ لیکن اس کا ٹائپ اکھیال کے لئے محفوظ کر لیا گیا ہے۔ اور اگر آئندہ یہ کتاب پانچہزار جلد میں چھپے تو اسکی لاگت فی نسخہ شاید ایک شلنگ یا اس سے کم ہوگی۔ گویا اگر ہم تین ساڑھے تین ہزار روپیہ اور خرچ کریں تو تین سو زائد صفحے کی عمدہ انگریزی کتاب کے پانچہزار نسخے ہمکو ملجائیں گے۔ ہم اہل ہمت احباب سے عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ اس کتاب کو منگوائیں اسکی قیمت اس وقت بغرض فروخت تین روپیہ ہے۔ جو تجارتی نگاہ میں بالکل کم ہے +

تقسیم کتاب کتاب گو تین صد صفحات میں ختم ہو جاتی ہے لیکن اسمیں الفاظ بہت تھوڑے ہیں مطالب بہت ہیں۔ کیونکہ مضامین مختصر سے مختصر طریق پر لکھ دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں نہ صرف آپکے سوانح اور سیرۃ ہی ہے بلکہ اسلامی تعلیم کا ایک حصہ بھی آگیا ہے۔ اور مناسب پیرایہ میں بعض عقائد باطلہ کی تردید بھی کردیگئی ہے۔ اس کتاب کے دو تین فصل تو ایک خاص قسم کے جوش و خروش کو اپنے الفاظ میں لئے ہوئے ہیں۔ جنکے پڑھتے ہوئے الا من جوش و خروش سے ساتھ ہی ساتھ متکیف ہوتا جاتا ہے۔ اسکی رگوں میں شست خون بڑے زور سے دوڑنے لگتا ہے۔ انہیں میں ایک فصل تو شخصیت نبوی پر اور دوسرے آپ کی سیرۃ اور استقامت پر ہیں۔ اس تصنیف نے ایک نیا رنگ ان امور میں اختیار کیا ہے۔ اخلاق فاضلہ کو اعجازی رنگ میں نگین تجیب کیا گیا۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہے۔ کہ مشکلات و مصائب کے مقابل انہیں

۱؎ پچاس نسخوں کی قیمت عالیجناب سرکار منگرول نے ارسال فرمائی ہے۔
۲؎ جو احباب مفت تقسیم کرائینگے۔ ان کے لئے ۱۲ نسخہ

ماننے والا یہ سب قومی دلائل انسان کن کن راہوں سے آزمایا جاتا ہے۔ اور کس قسم کی استقامت سے وہ آخر کار کامیاب ہو جاتا ہے مثلاً اگر جناب موسیٰ پر فرعون حملہ آور ہوا اور ان کا متعاقب ہے تو اسرائیلیوں سے بڑھ کر مصیبت اہل مدینہ پر ہے جنہیں جنگ احزاب میں ہر سے زائد دشمن گھیرے ہوئے تھے۔ اسرائیلیوں کو تو جناب موسیٰ کی کرامت نجات دیتی ہے لیکن مسلمانوں کو آپؐ کی استقامت فوق الکرامت مدد دیتی ہے۔ پہلا امر عامۃ الناس کیلئے اپنے اندر کوئی سبق نہیں رکھتا۔ آخر الذکر امر ایک قابل اقتدا نمونہ اور اسوہ حسنہ ہے موجودہ مسلمانوں کی حالت کو سامنے رکھ کر یہ فصلات لکھے گئے۔ تاکہ اسوہ پاک ان مصائب سے نکالنے کیلئے ہمارا خضر راہ ہو وہ اسے پڑھیں۔ پھر اگر یہ کتاب انہیں اشاعت کے قابل نظر آئے تو اس مختصر سی رقم کو جمع کر دیں +

لارڈ ہیڈلے اور حضرت خواجہ صاحب کا سفر افریقہ

پانچ فروری ۱۹۲۶ء کے جہاز میں لارڈ موصوف اور خواجہ صاحب جنوبی افریقہ کے برادران اہل اسلام کی استدعا اور دعوت پر جنوبی افریقہ کو روانہ ہو گئے ہیں جانے سے پہلے خواجہ صاحب کا ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء کا خط جو انہوں نے خواجہ عبد الغنی کو لکھا ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے۔ اور اسلئے ہم اُسے ان اوراق میں درج کر دیتے ہیں لارڈ موصوف کو طرح طرح کے مصائب ان تیرہ سالوں میں دیکھنے پڑے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر فعل میں حکمت ہوتی ہے۔ ان مصائب نے آپ میں حقیقی قلبیہ دعیت کا کام کیا۔ آج لارڈ موصوف ایک مجاہد فی سبیل اللہ بن گئے۔ کہاں لارڈ موصوف کی حیثیت کہاں یہ آواز ضرورت اسلام پر لارڈ موصوف کا لبیک کہنا عیسائی دنیا غور کرے۔ اور اس اعجاز اسلامی کو دیکھے آخر یہ کیا بات ہے جو ایک مسلم میں اسقدر محبت و جوش پیدا کر دیتی ہے لارڈ موصوف تین ماہ کیلئے اپنے دنیوی اشغال پر لات مار کر مشنری کام پر افریقہ جا رہے ہیں۔ اور اسوقت اپنی قلم کے ذریعہ سے اخبارات انگلستان میں اسلام پر لکھتے رہتے ہیں +

عزیز من خواجہ عبد الغنی السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ خدا تمہیں صحت و سلامتی سے رکھے۔ تمہاری ہمت میں افزائش اور تمہارے جوش خدمت اسلام میں ترقی ہو۔ دنیا روز سے بہتر عاقبت با خداوند۔ قناعت اور خدمت خدا و رسولؐ کی زندگی بہترین زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اس کا اجر ہمیں ملجاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں وہ دن دکھلائے اور وہ عطا کیا کہ جس کی تمنا لکھو کہا قلوب مسلمین میں تھی۔ اور رہ گی۔ میری حالت آٹھوں پہر یا ہر کاب پانچ فروری کے جہاز میں لارڈ ہیڈلے کے ہمراہ جنوبی افریقہ جاتا ہوں۔ کئی سال سے وہاں کا تقاضا تھا۔ یہ تقاضا اس سال بڑھ گئے وہاں عیسائی پادریوں نے ایک ہنگامہ بپا کر رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خط استوا کے شمالی حصہ افریقہ میں تو اسلام نے عیسائیت کو شکست فاش دی۔ کہیں جنوب میں بھی یہی حال نہ ہو وہاں بھی انکے بیان کے مطابق ایک کروڑ کے قریب مسلمان ہو چکے ہیں اسلئے یہ شور و پکار ہے۔ اس مسیحی شور و پکار نے وہاں کے مسلمان بھائیوں کو بھی گرمایا ہے۔

عہ ترسیل زر بنام سکرٹری مسلم مشن ووکنگ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔

عہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے حقیقی برادر زادہ ہیں۔ مترجم۔

وہاں بھی اسلامی مشن قائم ہو چکا ہے۔ اس مشن کے کارکن ہمیں دعوت دیتے ہیں۔ بہرحال چلا ہوں لیکن بادل ناخواستہ ع

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا

یہ ایک ایسا وقت تھا۔ کہ جب مجھے یہاں سے نہ جانا چاہیئے تھا۔ ان گذشتہ چند ماہ میں اس قدر خطوط آئے کہ نسبتاً ابتدائی بارہ سالوں میں اتنے نہ آئے "اسلام کیا ہے" "اس کی تعلیم کیا ہے" "کون کونسی تصنیفات اسلامی بزبان انگریزی ہیں" "کوئی شخص مسلمان کس طرح ہو سکتا ہے" "فلاں مسئلہ اسلامی کی حقیقت کیا ہے"۔ یہ سوالات جو مختلف خطوط میں ہوتے ہیں پھر تحریروں کا مطالبہ چاروں طرف سے ہو رہا ہے۔ ملاقات کیلئے چاروں طرف سے پادری اور لوگ بھی آتے ہیں۔ یہ کوئی اس سال کی خصوصیت نہیں آخر استقامت اور صداقت اپنے جوہر دکھلاتی ہے۔ ایک دن میں عمارت نہیں بن جاتی۔ لاکھ مشن بنیں۔ لاکھ امید افزا منظر نظر آئیں۔ اقامت و استقامت ایک چیز ہے۔ آخر وہ دن آجاتے ہیں جن کی ابتدا اس سال بڑے زور سے ہو رہی ہے۔ اور یہ جاری رہینگے۔ ہاں ہمیں بھی ہمارے ساتھ خدا کا فضل ہے۔ مشن کے تیرھویں سال کے خاتمہ پر یہ عجیب و غریب فصل شروع ہونے لگا۔ خدا کرے۔ یہ تیرہ سال کی اعدادی نسبت مبارک ہو جائے۔ ہم عاجز ہیں نکمے ہیں یہ نسبت تو بڑی ہے "بلبل کی حقیقت تو ایک مشت پر کی ہے" لیکن گل کا ہم قافیہ وہ ضرور ہے۔ خدا کرے یہ چودھواں سال مبارک ہو۔ مبارک ہو یہ پہلا وقت ہے۔ کہ اعلےٰ طبقے کے مسیحیوں کی توجہ ہماری طرف ہوئی۔ بشپ اور ڈین جیسے اعلےٰ فضلاء مسیحیت اب عزت کے ساتھ ہم سے خط و کتابت کرتے اور ہماری تصنیفات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ خدا کی شان ینابیع المسیحیت کا نکلنا کیا ہوا۔ گویا یہ ایک زلزلہ تھا جو جہاں بڑا خانہ قلب مسیحی کو مسمار کر گیا۔ اُن کی حقیقت اصلی نمودار ہونے لگی۔ جو باتیں میں نے لکھیں اس کی گونج چاروں طرف سے اب آرہی ہے۔ مجھ سے اسلام کے کسی بھاری معجزہ کی شہادت اگر کوئی طلب کرے۔ تو میں اسلام کو اور ختمیت مآب کی ذات کو اسلام کا بہترین معجزہ پیش کروں گا۔ ہم چند کس اور بیکس ووکنگ میں بیٹھے ہیں۔ ہمارے پاس کون سے ذرائع تبلیغ ہیں ہم کہاں کہاں جا سکتے ہیں۔ ہماری حقیقت کیا ہے۔ خصوصاً جب دیکھا جاوے۔ کہ ہمارے مقابل کس قدر زر و پیسہ اور طاقت اور اثر ہے۔ گھر بیٹھے خطوط آتے ہیں۔ خط کے جواب میں دو تین مختصر پمفلٹ بھیجے اور راقم خط مسلمان ہو گیا۔ کسی مذہب میں یا کہیں اس کی نظیر نظر آوے تو ہمیں دکھلائی جاوے۔ یہ کیا [illegible]

آپ ہندوستان میں اسلام کو اس کے اصلی حسن و جمال کے ساتھ پیش ہی نہیں کیا گیا۔ واللہ آریہ کوئی حقیقت و اصلیت نہیں رکھتے ؎
دگر نہ آگ لگا دوں تو داغ نام نہیں کا مصداق حقیقی اسلامی لٹریچر ہے۔
میری حالت ایک اسیر یا غلام کی طرح ہے۔ نہ اپنے وقت پر اختیار نہ اپنے آرام و راحت پر قدرت اسلئے جہاں خدا چاہے لیجاوے۔ ابھی ابھی کتاب ختم ہوئی ہے۔ ابھی اس کے اور تمہیدات باقی ہیں۔ ابھی سر کو آرام بھی نہیں آیا۔ کہ افریقہ سامنے ہے نہ معلوم وہاں کیا تحریکات اور مصروفیات ہونگی۔ گھر کے لوگ عزیز نذیر احمد[1] کے کار خیر کے لئے اگر میری واپسی پر مصر ہیں۔ تو یہ ایک طبعی امر ہے۔ اگر موقع ملا تو آجاؤں گا۔ لیکن وقت آگیا ہے۔ کہ خیال یہاں آجائے۔ اور اگر خدا تعالے زندگی عطا کرے تو کم از کم دس سال کے لئے یہاں سے نہ ہلوں۔ یہ تیرہ سال تو زمین کے توڑ کرنے۔ جنگلی درختوں کے ہٹانے۔ زمین کو قابل زراعت بنانے۔ آبیاری کے سامان مہیا کرنے میں گذرے فصل کی ابتدائی حالت تو اب پیدا ہوئی ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ نہایت احتیاط کے ساتھ باغبانی کی جائے۔ لاہوری احمدی جماعت کی یہ تحریک مجھے از حد پسند آئی۔ کہ حضرت قبلہ مولوی صاحب کی تصنیفات یہاں کے کتب خانوں میں جائیں۔ البتہ اس تجویز کے ایک حصہ سے میں متفق نہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آج تک دنیا اس بزرگ کی حقیقی جوہر شناسی نہ کر سکی۔ میں اس معاملہ میں براہ راست حضرت قبلہ مولوی صاحب کو لکھونگا لیکن معاملہ ایسا ہی ہے جو میری موجودگی کو چاہتا ہے۔ لو خدا حافظ۔ والسلام

مورخہ ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء

خواجہ کمال الدین
ازمقام براڈ سٹیر کنٹ انگلینڈ

---

[1] خواجہ نذیر احمد صاحب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے فرزند اکبر ہیں جو بیرسٹر ہیں۔ اور جنہوں نے گذشتہ دو سال فرائض مشن بحیثیت امام ووکنگ سرانجام دیئے۔ ایڈیٹر

بشپ صاحب لندن اور اسلام

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان)

قارئین کرام نے ان صفحات میں جناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ اور بشپ آف لندن کی ملاقات کا حال دیکھا ہوگا۔ چند ملاقاتوں میں بشپ صاحب گھبرا اٹھے اور آخر ایک پبلک مذہبی رسم کے ادا کرتے ہوئے۔ آپ نے ذیل کے الفاظ کہے۔ وہ الفاظ جس قدر بیہودہ ہیں وہ تو حضرت خواجہ صاحب کا یہ سلسلہ مضامین ظاہر کر دیگا۔ جو اسلامک ریویو کے جنوری نمبر سے شروع ہوا ہے۔ مگر بشپ مذکور کی بظاہر منشاء یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ لارڈ ممدوح اسے پھر نہ ملے۔ بہر حال پرائیویٹ طور پر بھی پبلک طور پر بھی۔ اب یہاں ہم اس مضمون کا ترجمہ دیتے ہیں۔ مترجم

کنیسہ سینٹ جان بمقام ہیبر کے توسیع کردہ حصہ کی افتتاح کرتے ہوئے بشپ صاحب لندن نے کہا۔ کہ لوگوں کو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ کوئی مذہب بھی عیسائیت کا ہم پلہ نہیں وہ لوگ جو عیسائیت کے مقابل کسی مشرقی مذہب کا نام لے لیتے ہیں۔ وہ خود بھی نہیں سمجھتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ برٹن کے امرا میں سے ایک صاحب مسلمان ہوگئے ہیں انہوں نے مجھ سے ان معاملات میں گفتگو کرنی چاہی۔ میں نے یہ فقرہ کہہ کر سلسلہ کلام کو بند کر دیا کہ پہلے جا کر تیس ہزار عیسائی لڑکیوں کو اپنے ہم مذہب محمدیوں کی قید غلامی سے آزاد کراؤ اور پھر میں آپ سے ان امور پر بحث کروں گا + (اخبار ٹائمز ماہ نومبر ۱۹۲۵ء)

یہ امر واقعی حیرتناک ہے۔ کہ لندن کے بشپ کی سی شخصیت کے نام پر مذکورہ بالا باتیں اخبارات میں چھپیں۔ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آتی۔ کہ بشپ مذکورہ کس طرح ایک ایسی بات کو جو پرائیویٹ طور پر اسمیں اور ایک مسلم پیر میں ہوئی ہو اسے پبلک میں اور پھر ایسے مضحک الفاظ میں لے آوے بہر حال بشپ موصوف کو یقین کر لینا چاہیئے۔ کہ رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے بالقابہ بلا علم کسی امر پر گفتگو نہیں کیا کرتے۔ لیکن چونکہ لارڈ بشپ صاف گوئی

کو پسند کرتے نظر آتے ہیں تو میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ وہ خود مجھے کانچ کے گھر میں رہتے ہوئے نظر آتے ہیں (یعنے وہ خود نہیں سمجھتے جو کہہ رہے ہیں) +

سب سے پہلے تو بشپ موصوف کو یہ سمجھ لینا چاہئے۔ کہ انہیں لارڈ ہیڈلے کو یہ امر سمجھانے کی ضرورت نہیں کہ کوئی مشرقی مذہب عیسائیت کے مقابل پر نہیں آسکتا۔ بہرحال اسلام تو کسی طرح بھی عیسویت کے مدمقابل پر نہیں۔ عیسائیت سے مراد اگر تو وہ مذہب ہے جو جناب مسیح نے تلقین کیا۔ تو پھر وہ تو اسلام تھا۔ آنحضرت صلعم نے آکر صرف ان کمیوں کو پورا کر دیا۔ جو جناب مسیح سے تعلیم کرنی رہگئی تھیں۔ اور اس امر کا جناب مسیح کو خود اعتراف ہے جیسے کہ یوحنا باب ۱۳ اور ۱۶ میں ذکر آگیا ہے۔ پھر اسلام اور عیسائیت ایکدوسرے کے مدمقابل کس طرح ہو سکتے ہیں۔ وہ تو بھائی بھائی ہیں۔ اور ان صفحات میں بشپ موصوف کو نظر آجائیگا۔ کہ آنحضرت صلعم نے واقعی ان نقصوں کو پورا کیا۔ جو تعلیم مسیحی میں خصوصاً ان امور کے متعلق رہ گئی تھیں۔ جن کی طرف بشپ موصوف نے اشارہ کیا ہے۔

رہی وہ عیسائیت جسے بشپ موصوف اور اس کے خواجہ تاش اپنا مذہب بنائے ہوئے ہیں۔ اور خدا کا احسان ہے۔ کہ اسکی جماعت کے کثیر تعداد معلمان عیسوئیت اس عیسائیت کو ان دس سالوں میں چھوڑ چکے ہیں۔ تو اس امر میں بھی بشپ موصوف سمجھ لے کہ اسلام تو ان عقائد باطلہ کا قلع قمع کرنے آیا ہے۔ چہ جائیکہ ایسی عیسائیت کے وہ مدمقابل ہوکر آئے۔ اور بشپ موصوف کا یہ فرمانا بھی بالکل بجا ہے کہ آج مشرق چھوڑ کہیں بھی کوئی مذہب اس عیسائیت کا مدمقابل نہیں آنحضرت صلعم توحید لائے اور ذہن کو اس کمال تک پہنچا دیا کہ دنیا میں خدا کے بیٹے آنے بند ہو گئے۔

مسیح چھوڑ - وہ کونسا ملک و قوم تھی - جہاں اسلام سے پہلے خدا کے بیٹے بطن باکرہ سے پیدا نہ ہوتے ہوں - اور خدا کے اوتار نظر نہ آتے ہوں - اور ابن مریم تو سلسلہ ابناء اللہ کی آخری کڑی ہے - یہ تو خصوصیت آپ کا کمال ہے کہ انھوں نے اپنی تعلیم کے ذریعہ قلب انسانی کو اس قدر ارفع کر دیا - کہ اس اصول کو ہی تسلیم کرنے کے قابل نہ رہا - کہ خدا بھی عورت کے پیٹ سے نکلا کرتا ہے - اسلئے بشپ کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ عیسائیت ہی اپنی تعلیمات میں یکہ و تنہا ہے - کیونکہ اور مذاہب تو ان باتوں سے قریب قریب پاک ہو چکے ہیں - ہاں اس شرک و الحاد قدیمہ کی یادگار اگر کوئی ہے تو اس وقت صرف عیسائیت ہے - ہاں ایام قبل اسلام کو اگر دیکھ لیا جائے تو بشپ موصوف جتنے چاہے عیسائیت کے حریف دیکھ لے - ایک سے ایک ارفع اور افضل مذہب اس رنگ میں انہیں ہر طرف نظر آئیگا - یہاں میں صرف مذہب میترا کا ذکر کرتا ہوں یہ مذہب ایران میں مسیح سے چھ سو سال پہلے پیدا ہوا - اور ولادت مسیح سے ستر اسی برس پہلے سلطنت روما میں آ دخیل ہوا - آہستہ آہستہ یہ مذہب رومی سلطنت کے ہر حصے پر قابض ہو گیا - آج اس کے آثار - جیسٹر پارک نسائر وغیرہ مقامات پر پائے جاتے ہیں - جناب میترا کو ان کے متبعین منجی - شفیع انسان اور خدا میں واسطہ سمجھتے تھے - ان کی پیدائش بھی بطن باکرہ سے پہاڑ کی کھوہ میں ہی پچیس دسمبر کو واقع ہوئی - وہ بھی سیاحت میں ہی رہتے تھے - آپ کے شاگرد بھی بارہ تھے - آپ نے بھی خلق خدا کی نجات کے لئے جان دی - آپ قبر میں ڈالے گئے - اور آپ قبر سے زندہ نکلے جس پر بہت خوشی کی گئی - آپ کی یاد میں دو تیوہار منائے جاتے ہیں - ایک ۲۵ دسمبر کو اور ایک ایسٹر کو - آپ کو لوگ نجات دہندہ مانتے تھے - اور آپ کا نشان بھیڑا تھا - اور آپ کی یاد میں عشاء ربانی ہوا کرتی تھی +

اِن باتوں پر شاید عیسائی دوستوں کو تعجب آئے - کیونکہ یہ تو معنہ آلی انسان نہیں

یہ تو مسیحی فسانہ ہے۔ اور شاید ان باتوں کے قبول کرنے میں تامل بھی ہو۔ کیونکہ اس وقت مذہب مہترا کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ بات یہ ہے کہ یہ مذہب ظہور مسیحیت پر تو اس قدر طاقتور تھا۔ کہ عیسائیت کو کھا جاتا۔ لیکن ایام وسطے کے پوادر نے دو کام کیئے۔ ایک تو اس سارے کے سارے مذہب کی روایات کو اپنے مذہب میں داخل کر لیا۔ دوسری طرف ظلم و شمشیر کے ساتھ اس مذہب کے کل آثاروں کو سختی سے مٹا دیا۔ جیسے یہ پوادر اپنی تحریروں میں اس امر کو فخر کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں۔ سینٹ جیروم تو فرماتے ہیں۔ کہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو پھر مسیحی مذہب کا تو کہیں ٹھکانا نہ تھا۔ سینٹ جیروم اور شہید جسٹن اور ایسا ہی بعض اوائل ایام کے پوادر تو عیسوی اور مہترائی عقاید و تعلیم کی یکسانیت اور ہم رنگی پر اس قدر گھبرا گئے کہ آخر ان کے ذہن میں ایک ہی تشریح آئی۔ انھوں نے خیال کیا کہ ہو نہ ہو شیطان نے عیسائیت کی نقل اور بھروپ بھرنے کیلئے عیسائیت سے پہلے ہی اس مذہب کی تلقین کر دی ہو۔ بات تو سچ ہے یہ تو واقعی شیطانی القاء تھا۔ جسے مسیح سے پہلے بُت پرست اور شمس پرست دُنیا نے اپنا مذہب بنا لیا تھا۔ مسیح تو اس کو مٹانے آیا تھا۔ لیکن شیطان غالب آگیا۔ آئندوالی عیسائی نسلیں اس دھوکہ میں آگئیں۔ اور وہی القاء شیطانی دوسری تیسری صدی میں تعلیم مسیحی کا قائمقام ہو کر موجودہ کلیسی مذہب بنگیا۔ ان باتوں کی صحت سے بشپ موصوف انکار نہیں کر سکتے۔ اور مہربانی کر کے وہ ہمیں بتلائیں۔ کہ اُنکی عیسویت میں اور اس ایرانی مذہب مہترائی میں کیا فرق ہے۔ یا مصر کی تثلیث آئی سس میں اور ان کی مسیحیت میں یا بابل۔ نینوا۔ سیریا فرجیا۔ یونان وغیرہ کے کسی تثلیث پر شمس پرستی میں اور ان کے تعلیم کردہ

مذہب یہ تو ہو بہو ایک ہی ہیں *

رہا عیسویت کی تعلیم اخلاق و تمدن۔ میری نگاہ میں بشپ مذکور کی ذات ان ہلکی چالوں سے ارفع ہونی چاہیئے۔ جب سے مسیحی پادری ہماری نگاہوں میں گر چکے ہیں۔ بالفرض اگر موجودہ مغربی ممالک میں کوئی تہذیب و تمدن کی باتیں ہیں۔ تو انہیں اسلیئے ثمرات عیسویت قرار دینا کہ یہ اُن لوگوں میں ہے۔ جن کے باپ دادا کبھی عیسائی تھے یا ان میں سے اب برائے نام عیسائی ہیں۔ یہ ایک خوش فہمی ہے۔ ہاں اگر ان موجودہ باتوں میں ہی عیسائیت کو امتیاز دینا ہے۔ تو پھر جو کچھ مذموم امور اور بداخلاقیاں اس وقت مایہ مغرب ہو رہی ہیں۔ یہ بھی عیسائیت کے حصہ میں آنی چاہئیں۔ یہ پادریوں کا گروہ بھی عجیب معجون مرکب ہے۔ اور نہ معلوم اس زمانہ میں اس لفظ عیسائیت یا عیسائی کا مفہوم بھی کیا ہے۔ حق تو یہ ہے۔ کہ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آتی۔ کہ یہ لوگ کن معنوں میں لفظ عیسائیت کو استعمال کرتے ہیں۔ یہ تو ایک ایسا لچکدار لفظ ہو گیا ہے۔ کہ اس کے جو چاہو معنے اب کر لو۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ یہ لفظ ایک بے معنے لفظ ہو گیا ہے۔ ان پادریوں کی یہ عادت ہو رہی ہے۔ کہ جو بات انہیں بھلی اور اچھی نظر آئی اس کا نام عیسائیت رکھ دیا اگرچہ وہ بات کُل کی کُل انجیل میں نظر نہ آئے۔ مثال کے طور پر عورت کی حیثیت کو ہی عیسویت کے تحت میں دیکھ لو۔ جناب مسیح کی بعثت پر حیثیت نسوان کوئی قابل رشک نہ تھی۔ نہ تو اسرائیلی قانون اس کے لئے چنداں نرم تھا نہ اسرائیلی اخلاق عورت کو عمدہ زاویہ نگاہ سے دیکھتے تھے۔ وہ لوگ اس وقت عیش پرست تھے۔ اور وہ عورت ایک گھر کا کھلونا۔ اور یہ ایک قابل انتقال جائداد تھی۔ جسے جہاں چاہا

جیسے چاہا رکھ دیا۔ لیکن ساری کی ساری انجیل پڑھ لو۔ جنابِ مسیحؑ نے کیا صنفِ نسوان کے لئے کیا؟ ایک لفظ بھی تو آپ کے منہ سے حالتِ نسوان کے بہتر کرنے کے لئے نہ نکلا۔ انکی حالت تو ایسی نازک تھی۔ لیکن آپ کے مُنہ سے ایک لفظ بھی تو عورت کے حق میں نہ نکلا[۱] جس سے نسوانی حیثیت بہتر ہو جاتی۔ جناب مسیح کے بعد پولوسؑ[۲] جیسے حضرات پیدا ہوتے ہیں۔ جس سختی سے اور جس نا ملائمت کے ساتھ وہ عورت کا ذکر اپنی تحریر میں کرتے ہیں وہ ظاہر ہے۔ پولوس کے بعد دوسرے مُقدّس راہب آئے۔ اُنھوں نے عورت کو اسقدر ذلّت و حقارت سے دیکھا۔ کہ پناہ بخدا۔ وہ کونسا ذلیل سے ذلیل اور سُبک سے سُبک لفظ ہے۔ جو ان مُعلّمان عیسائیت نے صنفِ لطیف کے متعلق استعمال نہیں کیا۔ اور عیسائی دنیا میں یہ حالت چلتی رہی۔ جب تک کہ ہمارا زمانہ آگیا۔ اس وقت عورت نے اپنے دست و بازو سے اپنی حیثیت قائم کی۔ اور اس کا باعث بھی اسلام ہے۔ ایامِ حروبِ صلیبی میں عیسائی قومیں اسلام کے ساتھ

---

[۱] جناب مسیح کا ایک فاحشہ سے تیل ملوانا۔ یا ایک زانیہ کو قانونی سزا سے بچانا۔ یہ باتیں اس بحث سے تعلق نہیں رکھتیں۔ جو صاحب مضمون کے زیر قلم ہیں۔ مترجم

[۲] حضرت پولوس اگر صنفِ نسوانی کے خلاف ہیں تو اسکی ایک خاص وجہ ہے۔ آپ کا دل ایک جھودی ربی (معلم مذہب) کی لڑکی پر آگیا۔ اس وقت جھودی جناب مسیح کے سخت دشمن تھے۔ پولوس نے وہی ڈھنگ اختیار کیا۔ اور عیسائیوں کے درپے آزار ہو گیا۔ لیکن بدقسمتی سے نہایت بدشکل تھا۔ اس لئے اس لڑکی نے انکار کر دیا۔ پھر کیا تھا آپ نے اس حالت کو چھوڑ دیا۔ اور عیسائیوں سے آملے۔ اور عجب تھا۔ کہ وہ اپنے مواعظ میں عورت کے خلاف کہتے۔ یہاں آکر بھی آپ کی دال نہ گلی تو آپ نے رومی اور یونانی بُت پرستوں میں کار رسالت کو اختیار کیا۔ اور ان کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش میں کُل عیسائی مذہب کو رومی بُت پرستی میں جذب کر دیا + مترجم

متصادم ہوئیں۔ اسلامی اخلاق اور اسلامی رعایت نسوانی کو انہوں نے دیکھا۔ اور ان باتوں کو ہمراہ واپس عیسائی دنیا میں لائے۔ اسلامی تعلیمات سے عیسائی دنیا کو رنگین کر دیا۔ اور حق الامر تو یہ ہے کہ مجھے تو مسیحی تعلیم میں یا عیسائیت میں ایک بھی بات ایسی نظر نہیں آتی۔ جس سے صنف نسوانی کو کہیں فائدہ ہوا ہو۔ عیسائی تعلیم سے میری مراد وہ نہیں جو آج کے گرجوں اور عیسوی منابر سے تعلیم ہو رہا ہے۔ آج عیسائی نکتہ خیال معلمان اول سے بالکل جداگانہ ہے۔ بلکہ اس کے متضاد ہے۔ اور یہ ہو بھی نہیں سکتا ابتدائی معلمان عیسویت اور آجکل کے لوگوں کی علمیت میں کہیں کا کہیں فرق ہے کلمات مصنف کتاب نشوونمائے مسیحیت[1] نے کیا صحیح بات کہی ہے۔ کہ "جس بات کا نام فی زمانہ عیسائیت رکھا گیا ہے یہ معنے جو آجکل ایک انسان اپنا مذہب بنائے ہوئے ہے۔ اور جسمیں وہ اپنے لئے ذاتی طور پر شفا سمجھے ہوئے ہے۔ اس کا نام ابتدائی معلمان عیسائیت جہالت اور نادانی رکھتے"۔ ان وجوہ پر میں تو اسی امر کو تعلیم عیسویت قرار دوں گا۔ جو یا تو خود جناب مسیح نے تعلیم کی ہو۔ یا ان کے کسی قول و فعل سے معقول طریق پر مستنبط ہو سکے لیکن اگر کسی امر پر جناب مسیح خود تو خاموش رہے ہوں۔ اور آجکل کے عیسائی اصحاب اس معاملہ پر کچھ گفت و شنید کریں یا کوئی خاص رائے رکھتے ہوں۔ اسے ہم مسیحی تعلیم نہیں کہہ سکتے۔ مثلاً عیسائی دنیا میں ابتداء سے صنف نسوانی کے ساتھ سخت بیرحمی اور بدسلوکی کی گئی۔ لیکن پھر بھی کینن فیرر کچھ اور ہی راگ الاپتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب حیات مسیح میں کہتے ہیں۔ کہ عیسائیت نے اگر انسان کو شریف بنایا۔ عورت کی حیثیت بڑھائی اور بچے کو شان معصومیت عطا کی"۔ لیکن عیسائیت نے کب اور کہاں ایسی بات کی۔ ہاں فی زمانہ اگر کچھ ہے تو اس کو عیسائیت سے تعلق کیا۔ آجکل کی باتوں کا سرچشمہ تو

---

[1] Rise of Christianity.

کہیں اَور ہے۔ صاف بات ہے کہ جس مذہب کی یہ تعلیم ہو کہ ہر بچہ پیدائشی گناہگار ہے۔ وہ شیر خواروں کو معصومیت عطا نہیں کر سکتا۔ بلکہ انہیں صرف معصومیت سے مُعرّا ظاہر کرتا ہے۔ ایسے مُصنّفین کو کم از کم تاریخ تو بھولانی نہ چاہئے۔ وہ جو لکھتے یا بولتے ہیں اس پر انہیں پہلے غور کر لینا چاہئے۔ عیسائیوں کے اس عقیدے سے کہ ہر بچہ پیدائشی گناہگار ہے۔ اس سے نہ تو انسانیت کے حصہ میں شرافت آتی ہے نہ بچے تاجِ معصومیت سے مُزیّن ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ عقیدہ کہ قبل مسیح ہی گناہ سے پاک تھے۔ اس سے شانِ مادریت پر داغ لگتا ہے +

اسلام سے پہلے تو عورت ایک قسم کا برتن یا گھر کی زینت تھی جسے جس طرح چاہا استعمال کر لیا۔ کسی مذہب یا کسی تمدّن قبل اسلام نے عورت کی اس حیثیت کو تسلیم نہ کیا جو قُدرت نے پیدائشًا اُسے عطا کر رکھی تھی۔ وہ تو ایک مجسّمۂ بدی لیکن ایک لازم و ملزُوم بدی قرار دیجاتی تھی۔ اور سب سے بدترین سلوک اُس سے عیسائیت نے کیا۔ کتاب پیدائش کے قصۂ آدم شیطان کو عیسائیت نے اپنے لئے بُنیاد مذہب قرار دیا۔ اور اسلئے حیثیت نسوان کو خاک میں ملا دیا +

اس امر میں عیسائیت اور اسلام میں مشرق و مغرب کا بُعد ہے۔ اگر اسلام نے اُسے قعرِ ذلّت سے اُٹھا کر ایسے وقت مرد کے متساوی کر دیا جب اسکی ذلّت کی کوئی انتہا نہ تھی تو عیسائیت نے بالمقابل ایسے وقت اسکے متعلق سر منڈاتے ہی اولے پڑنے کا کام کیا۔ جب رومی تہذیب کے ماتحت عورت اپنی عیسائیت کو کسیقدر کم کرنے لگی تھی۔ یہ باتیں تاریخًا ثابت ہیں۔ لیکن جو کان ان عیسائی مصنفین کی باتیں سُننے کے مشتاق ہیں انہیں یہ باتیں حیران کر دینگی۔ لیکن اگر جناب مسیح خود اس مسئلہ نسوان پر خاموش ہیں۔ اور جو بھی آپ کے بعد آیا۔ اور جسے عیسائی دنیا نے معمارِ

کلیسہ سمجھا۔ اس نے عورت کی حیثیّت کو گھٹایا۔ اور اُسے بدترین الفاظ میں یاد کیا۔ اور یہ حالت چلتی رہی۔ حتّٰے کہ ہمارا زمانہ آگیا۔ جب عورت خود اپنے قوّت بازو سے اپنے آپ کو میدان مقابلہ میں لائے۔ ان حالات میں ہم کس طرح سمجھ لیں۔ کہ عورت کی حیثیّت کو عیسائیّت نے بڑھایا +

اسرائیلی قانون عورت کے خلاف ہے۔ حسب تعلیم توریت خدا کا حکم یہ ہے۔ کہ "اے عورت تیری خواہش خاوند کے پیچھے ہوگی۔ اور وہ تجھ پر حکمران ہوگا"۔ ان الفاظ نے عورت کو گھر کا ایک برتن یا اسباب بنا دیا۔ یہی اسکی حالت جناب مسیح کی بعثت پر بھی تھی۔ اور مسیح خود فرماتے ہیں۔ کہ "میں اسرائیلی قانون توڑنے نہیں آیا۔ بلکہ اسکی عزّت کرنے آیا ہوں"۔ اسکی زندگی میں یہ نظر آتا ہے۔ کہ جہاں کہیں اُنہیں اپنے خیال میں کوئی امر شریعت اسرائیلی کے مزیں نظر آئے آپ نے اُسے روکا۔ اور اسکی اصلاح کی فکر میں آپ لگ گئے اس حالت میں مسئلہ نسوان پر آپ کی خاموشی ظاہر کرتی ہے۔ کہ نسوانی بہتری کا خیال تک بھی آپ کو نہ آیا۔ اگرچہ اُس زمانہ کی عیش پرستی نے عورت کو تباہ کر رکھا تھا +

خدا کا مخلوق کے گُناہ میں عذاب پانا تو قدیمی کفر و الحاد کے ماتحت ایک پُرانی کہانی تھی۔ جس نے کلیسیہ میں مصلوب مُنجّی کا عقیدہ پیدا کر دیا۔ اور اس پر جناب مسیح کے واقعہ صلیب نے اور رنگ چڑھا دیا۔ لیکن قصہ آدم و شیطان نے اس بد مذہبی کی روایات کو حقیقت کر دکھایا۔ یعنے آدم نے شیطان سے دھوکہ کھا کر گناہ کیا اور گناہ ورثہ میں آیا۔ اور اس گناہ کی پاداش میں خداوند مصلوب ہوُا۔ گویا ہبوط آدم ہی کُل عیسائی عقائد کی بُنیاد ہے۔ حالانکہ ان باتوں کا جناب مسیح کو علم تک بھی نہ تھا۔ بہر حال اس قصہ آدم نے پولوسی ادبیات کے مصنفین کو اچھا موقعہ دیدیا۔ اور انھوں نے کفارہ مسیح

---

*نوٹ۔ یہ امر اس وقت قریب قریب تسلیم ہو چکا ہے۔ کہ جو تحریریں پولوس کے نام پر انجیل میں ہیں یہ اوروں نے لکھیں + مترجم

کی داستان کو خوب چمکایا۔ یہاں تک تو کام چل نکلا لیکن اس سارے تار و پود نے حیثیت نسواں کو تباہ کر دیا۔ کیونکہ حسب تعلیم توریت عورت ہی اس گناہ کا موجب ہوئی۔ عورت نے ہی آدم کو پھسلایا۔ عورت کے ذریعہ ہی انسان پر لعنت و ہلاکت کا دروازہ کھلا۔ اور اس پر کلیسیہ عقیمہ نے یہ فتویٰ سنایا۔ کہ مرد نے دھوکہ نہیں کھایا۔ بلکہ عورت نے دھوکہ کیا۔ اور وہی پہلی گناہگار تھی۔ ان حالات میں عورت کے متعلق ان لوگوں کی رائے کسی طرح بھی اچھی نہ ہو سکتی تھی۔ جو ان باتوں کو خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ اور اگر قدماکے پوادر نے عورت پر بیرحمانہ سختی کی۔ اور یہی لوگ بانی مستمرات کلیسہ تھے۔ اور انہوں نے پولوس کے نقش قدم پر سب کچھ کیا۔ تو یہ سب حق بجانب تھے۔ اور سچ پوچھو تو جو کچھ ان مستمران کلیسہ نے عورت کے متعلق کہا۔ یہ عقائد کلیسیہ کا لازمی نتیجہ تھا۔ حضرت ٹرتولین۔ جو ایک مُقدّس اور قابل سند راہب ہیں تیسری صدی میں عورت کو بالفاظ ذیل مخاطب کرتے ہیں :-

اے عورتو! تم جانتی ہو۔ کہ تم میں سے ہر ایک حوّا کی نشانی ہے اور آج بھی خدا کا فتویٰ تم پر دائر و سائر ہے۔ اس لئے جس گناہ کی پاداش میں تم پر یہ فتوےٰ ہے وہ آج بھی تم میں ہے۔ تم ہی شیطان کا دروازہ ہو۔ تم نے ہی ممنوع درخت کو پہلے چکھا۔ تم نے ہی شریعت الٰہی کو پہلے چھوڑا۔ تم نے ہی خدا کی تصویر (انسان) کو پہلے تباہ کیا" +

آجکل کے عیسائی مستعذرین یہ باتیں سُن کر کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ تو ایام وسطےٰ کی جہالت اور ظلم پسند طبیعت کے انداز ہیں لیکن جو کچھ ان قدیمی پوادر نے کہا۔ وہ عقاید کلیسیہ کے رُو سے بے بنیاد تو نہ تھا۔ اگر گناہ انسان کے ورثہ میں آچکا ہے۔ جیسے کہ عیسائی خیال کرتے ہیں اور اسی سے ابدی ہلاکت انسان کے حصّہ میں آئی۔ تو یہ سب کچھ حسب فیصلہ کتاب پیدائش عورت کی طفیل ہوا۔ اس نے تمام تکالیف انسانی کا دروازہ

؎ حسب کتاب پیدائش دردزہ کا عذاب عورت کو گناہ کی پاداش میں ملا۔ وہ آج بھی ہے۔ اس کے جرم کا بقیہ بھی آج تک ہے + مترجم

کھولا ۔ وہی پھر "آلہ شیطان" ہے وہی "وہ بچھو" ہے جو آٹھوں پہر کاٹنے کو تیار ہے وہی "زہریلا سانپ" اور "کینہ شیطان" ہے ۔ یہ چند خطابات ہیں جن سے حضرات پوادرس نے عورت کو ملقب کیا ہے ۔ یعنے سینٹ برنارڈ سینٹ انٹونی ۔ سینٹ جیروم ۔ سینٹ سائپرن ۔ سینٹ پال ۔ ان سب پوادرس نے پولوس کے قدم پر قدم رکھا ۔ اور اس کو جو فرقۂ اناث سے اتنی کاوش تھی وہی غالباً اس امر کا موجب تھی ۔ آپ کا دل ایک جھودی عالم کی لڑکی پر آگیا ۔ اس نے پولوس کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کردیا بہرحال آج کوئی معلم عیسائیت جو چاہے کہے ۔ اگر تو مروجہ مسیحیت کی بیخ و بنیاد "مسئلہ فطری گناہ" ہے اور کفارہ و الوہیت مسیح اسکے فروع ہیں تو پھر جو کچھ ان پوادرس نے صنف لطیف کے متعلق کہا بالکل بجا کہا آجکل کا تمدن و تہذیب ان باتوں کو پسند نہ کرے لیکن عورت کی حیثیت مذہباً عیسائی دنیا میں تو یہی قائم ہوسکتی ہے ۔ جب اس "مسئلہ ارث گناہ" کا قلع قمع کیا جاوے ۔ اور اس امر میں کیا حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی اس فرقہ اناث کے حقیقی خیرخواہ نہیں کہ آپ نے فرمادیا کہ جو کچھ دنیا میں آتا ہے وہ معصوم آتا ہے ۔ اور اگر شیطان کے اغوا میں آئے تو مرد اور عورت دونوں آئے ۔ یہ نہیں کہ عورت نے مرد کو پھسلایا ۔ جو کچھ کیا دونوں نے یکساں کیا ۔ اور دونوں محرک بدی کے قابو میں آئے ۔ عین اس وقت جب مسیحی کلیسیہ اس بیرحمانہ سلوک کے ماتحت صنف لطیف کو لا رہا تھا ۔ اور یہی حالت قریب ہر جگہ دنیا میں تھی ۔ حضرت ختمیت مآب آئے ۔ اور اس نے عاجز عورت کو اس مصیبت سے رہا کیا ۔ آپ نے عورت کو اس مقام رفعت پر پہنچایا جو آپ سے پہلے اس کے وہم و خیال میں بھی نہ تھا ۔ عورت اس مقام پر آگئی ۔ کہ اس سے بلند تر کوئی مقام اس کے لئے نہیں ۔

عورت کے لئے یہ بشارت لایا "تم اور تمہاری بیبیاں دونوں بہشت میں داخل ہو۔"

پھر کہا - جو صاحب ایمان و عمل صالح ہو خواہ وہ مرد یا عورت وہ سب بہشت میں جائیں گے - جس وقت دنیا اس شبہ میں تھی کہ آیا عورت بھی صاحب روحانیت ہو سکتی ہے یا نہیں - اس وقت قرآن نے فرمایا یہ تو محض جہالت اور کورانہ باتیں ہیں - جب دشمنان اسلام یہ منہ سے نکال دیا کرتے ہیں - کہ اسلام تسلیم نہیں کرتا - کہ عورت میں بھی روح ہے - اس جہالت کے جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں - جب قرآن نے صاف الفاظ میں فرما دیا - کہ عورت اور مرد (من نفس واحدۃ) ایک ہی جوہر سے پیدا ہوئے ہیں - تو پھر اگر مرد میں روح ہے تو عورت میں بھی بالضرور روح ہے +

عیسائی موحدین کے غور طلب ایک بات

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ (انگلستان))

آج شرک کا خاتمہ اور توحید کا ڈنکا چاروں طرف بج رہا ہے - خود اہل تثلیث اور بت پرست اپنے شرک کی طرح طرح کی تاویلیں اور تشریحیں کرتے نظر آتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ در اصل ہم تو اہل توحید ہیں - لیکن اس بات کا سہرا نعمت مآب کے سر پر نہیں تو اور کس پر - کیا ہمارے موحد عیسائی احباب اس نکتہ نگاہ سے اس امر پر غور کرینگے - کیا جس عقیدہ پر آج انہیں ناز ہے - وہ آنحضرت صلعم کی ذات کے سوا اُن تک محفوظ پہنچ سکتا تھا - اگر وہ خدا کے سوا کسی اور کے پرستار نہیں - اور صرف ایک ذات واحد کے پرستار ہیں - اور یہ ظاہر ہے کہ جناب مسیح جس پیغام کو لے کر آئے - ہمیں

آپ کامیاب نہ ہوئے۔ اب اگر مسیح کی حلقہ بگوشی صرف اُن کی حیثیت پیمبری کے لئے ہے۔ اور نہ اسلئے کہ وہ مسیحی گھر میں پیدا ہوئے۔ تو پھر کیوں وہ محمد عربی کی حلقہ بگوشی اختیار نہیں کرتے۔ جس صورت میں کہ آپ نے فرائض پیمبری کے ادا کرنے میں سب سے بہتر خدمت ادا فرمائی۔ مسیح آخر پیغمبر ہی تھے۔ اُن سے پہلے بھی پیغمبر آچکے تھے۔ انہیں سے بعض کو اِن موحدین نے قبول کرلیا۔ اب اگر آنحضرت صلعم بھی اس کام پر مامور ہوکر آگئے۔ اور اپنے ادائے منصب میں سب سے بڑھ گئے۔ تو پھر اُن کی نبوت سے کیوں اِنکار ہو۔ میں موحدین کو چھوڑکر کل دُنیا ء مذہب کو باآواز بلند کہتا ہوں۔ کہ اگر اہل دنیا کسی نبی کی نبوت اور کسی کتاب کا الہامی ہونا مانتے ہیں۔ تو پھر آنحضرتؐ کی نبوّت اور قرآن کے الہامی ہونے پر ایمان لانا واجبات سے ہے +

خدا تعالیٰ نے اپنی منشاء دنیا پر مختلف انبیاء کے ذریعہ ظاہر کی۔ پھر اگر اس کی منشاء کے صحیح اظہار کو انسانی دستبرد نے مخدوش کردیا تو لازماً وہ کوئی اور انسان انتخاب کرکے اپنی منشاء ازلی کو انسان پر ظاہر کرے گا۔ یہ امر ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے ظہور پر کُل کتب الٰہیہ محرف ومبدل ہوچکی تھیں۔ اُن کی اس وقت وہی حالت تھی جو آج ہے آنحضرت صلعم کے سوا کسی نے بھی دعوت نبوّت اس وقت سے آج تک نہیں کیا۔ اب اگر یہ صحیح ہے۔ تو غیر مسلم کتابی دنیا پر دو حال وارد ہوجاتے ہیں یا تو وہ آنحضرت صلعم کی نبوت کو قبول کرلیں۔ یا وہ تسلیم کریں کہ آنحضرت صلعم سے پہلے کے نبی بھی قابل تسلیم نہیں۔ اگر تو انکے ذریعہ خدا کا کلام نازل ہوا ہوتا تو پھر خدا تعالیٰ اس کلام کی حفاظت کرتا۔ قرآن نے اس موقع پر کیا صحیح منطق استعمال فرمائی ہے۔

وما ننسخ من ایت او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا (جب ہم کسی اپنی آیت کو محو یا باطل کردیتے ہیں تو اس جیسی یا اُس سے بہتر اور آیت پیدا کردیتے ہیں)

چاروں طرف کائنات میں یہی رنگ نظر آتا ہے۔ جب وقت کوئی چیز کم ہو گئی معدوم ہو گئی۔ یا استعمال کے قابل نہ رہی۔ فوراً اس کے قائمقام نئی چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر جسمانیات میں یہ قانون دائر و سائر ہے۔ تو کیوں روحانیات میں یہ بات نہ ہو۔ خدا کا کلام رُوح کی غذا ہے۔ اب اگر انسانی دستبُرد اس روحانی غذا کو بمصرف اور باطل کر دے تو کیوں از سر نو رُوحانی غذا اس کے قائمقام نہ آئے۔ جب کُل کی کُل پہلی کتابیں ضائع ہو گئیں محرف مُبدّل ہو گئیں یا اس قابل نہ رہیں۔ کہ انسان ان کی مالہ یا ماعلیہ سے واقف ہو سکے۔ جیسے کہ چینی۔ بُدھ مت۔ ہندوؤں۔ عیسائیوں کی کتابوں کا حال ہُوا۔ آج اس دنیا میں بہت تھوڑے عیسائی ہیں جو امانت دیانت کے ساتھ انجیل توریت کی صحت پر ایمان لائیں۔ آج مغربی دنیا نے اس پر ناطق فیصلہ دیدیا ہے۔ کہ انجیل توریت میں بہت حد تک انسانی ہاتھ ہے۔ ابھی چند سال ہوئے کہ کنٹربری میں کثرت سے پادریوں نے یہ حلف لینے سے انکار کر دیا۔ کہ جو کچھ بائبل میں ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔ چنانچہ برٹش کلیسیہ کو آخر حلف کے الفاظ بدلنے پڑے +

اب اگر کتب آلہیہ کا یہ نقشہ تھا۔ اور خدا کی منشاء انسان پر ظاہر ہونے سے مخدوش ہو چکی تھی۔ تو کیا ممکن تھا۔ کہ خداوند خاموش رہتا۔ یہ تو بات غلط ہے۔ وہ خاموش نہیں رہا۔ اور اس نے اپنی ازلی اور ابدی کلام کو پھر اپنی اصلی شکل و صُورت میں بذریعہ قرآن دنیا پر ظاہر کیا +

ختم رسالت

آخر نبوّت کی غرض و غایت کیا ہے؟ اس سوال کا جواب اس مسئلہ کو حل کر دیتا ہے۔ نبی کوئی اسلئے تو آتے نہیں۔ کہ لوگ انہیں بڑا جانیں۔ وہ تو خلق اللہ کی ہدایت کیلئے ایک پیغام لاتے ہیں۔ جس پیغام پر وہ سب سے پہلے

خود عامل ہوتے ہیں۔ اور اپنے عمل سے خدا کے اوامر کو مبرہن کر دیتے ہیں وہ خود اول المسلمین ہوتے ہیں۔ خدا کا کلام اور نبی کا عمل گویا ایک جادہ ہدایت دنیا کے لئے قائم کرتا ہے۔ اب اگر یہ دونو باتیں دنیا میں قائم ہو جائیں۔ اور خدا کا کلام اور نبی کا عمل دنیا تک اپنی صحیح شکل و صورت میں پہنچ جائے۔ تو پھر کسی جدید نبوت اور جدید الہام کی کہاں ضرورت رہتی ہے۔ لیکن جب آنحضرت صلعم تشریف لائے اس وقت تو یہ دونو باتیں دنیا کے کسی حصہ میں موجود نہ تھیں۔ خدا کا کلام بگڑ چکا تھا۔ اور انبیاء کے حالات فسانے کے رنگ میں رنگین ہو چکے تھے۔ اور آج بھی ان سب کا وہی حال ہے۔ اگر اسمیں کسی امر سے استثنا ہے تو سرور عالم کی ذات پاک سے ہے۔ ایکطرف قرآن محفوظ ہے۔ ایکطرف آپ کا اسوۂ حسنہ موجود ہے۔ اسلئے جہاں قرآن خاتم الکتب ہے وہاں آپ ختم الرسل ہیں۔ یہ کوئی نبی کی ذات تو نہیں کہ جس نے مُہر ختمیت لگائی تھی۔ یہ تو ختمیت شریعت ہے۔ جس نے آپ کو خاتم النبیین بنا دیا۔ ایکطرف قرآن کریم منشاء ربی کا صاف و مصفّا آئینہ ہو رہا ہے۔ اور انسانی ضرورت کی کوئی بات ایسی نہیں جو اسمیں نہ ہو۔ دوسریطرف آپ کی ذات پاک۔ پھر نبوت جدید ایک بیہودہ اور بے مصرف فعل نہیں تو اور کیا ہے +

مذہب کی آخری غرض و غایت اسیقدر ہے کہ جدید بہیمیت اور حدود ربانی میں ایک راستہ قائم کر دے جس کے ذریعہ انسان بہیمیت سے نکلکر ربانی خط و خال اختیار کرے۔ اب اگر یہ امر صحیح ہے تو پھر ختم نبوت کا سمجھ لینا کوئی مشکل امر نہیں۔ ایک مقام تک پہنچنے کے بہت سے راستے ہوتے ہیں۔ کوئی لمبا۔ کوئی ٹیڑھا۔ کوئی پیچدار۔ لیکن ان سب راہوں میں ایک راہ مختصر سے مختصر ہوتا ہے۔ وہی سیدھا راہ ہوتا ہے۔ دو لفظوں میں

ہی خط چھوٹا ہوتا ہے جو خط مستقیم ہوتا ہے۔ ایسے مذہب کا نام بھی قرآن نے صراط مستقیم رکھا ہے۔ اب اگر یہ امر سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کہ خدا تک پہنچنے کا بھی کوئی مستقیم یعنے چھوٹے سے چھوٹا راہ پیدا ہوسکتا ہے تو پھر ختم نبوت کا مسئلہ قابل پذیرائی ہے۔ اب یہ کُل کی کُل بحث اس ایک بات پر آ رہی ہے۔ کہ اگر دُنیا میں کسیوقت وہ صراط مستقیم آچکا ہے تو پھر تو اور کوئی نیا صراط آ نہیں سکتا۔ کیونکہ مستقیم تو ایک ہی راستہ ہے۔ ان حالات میں ہم آنحضرت صلعم کو خاتم المرسلین کہتے ہیں۔ صدیاں تو آپ پر گذر گئیں لیکن جو آپ فرما گئے۔ وہ آج بھی شمع ہدایت ہو رہا ہے۔ گویا صدیوں پہلے کی ضرورت آپ پر روشن تھی۔ آپ ہر وقت اور ہر ضرورت کے نبی ہیں۔ آج آنحضرت صلعم کی باتیں قبول ہوتی جاتی ہیں۔ اس وقت ہم کو ڈاکٹر اینی بسنت۔ نجم شرقیہ کے ظہور کی خوشخبری دینے یہاں آئی ہیں۔ اس امر کی بھی ہم پرواہ نہیں کرتے۔ کہ مشرق کے نبی کبھی کسی کی زیر ولایت و حفاظت۔ تربیت و تعلیم میں پیدا نہیں ہُوا کرتے۔ نہ وہ ظہور سے پہلے ہی مقرر ہوکر تعلیم پایا نہیں کرتے۔ ہم صرف ڈاکٹر موصوفہ سے اسیقدر مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ پہلے وہ ان ضروریات کو بتلائے کہ جس کا علاج قرآن نہیں کرسکتا۔ اور پھر ہم ان کے نبی کو قابل توجہ سمجھیں گے +

خواجہ کمال الدین

مکالماتِ ملیہ

یعنی وہ گفتگوئیں اور بحثیں جو انگلستان۔ فرانس اور دیگر مقامات پر مختلف لوگوں پادریوں اور عیسائی مذہب کے بڑے بڑے علماء سے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام نے کیں۔ اسمیں جمع کی گئی ہیں۔ کتاب قابل دید ہے + قیمت ۱۳ار مجلد عہ

مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

برادرانِ اسلام کی خدمت میں میرا پیغام

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

میرے پیغام سال نو کو اکثر احباب نے پسند کیا۔ مجھے بعض نے لکھا کہ میں اس سلسلہ میں اور کچھ بھی لکھوں۔ اس مطالبہ پر مذکورہ بالا آیت میرے سامنے آگئی۔ آنحضرتؐ کا یوں تو ہر فعل بغرض اتباع موجب برکات ہے خود خداوند کا وعدہ ہے۔ البتہ ہمارے موجودہ حالات آپؐ کی مکی زندگی کے زیادہ مشابہ ہیں۔ اگر آپؐ کی مدنی زندگی ایک فتح و نصرت کی زندگی تھی۔ تو آپؐ کی مکی زندگی مصائب شدائد۔ ابتلا و امتحان کے ایام تھے یہی آج ہماری حالت ہے۔ ان مصائب وشدائد سے نجات کا راستہ وہ پولیٹیکل چالیں نہیں جنمیں ہندو بھائی اور ان کے مقابل بعض مسلمان بھائی پڑے ہوئے ہیں۔ اسمیں اگر کوئی چیز کام آویگی تو وہ اخلاق فاضلہ۔ استقامت اور استقلال ہے۔ ہماری کامیابی کا راز اتفاق۔ اتحاد اور صبر وتحمل کے ساتھ میدان عمل میں مردانہ قدم مارنے سے وابستہ ہے۔ اگر ہم میں اپنے خدا۔ اپنے رسول اپنے ابناء ملت اور پھر خود اپنے نفس کے لئے خلوص و صداقت ہے تو پھر ہم بھی اس کامیابی کو پا سکتے ہیں۔ جو آنحضرت صلعم کے حصہ میں آئی۔ اسلئے میں یہ پسند کرتا ہوں۔ کہ اپنے احباب کے سامنے آنحضرت صلعم کی مکی زندگی رکھ دوں۔ کہ آپؐ کو کن مشکلات کا سامنا تھا۔ اور آپؐ نے کس قدر استقامت وصبر سے کام لیا۔ اگر مسلمان اس اُسوۂ حسنہ کو سامنے رکھیں گے تو کامیاب ہوجائیں گے۔ ورنہ ہمنے اپنی شامت اعمال سے وہ اسباب پیدا کرلئے ہیں۔ کہ جن سے ہم صفحہ دنیا سے مٹ جائیں۔ آخر بہت سی قوم اُٹھیں اور

بڑھیں۔ اور آج اُن کا نام ونشان بھی نہیں۔ ذیل کے الفاظ میں نے اپنی جدید تصنیف آئی۔ ڈیل پرافٹ میں لکھے ہیں +

یاد رکھو جیسطرح معدنی طلائی کٹ کر مختلف بھٹوں میں پڑ کر قیمتی سونا بن جاتے ہیں۔ اسیطرح مصائب وشدائد بھی انسان میں اخلاق فاضلہ پیدا کرنے کے لیے لاحق حال ہو جاتے ہیں۔ ابتلا و امتحانات ہی انسان کے مضمر جوہروں کو روشن کر دیتے ہیں۔ اسمیں خشک نہیں کہ ان حالات میں یا تو انسان ہمیشہ کے لئے نسیاً منسیا ہو گیا۔ یا آفتاب و ماہتاب ہو کر مطلع ہستی پر آیندہ کے لئے آ چمکا۔ اسلئے اگر ہمیں بھی نصرت و فتح کا خیال ہے۔ تو پھر ہمیں بھی اس زندگی کیلئے طیار ہو جانا چاہیئے +

غار حرا میں جب وحی اول آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی۔ تو آپ کانپ اُٹھے۔ اور اس حالت میں آپ گھر کو گئے۔ اور اُم المومنین سے کہا کہ وہ انہیں کوئی چیز اوڑھنے کو دیں۔ خدیجۃُ الکبرےٰ نے اس کپکپی کی وجہ دریافت کی۔ جب آپ کچھ سنبھلے تو آپ نے فرمایا۔ کہ اے خدیجہ وہی جس کے متعلق یہ خیال نہ ہو سکتا تھا۔ یا تو وہ کاہن بننے کو ہے یا کسی کا اس پر سایہ ہے۔ اُم المومنین نے جواب دیا۔ اے ابوالقاسم۔ ایسا ہو نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ سے یہ نہ کریگا۔ کیونکہ آپ صادق القول ہیں آپ نے بدی کا عوضہ بدی نہیں کیا۔ آپ وعدہ کے سچے ہیں۔ آپ کی زندگی مقدس ہے۔ آپ میں صلہ رحمی ہے۔ آپ دوستوں کے شفیق ہیں۔ نہ آپ یاوہ گو ہیں۔ آخر آپ سے کیا واقعہ ہوا ہے؟ کیا آپ نے کوئی خطرناک بات دیکھی ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہاں اور پھر آپ نے سب واقعہ بیان کر دیا۔ اس پر خدیجۃ الکبرےٰ نے کہا۔ "مژدہ ہو آپ کو۔ آپ خوش ہوں وہی خدا میرا شاہد ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے خدا تعالیٰ آپ کو خلعت نبوت عطا کریگا" +

آنحضرت صلعم کا اس حالت میں گر جانا۔ اور آپ کی بی بی کا جواب یہ باتیں کتنا ایک نہایت ہی معنی خیز واقعہ ہے۔ اگر آپ مفتری ہوتے تو

کیا آپؐ ایسی حالت میں گھر پہنچتے۔ جو آپؐ نے غار حرا میں دیکھا۔ اگر معاذ اللہ یہ افترا تھی۔ تو پھر یہ گھبراہٹ اور کپکپاہٹ کیوں اور کس طرح پیدا ہوسکتی ہے۔ کپکپاہٹ تو افترا کا نتیجہ نہیں ہوسکتی۔ اگر آپؐ مفتری تھے تو پھر آپؐ اپنے گھر اِس افترا کردہ پیغام کو لے کر کسی اور رنگ اور شان سے جاتے۔ اور پھر اگر آپؐ صادق نہ ہوتے۔ اور آپؐ کی گذشتہ زندگی آپؐ کی صداقت پر شاہد نہ ہوتی۔ تو پھر خدیجۃُ الکبریٰ کا جواب بھی یہ نہ ہوتا۔ یہ آپؐ کی سابقہ زندگی تھی۔ کہ جسے دیکھ کر اور یہ بات سُنکر آپؐ کی بی بی کو آپؐ کی نبوت پر یقین آگیا۔ یاد رکھو! اور خوب یاد رکھو۔ کہ ہمارے اقربا اور ہمارے اعزہ ہمارے حالات پر بہترین محاکمہ کرسکتے ہیں۔ مسیح تو اپنے عزیزوں میں اپنے متعلق کوئی اچھی رائے نہ پیدا کرسکا۔ خود اسکی ماں کا ایمان اس پر نہ تھا جیسے کہ انجیل سے نظر آتا ہے۔ اور اُن کے بھائی تو اُنہیں مجنُوط الحواس سمجھتے تھے۔ اور اسی فکر میں تھے کہ انہیں پکڑ کر کسی محفوظ جگہ میں رکھیں جیسے کہ یوحنا ۵ اور مرقس ۳ میں نظر آتا ہے۔ بالمقابل حضرت آپؐ نے اپنے دعوے کو سب سے پہلے اپنے اعزہ اور اقربا کے سامنے پیش کیا۔ اپنی بی بی۔ اپنی عمزاد۔ اپنے عزیز سے عزیز اور قریب سے قریب دوستوں کو سب سے پہلے تبلیغ کی۔ اور یہ وہ تھے جو آپؐ کو اچھی طرح جانتے تھے جو آپؐ کے ساتھ رہ چکے تھے۔ جو آپؐ کے اخلاق سے ہر طرح واقف تھے۔ اگر آپؐ کی چالیس سالہ زندگی میں انہوں نے کہیں اور کبھی آپ میں دنیاداری۔ ریاکاری۔ بدعہدی۔ یا کذب کا شائبہ بھی دیکھا ہوتا تو وہ آپؐ کے اس بیان کردہ الہام پر کس طرح ایمان لاتے۔ ان کا آپؐ کے اعلان نبوت پر ایمان لے آنا ہی اس امر کی شہادت ہے۔ کہ آپؐ افترا سے ارفع تھے۔ اور آپؐ اعلےٰ درجہ کے اخلاق والے تھے۔ یہ مانا کہ ابوطالب کی شان نے اجازت نہ دی۔ کہ اسلام قبول کرے۔ لیکن جب انکے بچے (جناب علیؓ)

نے انہیں اپنے قبول اسلام کی اطلاع دی۔ تو ابو طالب نے کہا "بہت اچھا میرے بیٹے۔ محمدؐ کبھی تمہیں کسی ایسے امر کی طرف نہ بلائے گا جو اچھا نہ ہو تم میری طرف سے آزاد ہو۔ جو چاہو اس امر میں کرو۔
جب آنحضرت صلعم نے اعلانِ نبوت کیا تو اہلِ مکہ واقعی حیران ہو گئے آپؐ کے حالات سے وہ اچھی طرح واقف تھے وہ جانتے تھے کہ آپؐ ہمیشہ سے امین اور صادق القول ہیں۔ کذب و افترا آپؐ کو چھو تک نہیں گیا۔ اس لئے یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ آپؐ نے اس دعوئے نبوت میں افترا کیا ہو۔ اسلئے اُن کا یہی خیال ہوا کہ ضرور آپؐ کے حواس میں کچھ خلل آ گیا ہے۔ عرب کے وہ ایام کمال شاعری کے ایام تھے۔ اسلئے بعض نے اُسے شاعرانہ مبالغہ قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے بار بار اس امر کا ذکر کیا ہے۔ کہ آپؐ نہ تو شاعر ہیں نہ مجنون ہیں نہ آپؐ پر کسی کا سایہ ہے۔ باوجود ان سب باتوں کے کبھی کسی نے آپؐ کو کذاب یا مفتری نہیں کہا۔ ایکدفعہ چند عمائد قریش کسی جگہ آپس میں کچھ گفتگو کر رہے تھے تو سلسلہ کلام ختمیت مآبؐ کی طرف ہو گیا انہیں نذیر بن حارث بھی تھا۔ اور وہ دنیوی معاملات میں اپنے وقت کا صاحب تجربہ سمجھا جاتا تھا۔ اس نے کہا۔ اے اہل قریش تم نے آج تک اس مصیبت سے نکلنے کی کوئی بھی تجویز نہیں سوچی جو اسوقت تمہارے سامنے ہے لیکن ایک بات سمجھ لو۔ بچپن سے آج تک محمدؐ تمہاری آنکھوں تلے بڑھا اور بڑا ہوا۔ تم سب کو اچھی طرح علم ہے کہ وہ اپنی صداقت۔ راستگوئی۔ امانت میں تم سب پر فائق ہے اور تم سب سے بڑھ کر دلفریب ہے۔ اب اس کے بال سفید ہونے کو آ گئے اور آج وہ اپنی باتیں اور اپنا دعوے تمہارے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور تم میں یہ ڈھٹائی ہے۔ کہ تم اُسے بالمقابل ساحر۔ مجنون۔ شاعر اور کاہن کہتے ہو

بخدا - میں نے محمدؐ کی باتیں سُنی ہیں - نہ تو وہ ساحر ہے نہ شاعر نہ دیوانہ نہ کاہن - مجھے تو ایسا نظر آتا ہے - کہ تم پر عنقریب کوئی بلا نازل ہونیوالی ہے - ابُوجہل آپ کا چچا بھی ہے - اور آپؐ کا جانی دشمن اور اور وہ یہ بھی کہتا ہے - محمدؐ! میں یہ تو نہیں کہتا کہ تو کاذب ہے - لیکن جو تُو کہتا ہے وہ دُرست نہیں - اور میں اُسے جھُوٹ سمجھتا ہوں +

ختمیت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مکّی زندگی اور اس میں ہمارے لئے سبق

ماخوذ از اسلامک ریویو ماہ فروری ۱۹۲۶ء

بعثت سے تین سال تک تو آپؐ اپنے قبیلہ میں توحید کی تبلیغ کرنے اور اُن کو بُت پرستی چھوڑنے کی رغبت دلانے میں مصروف ہوئے لیکن ایکطرف تو شرک اُن کے رگ و ریشہ میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا پڑا تھا - دوسرا اس اصنام پرستی سے آپؐ کے قبیلہ کے ذاتی مفاد وابستہ تھے - اُن کی عزت وجاہت کی بناء مکّہ کا گھر اور اسکی بُتوں کی پُوجا تھی کیونکہ وہی اس کے مُتولّی تھے - اسلئے طبعاً خطرناک مخالفت کا گھر بھی آپؐ کا گھرانہ تھا - یہ تین سال کیا تھے - حیات وموت کے نظارے تھے - اور اس عرصہ میں چند ہی نفوس آپؐ کے ہمراہ ہوئے لیکن آپؐ کا دل نہ ہارا - آپؐ خاموشی اور آہستگی سے کارِ تبلیغ میں مصروف ہوئے - کوئی مجنون کوئی آسیب زدہ آپؐ کو کہتا - لیکن ان ایام میں کوئی آپؐ کے راہ میں نہ آیا - کہ اتنے میں وُحیِ الٰہی نے آواز دی یاایھا المدثر ۝ قم فانذر ۝ وربک فکبر ۝ وثیابک فطھر ۝ والرجز فاھجر ۝
اے کپڑے پہنے ہوئے (اے مستور) اُٹھ اور (اپنی قوم کو) ڈرا (وہ تو بتوں کے

آگے جھکے ہوئے ہیں) تو اپنے رب کا نام بلند کر (ان کا لباس زندگی ناپاک ہے) تو ان) اپنے کپڑوں کو پاک کر (اور جس پلیدی میں وہ پڑے ہوئے ہیں اسی) پلیدی سے انہیں الگ کر +

اس حکم ربی کے آنے پر ختمیت مآبؐ نے کمر باندھ لی۔ اور اپنی قوم کو کھلے طور پر پیغام انذار کا ارادہ فرمایا۔ آپؐ صفا کی پہاڑی پر چڑھ گئے اور قبائل کو بلا کر ان سے بدیں الفاظ گویا ہوئے " اگر میں تم کو یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک جمغفیر لشکر غنیم حملہ کرنے کیلئے جمع ہے تو کیا تم میرا کہنا قبول کرو گے۔ سب نے بیک زبان کہا۔ کہ ہاں بالضرور۔ کیونکہ ہمارے علم و یقین میں آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں کہا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم خدا کی نگاہ میں سیہ کار ہو۔ تم اُن بُتوں کو پوجتے ہو جو تمہارے ہاتھوں نے بنا رکھے ہیں۔ یاد رکھو تمہارا وہی حشر مقدر ہے۔ جو اُن قوموں کا ہوا جنہوں نے ایام سابق میں انبیا کی آواز پر کان نہ دھرا۔ اس پر سامعین نے کیا توجہ کرنی تھی۔ آپؐ پر آوازے کسے گئے۔ اور آپؐ مذاق اور ٹھٹھہ کا ہدف بنے۔ قریش سے مایوس ہو کر آپؐ نے غیروں کی طرف رُخ کیا۔ جو بغرض زیارت و تجارت مکہ کو آتا آپؐ اُس کے پاس جاتے۔ اور پیغام حق پہنچاتے۔ لیکن قریش نے اب مزاحمت شروع کر دی۔ انہوں نے مختلف راستوں اور گوشوں پر آدمی لگا دئے۔ جو نو واردوں کو آپؐ کے پاس جانے سے روکتے۔ اُن کو کہتے کہ ہمارے ہاں ایک بڑا ساحر پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے پاس مت جاؤ۔ اُس کی بات نہ سُنو۔ اسکے علاوہ ہر طرح کی زجر و توبیخ۔ گندہ دہانی۔ مکروہ الفاظ اور مذیل شان آوازے چاروں طرف سے آنے شروع ہوئے۔ لیکن ربانی نذیر کی زبان اس سے بند نہ ہوئی۔ وہ اپنی استقامت پر رہا۔ اس استقامت سے مخالفت اور جدال کو اور بھڑکایا۔ انہوں نے آپ کو کعبہ میں بغرض عبادت

آنے سے بھی روکدیا۔ آپ جہاں جاتے آپ کا تعاقب ہوتا لیکن اس پر مخالفت نے آپ کے قدم استوار کو اور مضبوط کیا۔ بیسیوں دفعہ آپ کو مہلک خطرات کا مقابلہ ہوا۔ مخالفوں نے آپ کی جان پر حملہ کا ارادہ کیا لیکن آپ کی خود ضبطی آپ کا ثبات قدم اور آپ کے توکل بخدا اور حوصلے نے ان حملوں کو بیک نگاہ ٹال دیا۔ اس مخالفت سے تبلیغ اور قبولیت اسلام تو نہ رکی۔ البتہ ہر قدم مخالفت پر مبلغ حق کی آواز اور بلند ہوتی گئی آپ کی جوش و ہمت میں افزونی ہوتی چلی گئی جسقدر وہ مخالفت میں بڑھے۔ آپ ہمت و جرات میں بڑھے۔ دشمن اب جمع ہونے لگے۔ لیکن نذیر ربانی نے انہیں بھی فکیدونی جمیعاً۔ تم جو چاہو جمع ہو کر مکر وجال بنالو۔ تم پر وہی عذاب آنیوالا ہے جو مکذبین انبیا پر نازل ہوا۔ صم بکم عمی فھم لا یرجعون کے مصداق ہو۔ تم اب بہرے گونگے اور اندھے ہوگئے ہو۔ اب تم وہاں پہنچ گئے ہو کہ تمہارے قدم وہاں سے اب واپس نہیں آسکتے۔ یہ تو ضرور تھا۔ کہ آپ اور آپ کے چند رفقا جسمانی اذیت سے محفوظ تھے۔ لیکن باقی کے مومنین پر اذیت کی قیامت آٹوٹی۔ ہر قبیلہ نے عہد کر لیا۔ کہ وہ اپنے اندر کے رفقائے محمد (صلعم) کو اذیت و تکلیف دینگے چنانچہ ہر قبیلہ نے اپنے اپنے مسلمین کو کہیں قید میں ڈالا۔ کہیں جلتی ریت پر اور پتھروں پر انہیں لٹایا۔ جہاں پیاس کی شدت نے انہیں دم واپسیں تک پہنچایا۔ اور سکرات موت پر انہیں بھی کہا گیا کہ یا وہ موت کا منہ دیکھیں یا بت پرستی کو قبول کریں۔ بہت سے شہید ہوئے۔ لیکن آنحضرت صلعم کے انفاس طیبات تھے۔ جو انہیں ایک جوش اور زندگی پیدا کر دیتے۔ یہ سب کچھ آنحضرت کی نگاہ تلے تھا۔ لیکن آپ حوصلہ نہ ہارے۔ آخر جب قریش کو نظر آیا۔ کہ خون شہیداں تو نخل اسلام کو بارور کر رہا ہے۔ تو اب وہ کسی اور فکر میں لگ گئے۔ وہ تو دنیا کے بندے تھے۔

دیا اور دنیا کی دولت و وجاہت اُن کا دین و ایمان تھا۔ انھوں نے اسمعا ملہ میں مشورہ کیا۔ اور اپنے ایک سردار عتبہ نام کو سروفد تجویز کر کے آپ کے پاس بھیجا۔ اس نے آپ کو بالفاظ ذیل مخاطب کیا "اے برادرزادہ ہم تیری شرافت و نجابت سے واقف ہیں۔ تیرے حسن اخلاق سے بھی ناآشنا نہیں لیکن اب تُو نے ہم میں پھوٹ ڈالدی ہے۔ اور ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ تُو ہمارے خداؤں کو اچھی طرح یاد نہیں کرتا۔ اور ہمارے بزرگوں پر الزام کفر دیتا ہے" ہم ایک تجویز تیرے سامنے پیش کرتے ہیں اُسے سُن اور غور کر۔ ممکن ہے تمہیں پسند ہو"۔ آپ نے جواب دیا۔ اے ابو ولید[۵] تو کہہ لے جو تو نے کہنا ہے۔ اس پر عتبہ نے کہا۔ اے بھائی کے بیٹے۔ اگر اس کاروبار کی تہ میں دولت جمع کرنا مقصود ہے تو پھر ہم تیرے لئے اس قدر دولت جمع کر دینگے۔ کہ ہم میں کسی کے پاس نہیں۔ اگر عزت و وجاہت کی ضرورت ہے۔ تو ہم تجھے اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ اور کوئی بات تیرے بغیر نہ کرینگے۔ اگر حکومت کی خواہش ہے تو تم ہمارے بادشاہ بنجاؤ۔ اور اگر کسی بھوت پریت کا آسیب ہے تو ہم علاج کے لئے اچھے اطبا کو بلواتے ہیں۔ اور انہیں ہر طرح روپیہ پیسہ دیتے ہیں۔ اس پر آپ نے کہا۔ اے ابو ولید! تو نے جو کہنا ہے کہہ لیا۔ اب مجھ سے سُن لے۔ اس نے کہا۔ سُنا جو سنانا ہے ہم سُنتے ہیں:۔

حٰمٓ ۚ تنزیل من الرحمٰن الرحیم ۚ کتٰب فصلت اٰیٰتہ قرانا عربیا لقوم یعلمون ۙ بشیرا و نذیرا ۚ فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون ۔ و قالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اذاننا وقر ومن بیننا و بینک حجاب فاعمل اننا عٰملون ۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ و استغفروہ ۚ و ویل للمشرکین ۙ الذین لا یؤتون

[۵] عتبہ کے ایک بیٹے کا نام ولید تھا۔

الزکوٰۃ وھم بالاخرۃ ھم کٰفرون ۰ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت لھم اجر غیر ممنون ۶ قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی فی یومین وتجعلون لہٗ اندادا ذالک رب العٰلمین ۶ وجعل فیھا رواسی من فوقھا وبٰرک فیھا وقدر فیھا اقواتھا فی اربعۃ ایام سواءً للسآئلین ۰ ثم استوٰی الی السماء وھی دخانٌ فقال لھا وللارض ائتیا طوعًا اوکرھًا قالتا اتینا طآئعین ۰ فقضٰھن سبع سمٰوات فی یومین واوحٰی فی کل سماءٍ امرھا وزینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظا ذالک تقدیر العزیز العلیم ۰ فان اعرضوا فقل انذرتکم صٰعقۃ مثل صٰعقۃ عادٍ وثمود ۰ **ترجمہ** (اللہ بے انتہا رحم والا ہے) (کتاب کا نازل کرنا اور بے انتہا رحم والے بار بار رحم کرنیوالے کی طرف سے ہے۔ یہ کتاب ہے۔ جس کی آیتیں کھول کر بیان کی گئی ہیں۔ قرآن عربی ان لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں۔ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا پر ان میں سے بہتوں نے مُنہ پھیر لیا۔ سو وہ نہیں سُنتے۔ اور کہتے ہیں۔ ہمارے دل ان باتوں سے پردوں میں ہیں۔ جس کی طرف تو ہمیں بُلاتا ہے۔ اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے۔ اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے سو عمل کر ہم بھی عمل کرنیوالے ہیں۔ کہو میں صرف تمہاری طرح ایک انسان ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ سو اُسی طرف سیدھی راہ پر لگے رہو۔ اور اُس کی حفاظت مانگو۔ اور مشرکوں کے لئے افسوس ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔ جو لوگ ایمان لاتے اور اچھے عمل کرتے ہیں۔ ان کے لئے نہ ختم ہونیوالا اجر ہے۔ کہو کیا تم اس کا کفر کرتے ہو۔ جس نے زمین کو دو وقتوں میں پیدا کیا۔ اور اس کے لئے ہمسر ٹھیراتے ہو۔ یہ جہانوں کا رب ہے۔ اور اس کے اندر اس (کی سطح) کے اوپر پہاڑ

بنائے۔ اور انہیں برکت دی۔ اور اس کی خوراکوں کا انہیں اندازہ کیا۔ (یہ) چار دن میں (کیا) سائلوں کے لئے برابر ہے۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہؤا اور وہ دھواں ہے۔ سو اسے اور زمین کو کہا آجاؤ۔ خوشی سے یا ناخوشی سے انہوں نے کہا ہم دونوں خوشی سے حاضر ہوتے ہیں۔ سو انہیں سات آسمان دو دن میں بنایا اور ہر آسمان میں اس کا امر وحی کیا۔ اور ہم نے دنیا کے آسمان کو ستاروں سے زینت دی۔ اور بڑی حفاظت سے (اسے محفوظ) کیا۔ یہ غالب علم والے کا اندازہ ہے سو اگر وہ منہ پھیرتے ہیں۔ تو کہہ دے میں تمہیں عاد اور ثمود کے عذاب جیسے عذاب سے ڈراتا ہوں + اس کے خاتمہ پر آپ نے کہا۔ تو نے اب سُن لیا اب جو چاہتا ہے کر (سیرۃ ابن ہشام)

یوں تو انجیل میں ایک جگہ ذکر ہے۔ کہ مسیح کے پاس شیطان آیا اور شیطان نے اُسے زمین کی سلطنتیں دکھلائیں۔ اور کہا کہ میری اتباع کرو۔ تو یہ سب تمہارا ہے۔ اور مسیح نے شیطان پر لعنت کی اور رد کیا۔ وہ تو سب ایک خواب یا مکاشفہ تھا۔ اس سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہ تھی۔ لیکن یہ تو ایک واقعہ حقہ ہے شیطان عتبہ کے لباس میں آتا ہے۔ اور سب ہی کچھ پیش کرتا ہے۔ حسمیت مآب حقیقی رنگ میں وہ کر دکھاتا ہے جسکے خواب جناب مسیح کو آتے ہیں +

اب اہل مکہ کے مظالم اور بھی بڑھ گئے۔ آخر آنحضرت صلعم نے اپنے چند احباب کو ہجرت کر لینے کی ترغیب دی۔ چنانچہ پندرہ آدمی ابی سینا کو چلے گئے۔ ان کے بعد چند اور نے ان کی پیروی کی۔ اہل مکہ وہاں بھی پہنچے۔ اور نجاشی سے ان مہاجرین کے متعلق انسداد چاہا۔ لیکن نجاشی کے انکار پر اور یہ دیکھ کر کہ اب نومسلم بھاگ کر وہاں جا رہے ہیں اور وہاں انہیں اچھی پناہ مل رہی ہے۔ وہ اور بھی بھڑک اٹھے۔ آتش مخالفت جنون کی حد تک پہنچ گئی۔ ظلم و سختی کا بھوت سب کے سر پر سوار ہو گیا۔ جوش و

خروش کی کوئی حد نہ رہی - لیکن مبلغ حقیقی کا قدم اور مضبوط ہوا وہ
اس ساری آگ میں بلا خوف و خطر اپنے کام میں مصروف رہا - آخر
دشمن تنگ آ گیا - وہ پھر آپ کے پاس آئے - آگے سے بھی زیادہ
عزت و تکریم و دولت و جاہ کے وعدے وعید کئے لیکن آپ نے
پھر وہی فرمایا - میں نہ تمہاری دولت کا خواہشمند ہوں - نہ مجھے تمہاری
عزت و جاہ بکار ہے - میں خدا کا رسول ہوں جس نے مجھے بشیر
مقرر کیا ہے - میں تمہیں خدا کا پیغام دیتا ہوں - اور تمہیں نصیحت
کرتا ہوں - اگر تم اس پیغام ربی کو قبول کرو تو دونو جہان میں
تمہارا بھلا ہو گا - اور اگر تم میرا پیغام قبول نہ کرو - تو میں صبر
کرونگا - اور منتظر رہونگا کہ خدا تعالےٰ تم میں اور مجھ میں فیصلہ کرے +
اس جواب پر اہل مکہ از حد ناراض ہوئے - انہوں نے اسے اپنی
بےعزتی اور ذلت سمجھا - انہوں نے اب اپنے میں صبر و تحمل کی طاقت
نہ پائی - انہوں نے ایک وفد ابوطالب کے پاس بھیجا - کہ اسکی
بہتری اسی میں ہے - کہ وہ اپنے بھتیجہ کو ان امور سے روکے لیکن
آنحضرت صلعم نہ رکے - اور برابر صنم پرستی اور ان کی بد عملیوں کی مخالفت
کرتے رہے - آپ کبھی کبھی کعبہ میں جاکر وعظ و تبلیغ فرمایا کرتے - اب
حکماً انہوں نے آپ پر کعبہ کے دروازے بند کر دئے - اور پھر ملکر
ابوطالب کے پاس آخری پیغام پہنچانے گئے - اور یوں گویا ہوئے :-
ہم تیرے مرتبہ اور تیری عمر کی تو عزت کرتے ہیں - لیکن اس کی
بھی کوئی انتہا ہوتی ہے - اور اب تو ہمارے خداؤں کے متعلق تمہارے
بھتیجے کے مزیل شان الفاظوں نے ہمارا کاسہ صبر لبریز کر دیا ہے
اسمیں کوئی گنجائش نہیں یا تو تم اسے ان باتوں سے روکو یا تم اسکے ساتھ
ہو جاؤ - اور پھر ہم اور تم جنگ سے یا کسی طرح آپسمیں فیصلہ کر لیں تاکہ

ہم میں سے ایک کا خاتمہ ہو جائے " ان معنے خیز الفاظ نے ابوطالب کے دل پر ایک خاص اثر کیا۔ اس نے آنحضرت صلعم کو بلوایا۔ اور قریش کے ارادہ سے آپ کو اطلاع دی۔ ساتھ ہی کہا کہ اب وہ اس تبلیغ سے باز آجائیں۔ ان باتوں سے ایسا نظر آتا تھا کہ ابوطالب آئندہ کے لئے آپ کی حمایت کرنا نہ چاہتا تھا۔ لیکن اس بات سے بھی آپ کی مستقل مزاجی پر کیا اثر ہو سکتا تھا۔ آپ نے بجواب کہا۔ اے چچا۔ خواہ یہ لوگ آفتاب کو میرے دائیں ہاتھ اور ماہتاب کو میرے بائیں ہاتھ میں رکھ دیں میں اپنے غرض سے باز نہیں آسکتا۔ یا تو میں خود اس کوشش میں فنا ہو جاؤں گا یا خدا تعالیٰ اپنا امر ظاہر و غالب کر دیگا۔ یہ کہہ کر آپ رخصت ہونے کو تھے کہ وہ مرد پیر جوش میں آیا۔ اور کہنے لگا۔ اے برادر زادہ۔ آجا۔ جو تیری مرضی ہے کہہ۔ مجھے تیرے ہی رب کی قسم ہے کہ میں تجھے نہ چھوڑونگا اور ہرگز نہ چھوڑونگا"۔

ابوطالب کی اس تصمیم ارادہ اور اسکے اظہار نے آتش جوش مکہ اور بھڑکا دی۔ اور انہوں نے ہاشمی مطلبی قبیلے کو مٹانے کا ارادہ کر لیا کُل قبائل جمع ہو گئے۔ اور انہوں نے آپس میں فیصلہ کر لیا۔ کہ آیندہ ہاشمی مطلبی قبیلہ سے کوئی لین دین شادی بیاہ میل جول نہ ہوگا یہ ایک کھلا اعلان جنگ تھا۔ کیونکہ جان کی محافظت بھی ان حالات میں رہ سکتی تھی۔ علاوہ ازیں یہ فیصلہ تعداد میں بھی تھوڑا تھا۔ اسلئے یہی رائے ٹھیری۔ کہ کہیں پناہ لے لیں۔ پہاڑ کے کنارہ میں ایک لمبی کھوہ تھی جس کا نکاس ایک تنگ راہ پر تھا۔ کُل کا کُل قبیلہ اس میں پناہ گزین ہوا۔ وہاں برابر تین سال تک انہیں فقر و فاقہ کا مقابلہ کرنا پڑا۔ بھوک پیاس بسا اوقات تنگ کرتی۔ کسی قسم کی آسائش میسر تھی لیکن جوں جوں تکلیف بڑھتی۔ اور آتش شوق تبلیغ حق اور تیز ہوتی جاتی۔ یہ تو

ممکن نہ تھا۔ کہ اب آپؐ اس مامن سے نکلکر تبلیغ کرتے۔ کیونکہ وہ تو کھلی موت تھی سال میں مقدس ایام بھی آجاتے تھے۔ جسمیں قدیمی رواج کے مطابق عرب میں کسی کو ایذا دینا قطعاً ممنوع و حرام سمجھا جاتا تھا۔ یہی وہ ایام تھے جو آج حج کے مہینے سمجھے جاتے ہیں۔ عاشق حق ان ایّام کے آنے پر اپنے محبس سے نکلتا اور تبلیغ کی آواز بلند کرتا۔ اس وقت اہل مکّہ تو مخاطب نہ تھے البتّہ جو بھی کوئی مکّہ میں بغرض حج آتا۔ آپؐ اس کے پاس جاتے۔ اور پیغامِ حق پہنچاتے۔ ان دنوں میں اہل مکہ اور تو کیا کر سکتے۔ ہاں ہر طرح ہنسی مذاق اُڑاتے۔ اور گالی گلوچ اور بُرے الفاظ استعمال کرتے۔ یہ حالت برابر تین سال تک رہی۔ اور آپؐ کی نبوّت کا یہ دسواں سال تھا۔ جب عرب کے دوسرے قبائل نے بیچ میں آکر ان مصائب کا خاتمہ کرا دیا۔ اور ہاشمی مطلبی اس کھوہ سے نکلے لیکن اسکے دوسرے سال نے آپؐ پر اس سے بھی زیادہ مصیبت وارد کر دی۔ ابو طالب اور خدیجۃُ الکبریٰ دونوں رُخصت ہو گئے۔ ایکطرف عمر کی رفیقہ اور ایک مشفقہ مشیر رُخصت ہو گیا۔ دوسری طرف وہ جو آپؐ میں اور دشمنوں میں اوٹ ہو رہا تھا۔ لیکن قُربان جاؤں اس ہمّت و استقلال کے ہر طرف سے مایوسی اور ناکامی لیکن جس مشن کو لے کر آپؐ آتے ہیں۔ اس سے آپؐ مایوس نہیں۔ آپؐ کو خیال آیا۔ کہ آپؐ میدان تبلیغ کو بدل لیں۔ آپؐ اپنے آزاد کردہ غلام زید کو لے کر مکہ سے طائف کو گئے۔ وہاں بھی انہیں بُت پرستی کو چھوڑنے اور توحید کی طرف آنے کو کہا۔ لیکن کون اس بات کو سُنتا۔ ہر طرف سے مخالفت ہوئی۔ آپؐ کے پیچھے بدمعاشوں کو لگا دیا گیا۔ اور شہر سے آپ کو نکالدیا گیا۔ کیا نظارہ ہے۔ چاروں طرف بدقماش بدوضع تلنگے لنگاڑے شہر کے جمع ہیں پتھر برسا رہے ہیں گالیاں دے رہے ہیں آوازے کسے جارہے ہیں اور آپؐ بیچ سے شہر سے نکالے ہوئے

جا رہے ہیں۔ زخمی ہو چکے ہیں۔ خون جسم سے جاری ہے بھوک ہے اور شدت پیاس کی ہے لیکن اس پر بھی زبان پر حرف شکایت نہیں نہ اپنے کام سے جی ہارا ہے۔ آپ ایک پہاڑی پر چڑھ گئے۔ آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے۔ اور یوں گویا ہوئے۔ اے الرحم الراحمین۔ اے کمزوروں کے جاپناہ! تو ہی میرا رب ہے۔ مجھے اس حالت میں نہ چھوڑ۔ مجھے اجانب یا دشمنوں کا ہدف نہ کر۔ اگر تو راضی ہے تو میں امن میں ہوں۔ میں تیرے چہرہ کے اس ضیا میں آتا ہوں۔ جو تمام ظلمتوں کو دور کر دیتی ہے اور جس سے ہر طرف امن اور سلامتی پیدا ہو جاتی ہے۔ تو ہی میری ان مشکلات کو جس طرح چاہے حل کر دے۔ ان لوگوں کو صحیح راہ کی ہدایت فرما یہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں"۔ اشرف الفاظ۔ اور اشرف لبوں پر مصیبت کا پہاڑ آ ٹوٹا ہے۔ مایوسی چاروں طرف منڈلا رہی ہے۔ کمزور سے کمزور حالت تک پہنچ چکے ہیں۔ لیکن کس قدر خدا پر بھروسہ ہے وہ کیا فرماتے ہیں۔" اگر تو ناراض نہیں تو میں امن میں ہوں"۔ یہ الفاظ نہ مایوسی ظاہر کرتے ہیں نہ شکایت نہ کوئی شک وشبہ۔ نہ مسیح کی طرح یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اے خدا تو نے مجھے چھوڑ دیا۔ میری مشکلات کو جس طرح چاہے حل کر دے۔ سبحان اللہ۔ یہ الفاظ کس شان کے ہیں۔ کس کیفیت قلبی کو ظاہر کرتے ہیں۔ نادان پادری اپنی جہالت اور بےعلمی سے" تیری مرضی اور میری مرضی نہیں" کے فقرہ پر ہی ترانہ بازی کر رہے ہیں۔ اس فقرہ ختمیت مآب کو تو دیکھیں۔ آپ کی دعا کے آخری فقرہ سے مجھے جناب مسیح کا بھی اسی سے ملتا جلتا فقرہ یاد آ گیا۔ جو آپ کی زبان پر ایسی ہی مصیبت کے وقت آیا۔" انکو معاف کر دے۔ وہ نہیں جانتے وہ کیا کر رہے ہیں"۔ فقرہ تو یہ بھی علو ہمت اور رفعت قلب کا نشان دیتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلعم کے الفاظ معرفت اور یقین میں بڑھے ہوئے

ہیں - آپؐ فرماتے ہیں - کہ اُن کو ہدایت دے - یہ نہیں سمجھتے کہ کیا کر رہے ہیں۔ ہدایت میں معافی شامل ہو جاتی ہے - علاوہ ازیں آیندہ واقعات نے ثابت کیا کہ یہ ہر دو فقرات دعائیہ اپنے اپنے مقام کے مناسب حال تھے اور اسی طرح پورے بھی ہوئے - جناب مسیح کو اپنی زندگی میں موقع نہ ملا۔کہ وہ اپنے دشمنوں کو خود معاف کر سکتا - وہ خدا تعالیٰ سے ان کے لئے معافی کے خواستگار ہیں - بالمقابل خاتمیت مآبؐ نے اس مقام عزّت کو حاصل کرنا تھا - کہ جب دشمن ذلیل و خوار ہو کر آپؐ سے معافی طلب کرے اور آپؐ معاف کریں - اور پھر وہ ہدایت یاب ہوں۔علاوہ ازیں معافی تو سابقہ اعمال کے متعلق ہوتی ہے - اور ہدایت تو آیندہ کی صلاحیت کا اشارہ کرتی ہے - جناب مسیح تو ان کے گذشتہ بد اعمالیوں کی معافی چاہتے ہیں - آنحضرت صلعم اُن کے پچھلے گناہ معاف کرا کر اُنہیں آگے لیجاتے ہیں - آپؐ کے الفاظ بھی الفاظ نبی تھے - اور پُورے ہو کر رہے - یہی اہل طائف ذلیل و خوار ہو کر قدموں میں حاضر ہوئے معاف بھی کئے گئے - اور ہدایت بھی پا گئے - خدا ہی بہتر جانتا ہے - کہ دشمن کے حق میں مسیح کی یہ دُعا سُنی بھی گئی یا نہیں - لیکن آپؐ کی دُعا تو ضرور قبول ہو گئی +

آنحضرتؐ جسم و دل دونوں زخم خوردہ لے کر طائف سے مکہ واپس ہوئے لیکن آپؐ کی کوشش میں کوئی فرق نہیں آیا - آپ کی تبلیغ جاری رہی - اپنا رخ آپؐ نے بدل لیا - اب علے العموم اجانب اور نو واردوں کو ہی مخاطب کرتے - ایکدن آپؐ مدینہ کے چھ آدمیوں سے ملے - انہوں نے آپؐ کی باتیں سُنیں اور اسلام قبول کیا - اگلے سال اِن چھ کے ساتھ چھ اور اہل مدینہ آئے - لیکن یہ چھ بزرگ عمائد مدینہ کی نیابت میں آئے - اور ان کی طرف سے مشرف بہ اسلام ہوئے - آپؐ نے ذیل کے الفاظ

میں بیعت لی :-

"ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرینگے۔ہم چوری-زنا نہ کرینگے ہم اپنے بچوں کو نہ مارینگے -ہم بدزبانی اور الزام سے بچینگے-ہم امر معروف میں پیغمبر خدا کی اطاعت کرینگے -اور ہم رنج و راحت میں اسکے ساتھ رہینگے"

(ابن ہشام)

آپ عموماً انہیں الفاظ میں بیعت لیا کرتے تھے -ان الفاظ سے نہ صرف عرب کی اس وقت کی بد اخلاقی کا پتہ چلتا ہے -بلکہ اس سے یہ بھی سمجھ آتی ہے -کہ آپ کے سامنے کن کن امور کی اصلاح تھی -اور تاریخ شاہد ہے کہ آپ کے رخصت ہونے پر عرب اور آپ کے متبعین ان خصائل رذیلہ سے پاک ہو گئے -ان الفاظ میں ایک اور خاص بات بھی ہے -جو مجھے خاص طور پر اپیل کرتی ہے -انہیں کسی ذاتی تعزز یا وجاہت طلبی کو سامنے نہیں رکھا گیا -اگر اپنی اطاعت چاہی ہے تو صرف امر معروف میں -نیکی کے کاموں میں اپنی ذات کو الگ کر دیا ہے -اور ایک اعلیٰ درجہ کی قربانی اور ایثار کی بنیاد ڈالی ہے -اور حق الامر بھی یہی ہے کہ یہی جوہر ایثار ہر خلق فاضلہ کی جان ہے -محبت -سخاوت -شجاعت -امانت -خوشمعاملگی سب کی تہ میں ایثار ملی ہوتا ہے + اس کے بعد اہل مدینہ ایک مسلم مکی کو بغرض تعلیم مذہب اپنے ہمراہ لے کر واپس ہو گئے -مدینہ میں اسلام تو پھیلنے لگا لیکن مکہ میں مصیبت بڑھ گئی -اس سے بڑھ کر آپ پر مصیبت کے ایام اور نہیں آئے اور انہیں ایام میں بالمقابل آپ کا صبر و استقلال آپ کی جرأت و ہمت اور ترقی پر ہوئی -اصل میں ابتلا کے ساتھ ہی حقیقی اصطفےٰ حاصل ہوتا ہے کسی کے اصلی جوہر مصیبت میں ہی آکر کھلتے ہیں -ایک یکہ و تنہا جان اور ایک جمغفیر کا مقابلہ -آپ کے ثبات قدم -آپ کا قدم راستی -صداقت کیلئے آپ کی قربانی -آپ کا اپنی نبوت پر ایمان اور اپنی فتح و نصرت پر کامل یقین -یہ

وہ باتیں ہیں۔ جو دشمن کو بھی کھا جاتی ہیں۔ چنانچہ ان باتوں پر سر ولیم میور جیسے سیہ دشمن کی قلم بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ اور وہ ذیل کے الفاظ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے :-

"محمد صلعم کی ان ایام کی حالت۔ مٹھی بھر آدمیوں کو لئے گویا حیات و موت کے کنارے کوئی بظاہر اُمید نہیں۔ چاروں طرف سے گھرے ہوئے اور کوئی حامی نہیں۔ لیکن اس پر اپنی مختصر جماعت کو لئے فتح و نصرت کے اُمیدوار۔ خدائے برتر پر بھروسہ۔ اور اپنی رسالتِ خداوندی پر کامل یقین۔ اپنے ارادہ کا مستقل اور ایک انچ بھر بھی تزلزل نہیں۔ یہ وہ نظارہ ہے جو بعض اسرائیلی نبیوں کا رنگ ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ جب وہ کہتے ہیں۔ "میں اب یکہ و تنہا رہ گیا ہوں" +

اگلے سال ستر اہل مدینہ آئے۔ اور آپ سے التجا کی کہ آپ مدینہ چلے چلیں۔ آپ نے اُنہیں کہا۔ کہ وہ اس حالت کو خوب جانچ لیں۔ ان خطرات کا بھی احصاء کریں۔ جو ان کے قبولیتِ اسلام اور میرے (آنحضرت صلعم) کے مدینہ جانے سے پیدا ہونیوالے ہیں۔ اُنھوں نے بجواب عرض کیا کہ وہ ان تمام نشیب و فراز کو سمجھتے ہیں۔ پھر عرض کی۔ اے نبی اللہ۔ کہہ جو کہنا ہے اور جن الفاظ میں چاہتا ہے ہم سے بیعت کیلیے مستمرہ الفاظ میں بیعت لے لیگئی۔ پھر وہ کہنے لگے۔ اگر ہم خدا کی راہ میں مرے تو ہمارا عوضہ کیا۔ سُبحان اللہ کیا جواب ہے "آئندہ کی خوشی"۔ نہ کسی دُنیوی وجاہت و سلطنت کا وعدہ نہ مسیح کی طرح یہ اُمید دلائی گئی۔ کہ تمہارے نیچے اُس کے ساتھ تخت پر دائیں اور بائیں بیٹھینگے۔ جب وہ جلال کے ساتھ آویگا یہ مشورہ اور یہ باتیں اگرچہ رات کے وقت اور پوشیدہ ہوئیں لیکن دشمن کے ایک آدمی نے دیکھ لیا۔ اور اہلِ مکہ اس سے واقف ہو گئے۔ پھر کیا تھا وہ اپنے مظالم اور اذیت رسانی میں اور بھی بڑھ گئے۔ اُدھر مسلمانوں کی حالت اور بھی

منقولہ حیات محمد مصنفہ سر ولیم میور صفحہ ۲۲۸ جلد دوم +

نازک ہوگئی۔ آخرکار یہ تجویز ہونے لگی کہ قتل عام کیا جاوے۔ اور کسی مسلمان کو نہ چھوڑا جاوے۔ یہ آپ کے امتحان کا ایک خاص وقت تھا۔ آہستہ آہستہ مسلمانوں کے خاندان تو مدینہ کو خاموشی سے جاتے رہے۔ اور مسلمانوں کی تعداد مکہ سے کم ہوتی گئی۔ اور آپؐ کے خطرات بھی بڑھتے گئے بارہا دوستوں نے کہا اور سمجھایا۔ کہ آپؐ چلے جائیں۔ اور محفوظ طریق پر آپؐ کو مدینہ پہنچانے کا انتظام بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن آپؐ کب گوارا فرماتے۔ کہ کوئی مسلمان مکہ میں رہکر آپؐ کی غیر حاضری میں مظالم اہل مکہ کا ہدف ہو۔ اور آپؐ مدینہ میں آرام سے ملیں۔ آپؐ اسکے منتظر رہے۔ کہ آپؐ کا ایک دوست بھی پیچھے نہ رہجاوے۔ طوفان بلا اپنے انتہائی نکتہ پر پہنچ چکا تھا۔ اور ہر لحہ قتل کی نوبت تھی لیکن آپؐ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ حتےٰ کہ سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا جناب علیؓ کے سوا سب کے سب مسلم مکہ سے چلے گئے +

قریش بھی ان واقعات کو دیکھ رہے تھے۔ اور اسبات کو بھی خوب سمجھتے تھے۔ کہ آنحضرت کا صحیح وسالم مدینہ چلے جانا کیسا معنے رکھتا ہے۔ وہ دارالندوہ میں جمع ہوئے۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ آپ کو قتل کردیا جاوے۔ ہر ایک کنبہ اور قبیلہ سے ایک ایک آدمی چن لیا گیا۔ انہوں نے رات بھر آنحضرتؐ کے گھر کا محاصرہ کیا۔ اور تاک میں بیٹھے۔ کہ جب آپؐ باہر نکلیں۔ آپؐ پر یکدم حملہ ہو۔ لیکن آنحضرت وحیٔ حق سے اطلاع پاکر شام ہی شام صدیق اکبر کو ہمراہ لئے گھر سے نکل چکے تھے۔ آپؐ غارِ ثور میں جو مکہ سے چند میل ہے جا چھپے +

اہل قریش کے غصے کی کوئی حد نہ رہی۔ تمام ملک کے چپے چپے اور کونہ کونہ کی تلاش ہوئی۔ آپؐ کے سر پر ایک بھاری انعام رکھا گیا۔ آپؐ کے خونخوار دشمنوں نے آپؐ کے نقش قدم پر آپؐ کا

تعاقب کیا۔ حتیٰ کہ وہ غار کے منہ پر آ کھڑے ہوئے۔ سیدنا ابوبکر کے
دل پر خوف طاری تھا۔ نہ اپنے لئے بلکہ اپنے محبوب کے لئے۔ وہ کہنے
لگے کہ ہم دو ہیں۔ اور دشمن ایک بڑی تعداد میں ہم پر آ کھڑا ہے۔ اب تو
جان کا بھی خطرہ ہے۔ لیکن اس دل و گردہ کا کیا کہنا۔ آپ فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

آپ مایوس نہ ہوں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ کیا خدا پر توکّل و بھروسہ ہے
تیسرے دن کی شام کو آپ غار ثور سے نکلے اور مدینہ پہنچ گئے۔ ایام مکّہ
کے مصائب و ابتلا کا یہ مختصر سا نقشہ ہے۔ مدینہ میں فتح و نصرت
بھی آئی۔ لیکن یہ سب باتیں ہمارے سبق و عبرت کے لئے ہیں۔ کیا
آپ خدا کے نبی خدا کے محبوب نہ تھے۔ کیا آپ صاحب اعجاز و
کرامت نہ تھے۔ کیا آپ انفاس طیبہ سے نصرت و کامیابی
نہ دیکھ سکتے تھے۔ یہ سب کچھ صحیح اور درست۔ پھر وہ کونسی مصلحت
خداوندی تھی۔ جو آپ ان مصائب میں ڈالے گئے۔ یاد رکھو حقیقی
جوہر اور اخلاق فاضلہ آکر مصائب و امتحان میں ہی ظاہر ہوتے ہیں
علاوہ ازیں آپ تو ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہونے کے لئے آئے تھے
مدینہ کی زندگی بھی کوئی پھولوں کی سیج نہ تھی۔ وہاں بھی امتحان و
ابتلا تھے۔ وہاں بھی ہر وقت خطرہ تھا۔ اور جب ہر معنی میں
کامیاب ہوئے۔ تو آپ اس جہان سے تشریف لے گئے۔ اسمیں
بڑا راز یہی ہے۔ کہ جب اُمت مرحومہ پر ایام ابتلا آئیں۔ تو وہ ان
اُن مصائب کو کس طرح عبور کریں۔ آج ہماری حالت یہی ہے۔ ان ہماری
مصائب کا تو مصائب نبوی سے نہ کوئی مقابلہ نہ ان سے کوئی نسبت
البتہ وہ ہمت و استقامت و صبر و ثبات کے بادشاہ اور یہاں تمام
اخلاق کا دیوالہ نکل چکا ہے۔ ایک ذرا سے مال و جان کے نقصان

کو دیکھتے ہوئے ہم ایمان و قوم کو بیچنے کو طیار ہو جاتے ہیں +

برادران اسلام! تمہاری اس ابتلا میں کامیابی صرف اسی ایک بات سے وابستہ ہے۔ کہ آپ کی مکی زندگی کو سامنے رکھو۔ اور آپ کی اتباع کرو۔ میں پھر الفاظ قرآن تمہیں سناتا ہوں۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ +

خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام
از مسجد ووکنگ (انگلستان)

گوشوارہ آمد و خرچ فنڈ امداد اشاعت ادبیات اسلامی فی بلاد الغربیہ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء

آمد در ہندوستان	پونڈ	پائی	آنہ	روپیہ	خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
از مسلم برادران ہندوستان	۔	۰	۱۰	۱۱۶	ڈرافٹ نمبر ۲۵۹/۶۴-۱۳۲۰ ۸ پونڈ ۱۶ شلنگ ایک پنس بنام حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ	۰	۱۰	۱۱۶
کل میزان	۰	۰	۱۰	۱۱۶	کل میزان - -	۰	۱۰	۱۱۶

نقشہ تفصیل آمد در ہندوستان از مسلم برادران بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب ایس۔ اے۔ کیو خانزادہ جانجیرا	۰	۰	۲۵	جناب ایم محمد منصف صاحب ہزاری باغ	۰	۰	۱
،، اقسر الدین احمد صاحب ڈاکخانہ رامو	۰	۰	۳	،، مصاحب حسین صاحب	۰	۰	۱
عالیجناب حضور نواب نعمت یار جنگ صاحب بہادر حیدر آباد دکن	۰	۸	۱۷	،، ایم محفوظ احمد صاحب	۰	۰	۱
				،، صاحبزادہ نور الحق ،،	۰	۰	۶
جناب مولوی غلام نبیر بی۔ اے۔ بی ٹی مرشد آباد بنگال	۰	۲	۲	،، ایم اسد اللہ صاحب	۰	۰	۴
،، ڈاکٹر ایم یاجیورما ...	۰	۰	۵	،، محمد ابراہیم صاحب اندر قلعہ ضلع چٹا گانگ	۰	۰	۲
،، شیخ جھنو صاحب نونشہ لبستار سٹیٹ	۰	۰	۶	،، محمد ساجد علی صاحب ...	۰	۸	۲
،، محمد فضل خان صاحب عادل آباد - - -	۰	۰	۲	،، مسٹر منور صاحب میسور - -	۰	۰	۲
،، سید امین صاحب ہزاری باغ - -	۰	۰	۴	،، علی محمد خان صاحب شاہپور - -	۰	۰	۱۰
،، خواجہ فرید خان صاحب ،،	۰	۰	۱	،، خواجہ عبد المجید صاحب سیالکوٹ - -	۰	۸	۲
،، سید شمس الدین ،، ،،	۰	۰	۲	،، مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ لاہور	۰	۰	۱۰
،، قاضی محمد اسمٰعیل ،، ،،	۰	۰	۴	،، مرزا یاور بیگ صاحب۔ جونپور	۰	۰	۳
،، ایم عبد الرحمان ،، ،،			۱	کل میزان		۱۰	۱۱۶

خواجہ عبد الغنی سکوٹری مسلم مشن ووکنگ۔ عزیز منزل لاہور

گوشوارہ آمد و خرچ مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو لشیر فنڈ و تبلیغ ریزرو فنڈ

بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء

تفصیل آمد	نقشہ	پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نقشہ	پائی	آنہ	روپیہ
		رقم آمد ہندوستان					رقم خرچ ہندوستان		
آمد مشن	۱	۰	۰	۱۹۷	خرچ مسلم مشن و اسلامک ریویو لشیر فنڈ در ہندوستان	۴	۰	۶	۸۵۳
آمد اسلامک ریویو لشیر فنڈ	۲	۰	۳	۱۱۶۵					
آمد ریزرو فنڈ	۳	۰	۰	۰					
میزان	۰	۰	۳	۱۳۶۲	میزان			۶	۸۵۳

دستخط - ڈاکٹر غلام محمد آنریری فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل

نقشہ ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب سید امیر شاہ صاحب میانوالی	۰	۸	۲	جناب سید سرمست حسین صاحب کمشکور	۰	۸	۱
،، تاج الدین صاحب [illegible]	۰	۰	۵	،، محمد انور غنی صاحب			
مسٹر ایم۔ اے۔ خالق صاحب ناسک	۰	۰	۳۰	مولوی نواب سعید اللہ خان	۰	۰	۵
جناب ایم۔ اے۔ صوفی صاحب کلکتہ	۰	۰	۱۰	،، نواب مولا بخش خان صاحب بہاولپور	۰	۰	۵۰
جناب منہاج الدین صاحب مظفر گڈھ	۰	۰	۵	،، امیر حسن صاحب کاکوری لکھنؤ	۰	۰	۱
،، فضل کریم صاحب فیروز پور	۰	۰	۳	،، کے۔ انچ نیاز صاحب نوری	۰	۰	۶
معلوم الاسم	۰	۰	۱	،، غلام علی شاہ صاحب سٹیر شاہ	۰	۰	۱۰
جناب صبیح الدین صاحب بہادر گڑھ	۰	۰	۱				
مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب دہلی	۰	۰	۵				
،، خان محمد اسلم خان صاحب رئیس مردان	۰	۰	۵۰				
سید عظمت اللہ صاحب بلاری			۶				
،، فضل الدین صاحب براجا ادجین بھوپال		۰	۵				
				میزان	۰	۰	۱۹۷

نقشہ ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو لشیر فنڈ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء

	پائی	آنہ	روپیہ
حضور میجر حاجی محمد حمید اللہ خان صاحب بہادر بہاولپور	۰	۰	۶۰
قیمت رسالہ اسلامک ریویو	۰	۳	۱۱۰۵
کل میزان	۰	۳	۱۱۶۵

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے ایل ایل۔بی مبلغ اسلام امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

خطبات غربیہ

یہ وہ معرکۃ الآرا خطبے ہیں۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے قیام لندن میں ناآشنایان اسلام کو اسلام سے معرف کرانے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کے لیے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے۔ بعض احباب کی خواہش پر اُردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔ مکمل سٹ بلا جلد ۱۲ ر مجلد عہ ر

متقصد مذہب

یہ وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے لاہور کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا۔ اس کانفرنس میں عیسائی سناتنی آریہ سماجی۔ برہمو سماجی۔ اور بہت سے دیگر مذاہب کے نمایندوں نے اپنے لیکچر پڑھے۔ اس لیکچر کی خوبی پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے + قیمت فی جلد صرف ۳ ر

سلک مروارید

یہ اُن زبردست معرکۃ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لیکر ۱۹۲۲ء تک مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقامات دنیا میں انگریزی زبان میں دیئے۔ ان میں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلام پر لیکچر دیئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے + بلا جلد عہ ر مجلد ۱۲ ر

ضرورت الہام

فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں۔ اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے۔ اور الہاماً ہی مذہب آیا ہے۔ بلا جلد ۱۲ ر مجلد عہ ر +

مکالمات ملیّہ

یعنی وہ گفتگوئیں یا بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب اور دیگر مذاہب کے رہنمایان کے درمیان مختلف مقامات پر ہوئیں۔ اسمیں جمع کی گئی ہیں۔ یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مسلم اصحاب جن کو مخالفین اسلام سے بحث کرنی پڑتی ہے۔ ان کے لئے مفید ہیں۔ قیمت ۱۳ ر مجلد عہ ر

صلائے نصرت بہ اہل ہمت

یہ ایک فارسی نظم ہے جسمیں آفات حاضرہ پر آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے اشاعت اسلام کی اہمیت مسلمانوں کو واضح کیگئی ہے

قیمت بلا جلد ۱۲ ر

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

اس کتاب میں فاضل مصنف نے عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ سب نام نہاد فرقوں کے اصول ایک ہیں۔ فقط فروعی اختلافات آپس میں ہیں۔ اور تمام مسلمانوں کو یکجہتی سے کام کرنے کی تلقین کی ہے قیمت ۱۲ ر۔ مجلد عہ ر +

براہین نیّرہ حصہ اوّل

معروف بہ

زندہ و کامل الہام

اس میں یہ دکھایا گیا ہے۔ ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے۔ جسمیں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے کل مذاہب غیر کے عقاید اور اصولوں پر نہایت منطقیانہ بحث کی ہے۔ قیمت ۱۲ ر مجلد عہ ر

اسوۂ حسنہ

معروف بہ

زندہ و کامل نبی

اسمیں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے اسکو پڑھکر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کوئی نبی کامل ہو سکتا ہے۔ تو وہ آپ ہی کی ذات ہے۔ قیمت ۸ ر مجلد ۱۲ ر

المشتہر مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور پنجاب

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین بی۔اے۔ایل ایل۔بی مبلغ اسلام امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

توحید فی الاسلام

فاضل مصنف نے اس کتاب میں ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبہ زندگی پر روشنی ڈالی ہے اسمیں بیان کیا گیا ہے کہ روح توحید ہی تہذیب و تمدن کی جان ہے۔ اسی سے اخلاق فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے یہی علوم جدیدہ کی محرک۔ حکمت و فضیلت کی مولد اور جمہوریت کی جان ہے۔ توحید سے ہی حقوق انسانی کی حفاظت ہوتی ہے + قیمت بلا جلد عہ مجلد ۵ہ

راز حیات یا انجیل عمل

اس کتاب میں فاضل مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ مذہب کو روزانہ زندگی میں دخل ہے۔ ایمان کی ترقی بھی اعمال سے ہوتی ہے۔ قوت و دولت و حشمت جاہ و جلال مرفع الحالی کا راز قوت عمل میں ہی مضمر ہے۔ جس طرح کہ باغ کی تروتازگی و نشوونما پانی پر ہوتی ہے اسیطرح زندگی کا راز قوت عمل میں پنہاں ہے۔ یہ کتاب تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکی ہے۔ قیمت بجلد ۵ہ مجلد عہ +

ینابیع المسیحیت

یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اسمیں دکھایا ہے کہ مروجہ اصول و حکایات مسیح کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات شروع پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے انکشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ منکشف شدہ حالات حیرت افزا اور سنسنی خیز ہیں جن سے کروڑہا عیسائی بیخبر ہیں۔ اور جن کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر قائم نہیں رہ سکتے +
قیمت بلا جلد عہ مجلد ۱۲ آنہ

اسلام اور علوم جدیدہ	۴ر
مسیح کی الوہیت اور اسکی انسانیت پر ایک نظر	۴ر
صحیفہ آصفیہ	۲ر
روحانیات الاسلام	۱۲ر
ہستی باریتعالےٰ	۶ر
پادری صاحبان کیلئے قابل طلب معمے	۱ر
اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض	۱ر
اسلامی نماز کا فلسفہ	۲ر

مسلم مشنری کے ولایتی لیکچر ہر سہ نمبر	۳ر
بنگال کی دلچسپی	۱ر
جام عرفان (اردو نظم)	۱ر
اسرار سلیمان مجلد	۶ر
دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ	۷ر
تفسیر سورہ فاتحہ	۴ر
سیرت نبوی	۵ر
تصاویر نماز عیدین مسجد ووکنگ فی درجن	۱۰ر
تصاویر نومسلمانان یورپ فی درجن ۱ر چار درجن مجلد	۳ر

حمائل شریف بلا ترجمہ

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید
یہ حمائل شریف ۲۹ × ۲۲ کے ۳۲ صفحہ پر ہے۔ کاغذ سفید ولایتی ہے۔ جو ۷۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور مجلد ہے ہدیہ عہ بمع محصولڈاک +

اسلام
یعنی
ہمدردی بنی نوع انسان کا مذہب

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی
تفصیل مضامین:- امن کا مذہب۔ اسلام کی امتیازی خصوصیات اسلام ایک تاریخی مذہب ہے۔ اسلام کے بنیادی اصول۔ اسلام میں خدا کا تصور۔ الہام الٰہی۔ حیات ثانیہ۔ کیفیت بعد از موت۔ فرشتوں پر ایمان۔ ایمان کا اصلی اصول۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ حقوق العباد۔ اخوت اسلامی سخاوت +

لمعات انوار محمدیہ

حضرت نبی کریم صلعم کے پاک حالات اور آپ کے خلق کا آئینہ۔ حسن معاشرت کا نمونہ۔ علمی۔ ادبی۔ جغرافی و اصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ۔ آنحضرت صلعم کے مختلف شعبہائے زندگی کا دلکش مرقع جسمیں زبردست مشرقی و مغربی اہل قلم نے مضامین لکھے ہیں۔ بلا جلد ۶ر مجلد ۱۰ر

قرآن اور جنگ ۴ر

مصنفہ حضرت مولوی صدر الدین صاحب مبلغ جرمنی
اسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کریم وہ شاندار صحیفہ ہے۔ کہ جسمیں نہ صرف حالات جنگ کے مناسب حال تعلیم ہے۔ بلکہ اسمیں ہر ایک وقتی ضرورت کا علاج موجود ہے۔ قیمت ۴ر

لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم ۲ر - اس کتاب میں اس جلسہ کی روئداد ہے جو سیسل ہوٹل میں ۱۹۲۷ء [illegible] میں آنحضرت صلعم کی مقدس تقریب ولادت پر ہوا۔ اسمیں فاضل نومسلم مسٹر محمد مارمیڈیوک پکتھال کی زبردست تقریر آنحضرت صلعم کے خلق عظیم پر ہے جو قابل رشک ہے +

المشتہر مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور (پنجاب)

اسلامیہ پریس بیرون دروازہ لاہور میں منشی محمد شفیق خان کے اہتمام سے چھپوا کر خواجہ عبد الغنی مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور سے شائع کیا
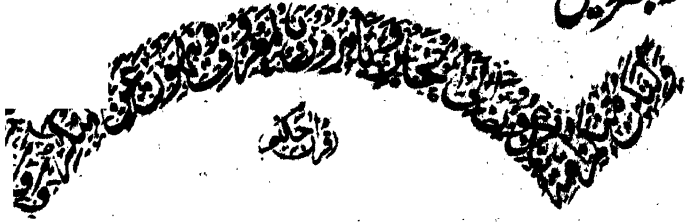
رجسٹرڈ ایل

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر

قرآن حکیم

اشاعتِ اسلام

اُردُو

اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان

زیرادارت

خواجہ کمال الدین مُبلّغ اسلام

درخواستہائے خریداری بنام منیجر اشاعت اسلام

عزیز منزل لاہور

قیمت سالانہ [illegible]

ممالک غیر کیلئے [illegible]

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی مبلغ اسلام امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

توحید فی الاسلام

فاضل مصنف نے اس کتاب میں ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبہ زندگی پر روشنی ڈالی ہے۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ توحید ہی تہذیب و تمدن کی جان ہے۔ اسی سے اخلاق فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے۔ یہی علوم جدیدہ کی محرک، حکمت و فضیلت کی مولد، جمہوریت کی جان ہے۔ توحید سے ہی حقوق انسانی کی حفاظت ہوتی ہے۔ قیمت بلا جلد عمر مجلد عہ

راز حیات یا انجیل عمل

اس کتاب میں فاضل مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ مذہب کو روزانہ زندگی میں دخل ہے۔ ایمان کی ترقی بھی اعمال سے ہوتی ہے قوت، عدالت، حشمت، جاہ و جلال، مرفع الحالی کا راز قوت عمل میں ہی مضمر ہے۔ جس طرح کہ باغ کی تروتازگی و نشوونما پانی سے ہوتی ہے اسی طرح زندگی کا راز قوت عمل میں پنہاں ہے۔ یہ کتاب تمام ہندوستان میں مقبول ہو گئی ہے قیمت بلا جلد عہ مجلد عہ

ینابیع المسیحیت

یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اس میں دکھایا ہے کہ مروجہ اصول و حکایات مسیحی کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے انکشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے منکشف شدہ حالات حیرت افزا اور سنسنی خیز ہیں۔ جن سے کروڑہا عیسائی بے خبر ہیں۔ اور جن کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر قائم نہیں رہ سکتے۔

قیمت بلا جلد ۱۲ر مجلد ۱۲ر

- اسلام اور علوم جدیدہ ۴ر
- یسوع کی الوہیت اور انسانیت پر ایک نظر ۴ر
- صحیفہ آصفیہ ۲ر
- روحانیات فی الاسلام ۱۲ر
- ہستی باری تعالیٰ ۶ر
- پادری صاحبان کیلئے حل طلب مسئلے ۱ر
- اسلامی نماز در جواب مغربی اعتراض ۱ر
- اسلامی نماز کا فلسفہ ۲ر
- صلائے نصرت بر اہل [illegible] نظم فارسی ۱ر

- مسلم مشنری کے ولایتی لیکچر سر سے نمبر، بنگال کی دلچسپی ۳ر
- جام عرفان (اردو نظم) ۱ر
- اسرار سلیمانی مجلد ۱ر
- دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ ۶ر
- تفسیر سورہ فاتحہ ۱ر
- سیرت نبوی ۲ر
- تصاویر نماز عید بر مسجد ووکنگ فی درجن ۵ر / ۱۰ر
- تصاویر نو مسلمان یورپ فی درجن ۳ر

لمعات انوار محمدیہ

حضرت نبی کریم صلعم کے پاک حالات اور آپکے خلق کا آئینہ حسن معاشرت کا فوٹو علمی ادبی اخلاقی و اصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ آنحضرت صلعم کے مختلف شعبہائے زندگی کا دلکش مرقع جس میں زبردست مشرقی و مغربی اہل قلم نے مضامین لکھے ہیں۔ بلا جلد ۸ر مجلد ۱۰ر

ام الالسنہ

معروف بہ زندہ و کامل زبان یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ عربی الہامی زبان ہے۔ اور کل دنیا کی زبانیں اس سے نکلی ہیں۔ اور ابتداء میں سب ملکوں کے آباؤ اجداد عربی الاصل تھے۔ یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت ۱۲ر

مذہب محبت

اس میں فاضل مصنف نے براہین قاطعہ کیساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ صرف اسلام ایک مذہب ہے جو زمین پر صلح، امن، آشتی، محبت، پیار، یکجہتی، کامیابی کے ساتھ قائم کر سکتا ہے قیمت فی جلد ۲ر

ذرات عالم کا مذہب

اس میں مصنف نے دکھایا ہے کہ سائنس اور مذہب کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ روح کی پیدائش اور اسکے فرائض مسئلہ ارتقائے انسانی لقاء پر ایمان اپنی جگہ ہے قیمت ۶ر

مطالعہ اسلام

اس کتاب میں امنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت کی نہایت فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے۔ نیز پانچ ارکان اسلام کلمہ طیبہ حج روزہ۔ نماز زکوۃ پر فلسفیانہ روشنی ڈالی ہے۔ قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر

المشتہر مینجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

J. OMAR LESTER, MANCHESTER.

"Broad-minded teachings of Islam caused me to study the Qur-án more closely, and I embraced the faith."

فہرست مضامین

رسالہ اشاعت اسلام لاہور

جلد (۱۲) — بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء مطابق رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۴ھ — نمبر (۴)

رمضان المبارک

شذرات

حقیقت میں اسلام نے اپنی معقول تعلیم کے ذریعہ انسان کو نہ صرف ان چیزوں سے روکا ہے۔ جو اس کے لئے حرام ہیں۔ بلکہ بعض حالات کے ماتحت دوسروں کی خاطر حلال چیزوں کے استعمال سے بھی منع کیا ہے۔ اس انسان کیلئے جو اسلام کی تعلیم کے ماتحت اپنے دنیوی مقبوضات اور تعلقات کو مذکورہ بالا نقطہ خیال سے دیکھنے کا عادی ہے معبود حقیقی کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا دینا اور ایثار اور قربانی کی ایک زندہ مثال بن جانا ذرہ بھر دشوار نہیں۔ ایسے انسان کے لئے جو اپنے پسینہ کی جائز کمائی کو دوسروں کی خاطر بلا خوف وخطر خرچ کر ڈالتا ہے۔ یہ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دوسروں کا مال غصب یا چوری سے حاصل کرنے کی جرأت کرے گا۔ اسلام نے یہ سنہری سبق روزہ کی شکل میں تلقین کیا ہے +

ہر شخص کیلئے اپنی حیثیت کے موافق جائز ہے کہ وہ پیٹ بھر کر کھائے اور پیئے مگر ایک مسلم محض خدا کی خوشنودی کیلئے ایک معین وقت تک کھانے پینے سے بھی احتراز کرتا ہے۔ پس ایسے شخص کیلئے تمام اوقات میں بھی معاملات خورد ونوش میں حد اعتدال سے تجاوز کرنا ناممکن ہو جاتا ہے +

اسی طرح وہ انسان جو بیوی کی صحبت سے لطف خیز ہونے کا حقدار ہو کر ماہ رمضان المبارک میں ارادتاً اس حق سے مجتنب رہتا ہے۔ تو اس نے حقیقت میں غیر محرموں کو شہوت آلود نظر سے نہ دیکھنے کی طاقت پیدا کر لی ہے۔ پس نماز روزہ اس سیڑھی کے پہلے درجے ہیں جن پر چڑھ کر ایک مسلم اللہ تعالیٰ کی طرف صعود کرتا ہے +

آپ بیشک دنیا کے نوے فیصدی جرائم پر غور کر لیں۔ تو آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ ان سب کا علاج پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کے ان الفاظ میں بخوبی ملجائیگا۔

"اگر لوگ صرف ان چیزوں کے صحیح استعمال کی ذمہ داری لے لیویں۔ جو ان کے دونوں ہونٹوں اور پاؤں کے درمیان ہیں۔ تو میں ان کے جنت میں داخل ہونے کا ذمہ وار ہوں" + اسلام روزہ کے ذریعے ایسی بیماریوں کا علاج کرتا ہے +

روزہ سے مراد صرف جسمانی شہوتوں کو برداشت کرنا نہیں۔ بلکہ روزہ تمام ناجائز خواہشات سے کنارہ کشی سکھلاتا ہے۔ اور اسکی اہمیت کو جتلا دینے کیلئے معین وقت تک ہمیں اپنی جائز خواہشات کی پیروی سے بھی روک دیتا ہے +

مسلمانوں کے ہاں قمری مہینوں میں ماہ رمضان المبارک روزوں کا مہینہ سمجھا جاتا ہے۔ دنیا کے تمام مسلمان اس مہینہ کو مقدس خیال کرتے ہیں۔ اور اس میں روزے رکھتے ہیں + روزوں کا حکم صرف اسلام ہی سے مختص نہیں۔ بلکہ دنیا کے ہر مذہب نے کسی نہ کسی رنگ میں اپنے متبعین سے اسکی مشق کرائی ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے اپنے زمانہ میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ مگر روزوں کے فلسفہ اور دانش کے قائل ہیں +

اسلام اور دوسرے مذاہب میں فرق صرف یہ ہے۔ کہ جہاں اسلام دوسرے مذاہب کے ساتھ بہت سی باتوں میں شریک ہے۔ وہاں وہ کچھ خاص احکام جاری کرتا ہے۔ جو اس نے روزہ کو دیگر

مذاہب عالم کے روزوں سے تمیز کر دیتے ہیں۔ اور روزوں کے مفہوم کو بھوکا مرنے تک محدود نہیں رکھتے۔ بلکہ اسمیں ایسے عجائبات بھر دیتے ہیں۔ جو مفاد انسانی کیلئے ایک بڑی طاقت ہیں +

ماہ صیام کا آغاز تمام دنیا کے مسلمانوں کی روزانہ زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کر دیتا ہے اس مبارک مہینہ میں خورد و نوش کا یہ طریق کہ سورج نکلنے سے پہلے سحری کے وقت کھانا کھالیا جاتا ہے۔ پھر غروب شمس تک کھانے پینے سے مطلق اجتناب کیا جاتا ہے اور تمام مہینہ یہی دستور العمل رہتا ہے۔ دیگر مذاہب میں روزہ رکھنے کا قریب قریب یہی طریق ہے مگر بعض مذاہب خاص خاص اجناس کو ترک کرنا روزہ سمجھتے ہیں۔ مثلاً پھل وغیرہ ان کے رس کو جائز سمجھا جاتا ہے۔ مگر اسلامی روزہ کھانے پینے سے مطلق پرہیز کا نام ہے +

علاوہ ازیں اسلام چند اور احکام نافذ کرتا ہے۔ جس سے روزہ کے معنی صرف بھوکا رہنا ہی نہیں رہجاتا۔ شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ نے بار بار ارشاد فرمایا ہے۔ کہ روزہ صرف کھانے پینے کو ترک کر دینے کا نام نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی واضح آیات مفہوم صوم کی تشریح کرتی ہوئی صاف بتلاتی ہیں۔ کہ روزہ کی اصل غرض انسانی اخلاق اور روح کی تربیت ہے +

بدی اور گناہ سے بچانے کا بہترین طریق قرآن کریم نے یہ تجویز کیا ہے۔ کہ انسانوں سے ماہ رمضان میں اُن چیزوں کو بھی ترک کرنے کی مشق کرائے ... جن کا استعمال دیگر اوقات میں جائز ہے۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ پس اس طریق سے انسان کے لئے بدی سے رکنا آسان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جائز اور حلال چیزوں سے بھی رکنے پر قادر ہو چکا ہے۔ روزہ کے ایام میں انسان کو ان تعلقات سے بھی کنارہ کشی کرنی ہوتی ہے۔ جو زناشوئی کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ اور شہوت کے ہر قسم کے اظہار سے مجتنب رہنا ہوتا ہے۔ پس اسلامی روزہ جس طرح پیٹ کو معین وقت تک خالی رکھنے کا نام ہے۔ اسی طرح آنکھ۔ کان اور دیگر جوارح

کو ایک باقاعدگی اور نظام کے ماتحت روک رکھنے کا نام بھی ہے۔ غرضیکہ ہر قسم کی جسمانی خواہش کا مغلوب ہو کر انسانی عقل کے ماتحت ہو جانا روزہ کی عبادت کی اصل غرض اور مقصد ہے۔ سنت نبوی کے مطابق ایک مسلم نہ صرف اپنے جوارح عمل وتخیل کو ناجائز باتوں سے مجتنب رکھتا ہے۔ بلکہ انہیں قابل تحسین امور حصول میں مستعمل و مامور کرتا ہے۔ وہ شخص جو اپنے کو روزہ دار کہتا ہے۔ مگر اپنی آنکھوں کو شہوانی نظاروں سے نہیں بچاتا۔ وہ ارکان روزہ کی ہرگز ہرگز پابندی نہیں کرتا۔ ایسا ہی جو آدمی خرافات سنتا یا بکتا ہے۔ اور اس کے اعضاء و جوارح افعال شنیعہ کے مرتکب ہوتے ہیں وہ غلط کار ہے۔ اور روزہ کے تقدس کو پامال کرتا ہے۔ اسلام بُرے خیالات اور جذبات پر لعنت بھیجتا ہے۔ اسلام اپنے پیروؤں کو اپنی تمام اعلیٰ وصحیح قوتوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہی باعث تھا کہ رسول اکرم صلعم اپنی فطرتی طبع کریم کے باوجود ماہ رمضان میں نہایت درجہ کے حلیم الطبع و کریم النفس ہو جایا کرتے تھے۔ رمضان میں وہ سب سے بڑھ کر فیاضانہ سخاوت کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم انسانی جذبات مثل غصہ وغیرہ کے دبانے کے لئے یہی طریقہ تجویز کرتا ہے۔ "والکاظمین الغیظ و العافین عن الناس واللہ یحب المحسنین" یعنی مسلم صادق وہی ہے جو اپنے غصہ پر قابو رکھتا ہے۔ اور عفو سے کام لیتا ہے۔ بے شک اللہ نیکوکاروں کو چاہتا ہے"۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے جذبات کا منبع ہماری مختلف فطرتی خواہشات ہیں۔ اور اُن پر پورا پورا قادر ہونا ایک نہایت دشوار امر ہے۔ مگر ان کا صحیح محل استعمال بنی نوع انسان کے لئے ایک غیر معمولی اور بے حد نفع کا موجب ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ہر شخص کو حکم دیا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے غصہ کو قابو میں رکھے بلکہ اس آدمی پر جو اس کا موجب بنا ہو۔ کچھ نہ کچھ تلطف کرنے کی مشق کرے خصوصاً حالت روزہ میں مسلم کا ایسا کرنا احکام روزہ کی تعمیل کا ایک جزو ہے۔ نیز اپنے مال و متاع سے مسلم کو نہایت فیاضانہ طور سے دوسروں کی حاجت براری کرنی چاہیئے۔ رمضان میں تمام دیگر صفات حسنہ کو معرض عمل میں لانے کی تاکید خصوصیت کے ساتھ کی گئی ہے۔ وہ مہینہ جو اس قسم کے جود و سخا اور اعمال صالحہ میں بسر ہو یہ کبھی ہو ہی نہیں

.. .. سکتا کہ وہ تمام سال کے لئے عمدہ نتائج نہ پیدا کرے۔ یہی بات انسان کی ہر دوسری قوت کے متعلق صادق آتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر نیکی کرنے کا شوق مکارم اخلاق پیدا کر سکتا ہے۔ تو روزہ جیسے نظام و باقاعدگی پر عملدرآمد لازماً محکم اخلاق پیدا کرے گا۔

لیلۃ القدر

مسلمانوں کا یہ مشہور عقیدہ ہے کہ ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں ایک ایسی رات ہوتی ہے جس میں انسانی دعائیں اور التجائیں بارگاہ ایزدی سے خلعت اجابت پہنتی ہیں۔ یہ رات دوسری نو راتوں سے کسی خاص طریق سے متمیز نہیں ہوتی۔ مگر ان لوگوں کا تجربہ جن کی خوبی طالع نے گوناگوں اسرار نہانی کو ان پر منکشف کیا بتلاتا ہے۔ کہ وہ مقدس رات طاق راتوں میں ایک رات ہے۔ بعض کی رائے میں وہ ستائیسویں [۲۷] یا انتیسویں [۲۹] ہے۔ مگر کثرت رائے ستائیسویں کے حق میں ہے۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ سب ڈھکوسلا اور افسانہ ہے۔ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ جس کو ان خوش قسمت لوگوں کے تجربہ نے پایۂ ثبوت کو پہنچایا ہے جو اس کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوتے۔ ان سطور کا انگریزی زبان میں لکھنے والا مصنف* بھی اس خوشگوار تجربہ کے روح پرور اثرات سے غیر مانوس نہیں ہے قرآن کریم اس رات کا نام لیلۃ القدر رکھتا ہے۔ آدھی رات سے لیکر صبح صادق تک کی ساعات نزول رحمت آلہی کے لئے مخصوص ہیں۔ یہ عام طور پر یقین کیا جاتا ہے۔ کہ اس رات کو مطلع بالکل صاف ہوتا ہے۔ اور اس کی مقدس ساعات میں اس کی روح افزا ہوائیں مشام انسانی کو معطر کرتی رہتی ہیں۔ عابد جو مراقبہ میں بیٹھا یکسوئی سے توجہ الی اللہ میں مستغرق ہوتا ہے۔ بیکلخت اپنے سینہ میں جذبات کی ایک ایسی طوفان انگیزی محسوس کرتا ہے کہ اس کا اندازہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ تمام کائنات تقدس کے لباس میں جلوہ گر نظر آتی ہے۔ اس کی تمام ارضی خواہشات اور سفلی جذبات بے جان

* حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ انگلستان

ہو جاتے ہیں۔ وہ شوق بے اختیار کی لے میں اپنا قلب خداوند قدوس کے سامنے کھول کر رکھ دینا چاہتا ہے۔ اس پر ایک عالم طاری ہوتا ہے جو اسے فنا فی اللہ کے مقام تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ ایک آسمانی بوجھ کے نیچے دب جاتا ہے۔ اور عیش جاوداں سے ہم کنار ہوتا ہے۔ اپنی ہستی کو بھول جاتا ہے۔ اور استغراق مجسم ہو جاتا ہے کسی حالت میں ہو۔ بیٹھا ہوا ہو یا کھڑا ہو۔ پھر وہ حرکت کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اس کے اندر سے دعاؤں کا ایک چشمہ پھوٹ بہتا ہے جس میں وہ خود کو برف کی طرح پگھلتا محسوس کرتا ہے۔ اس حالت میں اس کے ذہن سے ایک خاص لعاب نکلتا ہے جو شیریں اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ اس کا انشراح صدر ہو جاتا ہے اور اس میں تر و تازگی کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ تنہا ہوتا ہے مگر وہ اپنے آپ کو ذات باری تعالیٰ کے روبرو استادہ تصور کرتا ہے۔ جو اسے قرب منازل عطا کرتا اور اس کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ ان الفاظ سے اس کیفیت وجدانی کا عشر عشیر بھی نہیں بیان ہو سکا۔ جو اس مبارک رات میں کسی برگزیدہ الٰہی پر طاری ہوتی ہیں۔ ان چند بابرکت گھڑیوں کے لئے انسان اپنی تمام زندگی کو قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ جو صرف ایک مسلم ہی کو اس رات نصیب ہوتی ہیں۔

اعتکاف

مذکورہ بالا نعمت عظمےٰ کے حصول کے لئے مسلمانوں کے ہاں ایک خاص عبادت ہے۔ جو مراقبہ اور توجہ الی اللہ پر مشمول ہوتی ہے۔ اس کو اعتکاف کہتے ہیں۔ تمام ممالک اسلامیہ میں مساجد کے ساتھ حجرے پیوستہ ہوتے ہیں۔ جو معتکف لوگوں کے کام آتے ہیں۔ وہ لوگ جو اعتکاف میں بیٹھنا چاہتے ہیں۔ اکیسویں ماہ رمضان المبارک کو گھر سے الگ ہو کر حجرہ میں چلے جاتے ہیں۔ جس سے صرف قضائے حاجت کے لئے الگ ہونا ہوتا ہے۔ اُن کی خوراک نہایت ہی قلیل اور معمولی ہوتی ہے۔ اور

اُن کو حجرہ ہی میں پہنچا دی جاتی ہے۔ انہیں غروب شمس اور سحری کے وقت کھانا تناول کرنا ہوتا ہے۔ اُن کا یہ معمول رمضان کی بیسویں تاریخ سے لے کر ماہ نو کے طلوع تک ہوتا ہے۔ ایام اعتکاف میں سالک صفات الٰہی پر غور کرتا اور اپنی ذاتی کمزوریوں اور نقصوں کو معلوم کرتا ہے۔ قرآن کریم کا مطالعہ اس نگاہ سے کیا جاتا ہے۔ تاکہ تعلیمات قرآنی اور شیوۂ انسانی میں تطبیق کامل پیدا کی جائے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور راہنمائی کا طالب ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور تعلیمات قرآنی اُنکے سامنے نصب العین ہوتے ہیں۔ وہ لوگ رات کی خاموش گھڑیاں ۔ دعاؤں ۔ التجاؤں اور نمازوں میں گذار دیتے ہیں لیلۃ القدر کی برکات کا حاصل کرنا ہی اعتکاف کی غرض نہیں بلکہ انسان اپنی زندگی کو صانع تعالیٰ کے مناظر قدرت کے مطابق رکھنی چاہتا ہے۔ اور وہ حجرہ کے تاریک کونہ میں بیٹھا اپنے سینہ میں شعلہ یزدانی مشتعل کرتا اور الٰہی روشنی منور کرنا چاہتا ہے۔ ایسے عابدوں کے اعزا و اقربا اُن کی طرف سے بے حد خیرات کرتے ہیں اور ہمارا مذکورہ بالا بیان شاید ... مادی خطہ زمین کے متشککین کے لب تبسم کو جنبش دیگا۔ مگر اہل حال جانتے ہیں کہ اس قسم کی مذہبی رسوم میں کس قدر روحانی اور اخلاقی فوائد پنہاں ہیں۔ یہ ایک روایتی عقیدہ نہیں۔ بلکہ ایک حقیقت اور تجربہ ہے۔

رمضان المبارک کی ستائیسویں رات

اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ لیلۃ القدر خاص الٰہی سے مخصوص ہے۔ اور عام طور پر یہ رمضان کی ستائیسویں رات سمجھی گئی ہے۔ جو لوگ اعتکاف نہیں بیٹھتے وہ اس رات خاص خوشی مناتے ہیں۔ اور مساجد کو چراغاں کیا جاتا ہے۔ جب افطار روزہ کا وقت قریب ہوتا ہے۔ تو مسلمان

سینکڑوں کی تعداد میں احاطۂ مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ متمول لوگ مسجد میں کچھ کھانے پینے کا سامان لے آتے ہیں۔ ویسے تو ہر شام یہی معمول ہوتا ہے مگر ستائیسویں رات کی کچھ اپنی خصوصیات ہیں۔ تمام لوگ جو مسجد میں ہوتے ہیں کھانے پینے میں شریک ہوتے ہیں۔ اور پھر مل کر نماز ادا کرتے ہیں۔ . . . . ماہ رمضان کی خاص نماز تراویح کہلاتی ہے۔ اور اس میں قرآن کریم تلاوت کیا جاتا ہے۔ بعض مسجدوں میں یہ انتظام کیا جاتا ہے کہ ایک ہی رات میں مختلف اماموں کی اقتدا میں پورے قرآن کا ختم سنا جائے۔ یہ ہے مختصر خاکہ ماہ رمضان کا جو عید کے طلوع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ لفظ عید کے معنی ہیں خوشی اور یہ دن اللہ تعالیٰ کے شکریہ میں گذارا جاتا ہے۔ کہ اس نے رمضان جیسی نعمت غیر مترقبہ ہمیں عنایت کی۔ شکر ایزدی کی بجا آوری اس امر پر مبنی نہیں ہے کہ خدا نے آخر کار دکھوں تکلیفوں۔ اور فاقوں کا مہینہ گذار دیا ہے۔ یہ وہ بودا الزام ہے جو مسیح کی بھیڑیں اسلام پر دیگر الزاموں کی طرح لگاتی رہتی ہیں۔ مگر اہل بصیرت کی نظروں میں اس کی کچھ وقعت نہیں۔ ہر ایک مسلم کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ پھر رمضان جیسی نعمت سے بہرہ اندوز ہو۔ اور رمضان کا آخری جمعہ جمعۃ الوداع کہلاتا ہے۔ اور اس میں مسلمان اس طرح رخصت کرتے ہیں جس طرح ایک عاشق با دیدۂ گریاں و با دل ناخواستہ اپنے محبوب سے جدا ہوتا ہے۔ یہ جمعہ اور جمعوں سے زیادہ شاندار ہوتا ہے۔ تمام مسلمان مل کر سب سے بڑی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اور یہ دن تعطیل کا دن ہوتا ہے۔ ہمیں مذہب عیسویت میں ماہ رمضان کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ کرسمس ایک عظیم الشان انسان کے جنم کا دن ہے جس نے دنیا میں نیکی اور خیر کی تلقین کی۔ مگر جس طریق سے یہ دن بسر کیا جاتا ہے وہ ایک عیاش دیوتا کی یاد تازہ کرتا ہے۔ اور مسیح جیسے مقدس انسان کے شان کے شایاں

نہیں ہو سکتا۔ یہ مسلم ہے کہ تمام مسلمان روزہ دار نہیں ہوتے۔ مگر اسلامی دنیا میں ایک واحد متنفس ایسا نہیں ہوگا جو ماہ رمضان کی بے حرمتی کرتا ہو۔ کوئی شخص اس کی توہین کرنے کی جرات نہیں کرے گا۔ بلکہ ہر شخص اس پر صحیح معنوں میں عملدرآمد کرنے کی کوشش کرے گا۔ کسی مسلمان کو یہ کہنا کہ وہ روزہ دار ہے۔ یا یہ کہ موجودہ مہینہ ماہ صیام ہے اس کو نیکی اور خیر کی طرف مایل کرنا ہے۔ کسی شخص کا زبانی اقرار کہ وہ روزہ دار ہے۔ دوسر کے لیئے اس کی صداقت کی زیر شہادت ہے۔ اس بیان سے بخوبی واضح ہو جائیگا۔ کہ روزہ کیسی شاندار عبادت ہے۔ اور اس سے کیونکر اخلاق اور روح کی تکمیل ہوتی ہے۔

ماہ رمضان سے علاوہ روزے

۱۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں "پیغمبر خدا رمضان کے علاوہ شعبان میں سب سے زیادہ روزے رکھتے تھے۔ اور تمام مہینے روزہ دار رہتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے "اپنی وسعت کے مطابق نیکی کیا کرو"

۲۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے ایک دن مجھے یوں مخاطب کیا۔ عبداللہ میں نے سنا ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات نمازیں گذار دیتے ہو۔ اس قدر عبادت نہ کیا کرو۔ روزے بھی رکھو۔ مگر ناغہ بھی کیا کرو۔ نمازیں بھی پڑھو۔ مگر نیند بھی کیا کرو۔ کیونکہ تمہارے جسم اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی اور تمہارے مہمان بھی تم سے اپنے حقوق کے طالب ہیں۔ ہر ماہ میں تین دن سے زیادہ روزے نہ رکھو۔ کیونکہ ایک نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے" پھر فرمایا "داؤد نبی کی طرح روزے رکھو اور ان

سے تجاوز نہ کرو۔ میں نے پوچھا وہ کس طرح روزے رکھتے تھے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ ایک دن چھوڑ کر

۳۔ جمعہ کے دن روزہ نہ رکھا کرو سوائے اس صورت کے کہ تم دو دن روزہ رکھو۔ یعنی ایک دن پہلے اور ایک دن پیچھے۔

۴۔ پیغمبر خدا نے عید الفطر اور عید الضحٰی کے دن روزہ رکھنا ممنوع قرار دیا ہے۔

تشریح تصویر

اس ماہ کے رسالہ کو جناب حج عمر لسٹر مانچسٹر کی تصویر سے زینت دیجاتی ہے جو اپنی قبولیت اسلام کا اصلی سبب قرآن حکیم کا گہرا مطالعہ قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسلام کی وسیع القلب و رواداراانہ تعلیمات میری کشش کا موجب ہوئیں۔ انہوں نے مجھے قرآن کریم کے گہرے مطالعہ پر آمادہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی محبت و عشق میرے دل میں گھر کر گیا اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔ ہمارے ناظرین عظام مندرجہ بالا واقعہ قبولیت اسلام سے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ انگریزی اسلامی ادبیات کی کثیر و مفت اشاعت کی کس قدر مغرب میں ضرورت ہے۔ مفت اشاعت لٹریچر نہایت ہی امید افزا و خوشگوار نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ دیگر انگریزی اسلامی ادبیات اگر مسلمان بھائی اپنی طرف سے یورپ میں مفت تقسیم کرائیں تو بہت جلد یورپین لوگ اسلام کے دلدادہ ہو جائیں گے قلت فنڈ ہمیں اجازت نہیں دیتی کہ وسیع پیمانہ پر ہم اسلامی ادبیات کو مغرب میں دریا کیطرح بہا دیں۔ کاش ہمارے مسلم بھائی اس ضرورت حقہ کو محسوس کریں اور اسکی طرف توجہ فرمائیں۔

نیلام اراضی ریاست بہاولپور بمقام چک عبداللہ (سمہ سٹہ بھٹنڈہ ریلوے لائن) واقعہ ۷۔ اپریل ۱۹۲۶ء رقبہ قابل نیلام قریباً گیارہ ہزار ایکڑ

ضروری شرایط (۱) دس فی صدی زر نیلام کا بطور پیشگی وصول ہوگا (۲) زر نیلام چار سال کے اندر آٹھ مساوی اقساط میں ادا کرنا ہوگا۔ (۳) دو فصل معافی کر خریدار کو ملیں گی (۴) زر بقایا پر بحساب سات روپیہ فی صدی فی سال وصول ہوگا۔ پی ڈبلیو و ریونیو منسٹر بہاولپور گورنمنٹ۔

روزہ پر اقوال حضرت نبی کریم صلعم

ذیل میں ہم مضمون روزہ پر اقوال حضرت نبی کریم صلعم جو حدیث کی مشہور کتاب بخاری سے جمع کئے گئے ہیں۔ درج کرتے ہیں۔

(۱) جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے۔ تو جنت کے دروازے کھلجاتے ہیں۔ اور شیطان زنجیروں میں مقید ہوجاتا ہے +

(۲) رمضان کا ماہ نو دیکھ کر روزے رکھنے شروع کردو۔ اور شوال کا چاند دیکھ کر چھوڑ دو۔ اگر آسمان پر بادل محیط ہوں۔ تو پھر تیس دن پورے کرو +

(۳) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے میں سب سے ممتاز تھے مگر ماہ رمضان میں حضورؐ کی سخاوت افزوں ہوجاتی تھی +

(۴) وہ آدمی جو فریب دینے اور جھوٹ بولنے سے نہیں رک سکتا۔ اللہ تعالےٰ کو اس کے کل و شرب سے اجتناب ہرگز منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ ہر ایک انسان نیکی اپنے لئے کرتا ہے۔ دیگر روزہ وہ میری خاطر رکھتا ہے۔ اور اس کا بدلہ صرف میں ہی دے سکتا ہوں +

(۵) روزہ گناہ کی ڈھال ہے۔ روزہ رکھ کر بد کلامی اور شور و شغب سے باز رہنا چاہئے۔ اگر وہ کسی شخص کو اپنے متعلق سخت کلامی کرتا یا سنتا اور دیکھتا ہے کہ اس کے خلاف طاقت استعمال کی جارہی ہے۔ تو اس کو یہ کہنا چاہئے کہ "میں روزہ دار ہوں" +

(۶) سحری کا کھانا مستحب ہے، واجب نہیں +

(۷) اگر کسی شخص کے حلق میں ناک صاف کرتے وقت پانی چلا جاوے اور وہ اسے باہر نہ کرسکے سو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۸) طبیعت کے متلانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ جبکہ ایسی چیز خارج ہو جو کھائی نہیں گئی +

(۹) روزہ ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے جو کھائی جاتی ہیں۔ نہ کہ ان سے جو خارج کی جاتی ہیں +

(۱۰) جب رات اپنا پہلو اس طرف کرے یعنی مشرق کی طرف اور سورج اس طرف ہو جاوے یعنی مغرب کی سمت اور وہاں غروب ہو جائے۔ تو افطار کرنے کا وقت ہے +

ماہ رمضان میں مسلمانوں کی جود و سخا کا بہترین مصرف انگریزی ترجمہ احادیث نبوی کی امداد ہے

یورپ اب ہمارے صحیفۂ پاک کو حضرت نبی اکرم صلعم کے تخیلات کا نتیجہ قرار نہیں دیتا بلکہ اسکے نزدیک یہ کلام پاک منجانب اللہ ضابطہ زندگی ہے۔ جسکے اندر انسانی زندگی کے ہر مرحلہ کے لئے ہدایت موجود ہے۔ ان روادارانہ حالات کے پیدا ہونے پر ضروری ہے۔ کہ ان پاک و شیریں اقوال کو جو رسالت مآب حضرت نبی کریم صلعم کے اطہر لبوں سے نکلے۔ یا جو افعال آپ نے بنی نوع انسان کی بہتری کیلئے کیئے۔ اُن کے مُستند و معتبر مجموعہ سے اہل یورپ کو بہرہ ور کیا جائے۔

ناظرین کرام کو اس امر کا علم ہے۔ کہ مسجد ووکنگ انگلستان میں احادیث نبوی کا انگریزی ترجمہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد کے زیر اہتمام پایۂ تکمیل کو قریباً پہنچ چکا ہوا ہے۔ قلت فنڈ فقط مانع طباعت و اشاعت ہے جسکے لئے ساڑھے سات ہزار روپیہ یا پانصد پونڈ کی ضرورت ہے جس پر ہمنے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ ساڑھے سات صد مسلم بھائی دس روپیہ فی کس کے حساب سے اگر اس فنڈ میں امداد فرمائیں۔ تو یہ رقم پوری ہو سکتی ہے

اور اگر کسی بھائی کو زیادہ امداد کی اللہ تعالیٰ توفیق دے (جیسا کہ بعض بزرگوں نے کیا ہے۔ کہ پانچ بھائیوں کی طرف سے رقم ادا کر دی ہے۔ انہیں کوہاٹ کے رہنے والے ہمارے ایک دیرینہ محترم ومخلص بھائی ہیں) جن مسلم بھائیوں نے اس کار خیر کیطرف ابھی تک توجہ نہیں فرمائی از راہ کرم توجہ فرما کر داخل حسنات ہوں۔ ضروری نہیں کہ ہر ایک بھائی دس روپیہ سے ہی امداد فرمائیں۔ ہر مسلم فرد حسب استطاعت اس کار خیر میں حصہ لے سکتا ہے۔ جب تک تجویز کردہ رقم پوری نہ ہو گی۔ ہم مسلم برادران وطن کیخدمت میں مسلسل اپیل کرتے رہینگے ماہ رمضان میں مسلمان بھائی حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع میں کثرت سے سخاوت و خیرات کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ ذات اطہر کی سخاوت ان ایام میں انتہا کو پہنچ جاتی تھی اسلیئے مسلم بھائی اپنی خیرات وصدقات کے ایک حصہ کو طباعت واشاعت اقوال وافعال نبوی کیلئے علیحدہ فرما کر اس فنڈ کی تقویت کا موجب ہوں۔ بنگال کے ایک بزرگ جو دیرینہ مربی وسرپرست مشن ہیں انہوں نے پانصد روپیکی گرانقدر رقم احادیث نبوی صلعم کے انگریزی ترجمہ کیلئے مرحمت فرمائی ہے۔ اور ایک خاتون صاحبہ نے بھوج سے اس کار خیر میں حصہ لیا ہے۔ یہ ہر دو مثالیں قابل رشک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو دریا دلی سے اس کار خیر میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائیے۔ اور اس فنڈ کی تمام رقوم بنام سکرٹری مسلم مشن ووکنگ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور آنی چاہئیں +

قابل رشک نمونہ

ہماری محترم بہن جنابہ مسز عبدالرشید صاحبہ بھوج نے احادیث نبوی کی طباعت میں عطیہ مرحمت فرما کر دیگر مسلم بہنوں کیلئے ایک قابل تقلید نمونہ پیش کیا ہے۔ در قرون اولی کی مستورات کے نمونہ کو تازہ و زندہ کر دیا ہے۔ قرون اولی میں صنف لطیف ہر اسلامی مہم میں فرقہ ذکور کے دوش بدوش کام کرتی تھیں۔ ان کے نزدیک اسلام میں کفارہ نہ تھا۔ آجکل کی مستورات کا کثیر حصہ اس زعم میں ہے کہ ہماری طرف سے ہمارے مرد جو اسلامی کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ وہ کافی ہے۔ حالانکہ اسلام اسبات کو جائز قرار نہیں دیتا۔ ہر ایک نفس کی ذاتی ذمہ واری ہے۔ اسکو اسی کا اجر ملیگا۔ جو اس نے خود کیا ہے +

ہم اس عطیہ کی دلی قدر کرتے ہیں۔ اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیگر مسلم بہنوں کے دل میں بھی ایسا ہی اسلام کا درد۔ احساس اور شخصی ذمہ واری۔ ولولہ۔ جوش۔ غیرت وحمیت اسلام پیدا فرما دے جو جوش وغیرت اسلامی ہماری محترمہ بہن جنابہ مسز عبدالرشید صاحبہ نے دکھایا ہے۔ کیا معزز قارئین کرام ہماری اس تحریر کو صنف نازک تک پہنچا کر داخل حسنات ہونگے ؟ سکرٹری

یورپ میں مذہبی رواداری اور اشاعت ادبیات اسلامیہ کی ضرورت

یورپ میں صداقت اسلام کی نشر واشاعت کی پیہم سعی آخر کار بار آور ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اسلام کسی وقت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ مسلمانوں کا مشیت ایزدی کے سامنے سرنگوں ہونا اور ایک عالمگیر امن و آشتی کا متمنی ہونے کی حقیقت کو یورپ اب سمجھنے لگ گیا ہے۔ ہمارے عقاید کے متعلق ایک روادارانہ فضا پیدا ہو چکی ہے۔ یار و اغیار بھی ہمارے خیالات کو مشفقانہ عزت و مکرمت سے سنتے ہیں یہ رواداری کی لہر کا آج سے چند سال پیشتر کہیں نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور اس انقلاب عظیم کے رونما ہونے کی وجہ زیادہ تر اسلامی ادبیات کی مسلسل نشر واشاعت ہی ہے۔ جس سے غلط فہمیوں کے تاریک بادل دور ہو چکے ہیں۔ اور مطلع یورپ بہت حد تک صاف ہو گیا ہے یورپ میں اب اسلام اور عیسائیت آپس میں بھائی بھائی مذہب خیال کئے جاتے ہیں +

یہ انقلاب عظیم نہ مذہبی رواداری اور خیالات میں تغیر انسانی جدوجہد کا نتیجہ نہیں بلکہ محض فضل ربانی ہے یہ خوشگوار فضا اسی کی پیدا کردہ ہے۔ اور اسی کی سچی ربانی تعلیم کا اثر ہے۔ جو یورپ کی موجب کشش ہو رہی ہے۔ اور کہ جس کی منشاء میں یہ شرط امر ہے۔ کہ تمام کا تمام یورپ حلقہ بگوش اسلام ہو +

ان خوشکن و امید افزا حالات کے پیدا ہونے پر ضرورت ہے۔ کہ ہم اپنی تبلیغی کوششوں کو اور بھی وسیع پیمانہ پر کریں۔ اسلامی ادبیات کو وسیع پیمانہ پر یورپ میں مفت تقسیم کریں۔ یورپ کے ان تمام دور دراز گوشوں میں جہاں جہاں اسلام کے متعلق روادارانہ خیالات پیدا ہو چکے ہیں۔ اور جہاں جہاں اسلامی لٹریچر نتیجہ خیز ہو سکتا ہے۔ ان تمام مقامات پر انگریزی اسلامی ادبیات کو پہنچا دیں +

کارکنان مسلم مشن ووکنگ انگلستان حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ کی ان تھک قلموں نے انگریزی اسلامی ادبیات کا ایک بے بہا ذخیرہ پیدا کر دیا ہے۔ اور کہ جسمیں دن بدن بیش بہا اضافہ ہو رہا ہے

ضرورت اب اس امر کی ہے۔ کہ چند شیدائیان اسلام ان اسلامی جواہرات کو ان احباب یورپ تک پہنچانے کے مالی ذرائع پیدا کریں۔ جو اس وقت جویان حق و صداقت ہیں۔ The Ideal Prophet یعنی اسوۂ انبیاء۔ انگریزی اسلامی لٹریچر میں ایک قابلقدر اضافہ ہے۔ جو نہایت ہی دلکش و موثر پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ اس کے مطالعہ سے اسلام اور پیغمبر اسلام کی محبت ایک مطالعہ کنندہ کے دل میں بھر جاتی ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ اسکی یورپ میں مفت اشاعت ہو۔ اسکی قیمت فروخت سے فی کاپی ہے۔ اور حجم ۱۳۵ صفحات ہے۔ جو احباب اس کو یورپ یا امریکہ یا کسی اور جگہ پر مفت تقسیم کرانا چاہیں۔ اس صورت میں اسکی عہ فی کاپی قیمت ہوگی۔ جس کے متعلق سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور سے خط و کتابت کی جاوے +

ہم دلی شکریہ کے ساتھ ایک مخلص بزرگ کا تذکرہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جو ہماری ہر ایک تحریک میں کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیتے رہتے ہیں۔ ہماری اپیل متعلقہ اسوۂ انبیاء کو انہوں نے شرف قبولیت بخشا۔ ان کی غیرت اسلامی و محبت نبوی نے جوش مارا اور پچاس نسخے مفت تقسیم کرنے کیلئے ہمیں ارشاد فرمایا۔ اور یکصد پچیس روپے کی گرانقدر رقم بحساب عہ فی نسخہ کے حساب سے اس کار خیر میں ارسال فرما دی۔ ان کا نام نامی قارئین کرام رسالہ کی تفصیل آمد و خرچ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزا +

فروخت اراضیات ریاست بہاولپور بذریعہ نیلام

چک عبداللہ کے نواح میں جو اراضیات ۷۔ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء بمقام مذکور پر نیلام ہونگی وہ بڑی اچھی ہیں۔ ان میں اجناس اور پیداوار ہونے کی بڑی اُمید ہے۔ پانی کا انتظام پنجاب کے انجنیر صاحبان کے سپرد ہے۔ باقی انتظام ریونیو منسٹر صاحب سی۔ اے۔ او۔ فریڈرک صاحب بہادر آئی سی۔ ایس لاہور کے ہاتھ میں ہے جو یورپین ہیں منتظم آبادی خان صاحب حبیب علیخان صاحب ہیں۔ جو اس کام میں آزمودہ کار افسر ہیں اور کہ جنکے زیر اہتمام سرگودھا اور منٹگمری کی اراضیات آباد ہو چکی ہیں۔ اسکے متعلق لالہ ایند کو۔ برانڈرتھ روڈ لاہور سے خط و کتابت کریں۔

ہمارے قوےٰ اور استعداد یں

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر جو آپ نے لندن مسلم ہوس ۱۱۱ کیمپڈن ہل روڈ لندن میں دیا +

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝

یہ قرآن کریم کی آیات ہیں۔ جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ ان آیات میں تمام صحیفہ قدرت اور اسکی تجلیات کو مختصر الفاظ میں جمع کر دیا گیا ہے۔ انسان جو صحیفہ فطرت کے اندر ایک عالم صغیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ کائنات عالم کے تمام اجزاء کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اس کے جسم کے اندر ہر چیز کی جگہ موجود ہے۔ جس کا ایک نقشہ خواب کے اندر ہمیں نظر آتا ہے۔ سوتے ہوئے جو کچھ ہم دیکھتے ہیں۔ وہ کسی بیرونی دنیا کا منظر نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمارے اندرونی دنیا ہی کا نقشہ ہوتا ہے۔ کیونکہ بیرونی دنیا کی خاصیتیں ہماری پیدائش مٹی میں سے ہونے کی وجہ سے ہماری فطرت کے اندر ودیعت کی گئی ہیں۔ انسان کو ان سب باتوں کا مظہر بنایا گیا ہے جو ان چیزوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ جن کا مذکورہ بالا آیات میں ذکر ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ صحیفہ قدرت کی ہر چیز کی خاصیتوں کا ظہور انسان کے ذریعہ ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ حالت کمال کو پہنچ چکا ہو۔ ایسے انسان کا اپنے آپ کو ظاہر کرنا کائنات کی کُل چیزوں کے اظہار کا موجب ہے۔ سورج اور چاند کی مانند وہ اپنے دل اور روح کی روشنی سے

ارد گرد کی چیزوں کو منور کرنے کا موجب ہو گا۔ اگر ایکطرف وہ ان کی طرح اپنی عقل اور تہذیب کی روشنی سے وہ دوسروں کی زندگی اعلے نشوو ارتقا کا موجب ہے۔ تو دوسریطرف ذرات کی مانند وہ اُن لوگونکی راحت و آرام کا باعث ہو گا۔ جو تھکے ماندے اور طرح طرح کے بوجھوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ ان آیات کی تفسیر میں بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ اور انسانی قوے اور استعدادوں اور دنیا کی تمام اشیاء میں مشابہت ثابت کی جاسکتی ہے۔ لیکن مختصراً اس قدر بتا دینا کافی ہے۔ کہ انسان کے اندر ایسے قوے موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ دوسری مخلوق کے ساتھ اسی قسم کا نیکی کا برتاؤ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ وہ مختلف مظاہر قدرت جن کا ذکر قرآن کے مندرجہ بالا الفاظ میں ہے۔ اس کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ لیکن اسمیں شک نہیں کہ صرف ایک ترقی یافتہ روح کے ذریعہ ہی یہ سب کچھ ظہور میں آتا ہے۔ اور وہ عالم صغیر جو ہمارے اندر بالقوے موجود ہے۔ وہ صرف منزل ارتقاء کی انتہائی بلندیوں پر پہنچنے سے وہی حقیقت کا رنگ اختیار کرتا ہے۔ انسان جیسا کہ قرآن کریم نے دوسری جگہ بتایا ہے اسفل سافلین میں بھی جاگرتا ہے۔ اور یہ فی الحقیقت صحیح ہے۔ اگر ترقی کے اعلے مدارج پر پہنچ سکتا ہے۔ تو اسفل میں جاگرنا بھی کوئی بعید بات نہیں +

لیکن انسانی فطرت کو نیچے گرنے کی طاقت کیوں ودیعت کیگئی ہے یعنے گناہ کے ارتکاب کا امکان اس کے اندر کیوں رکھا گیا؟ میں اس جگہ نیکی اور بدی کے سوال کو چھیڑنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ یہ اصل موضوع سے بہت دُور کی بات ہے۔ نہ ہی وقت اسکی اجازت دیتا ہے۔ مختصراً یہ کہہ دینا کافی ہے۔ کہ یہ درصل اس طاقت اختیار کا قصور ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہے۔ اور انسان کو اسکی طرف سے ایک ذمہ وار ہستی ہونے کی حیثیت سے عطا ہوا ہے +

مادہ عالم جسمانیات میں انسانی جسم کے ڈھانچہ میں جو اس کا اعلیٰ ترین مقام ہے جمع ہوتا ہے۔ تمام کائنات سے مختلف عناصر انسان کے اندر بہترین شکل اختیار کرتے ہیں۔ اور وہاں ایک نئی چیز ان سے پیدا ہوتی ہے۔ یعنے انسانی ادراک۔ جسمانی ترقی کے لئے ہمارے اندر وہ چیز موجود ہے۔ جس کو خود تعمیری استعداد کہا جاتا ہے۔ یہ استعداد ہمیشہ صحیح طور پر کام کرتی ہے۔ اور کبھی اس سے غلطی سرزد نہیں ہوتی اس تمام مادہ کا جو جسم میں داخل ہوتا ہے۔ یہ استعداد مناسب طریق پر انتظام کرتی ہے۔ اور ہر ایک اس چیز کو جو ہماری ترقی کے لئے سنگ راہ ہو رد کر دیتی ہے۔ یہی طریق عمل ہماری روحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے جو ہماری ادراک سے پیدا ہوتی ہے بکار ہے۔ ہمارے اخلاقی اور روحانی محل کی تعمیر کے لئے بھی اس قسم کی "تعمیری استعداد" کی ضرورت ہے۔ جس کو ہمارے جوش۔ جذبات اور صبر وغیرہ سے مسالہ بہم پہنچتا ہے۔ اس مسالہ کو مناسب طریق استعمال کرنے کیلئے ایک سمجھ اور عقل کی طاقت ہمیں ملنی ضروری تھی۔ جو ہمارے لئے نیک تجویز کر سکتی۔ لیکن یہ طاقت مصئون عن الخطاء نہیں۔ بلکہ اس سے غلطی کا امکان ہے۔ اس زمین پر ہماری زندگی کا مقصد جسمانی ترقی نہیں۔ ہماری زندگی کا مقصد اپنے ادراک کو ایسی تعمیری استعداد بنا دینا ہے۔ جس سے غلطی کا امکان نہ ہو۔ ہمیں اسبات کی ضرورت ہے۔ کہ ہماری کسی بات کو سمجھنے کی طاقت تکمیل کی حالت تک پہنچی ہوئی ہو۔ اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم مختار اور اپنے افعال میں آزاد ہوں۔ ایک بچہ اس وقت تک قابل حساب دان نہیں بن سکتا۔ جب تک ہم اسے ایسا موقعہ نہ دیں۔ کہ ان سوالات کو جو اس کے سامنے ہیں۔ وہ خود بخود حل کرنے کی کوشش کرے۔ ہمیں صرف اسقدر اسے بتا دینا چاہیئے

کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے ۔ لیکن اگر ہم اسے سخت معائنہ کے نیچے رکھیں ۔ اور جب وہ کوئی غلطی کرنے لگے ۔ تو فوراً اُسے ٹوک دیں ۔ تو اس کے اپنے قوے اور استعدادیں کبھی ترقی نہیں پاسکتیں ۔ اور آخرکار وہ کُند ذہن ہو جائیگا ۔ اسے صرف سوالات کے حل کرنے کے اصول بتا دینے چاہئیں ۔ اور پھر اسے اکیلے چھوڑ دینا چاہئے ۔ غلطیاں وہ بیشک کرے ۔ انہیں بعد میں درست کیا جاسکتا ہے ۔ اس کا یہ نتیجہ ہوگا ۔ کہ وہ ایکدن بہت بڑا حساب دان ہو جائیگا ۔ اسی بات کیطرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے ۔ خود اللہ تعالےٰ نے ہمارے قوے کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس طریق کو اختیار کیا ہے ۔ جیسا کہ فرمایا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا قد افلح من زکٰھا وقد خاب من دسّٰھا اللہ تعالےٰ انسان کو بتا دیتا ہے ۔ کہ کہاں اس کا قدم لغزش کھاتا اور صداقت سے دور جاتا ہے ۔ اور کہاں وہ بدیوں سے اپنے آپ کو بچاتا ہے ۔ وہ شخص اپنے آپ کو ترقی کی منازل پر پہنچاتا اور کامیابی کا منہ دیکھتا ہے ۔ جو اپنی رُوح کو پاک کرتا ہے ۔ اور وہ شخص خائب و خاسر ہوتا ہے جو اُسے بُرائیوں کی طرف لے جاتا ہے +

یہ الفاظ ایک بہت بڑی صداقت کو واضح کرتے اور صحیح رستہ کو ہمارے لئے کھولتے ہیں ۔ ہم نیک رستہ کی طرف بھی جاسکتے ہیں ۔ اور بُرائی کی طرف بھی ۔ لیکن ہمارے خالق نے ہمیں عقل اور سمجھ عطا کی ہے ۔ جس سے ہم نیکی اور بدی میں تمیز کرسکتے ہیں ۔ بعض اوقات مکالمہ الٰہیہ کے شرف سے ہم مشرف ہوتے ہیں ۔ جو زندگی کے نشیب و فراز میں ہماری رہنمائی کرتا ہے ۔ دوسری کتب مقدسہ نے بھی یہی کام کیا ۔ لیکن زمانہ کی دستبرد کی وجہ سے وہ بیرونی ملاوٹ سے نہ بچ سکیں وہ اپنی اصلی شکل میں ہم تک نہیں پہنچیں ۔ برخلاف اس کے قرآن کریم ہمیں

ایسا رستہ بتاتا ہے۔ جس کے ذریعہ سے ہم اپنی اندرونی خاصیتوں کے اظہار
کی طاقت کو کمال تک پہنچا سکتے۔ اور عمدہ سے عمدہ خصلتوں کو ظاہر کر سکتے
ہیں۔ قرآن کریم کے اس نکتہ کو دیکھئے۔ جو اس نے قد افلح من زکھا وقد
خاب من دسھا میں بیان کیا ہے۔ یہ الفاظ اپنے مفہوم کے لحاظ سے
نہایت موزون اور معنی خیز ہیں۔ افلح کا لفظ جس کے معنے ہیں "وہ جو
اپنے آپ کو پاک کرتا ہے"۔ پاکیزگی کے معنوں کے ساتھ اس خاصیت کو
جو چیز کے اندر پوشیدہ ہے نشوونما دینے اور تکمیل تک پہنچانے کے معنے بھی دیتا ہے
ایسا ہی خراب کرنے کے معنوں میں دسھا کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس
کے لغوی معنے ہیں کسی چیز کو ترقی سے روک دینا۔ اسلئے کامیابی کے
معنے ہیں۔ کہ پاکیزگی کے ذریعہ سے کسی چیز کو نشوونما دے کر تکمیل تک
پہنچایا جائے۔ اور ناکامی کے معنے ہیں۔ کہ بد استعمالی اور برائیوں کے
ارتکاب سے اپنے قوے کو ترقی سے روک دیا جائے۔ ان دونوں الفاظ
میں مطالب کا ایک دفتر جمع کر دیا گیا ہے۔ اپنے آپ کا اظہار پاکیزگی
پر منحصر ہے۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ چھلکا کو علیحدہ کر کے اصلیت
اور مغز کو باہر نکالا جائے۔ ہماری فطرتی حالت میں کام کرنے والے جذبات
ہیں۔ جو حیوانیت کے عالم کی نمایندگی کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی
وہ ہماری روحانی منازل کے بنیادی پتھر ہیں۔ وہ مٹی اور ریت کی شکل
رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے اندر سونا ملا ہوا ہے۔ جس طرح سے مٹی اور
ریت سے خالص سونا نکالنے کیلئے سائنس کے بعض طریقوں کو کام میں لانا
پڑتا ہے۔ اسی طرح سے ہمارے ضمیر کی مٹی کو کام میں لانے کے لئے بعض
آسمانی طریقوں کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ تاکہ ہم روحانی سونا اس سے نکال سکیں
پاکیزگی کا یہ طریق صرف چند مادی چیزوں پر ہی استعمال نہیں ہو سکتا۔ قدرت
کی ہر چیز ارتقاء کی منزل پر ہے۔ لیکن ارتقاء کے معنے پاکیزگی کے ہیں۔

ہر ایک قدم جو ترقی کی طرف اُٹھتا ہے۔ وہ اس بیرونی مادہ کو زائل کردیتا ہے۔ جو اسکے رستہ میں روک ہے۔ اس کی مثال کے لئے کسی چیز کی کان کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ قدرت کا ہر ایک عنصر خواہ وہ درخت ہو یا پودا وہ ہمارے لئے سبق کا کام دے سکتا ہے۔ ایک درخت کے بیج سے لے کر پھل تک اس کے نشو و ارتقا کی بہت سی منازل ہیں کونپل کا نکلنا۔ تنا۔ شاخیں۔ اور پتے۔ پھول پھل ہر منزل ایک نہ ایک نئی اور زیادہ پاکیزہ چیز کو پیدا کرتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہر منزل پر غیر خوشگوار عناصر کا ازالہ ہوتا جاتا ہے۔ ایک درخت کے نشو و نما کی مختلف منازل دیکھو۔ اور تم کو معلوم ہوگا۔ کہ ہر دوسری منزل پہلی سے بہت ہی تھوڑا اشتراک رکھتی ہے۔ ایک پھل خواہ اسی کو ظاہر کرے۔ جو ایک پھول سے ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن بہت سی دوسری باتوں میں وہ ایکدوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن کیا اس وقت جبکہ پھل ابھی درخت کے تنہ سے باہر نہ نکلا تھا۔ اس درخت کا لکڑی کا حصہ پھل کا کام دے سکتا اور اسکی خاصیتوں کو ظاہر کر سکتا تھا؟ ہمارے اندر کل کائنات کی ہر چیز موجود ہے۔ لیکن وہ جسم کے اندر چھپی ہوئی ہے۔ اور اسے باہر نکالنے کے لئے پاکیزگی کے کئی ایک طریق استعمال میں لانے ضروری ہیں مغربی کلیسا کی یہ تعلیم ہے۔ کہ بعض معتقدات پر ایمان ہماری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس کے ذریعہ معجزانہ انقلاب ہمارے اندر پیدا ہو جائیگا۔ مٹی اور ریت خالص سونا بن جائیگی۔ اگر بعض خاص معتقدات کو ہم مان لیں۔ یہ وہ چیز ہے۔ جو تجربہ سے ثابت نہیں کی جاسکتی جو کچھ اس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ وہ بے بنیاد اور بےمعنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنے قرآن کریم اس طریق عمل کو واضح کرتی ہے۔ لیکن ہمیں ضرورت ہے۔ یہ طریق سب سے پہلے ہمارے جذبات کو انسانیت کے رنگ میں رنگین کرتا ہے۔

اور پھر خدا تعالیٰ تک اُسے پہنچا دیتا ہے۔ آسمان کے دروازے صرف انہی مردوں اور عورتوں کیلئے کھل سکتے ہیں۔ جو سخت محنت سے کام لیں جو اپنے آپ کو تیار کریں۔ اور اپنے قویٰ کو بد استعمالی سے بچالیں۔ اسلامی بہشت صرف اسی کا نام ہے۔ کہ ہمارے قوےٰ پورے اور ٹھیک طور پر تکمیل پالیں +

سرورِ کائنات کی وسعتِ قلبی

ماخوذ از اسلامک ریویو نمبر فروری ۱۹۲۶ء

الم نشرح لك صدرك ۝ ووضعنا عنك وزرك ۝ الذی انقض ظهرك ۝

ترجمہ: کیا ہم نے تیرے لئے تیرا سینہ نہیں کھولا اور تجھ سے تیرا بوجھ اُتار دیا جس نے تیری پیٹھ توڑ رکھی تھی۔

قرآن کریم کی چورانویں سورہ شریف ان الفاظ مقدس سے شروع ہوتی ہے۔ یہ ابتدائی وحی کی سورتوں میں سے ہے۔ یہ سورہ شریف ایسے وقت نازل ہوئی۔ جب آپ ہر قسم کے مصائب میں گھرے ہوئے تھے۔ یہ مبارک الفاظ آپ کی تسلی و اطمینان کے لئے نازل ہوئے۔ آپ کو بتلایا گیا۔ کہ اگر مصائب و مشکلات کا پہاڑ سامنے ہے تو ہم نے آپ کو ان کے مقابلہ کی طاقت کا دل و گردہ بھی دے رکھا ہے آپ کو وہ وسیع سینہ دیا ہے کہ جو ان تمام غموم ہموم کی برداشت رکھتا ہے اور حق الامر یہی ہے۔ کہ مصائب و مشکلات کا مقابلہ دل و سینہ ہی کرتا ہے۔ روپیہ پیسہ لاؤ لشکر سے کیا بنتا ہے۔ اور آپ کی اس وسعت قلب کا دل آپ کی کل زندگی میں ملتا ہے۔ مثلاً (۱) آپ پر مصیبت پر مصیبت

آتی ہے۔ اور حرف شکایت کا نام تک نہیں گھبراہٹ ظاہر تک نہیں کی۔ آپ کے منہ سے کوئی ایسے الفاظ کبھی نہیں نکلے جیسے کہ مسیح نے ایلی ایلی لما سبقتنی کہے یعنے اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے چھوڑ دیا (۲) ہر مشکل سے مشکل خطرہ پر آپ کو خدا پر کامل بھروسہ رہا (۳) ہر وقت آپ نے حوصلہ اور جفاکشی ظاہر فرمائی۔ (۴) دشمنوں پر فتح بھی پائی اور ان کو ہزیمت تک بھی پہنچایا۔ لیکن انتقام نہیں لیا۔ ہمیشہ معاف ہی کیا۔ ان سے اذیت اٹھائی لیکن ان کے حق میں دعا ہی کی۔ حالانکہ ایسے وقت میں جناب نوح اور ایسا ہی جناب داؤد یا دیگر انبیا نے بد دعا کی آپ کے دیگر اخلاق میں بھی وہی وسعت قلبی اور فراخی سینہ نظر آتی ہے آپ کے فرائض کس قدر مختلف اور کس قدر مختلف حیثیتیں آپ کو پوری کرنی تھیں۔ کہیں باپ کہیں بیٹا کہیں بھائی کہیں خاوند۔ کہیں مبلغ کہیں سپاہی۔ کہیں بادشاہ کہیں دوست و رفیق سفر جرنیل۔ جج۔ ان تمام امور میں آپ بہترین طریق پر عہدہ برآ ہوئے۔ ہر ایک حیثیت کو آپ نے اعلےٰ طریق پہ نباہا۔ لیکن ایک بات اور آپ میں ہے۔ جو آپ کی اعلےٰ شرافت نفس اور نجابت طبع کا نشان دیتی ہے اور اس سے بھی آپ کی وسعت قلب کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ تمام معلمین دنیا کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ ان پر جو اہل دنیا نے الزام دیئے اُن کا انصاف کرتے ہیں۔ ان کے چلن کی حمایت کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے عموماً مذہب والوں نے یہ مذموم طریق اختیار کر رکھا ہے۔ کہ وہ اپنی بڑائی کو دوسروں کی تذلیل میں دیکھتے ہیں۔ دوسروں کو بُرا کہہ کر اپنی عزت قائم کرتے ہیں۔ اور اس بداخلاقی میں سب سے بڑھ کر گنہگار عیسائی پادری ہیں۔ اور تو اور وہ ان کو بھی نہیں چھوڑتے

جنھیں وہ پیغمبر کہتے ہیں۔ ہمیں تو اُن پادریوں کی فطرت کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ ایکطرف تو اسرائیلی بزرگوں کو خدا کا نبی کہتے ہیں دوسری طرف اُن کی معائب شماری کرتے ہیں۔ اور مزا یہ ہے۔ کہ ان نبیوں کو بھی بداعمال بیان کرتے ہیں۔ جنہیں خدا کا اکلوتا بیٹا شمار کرتے ہیں۔ اور جن کے متعلق اُن کی بائبل کہتی ہے۔ کہ وہ خدا کے قدم بقدم چلتے تھے۔ لیکن ان انبیاء پر الزام دینے والوں کی نیّت و منشا کوئی چھپا ہوا راز نہیں "مریم کے لال" کو خدا بنانے کی فکر نے کل معصومین کی چادرِ عصمت پر ان ظالموں نے داغ لگایا۔ جب دنیا میں یہ لوگ یہ انوکھا مسئلہ لائے۔ کہ خدا نے انسان سے اسقدر محبت کی کہ گنہگار دُنیا کو خداوند نے اپنے اکلوتے بیٹے کے خون سے بچایا۔ تو ان پر لازم آیا کہ یہ کل اہل دُنیا کو کسے باشد گنہگار ثابت کریں۔ جب یہ گندہ نصب العین اُن کا ہوا تو پھر اُن کی زبان کی درانتی سے کون بچ سکتا ہے انھوں نے اور ان کے مُرشد نے خدا کے متقین اور صالحین کو چور اور بٹ مار کہا۔ اور اس سے بھی بڑھ کر بُرے الفاظ استعمال کیئے۔ لیکن خاتم النبیین ہی آئے۔ اور انھوں نے ان سب بدزبانوں کا مقابلہ کیا۔ اس نے سب انبیاء کی عزت کی۔ سب کی شان میں کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْن فرمایا۔ آپ نے کہا کل انبیاء گناہ سے معصوم ہیں۔ پھر قرآن کریم نے ایک ایک ایسے نبی کا ذکر کیا جن پر ان بدزبانوں کی کتاب مقدس نے الزام دے رکھا تھا۔ اگر ان کی کتاب نے جناب ابراہیمؑ اور سیدنا یوسفؑ کو جھوٹ بولنے والا بیان کیا۔ تو مصحف مقدس نے ان دونوں کو صدیقاً نبیاً کہہ کر بیان کیا۔ کہ ان کی تو فطرت میں راستی اور صداقت ہے اگر انھوں نے حضرت لوطؑ پر بیہودہ الزام دیئے تو خدا کی آخری کتاب نے اُسے گروہِ مُطہر میں شمار کیا۔ مختصر یہ کہ قرآن کریم نے ایک ایک کر کے اس

مقدس جماعت پر کیسے الزام دھوئے۔ اور سب سے بڑھ کر مریم اور اس کے بیٹے کے الزام کو دفع کیا۔ جہودیوں نے آپ کی ولادت کے متعلق ماں بیٹے کو بُرے الفاظ سے یاد کیا۔ لیکن غیرت نبوی نے اپنے بھائی اور ان کی محترمہ والدہ کی عزت قائم کی۔ ایک کو رُوح اللہ اور ایک کو صدیقہ قرآن نے کہا۔ اور اس بناء پر فرمایا۔ کہ مریم اور اُس کی ماں کو تو شیطان چھوا تک نہیں۔ ظالم دُنیا اُنہیں شیطان کا اغوا یافتہ قرار دیتی ہے۔ اور پیدائش مسیح کو فعل شیطانی کا نتیجہ۔ وہ مس شیطان تک سے بھی ارفع ہیں۔ اللھم صل علی محمدؐ و علی آل محمدؐ +

آنحضرت صلعم سے پہلے دُنیا کی حالت

بسلسلہ صفحہ ۵۰۴ جلد ۱۱ نمبر ۱۱ و ۱۲ اشاعت اسلام
ماخوذ از اسلامک ریویو ماہ اکتوبر و نومبر سنہ ۱۹۲۵ء صفحہ ۳۵۸

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام امام مسجد شاہجہان ووکنگ انگلستان

تمام وہ کتابیں جو وقتاً فوقتاً خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان کی ہدایت کے لئے ہر قوم اور ہر ملک کی طرف آتی رہیں اپنی اصلیت کو کھو چکی تھیں۔ اور انسان کی اپنی اختراعات نے الہام الٰہی کی جگہ لیلی تھی۔ اسرائیلیوں ایرانیوں ہندوستانیوں چینیوں اور بُدھوں کی کتب مقدسہ سب کی سب مخدوش حالت میں تھیں۔ اور بائیبل بھی اسی حالت کو پہنچ چکی تھی۔ آج بہت تھوڑے ایسے لوگ دُنیا میں پائے جاتے ہیں۔ جو بائیبل کی صحت کے قائل ہیں۔ عامتہ الناس بالاتفاق یہ مانتے ہیں کہ انسانی دستبرد کا اسمیں دخل ہے۔ کلیسیائے انگلستان کے بہت سے اراکین پرانے

اور نئے عہد ناموں کے تمام اجزا کو ماننے اور اُن کی صحت کی حلف اٹھانے کے اپنے آپ کو ناقابل پاتے ہیں[۵۱]۔ کیونکہ ان بہت سے قصہ کہانیوں اور معتقدات کو جو ان کے اندر بیان ہوئے ہیں وہ صحیح نہیں سمجھتے ✢

اگر چھٹی صدی عیسوی کے مُقدّس لٹریچر کا یہ حال تھا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی انسانی نظروں سے اسقدر اوجھل ہو چکی تھی۔ تو یہ یقین نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ایسے حالات کو جو اس وقت تمام دُنیا پر طاری تھے۔ خدا تعالےٰ لاپرواہی اور خاموشی کے ساتھ دیکھ سکتا تھا۔ اسے یقیناً ایسے وقت میں نسل انسانی پر اپنی مرضی ظاہر کرنا اور اپنے کلام کی اصل خوبصورتی اور پاکیزگی کو دوبارہ بیان کر دینا چاہیئے۔ قرآن کریم نے الہام کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے ذیل کی آیہ کریمہ میں اسی امر کو بیان کیا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔

كان الناس اُمة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين ومنذرين وانزل معهم الكتب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه وما اختلف فيه الا الذين اوتوه من بعد ما جاءتهم البينٰت بغيا بينهم فهدى الله الذين آمنوا لما اختلفوا فيه من الحق باذنه والله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم

ترجمہ۔ سب لوگ ایک ہی جماعت ہیں۔ پس اللہ نے نبیوں کو بھیجا

---

[۵۱] کنٹربری کانووکیشن کے لوئر ہوس منعقدہ ۵ جولائی ۱۹۱۷ء میں بعض اراکین کلیسیا نے یہ مطالبہ پیش کیا۔ کہ ان کے پادری بنائے جانے کے وقت جو سوالات کئے جاتے ہیں۔ ان میں تیسرے سوال کے الفاظ تبدیل کر دیئے جائیں۔ کیونکہ وہ مقررہ الفاظ میں دیانتداری کے ساتھ اس کا جواب دینے کے ناقابل ہیں۔ اور جس ایمان کا ان سے مطالبہ کیا جاتا ہے وہ ان میں نہیں ہوتا۔ وہ سوال و جواب حسب ذیل ہیں:-

سوال۔ کیا تم پرانے اور نئے عہد نامہ کے تمام مستند اجزا پر بغیر کسی تشکک و شبہ کے ایمان لاتے ہو؟

جواب۔ ہاں میں ان پر ایمان رکھتا ہوں۔

آخرکار اس سوال کو بدل دیا گیا ✢

خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب اُتاری - تاکہ لوگوں میں ان باتوں کا فیصلہ کرے جنمیں وہ باہم اختلاف کرتے تھے - اور جنہیں وہ کتاب دیگئی تھی - انہی نے آپس کی ضد سے اسمیں اختلاف کیا - اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی دلیلیں آچکی تھیں - پس اللہ نے اپنے حکم سے انکو جو ایمان لائے اس حق کیطرف ہدایت دی جسمیں لوگ اختلاف کرتے تھے - اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے (البقرہ: ۲۱۳)

اس کلام کی معقولیت ظاہر ہے - اسمیں اللہ تعالےٰ کے الہام کا ذکر کیا گیا ہے - جو ہمیشہ اسکی رضا کی راہوں سے نسل انسانی کی ہدایت کا موجب ہوا - بہت سی اقوام کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے کتابیں دیگئیں لیکن انھوں نے اس کلام کے جو ان کتابوں کے اندر تھا خلاف رستہ اختیار کیا - محمد رسول اللہ صلعم سے پہلے ہر قوم کے اندر نبی آئے لیکن ہر ایک قوم نے صراط مستقیم کو چھوڑ کر اُلٹا رستہ اختیار کیا - ہر مذہب کے معتقدات اور مذہبی خیالات میں اختلاف پیدا ہو گئے! اور سب سے بُری حالت مسیحیت نے اختیار کی - آیا ان حالات میں ہر ایک قوم کو اپنے اختلافات کے مٹانے کے لئے علیحدہ علیحدہ نبی کی ضرورت تھی یا بہت سی اقوام کے تفرقوں کو مٹانے کے لئے ایک ہی انسان کُل دُنیا کے لئے کافی ہو سکتا تھا؟ صداقت اگرچہ سب پیغمبروں کو دیگئی تھی لیکن ان دنوں میں اسکی شکل و شباہت بالکل بدل چکی تھی - اللہ تعالےٰ کا آخری الہام جو اس ضرورت کے وقت میں نازل ہوا ذیل کے الفاظ میں اس سوال کو حل کر دیتا ہے :-

تاللہ لقد ارسلنا الیٰ امم من قبلک فزین لھم الشیطٰن اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم و ما انزلنا علیک الکتٰب

لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یومنون -
رجمہ - اللہ کی قسم ہم نے تجھ سے پہلے قوموں کی طرف رسول بھیجے - پھر
یطان نے انہیں ان کے بُرے عمل اچھے کر دکھائے - سو وہ آج
ن کا ولی ہے - اور ان کے لئے دردناک دکھ ہے - اور ہم نے تجھ پر
لتاب صرف اسلئے نازل کی ہے - کہ تو اُن کے لئے وہ باتیں کھول کر بیان
کرے جنہیں وہ اختلاف کرتے ہیں - اور وہ ان لوگوں کے لئے ہدایت
اور رحمت ہے جو ایمان لاتے ہیں (النحل ۱۶: ۶۳ - ۶۴) +

یہ الفاظ مذکورہ بالا واقعات کی روشنی میں اپنی تفسیر آپ ہیں -
ان میں دو باتوں کا ذکر کیا گیا ہے - ایک یہ شیطان لوگوں کے بداعمال
کو اچھے بنا کر انہیں دکھاتا ہے - اور دوسرے یہ کہ ہر ایک پیغمبر کا مذہب
لاتعداد فرقوں اور مختلف الخیال گروہوں میں تقسیم ہو چکا ہے - پس اگر
ان ایام میں بدترین اعمال کو بھی نیکیاں سمجھا جاتا - اور مسیحیت کا اخلاقی
اصول ان الفاظ میں پنہاں تھا - کہ "بدیاں کرو تاکہ فضل نازل ہو" تو یہ
شیطان ہی تھا جو ان کے اعمال کو نیک اور اچھے بنا کر دکھاتا تھا - آج
بھی اسلام کے سوائے باقی سب مذاہب میں فرقے در فرقے پیدا ہو چکے
ہیں - اور وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے جا رہے ہیں - جو لوگوں کے توہمات
کا آئینہ ہیں +

مسیحیت کے اندر چار سو سے زیادہ فرقے اس وقت موجود ہیں - اور
سب سے زیادہ خرابی کی بات یہ ہے کہ تمام مذاہب کے فرقی اختلافات بنیادی
اور اصولی رنگ رکھتے ہیں - اس کے برخلاف اسلام میں باوجودیکہ بہت سے
خیالات کے لوگ موجود ہیں - لیکن اس کے تین چار نام نہاد فرقوں میں ایک
بھی بنیادی یا اصولی اختلاف پایا نہیں جاتا - لیکن دوسرے مذاہب کے اندرونی
اختلافات موجودہ زمانہ میں پیدا نہیں ہوئے - قرآن کریم کے نزول سے بہت تھوڑا

عرصہ پہلے وہ بہت زیادہ پختہ رنگ میں موجود تھے"۔پھر اور مذاہب اپنی پیدائش کے ایک عرصہ بعد تک اپنی اصلیت پر کھڑے رہے۔لیکن مسیحیت اپنے خداوند کی موت کے بعد صرف ڈیڑھ سو سال کے اندر ہی مختلف متضاد معتقدات کا مجموعہ بن گئی۔صداقت ہمیشہ ایک ہی رُخ رکھتی ہے۔اور کبھی اس کے بہت سے پہلو نہیں ہوتے۔لیکن مسیحیت کے ماتحت اسکے مختلف پہلوؤں کی کوئی انتہا نہ تھی +

سینٹ پال کے مشہور ڈین انجی نے چرچ مینز یونین کی شاخ اکسفورڈ میں تقریر کرتے ہوئے ذیل کے فقرات کہے :-

بہت سے کلیسائی یہ کہینگے۔کہ آزاد خیال تحریک کی جگہ کلیسیا سے باہر ہے لیکن غور کرنا چاہئے۔کہ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔اگر وہ تمام باتیں کہ جو آزاد خیالی سے تعلق رکھتی ہیں۔کلیسیائے انگلستان کے اندر نظر آئیں۔کلیسیاء کا اب اس بات پر ایمان بتایا جاتا ہے۔کہ سورج زمین کے گرد گھومتا ہے۔اور کہ آسمان ایک ایسی جگہ ہے۔جہاں ہم اگر ہمیں رستہ معلوم ہو تو ہوائی جہاز کے ذریعہ سے پہنچ سکتے ہیں۔اور کہ دوزخ ہمارے قدموں کے نیچے ہے اور کہ جیسا کہ ازمنہ متوسط کے دینی رہنماؤں کا خیال تھا۔آتش فشاں پہاڑ عالم سفلی کی آبادی کے بہت بڑھ جانے کی وجہ سے پھٹتے ہیں۔حالانکہ یہ وہ بات ہے۔جس کو کوئی تعلیمیافتہ شخص قبول نہیں کرسکتا۔اور نہ کبھی سمجھدار شخص نے قبول کیا ہے۔اگر یہ سب باتیں نفس الحقیقت یونہی ہوتیں تو کلیسیائے انگلستان میں آج بیوقوفوں اور کذابوں کے سوائے اور کسی کی جگہ نہ ہوتی۔موجودہ کلیسیائیوں کا یہ عقیدہ ہے۔کہ کلیسیا کو آج مشکلات کا مقابلہ کرنا اور آزادانہ تحقیقات سے انہیں حل کرنا ہے۔ان کا یہ عقیدہ نہیں کہ کسی بڑے سے بڑے معتمد شخص یا کسی روایت کے ذریعہ سے تمام باتیں طے ہوگئی ہیں اور کہ ہمیں صرف انہی اصولوں کو

کو مانتا ہے جو قرون اولے میں وضع کیئے گئے۔ بلکہ ہمیں ان موجودہ انکشافات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ جو فلسفہ تاریخ اور تنقید اور سب سے بڑھ کر نیچرل سائنس کے متعلق ہمارے سامنے آتے ہیں۔ قدیم مذاہب کی موجودہ تحقیقات نے ایسی ایسی چیزوں کو ظاہر کیا ہے۔ جو موجودہ دل و دماغ کیلئے قابل قبول ہیں۔ اور ان کے لئے کوئی رستہ اس کے سوائے نہیں چھوڑتیں۔ کہ مذہبی معاملات کے متعلق وقتی معتقدات اور دوسروں سے حاصل کی ہوئی آراء کو رد کردیں"۔

(باقی آیندہ)

ہندوستانی عیسائی غور کریں

ینابیع المسیحیت اور اس کی صدائے بازگشت

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ انگلستان

اس کتاب کی دوسری ایڈیشن ایک ہی سال کے بعد چھپ گئی۔ ہندوستانی مسیحی جس دنیائے مغرب کو اپنا ہادی و مقتدا سمجھے ہوئے تھی۔ اس دنیا نے ایک لفظ تک اس کتاب کے خلاف نہیں کہا۔ کلیسیہ کے اخبارات نے جسقدر ریویو اس کتاب پر کیئے نہایت مہذب اور تعریفیہ الفاظ میں کیئے۔ اور ہمیں ایک بھی پرچہ ایسا نظر نہیں آتا۔ کہ جہاں اس کتاب کے واقعات مندرجہ پر اعتراض ہو۔ زیادہ سے زیادہ ان ریویو نگاروں نے یہ کیا۔ کہ اس کتاب سے چند اقتباسات لیئے اور درج ریویو کر دیئے۔ عجب شان ایزدی ہے کہ اس ایک کتاب کے ذریعے مندرجہ ذیل امور روشنی میں آ گئے۔ اور تسلیم کر لئے گئے

چنانچہ اب تسلیم کیا جا رہا ہے۔ کہ مسیح کی پیدائش کا دن ۲۵ دسمبر نہیں (۲) نہ وہ ایسٹر کے ماقبل بروز جمعہ صلیب چڑھایا گیا (۳) نہ وہ ایسٹر کی اتوار کو دوبارہ زندہ ہو کر قبر سے نکلا۔ یہ باتیں مجھے اخبار بیلیسٹ ٹائمز کے ایڈیٹر نے لکھیں۔ جن کا ترجمہ بلفظہ میں لکھ دیتا ہوں۔ یہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ یہ تاریخیں مذہب کفریات کے واقعات کی تاریخیں ہیں۔ جو فلسطینیوں نے سورج دیوتا کے متعلق تجویز کی ہوئی تھیں۔ اور ابتدائی مستعمران کلیسیہ نے اس مذہب سے یہ لیلیں البتہ اس کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس مستعاریت سے مسیحیت مذہب کفریات کی ہم شبیہ نہیں ہو گئی۔ جیسے کہ بلیسٹ ٹائمز کا ایڈیٹر لکھتا ہے۔ یہ نظریہ بھی صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ ان تاریخوں کے ساتھ جو عیسائی روایات وابستہ ہیں۔ اور جو عیسویت کے اصل اصول میں وہ روایات کفریات سے اخذ شدہ ہوں لیکن اگر مسیحی واقعات و روایات بھی ان روایات کے بالکل مشابہ اور متجانس ہیں جو ملت کفریات نے ان تاریخوں سے وابستہ کر رکھے ہیں۔ تو چونکہ ملت مذکور کے عیسویت کے جنم سے پہلے دنیا میں موجود تھیں اسلئے یہ استنباط قطعی اور صحیح ہے۔ کہ مسیحیت نے ان تاریخوں سے وابستہ روایات بھی ملت کفریات (پیگن ازم) سے لیں۔ ہمارے ہندوستانی مسیحی اصحاب خدارا اس امر پر غور کریں۔ وہ بیشک تبدیل مذہب کا خیال بھی نہ کریں۔ لیکن اگر یہ روایات مسیح سے صدیوں پہلے دنیا میں موجود تھیں۔ اور ان کا ذکر ان کی ایک مسلمہ محرف مبدل کتاب (انجیل) میں ہے۔ تو یہ صاف سرقہ ہے۔ ان واقعات کو اپنے مذہب سے نکال دیں۔ جناب مسیح کو ان کی اصلی حیثیت میں اپنا ممدوح و مقتدا خیال کریں۔ اور اپنے آپ کو مشرکانہ عقائد سے الگ کریں۔ مثلاً یہ تین امراب

مسلمات میں سے سمجھنے چاہئیں (۱) ۲۵ دسمبر کو مختلف سورج دیوتا ایران سے لے کر مصر اور روما تک تمام درمیانی ممالک میں رات کے بارہ بجے کے بعد حمل بکرہ سے پیدا ہوئے۔ ان کی جائے پیدائش کے متعلقہ واقعات قریب قریب وہی ہیں جو انجیل میں ولادت مسیح کے متعلق ہم پڑھتے ہیں۔ بہر حال یہ چار باتیں متفقہ ہیں ۔ ۲۵ تاریخ رات کے بارہ بجے بعد حمل باکرہ ۔ اور غریب و مسکین حالات پیدائش (۲) یہ سب کے سب دیوتا بروز جمعہ قبل از ایسٹر دشمن کے پنجہ میں گرفتار ہوئے مصلوب مقتول مذبوح ہوئے یہ سب کچھ خلق اللہ کو ہلاکت سے بچانے کے لئے ہوا (۳) یہ سب کے سب دو دن قبر میں رہے۔ اور انہوں نے عذاب جہنم چکھا۔ تیسرے دن اتوار کو قبر سے نکلے۔ اور ان میں بعض آسمان کو گئے +

ان تین مسلمہ واقعات کے علاوہ ان میں سے بعض کے حواری بھی بارہ (برج) تھے۔ اُن کا نشان بھی بچھڑا تھا۔ ان میں سے بعض کے پہلے معجزہ کو بھی مسیح کے معجزہ اول کی طرح شراب سے تعلق ہے +

انجیل مسلمۂ محرف کتاب ہے۔ انجیل کے سوا اس وقت کی کسی اور کتاب میں مسیح کے حالات ہمیں نظر نہیں آتے۔ صرف انجیل ہی ہماری مدار علیہ ہے۔ اور وہ مسلمۂ محرف ہے۔ مسیح سے ایک صدی سے زیادہ عرصہ کے بعد کی لکھی ہوئی یہ کتابیں ہیں۔ پھر کیوں یہ امر تسلیم نہ کر لیا جائے۔ کہ عیسائی مذاہب کو دنیا کفریات میں ہر دلعزیز کرنے کے لئے جہاں یہ تین تاریخیں یعنے تاریخ ولادت تاریخ صلیب۔ تاریخ حشر لیلی گئیں۔ وہاں یہ واقعات بھی لے گئے گئے اور ان واقعات کے ساتھ دنیا کفریات میں جو عقاید وابستہ تھے وہ عقائد بھی ساتھ لیلئے گئے۔ اگر ان قضایا کے ماتحت یہ نتیجے مستنبط نہیں ہوتے تو عیسائی دوست از روئے منطق و قیاس ہمیں بتلائیں۔ کہ اور کیا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ پھر سب سے بڑھ کر رسم بپتسمہ یا اصطباغ و رسم عشاء ربانی بھی مسیح سے پہلے ملت کفریات

یں ہر جگہ موجود تھیں۔ اگر مسلمۃً یہ سابقہ باتیں ہیں۔ تو کیوں نہ سمجھا جاوے کہ مستعمران مسیحیت نے یہ سب کا سب مسالہ باہر سے لیا + بہر حال مغرب میں عیسائیت کی حقیقت کھلتی جاتی ہے۔ اور اصلی مذہب پر لوگ قائم ہوتے جاتے ہیں اور یہ کوشش ہو رہی ہے۔ کہ اکلیسیو تعلیم کو چھوڑ کر اصلی مسیحی تعلیم کو قائم کیا جاوے۔ یہ کوشش اب آزاد دراے یا مٹیریلسٹ گروہ نہیں کرتا۔ بلکہ وہ لوگ کر رہے ہیں۔ جو دین عیسوی پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔ مثلاً جیمیس اگلاس ڈیلی اکسپریس کا ایڈیٹر ایک مشہور اہل قلم اور عیسائی مذہب کا پابند ہے اور جناب مسیح سے محبت رکھنے والا انسان ہے۔ اس نے ایک سلسلۂ مضامین بعنوان "ہماری ایمانیات" اس اخبار میں شروع کیا۔ اس سلسلہ کے تیسرے نمبر میں جو ۱۸ دسمبر کو شائع ہوا وہ لکھتے ہیں :۔

"**کیا تم حمل باکرہ پر ایمان رکھتے ہو**"۔ مدت ہوئی ایک مشہور رفیلسٹ نے جس کی عقل و دانش کا میں قائل تھا۔ مجھ سے یہ سوال کیا۔ جس وقت ہم روز ولادت مسیح کے قریب آتے ہیں۔ یہی سوال اکثر متشککین اور ایسا ہی بہت عیسائیوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اور انکی گھبراہٹ کا موجب ہو جاتا ہے۔ حالانکہ علم الٰہیات میں یہ ایک معمہ اور چیستان ہے اسے مسیحی تعلیم اور اسکی روحانیت سے چنداں تعلق نہیں +

یہ گیا گزرا زبردستی کا عقیدہ تو ایجاد ہی نہ ہونا چاہئے تھا۔ متی اور لوقس نے جو نسب نامہ اپنی انجیل میں دیا۔ وہ تو یوسف (نجار) کو مسیح کا باپ سمجھ کر دیا۔ مثلاً متی نے مسیح کے سلسلہ کو ابراہیم تک اور لوقس نے آدم تک پہنچایا ہے۔ انھوں نے مریم کا سلسلۂ نسب نہیں دیا۔ ان نسب ناموں کے ہوتے ہوئے اس تحکمانہ عقیدہ کو قائم کرنا محالات سے ملے۔ کہ مسیح بن باپ تھا۔ اب اگر مسیح ابراہیم اور داؤد کی اولاد میں سے ہے۔ تو پھر یوسف لازماً اس کا باپ ٹھیرتا ہے۔ اسموقعہ پر عہد عتیق کی پیشگوئیاں بالکل ایک

بے تعلق باتیں ہیں۔ مثلاً یسعیا باب ہفتم والی پیشگوئی کو لیلو۔ جس کے الفاظ یہ ہیں "۔ خدا تعالیٰ تم کو خود ایک نشان دیگا " دیکھ کنواری حاملہ ہوگی۔ اور لڑکا پیدا ہوگا۔ تو اس کا نام عمانوئیل رکھیو"۔ جس لفظ کا ترجمہ کنواری کیا گیا ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں۔ اُس کے معنے جوان عورت کے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ پیشگوئی پولیٹیکل پیشگوئی تھی۔ اس کا تعلق تو بادشاہ آہز کی پولیٹیکل غرض سے وابستہ تھا۔ اس کو مسیح سے کوئی تعلق نہیں +

حق الامر یہ ہے۔ کہ یہ ولادت مسیح کی داستان۔ کوئی تاریخی واقعہ نہیں۔ یہ ایک شاعرانہ تخیل ہے۔ خود جائے ولادت بھی مشتبہ ہے۔ پیدائش از حمل باکرہ کی یہ داستان قدیمی مذاہب سے آئی ہے۔ گوتم بھی باکرزادہ ہی تھا۔ حقیقی واقعات پر پردہ ڈالنے سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ یہ شاعرانہ باطنیات اور انسانی بوالعجبی کی کہانیاں ہیں۔ ان کو حقائق سے کیا تعلق ہے۔ ان کی اگر کچھ قدر قیمت ہے تو صرف یہ کہ رُوحانیات میں یہ ایک قسم کی تشبیہ کا کام دیتی ہیں لیکن تاریخی حقائق میں یہ باتیں شمار نہیں ہوسکتیں +

خدا کا احسان اور لاکھ لاکھ احسان ہے۔ کہ کسقدر جلد ینابیع المسیحیت باثمر ثابت ہوئی۔ لدھیانہ کا نور افشاں اخبار اس تحریر کو دیکھے اور اپنے اس مسیحی اخلاق پر غور کرے۔ جو اس نے ینابیع المسیحیت پر ریویو کرتے ہوئے مصنف کی دشنام دہی میں ظاہر کئے۔ وہ یاد رکھے کہ لندن کا اخبار ڈیلی ایکسپریس کسی دہریہ کا پرچہ نہیں۔ بلکہ حامی مذہب پرچہ ہے۔ اور یہی مسٹر ڈگلس کا حال ہے۔ اس آرٹیکل میں مسٹر ڈگلس نے مسیح کو ایک بیدین ہادی لکھا ہے۔ اور کوئی دقیقہ اس کی تعریف میں نہیں چھوڑا۔ ہاں اسبات پر زور دیا۔ کہ مسیح کو بن باپ ماننا اس کی شان میں بٹہ لگاتا ہے۔ جسمیں ڈگلس نے انہیں باتوں کو دہرایا ہے جو ینابیع میں لکھی گئی ہیں۔ نور افشاں کو چاہیئے۔ کہ واقعات مندرجہ ینابیع المسیحیت

کی تردید کرے۔ گالیاں جواب کا قائمقام نہیں ہوتیں۔ عیسائی دوستو خوب غور کرو۔ آخر کس بنا پر مسیح کو کنواری زادہ سمجھ رہے ہو۔ تم بھی سچے ہو۔ مسیح خدا نہیں بنتا جب تک تمہارے خیال میں وہ باکرہ زادہ نہ ٹھیرے اب اس قصہ کی بنا تمہارے نزدیک انجیل ہے۔ لیکن ملل کفریات کی بنا ہی اس قسم کی قدیمی کتابیں ہیں۔ اگر وہ قابل اعتبار نہیں تو انجیل بھی مسلمۂ محرف ہے۔ اُسے بھی چھوڑ دو۔ ان نو باکرہ زادوں کو کیا کرو گے جو مسیح سے پہلے ۲۵ دسمبر کو پیدا شدہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ مسیح کی طرح مذبوح ہوتے ہیں۔ مسیح کی طرح اور اُسی تاریخ کو قبر سے اُٹھتے ہیں۔ رہا یسعیا والی پیشگوئی۔ چلو اسبات کو چھوڑ دو جو بنا ہیچ اور جیمس ڈگلس کہتا ہے یعنے جس یونانی لفظ کے معنے تم کنواری کے لیتے ہو۔ اس کے معنے معنے نوجوان عورت کے ہیں۔ ہم فرض کر لیتے ہیں۔ کہ اس لفظ کے معنے کنواری کے ہی سہی۔ اب اُسی واقعہ کو بذات خود دیکھ لو جس کا ذکر عہد عتیق میں ہے۔ بادشاہ مذکور پولیٹیکل خطرات میں ہے۔ وہ وقت کے نبی سے استدعا کرتا ہے۔ اور اپنی فتح کا کوئی نشان طلب کرتا ہے۔ ایک باکرہ آگے سے گذرتی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ جب یہ باکرہ بچہ جنے گی تجھے فتح ہو گی۔ اب واقعات مندرجۂ بائیبل یہ ہیں۔ کہ اس باکرہ نے شادی کے بعد بچہ جنا۔ اور اس کے بعد وہ پولیٹکل پیشگوئی پوری ہوئی۔ وہ پیشگوئی تو صریحًا ان ایام کے متعلق تھی۔ وہاں وہ لڑکی بھی موجود ہے۔ نہ مریم۔ وہ بالفرض کنواری بھی تھی۔ پھر اس کی شادی ہوئی۔ پھر لڑکا پیدا ہوا۔ جس کے بعد بادشاہ مذکور کی مشکلات حل ہو گئیں۔ اس میں مریم اور مسیح کہاں آ گئے۔ اور بالفرض اگر اسمیں کوئی معنوی اشارہ تھا۔ تو پھر اس نوجوان عورت نے بحیثیت باکرہ تو بچہ نہیں دیا۔ شادی کے بعد ہی وہ بچہ کی ماں بنی۔ دنیا میں اس وقت کونسی ماں ہے جو ایکدن باکرہ نہ تھی۔ اور جسکے

ایام طہر میں کوئی شخص یہ نہیں کہ سکتا ۔ کہ جب یہ باکرہ صاحب اولاد ہوگی۔ تو ایسا ایسا ہوگا ۔ اس سے یہ مراد تو نہیں کہ ایک اور مسیح پیدا ہوگا ۔ اس سے اسی قدر مُراد ہے ۔ کہ جب حسب طریق مرعی انکی شادی ہوگی ۔ وہ بچوں کی ماں بنیگی +

نہ معلوم مذہب میں کیا تاثیر ہے کہ اچھے پڑھے لکھے معقول انسان علم و عقل کو مذہب پر قربان کر دیتے ہیں ۔ ہم اخیر میں پھر اپنے ہندی مسیحی دوستوں کو اس امر پر غور کرنے کے لئے عرض کرتے ہیں ۔ کہ وہ کون سی امور ہیں جن پر وہ مسیح کو کنواری زادہ بروئے تحقیق خود تسلیم کر لیتے ہیں ۔ انجیل نویسوں کا ایسا لکھ دینا تو کوئی سند نہیں ۔ خصوصاً جب تحریف انجیل مسلم ہو چکی ہے ۔ پھر ملل کفریات میں یہ واقع موجود ہے ۔ پھر نسب نامہ کے متعلق وہ ایک اور امر پر غور کریں ۔ اس نسب نامہ کو مسیح سے تعلق کیا ۔ اگر وہ باکرہ زادہ ہے اصل بات یہ ہے کہ انجیل نویسوں نے مسیح کو بائبل کی بعض پیشگوئیوں کا مصداق بنانا چاہا ۔ اور وہ ایسا ہو نہ سکتا تھا ۔ اگر وہ حضرت داؤد کی اولاد میں سے نہ تھے پیشگوئیوں کا تقاضا تھا ۔ کہ ان کا مصداق ابن داؤد اور ابن ابراہیم ہو ۔ اور وہ ایسا تو ہی ٹھیر سکتا تھا ۔ اگر وہ یوسف کا بیٹا کہلائے اسلئے وہ نسب نامہ درج ہوا بہرحال اگر تو مسیح ان پیشگوئیوں کا مصداق ہے بات تو بالکل سیدھی ہے ۔ خدا کرے ہمارے دوستوں کو سمجھ آ جائے +

رازِ حیات یا انجیل عمل

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

عملی زندگی کا فوٹو عمل پیدا کرنیوالی کتاب ۔ اپاہج انسان میں محنت و مشقت کی روح پیدا کر کے اسے فارغ البال و آسودہ حال بنا دینے والی کتاب مسلم قوم کو نجات دینے والا نسخہ بالکل تیار ہے ۔ حجم ۲۸۸ صفحات قیمت فی جلد عہ

مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مشن کی تکمیل

تسلسل صفحہ ۲۴ جلد ۱۲ نمبر ۱ اشاعت اسلام
ماخوذ از اسلامک ریویو اکتوبر و نومبر سنہ ۱۹۲۵ء صفحہ ۳۷

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام امام مسجد شاہجہان ووکنگ انگلستان)

کسی ایسے طریق حکومت کا جس کے ساتھ امن اور انتظام کے قائم رکھنے کیلئے پولیس کی طاقت نہ ہو ذہن میں لانا مشکل ہے۔ تاہم مدینہ کے اندر آنحضرت صلعم کے آخری ایام زندگی میں ایسے طریق حکومت کو دنیا نے دیکھا جرم اس وقت مفقود ہو چکا تھا۔ اور جو شخص کسی گناہ کا مرتکب ہوتا۔ اگرچہ کوئی اسے دیکھنے والا نہ ہوتا تاہم وہ سیدھا آنحضرت صلعم کے پاس آکر اس کا اقبال کرلیتا۔ اللہ تعالیٰ کا حاظر وناظر ہونا ان لوگوں میں جو آنحضرت صلعم کے پاس بیٹھنے والے تھے ایک زندہ حقیقت بنگئی۔ اور کسی خفیہ پولیس کی ضرورت نہ تھی مجرم خود ہی اپنے آپ کو گرفتار کرا دیتا تھا۔ جھوٹ کا نام و نشان بھی کوئی نہ جانتا تھا۔ کسی مقدمہ کے لئے لمبی، چوڑی اور باریک چھان بین کی ضرورت نہ تھی۔ نہ ہی وکلاء کی کوئی فوج درکار تھی۔ جو سوفسطائی فلاسفر کے طریق پر چھوٹی بات کو سچ اور بڑے معاملہ کو اچھا دکھا سکیں غریب سے غریب آدمی کو اپنے مقدمہ کو بہتر بنانے کے لئے کسی قسم کی امداد کی ضرورت نہ تھی۔ واقعات یا امور تنقیح طلب وہاں کوئی ڈھونڈے نہ جاتے تھے۔ بیان دعوےٰ یا چالاکی کے ساتھ بنائے ہوئے جواب دعوےٰ کی کوئی حاجت نہ تھی۔ قادر مطلق اور حاضر وناظر خدا ہر جگہ آنکھوں کے سامنے ہوتا تھا۔ جناب مسیح کی دُعا۔ کہ تیری بادشاہت آئے۔ آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت ایک زندہ حقیقت کا حکم رکھتی تھی +

یہ اعلیٰ درجہ کی کامیابی جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے بینظیر ہے اور تاریخ عالم میں اپنی نظیر نہیں رکھتی ۔ رُوحانیت کے اس غیر معمولی اور اعلیٰ ترین مرتبہ کو ظاہر کرتی ہے ۔ جہاں آنحضرت صلعم کی ذات اقدس پہنچی ہوئی تھی ۔ کوئی اصلاح جماعت میں نہیں ہو سکتی ۔ جب تک کہ اس کے ممبر مصلح کی باتوں کی طرف کچھ نہ کچھ توجہ نہ دیں ۔ اور اسکی اطاعت کا جوا نہ اُٹھائیں لیکن کوئی دنیوی مال و دولت جاہ و عزت یا بڑے بڑے معجزات دوسروں کے دلوں میں وہ محبت عزت اور اطاعت پیدا کر سکتے ہیں ۔ جو ہمیشہ اعلیٰ درجہ کی روحانیت سے پیدا ہوتی ہے ۔ محمد رسول اللہ صلعم کے الفاظ کسی دنیوی بادشاہ کے الفاظ نہ تھے ۔ بلکہ آپ نے ان تمام چیزوں کو ہمیشہ اپنے سے علیحدہ رکھا جن سے متاثر ہو کر دوسرے لوگ آپ کی حمایت میں کھڑے ہو سکتے تھے ۔ بالفاظ قرآن آپ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے ۔ کہ

ان لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما اوحی من اللہ ۔ میں نہیں کہتا ۔ کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں ۔ نہ ہی میں یہ کہتا ہوں ۔ کہ میں کوئی فرشتہ ہوں ۔ میں صرف اس چیز کی متابعت کرتا ہوں ۔ جو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی گئی ہے "

باوجود ان تمام باتوں کے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری ایسی ہوتی تھی ۔ جو انسانی تصور میں نہیں آ سکتی ۔ آپ کے الفاظ ایک محبوب کے الفاظ سمجھے جاتے تھے ۔ جو اپنے چاہنے والے سے عزت اور عظمت اور اطاعت و فرمانبرداری کا خراج وصول کرتے تھے ۔ اور جب لوگوں کی ذہنیت اس درجہ پر پہنچ چکی ہو تو آپ کا اصلاحی کام میں تمام مذہبی شخصیتوں سے بڑھ کر کامیاب ہونا کوئی تعجب انگیز امر نہیں رہ جاتا ۔ لیکن کامیابی کے اس بلند ترین درجہ تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے ۔ کہ سب سے پہلے روحانیت کے اعلیٰ عروج پر اپنے آپ کو پہنچایا جائے جناب مسیح نے پانی کو شراب کی صورت میں تبدیل کر لیا ہو لیکن آپ اپنے حواریوں کی

فطرت کو بدل کر ایسی نہ بنا سکے جیسا کہ آپؐ کا منشاء تھا۔ آپ کی خواہش تھی کہ وہ کم از کم ایک رائی کے دانہ کے برابر ہی اپنے اندر ایمان پیدا کریں۔ اور جب آزمائش کا وقت آیا تو معلوم ہو گیا۔ ابھی تک وہ اس سے بھی محروم تھے ایک تے جس پر بہت اعتبار کیا گیا۔ اس سے دغابازی کی۔ دوسرے نے جس کو بہشت کی کنجیاں دیگئی تھیں۔ اس پر لعنت بھیجی۔ اور آپکی معیت سے انکار کر دیا انہیں جو جی چاہے کہو کمزوری ایمان اس کا نام رکھو یا روحانیت کی کمی لیکن امر واقعہ وہی ہے۔ جس کا میں نے ذکر کیا۔ معلم دراصل اس کیمیا سے خالی معلوم ہوتا ہے۔ جو ایک ادنےٰ درجہ کی دھات کو نہایت نفیس سونا بنا سکے۔ جناب موسےٰ کے پیرو بھی اپنے آزادی دلانے والے کی باتوں پر چنداں کان نہ دھرتے تھے۔ ارض موعودہ کو فتح کرنے کے متعلق انہوں نے ان کی نہ سنی۔ لیکن آنحضرت صلعم کے صحابہ کرام ہمیشہ آپؐ سے عرض کرتے تھے۔ کہ

"اصحاب موسیٰ کی طرح ہم آپ سے یہ نہیں کہتے کہ جاؤ تم اور تمہارا رب جاکر لڑو۔ ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم آپؐ کے دائیں سے لڑیں گے آپؐ کے بائیں سے لڑیں گے۔ آپؐ کے سامنے لڑیں گے۔ اور پیچھے سے ہو کر لڑینگے" اور یہ محض زبانی باتیں ہی نہ تھیں۔ انہیں بلا استثنا سخت ترین آزمائشوں کے اندر ڈالا گیا۔ اور ان کے الفاظ ہمیشہ سچے ثابت ہوئے +

جنگ احد میں آنحضرت صلعم دشمنوں کی طاقت کے دباؤ سے ایک گڑھے میں گر گئے اسی زخم آپ کو پہنچے۔ آپؐ کا چہرہ خون میں لتھڑ گیا۔ اور آپ کی زندگی خطرہ میں پڑ گئی لیکن آپؐ کے پیروؤں کی غیر متوقع محبت اور غلامی آپؐ کی نجات کا موجب ہوئی۔ آنحضرت صلعم گڑھے کے اندر پڑے تھے۔ اور دشمن کا یقینی شکار بن چکے تھے بشرطیکہ وہ آپؐ کو پا لیتے۔ اس وقت ایک ہی چیز جو قلعہ کے طور پر آپ کو بچا لینے کے کام آ سکتی تھی۔ وہ ایک انسانی دیوار تھی۔ جو آپؐ کے ساتھیوں نے بنالی تھی۔ وہ گڑھے کے اردگرد کھڑے

ہو گئے۔ اور دشمنوں کے تیروں کا اپنے آپ کو شکار بنایا۔ تیروں نے اس انسانی قلعہ کو چھلنی بنا دیا۔ لیکن آنحضرت صلعم کے جسم مبارک تک نہ پہنچ سکے۔ اس زندہ قلعہ کی اینٹیں یعنے صحابہ کرام مر مر کر تے جاتے تھے لیکن ان کی جگہ لینے کیلئے دوسرے کھڑے ہو جاتے تھے۔ عورتیں بھی اس موقعہ پر اپنی وفاداری کا ثبوت دینے میں کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ ام نضیبہؓ نے اپنی تلوار نیام سے کھینچ لی۔ اور اُنکی پیروی اُم سلمہؓ۔ حضرت عائشہؓ اور دوسری عورتوں نے کی۔ اور دشمنوں پر زبردست حملہ کیا۔ اور وہ عین وقت پر مصیبت سے بچانے کا دعوے بجا طور پر کر سکتی ہیں۔ آنحضرت صلعم کے صحابہؓ ذیل کا گیت جنگ کے موقعہ پر گاتے تھے۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت محمد صلعم کے ساتھ یہ اقرار کیا ہے۔ کہ ہم اپنی تمام زندگی میں اپنے دین کی حفاظت کے لئے جنگ کرینگے۔ موقعہ آیا۔ اور وہ اپنے الفاظ میں سچے ثابت ہوئے۔ یہ تعلیم دینے والے اور جن کو تعلیم دیگئی دونوں کے لئے برکت کا موجب ہے۔ اور دونوں کے کمال کا ایک کھلا ثبوت وہ رُوح جو آنحضرت صلعم نے لوگوں کے اندر پھُونکی۔ نہ صرف میدان جنگ ہی میں ظاہر ہوئی بلکہ اس نے صحرا کے لوگوں کو اس قابل بنا دیا۔ کہ وہ ان صعب ترین دشمنوں کا مقابلہ نہایت دلیری کے ساتھ کر سکیں جن سے ہر انسان کو واسطہ پڑتا ہے یعنے اس کی مسخ شدہ فطرت اور بُری عادات تاریخ عالم اس قسم کی ایک نظیر بھی پیش نہیں کر سکتی۔ کہ کسی مصلح کی تعلیم کی ایسی پوری طرح اطاعت ان لوگوں نے کی ہو جن کی اصلاح اس کے مدنظر ہو۔ بالخصوص اُن کی نہایت پختہ بد عادات کو دُور کرنے میں ایسی کامیابی اسے حاصل ہوئی ہو جیسے آنحضرت صلعم کو حاصل ہوئی شراب نوشی ان کی بد عادات میں سے تھی۔ کوئی شراب نوشی کی رسم جو دیوتاؤں کی تقدیس میں ادا کی جاتی تھی ان ایام میں عربوں کی شراب نوشی پر سبقت نہ لیجا سکتی تھی۔ ان کی روزانہ خوراک کے اوقات تین تھے لیکن شراب کی وہ روزانہ پانچ وقت پرستش کرتے تھے۔ لیکن جس وقت آنحضرتؐ نے

ان کو بھی شراب سے مجتنب رہنے کا حکم دیا۔ تو آپ کے ان جادو بھرے الفاظ پر لوگوں نے شراب کے مٹکوں کو توڑ دیا۔ اور مدینہ کی گلیوں میں اسے بارش کے پانی کی طرح بہا دیا +

شراب کی تجارت کو روکنے کے لئے قوم کے دماغوں سے لے کر وزارت کے کمروں تک کسی اپیل کے لئے جانے کی ضرورت پیش نہیں آئی جو وہ بھی تھوڑے عرصہ کیلئے ہی مؤثر ثابت ہوئی ہو۔ اس زبردست قوت قلبی کا ایک ہی لفظ کافی ثابت ہؤا اور شراب کے لئے جو پانچ اوقات مقرر تھے۔ وہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کی پانچ وقتہ عبادت میں تبدیل ہو گئے لوگوں کے اخلاق میں ایسے فوری انقلابات پیدا نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ کوئی شخص روحانیت کے اعلےٰ مقام پر پہنچا ہؤا نہ ہو جیسے آنحضرت صلعم پہنچے ہوئے تھے۔ آخر آپ کے تمام جوانی کے دن جو غار حرا میں عبادت الٰہی کے اندر بسر ہوئے تھے اپنا پھل لائے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ اگرچہ وہ آپ کی شادی کے ابتدائی ایام تھے۔ لیکن پھر بھی آنحضرت صلعم اکثر اوقات اس غار میں چلے جاتے۔ اور وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مہینوں کے مہینے بسر کر دیتے۔ وہیں اللہ تعالیٰ کا پاک فرشتہ آپ پر نمودار ہؤا اور سب سے پہلا پیغام آپ پر لایا +

نبوت کے منصب پر فائز ہوتے ہی آپ کے فرائض بہت بڑھ گئے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ سے کوئی چیز آپ کو باز نہ رکھ سکی۔ آپ کے دن کام کاج میں بسر ہوتے اور راتیں لمبی نمازوں اور عبادات میں۔ مدینہ کی سخت مصروفیت کی زندگی میں بھی آپ کے پاؤں متورم نظر آتے تھے۔ کیونکہ رات کو آپ نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور میں کھڑے ہوتے اور اپنی وفات کے وقت تک آپ اس پر کاربند رہے +

دسویں سال ہجری میں عرب کے گروہ در گروہ اسلام لانے کیلئے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرب کے تمام قبائل میں سے بہت سے وفود مکہ اور مدینہ میں آئے۔ تاکہ اپنے اور اپنے سرداروں اور قبائل کے اسلام میں داخل ہونے کا اقرار کریں۔ اس وقت آنحضرت صلعم پر اللہ تعالیٰ کا آخری الہام نازل ہوا جو حسب ذیل ہے:۔

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا +

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کی نصرت آئی اور فتح ہوئی۔ اور تو نے لوگوں کو خدا کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے دیکھا۔ پس اپنے رب کی حمد کی تسبیح کر اور اس سے مغفرت مانگ بیشک وہ رجوع برحمت کرنے والا ہے +

ان آیات سے جنمیں اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فتح کا ذکر ہے آنحضرت صلعم کے مشن کی تکمیل کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ آپ کا آخری الہام تھا۔ اور یہ آنحضرت صلعم پر مکہ میں نازل ہوا۔ جب آپ ایک لاکھ قدسیوں کے ساتھ وہاں گئے ہوئے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کس طرح سے وہ شاندار پیشگوئیاں جو اسلام کی آخری فتح کا اعلان کرتی تھیں۔ اور ان ایام میں کی گئیں جب آپ بالکل تنہا اور بے یار و مددگار تھے پوری ہوئیں۔ حضرت ابن عباس ؓ نے اس الہام میں آنحضرت صلعم کی وفات کی پیشگوئی سمجھی۔ اور ان کا یہ خیال بالکل صحیح تھا آنحضرت صلعم کے اس کے بعد صرف اسّی دن تک زندہ رہے۔ ۱۰ ذی الحج مطابق ۸ مارچ ۶۳۲ء کو آپ حج کرنے کے بعد مینا میں تھے جو قربانی کی جگہ ہے اور کیا ہی مؤثر وہ نظارہ تھا۔ آپ کے اردگرد مسلمانوں کی ایک بڑی مجلس تھی جو ایک لاکھ چالیس ہزار سے زیادہ مردوں عورتوں اور بچوں پر مشتمل تھی۔ اس عظیم الشان مجمع میں ایک بھی مشرک نہ تھا۔ اور یہ اس جگہ پر تھا جہاں بیس سال پہلے آنحضرت صلعم کو روکا گیا۔ اور آپ کو وہاں سے نکالا گیا۔ اس وقت آپ پر

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری نازل ہوئی۔ کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔ اس موقعہ پر جو خطبہ آنحضرت صلعم نے دیا وہ نہایت شاندار اور معرکتہ الآرا خطبہ تھا۔ آپ ایک اونٹ پر سوار تھے۔ اور آپ کے ارد گرد جو لوگ تھے۔ وہ عرب کے ہر ایک قبیلہ اور گروہ کے نمائندے تھے۔ آپ آہستہ بولتے تھے۔ اور آپ کے الفاظ کو دوسرے لوگ بلند آواز سے دوہراتے تھے۔ اور اس طرح سے آپ کا پیغام مجلس کی دوہتوں اور آخری حد تک پہنچ گیا۔ یہ خطبہ حسب ذیل ہے:-

اے لوگو! میں جو تمہارے پاس بیان کرتا ہوں۔ اس کو سنو۔ میں نہیں جانتا۔ کہ اس سال کے بعد میں تم کو اس جگہ اور اس مقام پر ملوں یا نہ ملوں۔ کیا تم جانتے ہو۔ آج کونسا دن ہے؟ یہ یوم النحر ہے۔ کیا تم جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟ یہ مقدس مہینہ ہے۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ کونسا مقام ہے؟ یہ مقدس شہر ہے۔ اسلئے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تمہاری جانیں اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں ایکدوسرے کے لئے ایسی ہی مقدس ہیں۔ جیسے آج کا مقدس دن اور یہ مقدس مہینہ اور یہ مقدس شہر جو حاضر ہیں۔ وہ غائب کو یہ پیغام پہنچادیں۔ تم اپنے رب سے ملنے والے ہو جو تم سے تمہارے اعمال کا محاسبہ کرے گا۔

آج دن جاہلیت کے سب سُود موقوف کئے گئے ہیں۔ اور پہلا سُود جس کو میں موقوف کرتا ہوں عباس بن عبدالمطلب کا سُود ہے آج کے دن جاہلیت کے تمام خون معاف ہیں۔ اور سب سے پہلا خون جس کو میں معاف کرتا ہوں۔ ربیعہ بن حارث کا خون ہے۔ اے لوگو! شیطان آج کے دن مایوس ہوگیا ہے۔ کہ اب تمہاری زمین میں اس کی پرستش ہو۔ لیکن وہ اسطرح اپنی اطاعت کی خواہش کریگا۔ کہ تم لوگ اپنے چھوٹے چھوٹے اعمال کی پروا نہ کرو۔ تم اس کے ان حملوں سے اپنے دل میں ڈرتے رہو۔

اے میرے لوگو! تمہاری عورتوں کے تم پر کچھ حقوق ہیں جس طرح کے تمہارے حق ان پر ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ تمہارے ہاتھوں میں خدا تعالےٰ کی امانت ہیں ۔ پس تم ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ ۔ ۔ ۔ ۔ اور غلاموں کے متعلق یہ خیال رکھو ۔ کہ جو کچھ تم خود کھاتے ہو وہی اُن کو کھلاؤ ۔ اور جو کچھ خود پہنتے ہو وہی انہیں پہناؤ +

اے لوگو! جو کچھ میں تمہیں کہتا ہوں اسے سُنو اور یاد رکھو ۔ تم جان رکھو کہ ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے ۔ تم سب برابر ہو یعنے ایکدوسرے پر یکساں حقوق کی ذمہ واریاں رکھتے ہو تم سب ایک ہی برادری کے ممبر ہو ۔ اسلئے تمہارے لئے یہ حرام ہے ۔ کہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جو وہ اپنی مرضی سے دے ۔ اسلئے اپنے بھائیوں پر ظلم نہ کرو یعنے ان کے حقوق سلب نہ کرو ۔ تب آنحضرت صلعم نے فرمایا ۔ ایخدا کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ۔ اور مجمع میں سے آواز بلند ہوئی "بخدا تو نے پہنچا دیا" تب فرمایا "اے خدا میں تیری پناہ چاہتا ہوں ۔ تو گواہ رہیو"

کیا ہی شاندار مشن تھا ۔ اور کیا ہی شاندار اسکی تکمیل ہوئی ۔ روحی فداک یا رسول اللہ

خریداران رسالہ

اِس مبارک ماہِ صیام میں ازراہِ کرم توسیع اشاعت رسالہ کی طرف توجہ فرمائیں +

خادم مینیجر

گوشوارہ آمد و خرچ

مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو اشاعت فنڈ و تبلیغ ریزرو فنڈ بابت ماہ فروری سنہ ١٩٢٦ء

دفتر ہندوستان

تفصیل آمد	نمبر شمار	رقم آمد ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر شمار	رقم خرچ ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ
آمد مشن	مد ١	٠	٦	٣١٣	خرچ مسلم مشن و اسلامک ریویو اشاعت فنڈ در ہندوستان	مد ١	٦	١٣	٨٤١
آمد اسلامک ریویو اشاعت فنڈ	مد ٢	٠	١١	١٧٨٨					
آمد ریزرو فنڈ	مد ٣	٠	٩	٤٦					
میزان	٠	٠	١٠	٢١٤٨	میزان		٦	١٣	٨٤١

دستخط (الراقم) غلام محمد (آنریری) فنانشل سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل ۔ لاہور

نقشہ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ فروری سنہ ١٩٢٦ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن جناب نور الدین صاحب بٹالہ ضلع گورداسپور	٠	٠	١٢
" از اسٹاف پوسٹل آڈٹ آفس مدراس	٠	١٠	٣
" جناب ابو منہاج الدین صاحب مظفر گڑھ	٠	٠	٥
" " ایم احمد ایم اے صاحب میرٹھ (یہ رقم اشاعت ادبیات کی ہے بل ٣ یہ رقم برآمد کرائی گئی)	-	٤	٢
" جناب محمد محمود صاحب شملہ والان دہلی	٠	٠	٢
" " چوہدری سلطان احمد صاحب گرائی ضلع امرتسر	٠	٠	١٠
" " نور غنی صاحب امین آباد	٠	٠	١٠
" " میاں محمد خان صاحب اکاڑہ	٠	٠	٤٠
" " عبد الکریم صاحب پٹنہ	٠	٠	٣٠
" " تاج الدین صاحب ٹنڈی دم	٠	٠	٥
" " عباد اللہ خان صاحب امراوتی	٠	٠	١٢
" " جناب احسان الحق صاحب جہلم	٠	٠	٢٥
" " محمد نور غنی صاحب امین آباد	٠	٠	٥

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن جناب محمد محمود صاحب دہلی	٠	٠	٢
" " صبیح الدین صاحب بہادر گڑھ رہتک	٠	٠	١
" " میر حسن صاحب تمکور	٠	٠	٨
" " حکیم اجمل خان صاحب دہلی	٠	٠	٥
" " شیخ سیون صاحب بنارس معرفت مد ٢ محمد صغر خان صاحب (یہ رقم انجمن ہلال احمر کی تھی مد ١ بل ٩ سے برآمد ہوئی و ووکنگ بھیجی گئی)	٠	٠	٥
" جناب فضل کریم صاحب بلوچان	٠	١	٣
" " نواب مولا بخش صاحب بہاولپور	٠	٠	٥٠
" " خواجہ رحمان صاحب ادھنی پور	٠	٠	١٢
" " ایم اے صوفی صاحب ۔ کلکتہ	٠	٠	١٠
" " نواب الدین صاحب ڈاکخانہ مریچی	٦	٠	١٠
" " بابو محمد ابراہیم صاحب بھوانی	-	٠	٤

(الوٹ ١) مد ١ اشاعت ادبیات کے ہے یہ رقم مد ٢ انجمن ہلال احمر صاحب جو رقم مبلغ ہے بذریعہ بل ١٩ برآمد کرائے گئے حساب خرچ کا ملاحظہ ہو۔

نقشہ نمبر ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۶ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن جناب فضل الدین صاحب راجا بھوپال او جین اسٹیشن	۰	۰	۵	امداد مشن جناب امیر حسن صاحب کاکوری لکھنو	۰	۰	۱
" جناب سید مست حسین صاحب	۰	۸	۱	" سیکے نور علی صاحب نگر کنڈا	۰	۰	۵
" ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب لاہور بابت زکوٰۃ	۰	۰	۲۵	" محبوب خان صاحب ہلی دھارواڑ	۰	۰	۲
				" عبد المعبود صاحب بھوپال	۰	۰	۲
				کل میزان	۰	۶	۳۱۳

نقشہ نمبر ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو پبلشر فنڈ ماہ فروری سنہ ۱۹۲۶ء

	پائی	آنہ	روپیہ
مفت تقسیم حضور میجر حاجی حمید اللہ خاں صاحب بہادر بھوپال	۰	۰	۵۰
" جناب ایم۔ اے صوفی صاحب کلکتہ	۰	۰	۱۰
" محمد محسن خاں صاحب کوآٹ ضلع آرہ	۰	۰	۵
قیمت اسلامک ریویو	۰	۱۱	۱۷۲۳
کل میزان	۰	۱۱	۱۷۸۸

نقشہ نمبر ۳ تفصیل آمد ریزرو فنڈ بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۶ء

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب عبد اللہ خان صاحب کابل	۰	۹	۳۱
" احمد حسن صاحب مراد آباد	۰	۰	۱۰
" انعام اللہ صاحب علیگڈھ	۰	۰	۵
کل میزان	۰	۹	۴۶

نقشہ نمبر ۴ تفصیل خرچ مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو پبلشنگ فنڈ ہندوستان بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۶ء

	پائی	آنہ	روپیہ
بل نمبر ۱۵ الاؤنس اڈیٹر بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء	۰	۰	۳۰۰
بل نمبر ۱۶ تنخواہ عملۂ دفتر "	۰	۰	۲۸۸
بل نمبر ۱۷ سیاہی پریس عہ ۔ فائل حساب ووکنگ عہ ۔ جلدیں اشاعت اسلام برائے فائل دفتر مشن ۱۲ ۔ جلد ریویو ستمبر سنہ ۱۹۲۵ء برائے دفتر ۱۲ ۔ لیوی ۲ ۔ تار مسجد ووکنگ ۔ خط بیرنگ ا ۔ ٹکٹ برائے محصول ڈاک مشن و ریویو وغیرہ ۲۲۲	۶	۹	۲۳۶
بل نمبر ۱۸ کرایہ دفتر جنوری سنہ ۱۹۲۶ء			۱۰
بل نمبر ۱۹ یہ رقوم برآمد کرائی گئیں ۔ جو کہ صہ روپیہ انجمن ہلال احمر کے تھے عہ اشاعت ادبیات جناب ایم احمد ۔ ایم صاحب کے تھے	۰	۴	۷
کل میزان	۶	۱۳	۸۴۱

گوشوارۂ آمد و خرچ

فنڈ امداد اشاعت ادبیات اسلامیہ فی بلاد الغربیہ بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۶ء

آمد ہندوستان	پنس	پائی	آنہ	روپیہ	خرچ	پنس	پائی	آنہ	روپیہ
از مسلم برادران ہندوستان	عا	۰	۱	۸۹۸	موٴرخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء کو یہ رقم شیخ جنجو صاحب کے حساب میں منیجر اکسیر حمانی کو دی گئی۔ کیونکہ یہ رقم دراصل اکسیر حمانی کی تھی جو کہ جنوری کے حساب متعلقہ فنڈ ہذا کی آمد میں دکھائی گئی ہے۔	۰	۰	۰	۶
					ڈرافٹ ۹۲۹ ... ۵۴/۴ ۶۲/ ۵/۱۹/۱۱ پونڈ جس کے روپے مبلغ ۸۲۳/۱۴/۱۲	۰	۰	۰	۸۲۳
					کرنسی ۵ پونڈ کے روپیہ ۶۹/۱/۰ بنام مولوی عبدالمجید صاحب سکرٹری مشن ووکنگ		-	۱	۶۹
					تار ۱۱ فروری سنہ ۱۹۲۶ء	۰	۰	۰	۱
کل میزان آمد		-	۱	۸۹۸	میزان کل			۱	۸۹۸

نقشہ نمبر ۱

تفصیل آمد ہندوستان از مسلم برادران بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۶ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب صفدر علی صاحب مظفرگڑھ ترجمہ احادیث	-	-	۱	حضور عالیجناب محمد جہانگیر صاحب مہاکشے والیٔ ریاست منگرول ۵۰ کاپی اسوۂ انبیاء کی مفت تقسیم	۰	۰	۱۲۵
″ خالد خان صاحب کوہاٹ برائے ترجمہ احادیث	-	۰	۵۰	جناب ایم احمد صاحب میرٹھ۔ اسوۂ انبیاء	-	۴	۲
				″ محمد صغیر صاحب بنارس للہلال احمر	-	۰	۵
″ خورشید علی صاحب لکھنو مفت تقسیم اسوۂ انبیاء	۰	۸	۲	″ ایم غلام رسول خان صاحب وکیل لدھیانہ۔ کرنسی نوٹ ۵ پونڈ	۰	۱	۶۹
″ عبدالعزیز صاحب بنگال مفت تقسیم اسوۂ انبیاء و ینابیع المسیحیت	-	۱۲	۱۹	″ عدیل الدین صاحب ترجمہ احادیث عنہ ۲ اسوۂ انبیاء عنہ	۰	۰	۳۰
″ مسز عبدالرشید صاحب بھوج ترجمہ احادیث	-	-	۱۰	″ صاحبزادہ نورالحق صاحب ترجمہ احادیث		۸	۳۱
″ قلی خان صاحب مالسیرا۔ زکوٰة	-	۰	۵۰	W. Panee. Bengal sayings of the Prophet.	۰	۰	۵۰۰
″ محمد حنیف صاحب اناؤ اسوۂ انبیاء	۰	۰	۲	میزان کل	۰	۱	۸۹۸

خواجہ عبدالغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل لاہور

نوٹ: اگر اسی طرح مسلم برادران نے توجہ فرمائی تو ساڑھے سات ہزار کی رقم جو ابھی تک طباعت ترجمۂ احادیث کیلئے درکار ہے بہت جلد فراہم ہو کر عنقریب ووکنگ میں شائع ہو

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

خطبات عزیزیہ

یہ وہ معرکۃ الآرا خطبے ہیں جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے قیام ہندوستان میں غیر مسلموں کو اسلام سے معروف کرانے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرنے کیلئے ہندوستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے بعض احباب کی خواہش پر اردو میں ترجمہ کرائے گئے ہیں۔ مکمل سٹ بے جلد ۱۱ر مجلد عہ

سلک مروارید

یہ ان دلچسپ و معرکۃ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لیکر ۱۹۱۲ء تک بن مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقامات دنیا میں انگریزی میں دیئے ان میں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلام پر لیکچر دیئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے قیمت بے جلد ۸ر جلد عہ

مکالمات علیہ

یعنی وہ گفتگوئیں یا بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب اور دیگر مذاہب کے رہنمایان کے درمیان مختلف مقامات پر ہوئیں۔ جمع کی گئی ہیں۔ یہ مکالمات مبلغین اسلام اور جملہ مسلم اصحاب کو جن کو مخالفین اسلام سے بحث کرنی پڑتی ہے ان کے لئے مفید ہیں قیمت صرف ۱۲ر مجلد ۱ر

براہین نیرہ حصہ اول

معروف بہ زندہ و کامل الہام

اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے، جسمیں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی کر کل مذاہب عالم کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقیانہ بحث کی ہے قیمت ۱۲ر مجلد عہ

مقصد مذہب

یہ وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے لاہور کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا تھا۔ اس کانفرنس میں عیسائی، سناتنی، آریہ سماجی، برہمو سماجی اور بہت سے دیگر مذاہب کے نمائندوں نے اپنے لیکچر پڑھے۔ اس لیکچر کی خوبی پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے۔
قیمت فی جلد صرف ۲ر

ضرورت الہام

فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں۔ اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلایل سے بتایا گیا ہے کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے۔ اور الہامی مذہب آیا ہے قیمت بلا جلد ۱۲ر مجلد عہ

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

اس کتاب میں فاضل مصنف نے عقلی و نقلی دلایل سے ثابت کیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ سب نام نہاد فرقوں کے اصول ایک ہیں۔ فقط فروعی اختلافات آپس میں ہیں۔ اور تمام مسلمانوں کو یک جہتی سے کام کرنے کی تلقین کی ہے قیمت ۱۲ر مجلد عہ

اسوۂ حسنہ

معروف بہ زندہ و کامل نبی

اس میں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے اس کو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کوئی نبی کامل ہو سکتا ہے تو وہ آپ ہی کی ذات ہے قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر

لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم

اس کتاب میں اس جلسے کی روئداد ہے جو سیسل ہوٹل ۱۹۱۱ء میں آنحضرت صلعم کی مقدس تقریب ولادت پر ہوا۔ اس میں فاضل نو مسلم مسٹر محمد مارڈیوک پکتھال کی بہت عمدہ تقریر آنحضرت صلعم کے خلق عظیم پر ہے۔ جو قابل رشک ہے۔ ۲ر

المشتہر۔ منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور (پنجاب)

رجسٹرڈ ایل نمبر

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر

قرآن حکیم

اشاعت اسلام

اُردو

اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام

درخواستہائے خریداری بنام منیجر اشاعت اسلام

عزیز منزل لاہور

قیمت سالانہ للعہ

ممالک غیر کیلئے عہ

فہرست مضامین

رسالۂ اشاعت اسلام

جلد (۱۲) بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء مطابق ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۴ھ نمبر (۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۱۲) بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء نمبر (۷)

شذرات

مساوات اسلامی کا زندہ نمونہ

حج

انسانوں کا تعلقات و متعلقات دنیوی سے بیجا شغف - دنیا کے تمام فسادات و نقص امن کا ذمہ دار ہے - اس
نقص کو رفع کرنے کیلئے فریضۂ حج وضع ہوا ہے - اس فریضہ کی بجا آوری کے لئے مسلمانوں کو اپنی زندگی میں
ایک دفعہ بیت اللہ کی زیارت کو جانا ضروری قرار دیا گیا ہے - اس طویل و دور دراز سفر کی لاتعداد صعوبتوں کو برداشت
کر کے ایک مسلم کے دل پر یہ حقیقت کا نقش فی الحجر ہو جاتی ہے کہ اپنے اقربا سے جدائی کسقدر تلخ اور دلخراش ہے
بیت اللہ سے ابھی فاصلہ پر ہی ہوتے ہیں کہ حاجی لوگ اپنا معمولی لباس اتار کر ایک خاص لباس پہن لیتے ہیں جو سب کیلئے
یکساں ہوتا ہے - ایک چادر اوپر کے حصہ بدن کو ڈھانپنے کیلئے پہن لیتے ہیں - اور ایک نیچے کے حصہ کیلئے -
ہر طبقہ و عزت کا انسان اس وقت ایک ہی لباس میں ملبس ہو کر مساوات انسانی کا زندہ پیکر بن جاتا ہے +
جو جو مسلم بھائی حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے ہیں - اور جو جو نظارے انہوں نے وہاں دیکھے ہیں انکے تاثرات دائمی طور پر انکے
قدو بیم بیٹھے اس مقام پر ہمارا تصور ہمکو کئی ہزار برس قبل کے زمانہ میں لیجاتا ہے جبکہ ابوالاقوام یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام
مکہ میں ریگستان کے بیچ ایک گھر کی مقدس دیواروں کے نیچے استادہ تھے - حضرت ابراہیم وہاں اللہ تعالیٰ

* ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعلمین +

ے حکم کے ماتحت گئے۔ جبکہ حاجرہ اور اس کے بچے اسمٰعیل کو آپ خشک و چٹیل بیابان میں چھوڑ گئے
جہاں میلوں مسافر کی آنکھوں کو سبزی دکھائی نہیں دیتی +

"عدم گنجائش اس موضوع پر مزید جنبش قلم کی متحمل نہیں۔ لہذا ان چند سطور پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے" + مترجم

اسوۂ انبیاء کے متعلق مدینہ بجنور مورخہ ۵ جون ۱۹۲۶ء کی تنقید

دی آئیڈیل پرافٹ (The Ideal Prophet)

اسلام کے مخلص مبلغ خواجہ کمال الدین صاحب مدظلہ العالی کی معرکۃ الآراء تصنیف جو حال ہی میں بشیر مسلم لائبریری ووکنگ مسجد لندن سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب حضور رسالتمآب سرور کائنات سلطان دو جہان۔ آقائے دو عالم صلعم کی حیات مطہرہ کا ایک مختصر سا نقشہ ہے۔ خواجہ صاحب نے اپنے دیباچہ میں اور لارڈ ہیڈلے فاروق نے اپنے "تعارف" کے اندر اس کتاب کی وجہ تصنیف بتائی ہے۔ یورپ کے اندر باوجود اعلےٰ تہذیب ایسے ایسے گستاخ اور دریدہ دہن نابکار مصنف گذرے ہیں اور موجود ہیں جو حضور صلعم کی زندگی کو انتہائی بھیانک صورت میں پیش کرتے ہیں۔ غلط واقعات تحریر کر کے بعض اوقات مغلظات پر اتر آتے ہیں جو عیسوی ذہنیت کا نہایت شرمناک نظارہ ہوتا ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب مدظلہ نے اس مقصد کو سامنے رکھ کر یہ کتاب تحریر فرمائی ہے۔ اور نہایت منہ توڑ جوابات دیئے ہیں۔ خواجہ صاحب کو جو ملکہ انگریزی زبان لکھنے کا حاصل ہے خصوصاً مذہبیات کے اندر وہ اس کتاب میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ کوئی منصف مزاج عیسائی یا غیر مسلم اس کتاب کو پڑھ کر متعصب اور سخن پرور نہیں رہ سکتا۔ مستند احادیث اور تاریخی واقعات سے خواجہ صاحب نے حضور صلعم کی حیات مطہرہ کے بعض ایسے پہلو نمایاں کئے ہیں جو تمام عالم کیلئے اسوۂ حسنہ بن سکتے ہیں۔ شان نبوت کے وہ جلوے جو یکساں طور پر بارش کرم فرماتے ہیں اس کتاب کے اندر خصوصیت کے ساتھ دکھائے ہیں کتاب کی اشاعت غالباً مفت کی گئی ہے لیکن خواجہ صاحب کا مشن امداد کا طلب گار رہے۔

کیلئے یہ ناممکن ہے کہ اسلام کی اصلی تعلیم کو اس متعصب گروہ پر واضح کیا جائے جو اسلام اور بانی اسلام
کو بدنام کرنے میں شیطان علیہ اللعن کا پیرو خاص ہے۔ اس کتاب کو بشیر مسلم لائبریری۔
دی اسلامک ریویو آفس دی موسک ووکنگ لندن سے طلب فرمائیے +
ہندوستان میں مسلم بُک سوسائٹی۔ عزیز منزل لاہور سے ۱۲ روپیہ پر مل سکتی ہے۔

مغرب میں ادبیات اسلامی کی مفت اشاعت کے حوصلہ افزا نتائج

غیر مسلمین تک اسلام پہنچانا۔ نور اسلام سے اُنکے قلوب کو منور کرنا
بہترین اسلامی خدمت ہے مسلم احباب اس فریضہ کیطرف توجہ مبذول
فرمائیں۔ ہم کو اس قابل کریں۔ کہ ہم ان کی طرف سے مختلف انگریزی
اسلامی کتب یورپ میں بکثرت مفت تقسیم کریں۔ یہ طریقہ امداد صدقہ
جاریہ کا کام دیگا۔ اسلامی ادبیات کی کثیر مفت اشاعت شاندار نتائج
پیدا کرسکتی ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ مترجم

مراسلہ نمبر ۴

جناب عالی! گذشتہ ڈاک آپ کا والا نامہ مع دس عدد کاپی ینابیع المسیحیت کے موصول ہوا۔ حسبِ
شکریہ قبول فرمائیں آپ کی جدید تصنیف کے مطالعہ کیلئے میں بے تاب تھا۔ میں آپکے تبحر علمی اور مذ
امورات میں دلچسپی کا دل سے معترف ہوں۔ اے۔ ایس۔ ڈبلیو

مراسلہ نمبر ۵

مکرمی! آپکے محبت آمیز گرامی نامہ و مرسلہ کتب کا ممنون ہوں۔ مرسلہ کتب بہت
دلچسپ ہیں۔ اور ایسی کتب کا میں متلاشی تھا۔ اُمید ہے۔ کہ ان کا مطالعہ
میرے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ کئی سالوں سے اسلام میرے لئے موجب کشش
ہو رہا ہے۔ میں تمام اسلام کے مطالعہ کا متمنی ہوں +

ٹی۔ آر

مراسلہ نمبر ۶

مکرمی - میں بے انتہا صبر سے کتب اور اسلامک ریویو کے منتظر رہتا ہوں جن کا مطالعہ میں نہایت دلچسپی سے کرتا ہوں - اور ان سے لذت اندوز ہوتا ہوں - اسکی فہرست مضامین اس قدر دلچسپ تھی - کہ میں نے اسے اپنے ایک رفیق کے پاس بھیج دیا - جو متلاشی حق تھا - آپ کی پیش کردہ امداد کا ممنون نہ مجھے یقین کامل ہے - کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اشاعت اسلام کے اس پاک کام میں جسکے لئے اس نے آپ کو مقرر کیا ہے - بہت بہت برکات عطا فرمائیے گا -

جون - بی - بی

مراسلہ نمبر ۷

ایکن - جرمنی

مکرمی - میں اسلام کو قبول کرنے کا متمنی ہوں - اور مجھے مسرت ہوگی - اگر آپ اس موضوع پر کچھ روشنی ڈالینگے - اور میری معلومات کو بڑھا دینگے - میں پیدائشاً برطانوی ہوں - اور آجکل مندرجہ بالا پتہ پر سکونت پذیر ہوں - کچھ عرصہ میں نے مصر میں گذارا ہے - جہاں میں نے اسلام کا قلیل علم حاصل کیا - چونکہ مجھے پراٹسٹنٹ اور کیتھولک مذہب کے اصولوں سے اختلاف ہے - اسلئے میں اسلام کے متعلق معلومات بڑھا کر بہت مسرور ہونگا - (ریورنڈ) آر - اے - جے

مراسلہ نمبر ۸

ہتھام - نزد برسٹل

پیارے دوست - میں آپکے مذہب کے متعلق اور معلومات چاہتا ہوں - مجھے اسلامک ریویو کے مطالعہ کا موقع ملتا ہے - اور انسانی تعلقات کے تمدن و معاشرت کا جو بنیادی رسالہ پیش کر رہا ہے - اور علم طبعیات کی طرف جو اس کا رویہ ہے - اس نے مجھے بہت ہی موثر کیا ہے سالہا سال گذر گئے - جبکہ میں نے کلیسا کو حقارت و نفرت سے ترک کیا - اور کلیسا کسی بات پر میرا ایمان نہیں - اس لئے اسلامک ریویو کے مطالعہ نے مجھے چونکا دیا اور مجھ پر

منکشف کیا۔ کہ آپکے مذہب میں عیسوی کلیسیاء سے بدرجہا زندگی کا بلند ترین۔ اشرف اور طبعی فلسفہ ہے۔ اس موضوع پر اور روشنی کا مستدعی ہوں +

آپ کا مخلص دوست ۔ ڈبلیو ۔ جی

مراسلہ نمبر ۸

دالور ہمٹن ۔ سٹاف

پیارے جناب۔ اسوہ انبیاء بہت ہی دلچسپ ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب ان غلط خیالات کو رفع کردیگی۔ جو اکثر عیسائیوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق جاگزین ہیں۔ میں نے یہ کتاب بہت سے لوگوں کو عاریتاً مطالعہ کے لئے دی ہے۔ جن کے دل میں دوران گفتگو میں میں نے اس کے متعلق دلچسپی پیدا کی ہے +

میرے دوست مسٹر ۔ ۔ ۔ کو چھوٹی سی کتاب "اسلام اور اسلامی نماز" مل گئی ہے اور ہم دونوں نے اس کو گہری دلچسپی سے پڑھا ہے۔ اور اس سے بہت ہی مستفیض ہوئے ہیں۔

آپ کا اسلامی بھائی ۔ جی ۔ ٹی ۔ ٹی

گوشوارہ آمد و خرچ مسلم مشن ووکنگ اسلامک ریویو، بشیر فنڈ، تبلیغ ریزرو فنڈ و اشاعت ادبیات

دفتر ہندوستان بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء

تفصیل آمد	صفحہ کتاب	رقم آمد ہندوستان: پائی	آنہ	روپیہ
۱۔ آمد مشن ۔۔ ۔۔ ۔۔	۱	۹	۱۳	۲۴۴
۲۔ اسلامک ریویو ۔۔ ۔۔	۲	۰	۱۴	۶۱۶
۳۔ ریزرو فنڈ	۳	۰	۸	۱۸۹
۴۔ اشاعت ادبیات	۴	۰	۲	۳۰۳
کل میزان	۰	۹	۵	۱۳۵۴

تفصیل خرچ	صفحہ کتاب	رقم خرچ ہندوستان: پائی	آنہ	روپیہ
خرچ اسلامک ریویو بشیر فنڈ مسلم مشن ووکنگ	۵	۰	۱	۱۳۰۵
ڈرافٹ نمبر ۱۰۷۴۸ / ۱۰۸۶ ۶۴ معرفت نیشنل بنک آف انڈیا روپیہ ۳۰۴ آنہ ۲ پائی ۲ پونڈ ۲۲ شلنگ ۹ پنس ۱۱ بنام جناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے سکرٹری ٹرسٹ ووکنگ (انگلستان) کے نام دفتر لاہور سے ۳/۶/۲۶ کو روانہ کیا گیا۔	۰	۰	۲	۳۰۳
میزان کل		۳	۸	۱۶۰۸

دستخط - ڈاکٹر غلام محمد آنریری فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ - عزیز منزل لاہور

نقشہ نمبر ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب سید سرمست حسین صاحب ممکور میسور ...	۰	۱۰	۱	جناب محمد محمود صاحب دہلی ...	۰	۰	۲
معرفت جناب عبد اللہ صاحب ازاسٹاک پوسٹل آڈٹ مدراس	۰	۱۰	۳	جنابہ فاطمہ بی بی صاحبہ لاہور ...	۰	۰	۱۲
جناب محمد اسحاق صاحب حکیم لاہور ...	۶	۱۴	۰	جناب کیپٹن ایم-اے جعفری الہ آباد ...	۰	۰	۱۰
″ خواجہ عبد الغنی صاحب ″ ...	۰	۹	۶	″ میاں سید اکبر سید احمد شاہ صاحبان پشاور	۰	۰	۱۴
″ خلیفہ عبد المجید صاحب ″ ...	۳	۱۵	۲	″ مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب دہلی	۰	۰	۵
″ عبد المجید صاحب ″ ...	۶	۱	۱	″ محمد شفیع خان صاحب اعوان کشمیر ...	۰	۰	۵
″ عبد الرحمٰن ″ ″ ...	۹	۳	۰	″ محمد نور غنی صاحب گوجرانوالہ ...	۰	۰	۵
″ امانت محمد ″ ″ ...	۶	۱	۱	″ صبیح الدین صاحب رہتک ...	۰	۰	۱
″ خلیفہ عبد اللہ ″ ″ ...	۳	۹	۲	″ خان میاں محمد خان صاحب منٹگمری ...	۰	۰	۲۰
″ محمد شفیع ″ ″ ...	۰	۱۵	۰	″ امیر حسن صاحب لکھنؤ ...	۰	۰	۱
″ منہاج الدین ″ ڈیرہ غازیخاں ...	۰	۰	۵	″ ایس کے ابراہیم صاحب بمبئی ...	۰	۰	۱
″ فضل کرم صاحب ادریسر ...	۰	۰	۳	معرفت جناب محمد عبد اللہ بیگ صاحب ازاسٹاک پوسٹل آڈٹ آفس مدراس	۰	۰	۳
″ تاج الدین صاحب منڈی ونم ...	۰	۰	۵	جناب فضل الدین صاحب اوجین بھوپال ...	۰	۰	۵
″ محمد عنایت اللہ صاحب پاکپٹن ...	۰	۰	۱	″ احمد بیگ صاحب بلاری ...	۰	۰	۱
″ نواب مولا بخش صاحب خان بہادر بہاولپور	۰	۰	۱۵	پیشگی امپرسٹ ...	۰	۰	۱۰۰
″ ڈاکٹر ایم-آئی صوفی صاحب کلکتہ	۰	۰	۱۰	میزان کل ...	۰	۱۳	۲۴۴

نقشہ نمبر ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو پبلشنگ فنڈ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
معرفت حضور حاجی محمد حمید اللہ خان صاحب دام اقبالہٗ ...	۰	۰	۵۰
″ جناب ڈاکٹر ایم-ای صوفی صاحب کلکتہ ...	۰	۰	۱۰
″ جناب نواب مولا بخش صاحب خان بہادر بہاولپور ...	۰	۰	۱۵
″ جناب سید سرمست حسین صاحب ممکور ...	۰	۸	۱
واپسی امپرسٹ ...	۰	۰	۲۰۰
قیمت رسالہ اسلامک ریویو ...	۰	۶	۳۴۰
کل میزان ...	۰	۱۴	۶۱۶

نقشہ نمبر ۳ تفصیل آمد ریزرو فنڈ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب حکیم قاضی صلاح الدین صاحب اناؤ ...	۰	۸	۳۹	جناب محی الدین صاحب کالٹی ...	۰	۰	۱۰
″ محمد قلعہ دار صاحب بمبئی ...	۰	۰	۱۰	″ غلام ربانی صاحب فتح آباد	۰	۰	۵
″ احسان الحق صاحب جہلم ...	۰	۰	۱۰۰	″ سید صفدر حسین صاحب حیدرآباد دکن	۰	۰	۵
″ نواب مولا بخش صاحب خان بہادر بہاولپور	۰	۰	۲۰	میزان	۰	۸	۱۸۹

نظریہ اعمال یعنی کرما کی تھیوری

اختلاف مدارج

نتیجہ فکر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

مسئلہ تناسخ کی دوسری شکل کرما تھیوری یا نظریہ عمل ہے مکافات عمل سے کیسے انکار ہوسکتا ہے۔ بدعملی کا نتیجہ بدی اور نیکی کا نتیجہ نیکی ہوتی ہے۔ ہمارے اعمال کے نتائج کچھ جلدی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ کچھ اپنے ظہور میں ایک لمبا وقت چاہتے ہیں۔ مجھے اسی امر پر غور کرتے ہوئے حیات بعدالموت پر یقین آجاتا ہے۔ جب کوئی عمل بیکار نہیں ہوتا اور کسی نہ کسی نتیجہ کو پیدا کرتا ہے۔ تو بہت سے ایسے اعمال کے نتائج کے ظہور کیلئے جنکے نتائج یہاں مرتب نہیں ہوتے کوئی نہ کوئی اور عالم بھی ہونا چاہیئے۔ عام اس سے کہ وہ اسلامی جنت و دوزخ ہو یا اسی دنیا میں پھر واپس آنا ہو۔ الغرض موت کے بعد کہیں نہ کہیں اس زندگی کے اعمال کے نتائج ظاہر ہونے چاہئیں۔ مسئلہ کرما کے ماننے والے کہتے ہیں۔ کہ ہم اپنے اعمال کے نتائج بھگتنے کے لئے اسی دنیا میں پھر واپس آتے ہیں*

دنیا کا تمدن اور ترقی مختلف مدارج کو چاہتی ہے انسانی ضروریات کچھ اس قسم کی بیشمار ہیں۔ اور ان کی نوعیت کچھ اس قسم کی مختلفہ ہے۔ کہ انسان کی اپنی کوششیں اُن کے دفعیہ کے لئے مکتفی نہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ انسان اپنی ہر ضرورت کے دفعیہ کی استعداد اپنے اندر رکھتا ہے لیکن صحیح تمدن انسانی اسی میں ہے۔ کہ زید کی رفع ضروریات کا تہیہ سوسائٹی کے دیگر افراد کریں۔ اور ان افراد کی کسی ضرورت کا علاج زید کرے۔ الغرض انسانی تمدن و تہذیب کی کل اسی طرح چل سکتی ہے۔ کہ انسانی سوسائٹی میں مختلف مدارج ہوں ادنے۔ اعلےٰ درمیانی حالتیں سب کی سب آسائش انسانی کے لئے ضروری ہیں

مہتر یا چمار خواہ کیسی ہی ذلیل سی ذلیل زندگی بسر کریں۔ انسانی آسائش کی زنجیر میں وہ ایک ضروری کڑی ہیں۔ الغرض آسائش اور تمدن کے لئے انسانی سوسائٹی کو مختلف مدارج میں تقسیم ہونا ضروریات سے ہے۔ کرما والے یہ کہتے ہیں کہ یہ مختلف مدارج ہمارے گذشتہ اعمال کا نتیجہ ہیں۔ ایک جنم میں اچھے اعمال ہمیں آیندہ جنم کی راحت اور خوشی بخشتے ہیں۔ اگر ہم مرفع الحال گھرانے میں پیدا ہوتے ہیں۔ تو یہ ہمارے گذشتہ نیک اعمالوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی اگر ہم اس عالم میں ادنے حالات کے ماتحت پیدا ہوتے ہیں مثلاً کسی چوہڑے چمار کے ہاں پیدا ہوئے تو یہ گذشتہ جنم کی بدعملی کا نتیجہ ہوتا ہے +

چماری خاندان یا شاہی خاندان تو دو انتہائیں ہیں لیکن ان دو حالتوں کے درمیان بھی جس قدر مدارج ہیں۔ وہ سب کے سب ایکدوسرے سے مختلف ہیں ہر جگہ ادنے اعلےٰ اور خادم مخدوم کا سوال موجود ہے۔ زید اگر بکر کا خادم ہے تو بکر خالد کا خادم ہے۔ اس سلسلہ کی کوئی انتہا ہی نہیں۔ ہر جگہ ادنے اعلےٰ نظر آتے ہیں۔ ہمارا تمدن اور ہماری آسائش اور ہماری راحتیں جیسے کہ میں نے اوپر کہا ہے۔ کُل کی کُل اسی بات پر حصر رکھتی ہیں۔ کہ کوئی اعلیٰ ہو کوئی ادنے ہو۔ کوئی خادم ہو کوئی مخدوم ہو۔ اب اگر یہ اختلاف مدارج یا کسی کا ادنے حالت میں پیدا ہونا۔ گذشتہ بدعملیوں کا نتیجہ ہے اور کسی کے گذشتہ جنم کے گناہ اور پاپ ہی اُسے آیندہ جنم میں۔ نوکر اور خادم بناتے ہیں۔ تو ہر نسل کی آسائش۔ آرام۔ تمدن۔ تہذیب سب کی سب اس بات پر منحصر ہے۔ کہ اس نسل کے انسانوں سے پہلے کسی جنم میں گناہ اور پاپ کثرت سے ہوں۔ یعنی اگر تمدن کے لئے اختلاف مدارج ضروری ہیں اور ایک اعلیٰ ہستی کے نیچے۔ کل سے کل ادنے ہستیں یا ہر ایک انسان دوسرے کے مقابل میں کسی نہ کسی رنگ میں اعلےٰ ادنے کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ خادم مخدوم کا سلسلہ ایک ضروری سلسلہ ہے تو پھر گناہ بھی ہماری تمدن کیلئے

ایک جزو لاینفک ہے۔ اگر بالفرض کوئی بھی گناہ نہ کرے تو پھر اگلے جنم میں کوئی بھی ادنے حالتیں پیدا ہوگا کوئی بھی کسی کا خادم نہ ہوگا۔ ایسی صورت میں تمدن کی کل کیسے چلیگی۔ اسلئے لازمی امر ہے۔ کہ انسانی نسل کے ہر جنم میں گناہ ہوں۔ یہ تو خیر انسانی سوسائٹی کے متعلق بحیثیت مجموعی کہا جاسکتا ہے لیکن اگر مسئلہ تناسخ ہی صحیح ہو تو فرداً فرداً انسانی راحت بھی بدی کو لازمی ٹھیراتی ہے۔ عموماً وہی لوگ اس دنیا میں راحت اور سکھ کے سامان اپنے لئے پیدا کر لیتے ہیں۔ جو ابتدائے زندگی میں طرح طرح کی تکالیف اور مشقت کو برداشت کرتے ہیں۔ ابتدائی زندگی کی مشقت ہی آیندہ کی راحت کا موجب ہوتی ہے لیکن اگر مشقت اور تکلیف کسی گذشتہ جنم کی بدعملی کا نتیجہ ہے۔ تو پھر دنیا میں کوئی خوشی حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ بدعمل اور بدکردار نہ ہو چکا ہو۔ یہ کس قسم کا گھنونا مسئلہ ہے۔ کہ جسکے ماتحت گناہ کا وجود ایک ضرورتِ حقہ ہو جاتا ہے۔ گناہ بذات خود ایک بُری چیز تھی۔ لیکن یہ تو کرما تھیوری کے ماتحت آیندہ کے جنم والوں کیلئے ایک عمدہ سرمایہ راحت ہے۔ جب کوئی گناہ کرے۔ اور اسکی پاداش اُسے اگلے جنم میں نوکر بنائے۔ تو پھر دوسرے کو راحت حاصل ہو۔ اس صورت میں گناہ کیوں قابل نفرت سمجھا جائے۔ کوئی چیز بذات خود بُری نہیں۔ اگر وہ کسی فرد یا افراد سوسائٹی کے نقصان کا موجب ہے۔ تو وہ بد ہے لیکن اگر کوئی فعل یا کوئی امر دوسروں کی راحت اور آسائش کا موجب ہوں تو وہ فعل مستحسن ہے اُسی کا نام نیکی ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا بحث کے ماتحت ایک نسل کے گناہ اُنکی بدعملیاں جب دوسری نسل کے لئے باعث راحت اور آسائش ہوں تو پھر اُن کا نام بدی نہیں ہو سکتا۔ گناہ اور بدیاں تو ضرور ہوتی ہیں لیکن کوئی بھی تو ایسا عالم ہو کہ جہاں بدی کا وجود مفقود ہو جائے۔

اگر دنیا کی حکمران **وہ ہستی** ہے جو **خیر محض** ہے۔ اور جو انسان کو ہر قسم کی برائیوں سے پاک دیکھنا چاہتی ہے۔ تو پھر وہ ہستی کسطرح نیک و خیر کے صفات سے متصف سمجھی جاسکتی ہے۔ اگر اسکے بنائے ہوئے نظام تلے انسان کبھی گناہ سے آزاد نہیں ہو سکتا

ہاں اگر انسان ایک نہ ایک عالم میں جا کر گناہ سے آزاد ہو جائے اور یہی حقیقی راحت ہے۔ تو پھر خدا کی ذات پر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔ لیکن اگر ایک جنم کا گناہ ہی بذات خود دوسرے جنم کی راحت انسانی کیلئے ضروری ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا تو پھر یہ لازمی امر ہے کہ نسل انسانی کبھی بھی گناہ سے آزاد نہ ہو +

اسلام اس بات کی تعلیم کرتا ہے۔ کہ انسان آخر کار راحت نامہ کو حاصل کرے گا اور گناہ و بدی سے پاک ہو گا۔ وہ گنہگار زندگی لے کر بیشک یہاں سے جائے لیکن اس زندگی کی اصلاح ہو گی۔ دوزخ کا عالم انسان کی اصلاح کا عالم ہے جسمیں سے نکلکر وہ ہمیشہ کے لئے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ اور پھر ان ترقیات کے عالموں میں جا داخل ہوتا ہے۔ جہاں گناہ اور بدی کا نام نہیں۔ اسی کا نام راحت ابدی ہے۔ یہی جنت ہے۔ یہ امر تو قابل قیاس ہے۔ کہ زید اپنی بدعملیوں کی سزا بھگتے۔ اور کرما تھیوری کے ماتحت اس کے ایک جنم کے گناہ اُسے دوسرے جنم میں کسی ادنٰے حالت میں رکھیں۔ یہاں تک تو صحیح ہے۔ لیکن وقت یہ پڑتی ہے۔ کہ زید کا ادنٰے حالت میں پیدا ہونا اُس جنم کے دوسرے افراد کے آسائش کے لئے ضروری ہے۔ اسلئے زید کا گذشتہ جنم میں گنہگار ہونا ہی ضروریات سے ہے۔ اگر ہمارے اعمال کے نتائج ایک بالا ہستی مرتب کرتی ہے۔ اگر خدا تعالٰی ہی ہمارے نیک اعمال پر ہمیں عوضنہ دیتا ہے۔ اور وہ عوضنہ اسی میں ہے۔ کہ ہم راحت اور آسائش میں رہیں۔ تو پھر خدا تعالٰی کی بخشیش اور اُسکے فیض جو ہم پر نازل ہونگے وہ سب کے سب صرف اسی ایک بات پر آ رہتے ہیں۔ کہ لوگ کثرت سے گناہ کریں۔ اور وہ گنہگار ان لوگوں کی آسائش اور راحت کا موجب ہوں۔ جن کی نیک عملیوں پر خدا تعالٰی انہیں انعام دینا چاہتا ہے۔ اب اگر یہ دور تسلسل لازم ہے۔ اور انسان نے بار بار اسی دنیا میں آنا ہے تو

اس دنیا میں اختلاف مدارج سے ہی کام چلتے ہیں۔ تو پھر گناہ ایک ضروریات
ابدیہ میں سے ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس منطقی ضرورت نے پنڈت دیانندجی کو
اور اس کے ہمجیالوں کو اسبات کے ماننے پر مجبور کر دیا۔ کہ آواگون کے
چکر سے کسی کو نجات نہ ملے۔

میں نے بھی بیان کیا ہے۔ کہ اس دنیا کے سی فرد بشر کو دیکھ لیا جائے
وہ اختلاف مدارج کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے۔ ہر ایک شخص نسبتی یا اضافی
حیثیت میں ادنےٰ اور اعلےٰ ہوتا ہے اور ہر ایک شخص ایک نہ ایک رنگ میں خادم اور مخدوم
ہے۔ اس دنیا میں کون ہے جو کسی نہ کسی حیثیت میں ادنےٰ نہیں۔ اور کسی
نہ کسی نقص میں پھنسا ہوا نہیں۔ اب اگر ادنےٰ یا ناقص یا خادمانہ حیثیتیں
کسی نہ کسی گناہ کا نتیجہ ہیں۔ تو اس سے لازم آیا۔ کہ کل کے کل انسان چھوٹا
موٹا کوئی نہ کوئی گناہ کریں۔ تاکہ آئندہ جنم کی تمدن کی کل چلے۔ ایک
غلط عقیدہ انسان اختیار کر کے کہاں کا کہاں پہنچ جاتا ہے +

تناسخ کے متعلق جناب کرشن کا عقیدہ

جناب کرشن جہاں مسئلہ عمل کے زبردست حامی ہیں۔ اور ہر جگہ کرم کا نڈ
پر زور دیتے ہیں۔ وہ ساتھ ہی اس آواگون کے قائل نہیں جو آریہ سماج
کا مایہ ناز ہے۔ وہ دراصل آواگون یا تناسخ کے قائل ہی نہیں وہ انسان
کے قالب بدلنے کے تو قائل ہیں۔ لیکن اسبات کو نہیں مانتے کہ
انسان بار بار اس دنیا میں واپس آکر جنم لیتا ہے۔ ان کی یہی تعلیم ہے
کہ انسان ایک قالب سے گذر کر دوسرے قالب میں چلا جاتا ہے۔ اور اسکے
آگے ترقیات کا راستہ ہے۔ اور آخرکار وہ ذات خداوندی میں
جا ملتا ہے۔ اس حالت کا نام جناب کرشن برمھ لوک تجویز کرتے ہیں
اور اپنے آپ کو برمھ لوک میں پرایت ہوتا بیان فرماتے ہیں۔ اور سچ
کہتے ہیں۔ آپ نے ان مختلف جنموں کی کیا خوب مثال دی ہے جنمیں سے

ایک انسان گذرتا ہی۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ جسطرح ایک بچہ جوان ہوتا ہی پھر بوڑھا ہوتا ہی۔ اسیطرح انسان ایک جنم سے دوسرے جنم میں جاتا ہے۔ بچگی۔ جوانی ضعیفی کے تین عالم ایکدوسرے کے متصل اور یکے بعد دیگرے ہیں۔ بچگی کے بعد جوانی اور جوانی کے بعد ضعیفی۔ اسمیں قدم ترقی آگے کو ہے پیچھے کو نہیں۔ بچے جوان اور جوان ضعیف ہوتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ جوان یا ضعیف ہوکر پھر جوان یا بچے بن جائیں۔ بچگی کا نقص جوانی میں دُور ہو جاتا ہے۔ اور جوانی کی غلط کاریاں عمر بڑھنے پر دور ہو جاتی ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ ان غلط کاریوں کے دفعیہ کے لئے ایک انسان پھر بچہ اور جوان ہو جائے۔ جناب کرشن کی تعلیم کے مطابق ہم سب نے ایک نہ ایکدن برمھ لوک میں جانا ہے۔ برمھ لوک کی حقیقت یہی ہی کہ انسان میں اخلاق خداوندی پیدا ہو جائیں۔ اُن کا رنگ ڈھنگ برمھ یعنی خدا کے رنگ ڈھنگ پر ہو۔ قرآن اسے صبغۃ اللہ کہتا ہے۔ یعنی خدا کے رنگ میں رنگین ہونا +

اب برمھ لوک اگر وہ راحت ابدی ہی۔ کہ جہاں گناہ کا نام نہیں اور یہ لوک ہر ایک کے حصہ میں آتا ہی۔ تو ایک نہ ایک دن آواگون نے ختم ہوتا ہی۔ لیکن کرما تھیوری کے ماتحت جیسا کہ اوپر بیان ہؤا ہی آواگون کا چکر لامحدود ہی۔ اور انسان کبھی گناہ سے پاک نہیں ہوسکتا۔ جناب کرشن کے ان الفاظ سے دھوکا نہ کھانا چاہئے۔ جہاں وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے پچھلے جنموں سے واقف ہوں۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ بار بار اسی دُنیا میں جنم لیکر واپس آئے۔ کیونکہ یہ بات ان کی باقی تعلیم کے خلاف پڑتی ہی۔ اگر وہ اسی دنیا میں بار بار آنے کے قائل ہوتے تو اس مسئلہ کو بچہ۔ جوان اور بوڑھا کی مثال دیکر تشریح نہ فرماتے۔ اگر وہ گذشتہ جنموں کا حوالہ دیتے ہیں تو جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہی۔ وہ ان مختلف عالموں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جنمیں سے وہ

چیز جس نے آخر کار اس عالم ارضی میں انسان بننا ہے یکے بعد دیگرے گذرتی ہیں۔ جس کی تشریح میں اوپر کر چکا ہوں۔ کرشن جی ان جنموں کا ذکر فرماتے ہیں جنمیں سے ذرات عالم ہوتے ہوئے آخر کار انسانی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

اختلاف مدارج تو انسانی تمدن کا ایک لازمی جزو ہے۔ اسلئے اُسے گذشتہ جنموں کے گناہوں کا نتیجہ ٹھیراتا نہ صرف گناہ کی جوازیت پر ہی مُہر لگاتا ہے۔ بلکہ یہ مسئلہ ہر حالت میں عمل کرتا ہوا نظر نہیں آتا آخر اختلاف صنف بھی اختلاف مدارج ہی ہے۔ اب اگر ہندو دھرم سچا ہے اور ہندو دھرم کے قوانین بھی صحیح ہیں۔ تو عورت کی حیثیت مرد کے مقابل بہت کم ہے۔ عورت مختلف پہلوؤں سے خادم اور شوہر ہر معنے میں اُس کا سرتاج ہے۔ پھر اگر ادنٰے حیثیت کسی گناہ کا ہی نتیجہ ہے۔ تو یہ تو ممکن ہے۔ کہ کسی نسل کی کل عورتیں کسی گذشتہ جنم کے گناہوں کا شکار ہو چکی ہوں۔ لیکن نسل انسانی کا وجود شروع سے ہی عورت اور مرد کو چاہتا ہے۔ لہذا وہ مرد عورت جو نسل انسانی کو اوّل دفعہ دُنیا میں لائے۔ وہ کس نیکی اور گناہ کے عوضے میں مرد اور عورت بنائے گئے۔ چنانچہ سورۂ یٰسین میں قرآن کریم جہاں اسبات پر زور دیتا ہے۔ کہ انسان مرنے کے بعد اس دُنیا میں نہیں آتا۔ وہاں وہ اُن دلائل کی بھی تردید کرتا ہے۔ جو تناسخ کی حمایت میں پیش ہوتی ہیں + چنانچہ اختلاف مدارج پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتا ہے

سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون

تم تو اختلاف مدارج لیئے ہوئے ہو۔ اور اختلاف مدارج کو کسی گناہ کا نتیجہ ٹھیراتے ہو یہاں تو کُل کا کُل نظام اختلاف مدارج پر چل رہا ہے۔ یہ اختلاف مدارج اسلئے ہے کہ مختلف کام مختلف وجود کریں۔ خود پیدائش کائنات کو ہی دیکھ لو نہ صرف مرد و عورت ایک دوسرے کا جوڑہ۔ بلکہ جو کچھ بھی زمین سے نکلتا ہے اور اُگتا ہے وہ بشکل نباتات

ہو یا جمادات اور ایسی اور بہت سی باتیں کہ جن کا تمہیں ابھی علم بھی نہیں وہ سب کے سب جوڑے ہی جوڑے ہیں +

تیرہ سو برس ہوئے جو قرآن کریم نے یہ حیرتناک راز کھولا۔ اس نے فرمایا کہ نہ صرف مرد عورت ہی۔ بلکہ کوئی بھی چیز کائنات میں ایسی نہیں جس کا وجود جوڑے کو نہ چاہتا ہو۔ حیوانات اور درختوں کو چھوڑو۔ پتھر، کنکر سب کے سب جوڑے کا ہی نتیجہ ہیں۔ ایک قطرہ پانی بھی ہائیڈروجن اور آکسیجن کے زوجیت سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ کُل کا کُل عناصر میں بھی رشتہ زوجیت ہے۔ ان سے آگے چلکر اگر ذرات برقی کے عالم میں آجائیں تو وہاں بھی منفی مثبت ذرات ایک قسم کے عورت مرد ہیں۔ ایتھری ذرات میں بھی یہی کیفیت ظاہر ہو رہی ہے۔ الغرض ہر ایک چیز میں زوجیت ہے اور اسی زوجیت سے نظام عالم چل رہا ہے۔ یہ باتیں تو آج علمی انکشاف میں آئی ہیں۔ عرب کے لوگوں کو اسی قدر علم تھا۔ کہ حیوانات کے بعد کھجوروں میں زوجیت کا رشتہ ہے۔ لیکن قرآن نے حیوانات نباتات خود کائنات کی ہر ایک چیز کو زوجیت کی زنجیر میں جکڑا ہوا بیان کیا ہے۔ بطور جملہ معترضہ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ زوجیت مخلوقات کے متعلق یہ بسیط علم جو قرآن کی آیات صاف اور بیّن الفاظ میں دے رہی ہیں۔ کیا کسی انسانی علم کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ انسان تو آج اس نتیجہ پر آیا ہے۔ پھر شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ باریک علم کس نے دیا۔ قرآن کریم نے بیسیوں جگہ اُن علمی حقائق کو بیان کیا ہے۔ جو تحقیق جدید نے آج دریافت کیں۔ اُن کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں لیکن آج کے انکشافات علمی سے صدیوں پہلے اور حقائق علمیہ کو چھوڑ دو صرف عناصر اور ذرات برقی تک میں رشتہ زوجیت کا ذکر کر دینا عالم الغیب کا ہی کام ہو سکتا ہے شارع عرب کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک آیت ہی اس کا ثبوت ہے۔ کہ قرآن خدائے خالق کی طرف سے ہے۔ اس آیت میں قرآن نے یہ تعلیم دی کہ تم تو

اختلاف مدارج کو کسی گذشتہ جنم کے گناہ کا نتیجہ ٹھیراتے ہو۔ یہاں تو کُل کا کُل نظام عالم اختلاف مدارج اختلاف حیثیت اور اختلاف عمل پر چل رہا ہے۔ اسی اختلافِ عمل اور اختلاف خاصیات سے نظام عالم کو ایکدوسرے سے جکڑ رکھا ہے۔ اگر یہ اختلاف نہ ہو۔ تو تمام نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔ ایسا ہی عورت مرد کا اختلاف کس گناہ یا نیکی کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ انسان کی تو ابتدا ہی اسی نظام سے ہوئی ہے۔ انسان کی پیدائش سے پہلے تو اسکے کوئی عمل نہ تھے۔ تو پھر کس بدعملی نے عورت کو پیدا کیا[۵۱]

اختلاف فی مابین اختلاف عمل سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ سیارے جو کائنات میں بغیر کسی سہارے کے حرکت کر رہے ہیں۔ اگر ایکدوسرے سے ٹکرا جائیں تو آنِ واحد میں کائنات تباہ ہو جائے۔ ان کا اپنے اپنے مفوضہ کاموں پر لگے رہنا ان مخالف اور ایک دوسرے سے مختلف کششوں اور عملوں کا نتیجہ ہے۔ جس کا اثر ایکدوسرے پر پڑتا ہے۔ ہر ایک سیارے کو اگر ایکدوسرا سیارہ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ تو تیسرا سیارہ اسکے اُلٹ اسے اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ ان کشش ہائے متخالف کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک سیارہ اپنی مقررہ دور پر حرکت کرتا ہے۔ اس باریک اور مخفی علم کو قرآن کریم مسئلہ تناسخ پر بحث کرتا ہوا ذیل کی آیت میں ظاہر کرتا ہے۔

۵۱ بعض اہل تناسخ تو آواگون کے دور کو نسل انسانی تک ہی محدود رکھتے ہیں۔ لیکن علی العموم دوسرا یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مخلوق کے ہر ایک شکل مثلاً درخت پتھر حیوانات کیڑے مکوڑے یہ سب کے سب اصل میں جیو ہی ہیں جو گناہ کر کے مختلف جینوں میں جنم لے لیتے ہیں جس سے مراد یہ ہے کہ در اصل کُل کے کل انسانی جیو ہیں جو گناہ کے ذریعہ مختلف قسم کے جانور اور اشیاء بن جاتے ہیں تحقیق جدید اس قیاس کی تردید کرتی ہے۔ انسان سے پہلے حیوانات کا وجود آج تسلیم کیا گیا۔ وہ ارضی کیفیت جسکے ماتحت انسان پیدا ہوتا ہے اس سے پہلے زمین کی کیفیت ایک سیالی کیفیت تھی۔ یعنے پانی تھا۔ جیسے کہ آنحضرت فرماتے ہیں کہ زمین پہلے الماء تھی یعنی کسی خاص قسم کا پانی اسی سے یہ امر لازم آتا ہے کہ انسان سے پہلے زمین پر دریائی مخلوقات ہو۔ لیکن بعض تناسخ والے مچھلیوں میں اُن انسانوں کی

وآیت لھم اللیل نسلخ منہ النھار فاذا ھم مظلمون والشمس تجری لمستقر لھا ذلک تقدیر العزیز العلیم والقمر قدرنٰہ منازل حتّٰی عاد کالعرجون القدیم لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النھار وکل فی فلک یسبحون

ان کے لئے رات بھی ایک نشانی ہے۔ ایمیں سے ہم دن نکالتے ہیں۔ پھر دیکھو وہ اندھیرے میں ہوتے ہیں۔ اور سورج بھی ایک مقررہ امر کیطرف دوڑ رہا ہے یہ خدا علیم و طاقتور کے مقرر کردہ اندازے ہیں۔ چاند کی بھی مقررہ منازل ہیں حتّٰی کہ کبھی یہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ سورج کو بھی اس امر کی اجازت نہیں کہ چاند پر غالب آجائے۔ نہ رات دن (کے اوقات) میں دخل دے سکتی ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے محور میں تیر رہا ہے +

گویا نظام شمسی میں ہر ایک چیز الگ الگ کام کر رہی ہے۔ ہر ایک کیلئے مفوضہ کام ہے۔ حیثیت میں بظاہر کمی و بیشی نہیں۔ نور ہی اگر کوئی عظیم الشان چیز ہے تو رات تو ظلمت ہی ظلمت ہے۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ رات ایسی ہی ضروری چیز نہیں جیسے کہ دن۔ پھر مختلف ستارے سیارے۔ ان کے حرکات ان کے ہیئات سب ایکدوسرے سے جُدا۔ لیکن نظام عالم کیلئے ہر ایک چیز ضروری ہے۔ ان کا مدارج میں ایکدوسرے سے مختلف ہونا ہی عالم کے وجود و بہبودی کا موجب ہے۔ یہی انسانی سوسائٹی کا حال ہے +

روحیں تسلیم کرتے ہیں جو کسی گناہ کے ذریعہ دریائی مخلوق بن جاتی ہیں بہرحال اگر یہ کیڑے مکوڑے یا مختلف جراثیم انسان کی ہی مسخ شدہ صورتیں ہیں تو آج تو ایک قطرۂ پانی میں ہزاروں جیو ہیں۔ انسان کے خون میں بیشمار جیو ہیں۔ انسان کا کل کا کل جسم جیووں کا ہی مجموعہ ہے۔ بیکٹیریا لوجی تو ہر ایک انسانی نباتاتی چیز میں جیو ہی جیو دیکھتی ہے۔ اگر یہ جیو بدعملی کا نتیجہ تھے۔ تو پہلے سب کے سب انسان پیدا ہو گئے۔ انسان کا بول و براز کروڑہا جیووں سے بھرا پڑا ہے۔ یہ کون سے انسان تھے اور ان کی کونسی بدعملیاں تھیں جنہوں نے سب سے اول انسان کے بول و براز میں اپنا مسکن اختیار کیا۔ ان باتوں سے گمان ہوتا ہے کہ آج آخر بعض اہل تناسخ اس امر پر آگئے۔ کہ انسان دورِ تناسخ میں انسانی جماعت میں ہی رہتا ہے مگر پرانی کتب سنسکرت کو کیا کرینگے + منہ

محمد بن عمر الواقدی

اور سیرۃ میں علمائے مستشرقین کی ایک نئی غلطی

ذیل میں ہم جناب سید سلیمان صاحب ندوی مدیر رسالۂ معارف اعظم گڑھ کے ایک گرانقدر مضمون کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ یہ مضمون مذکور رسالہ اسلامک ریویو انگریزی ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا ہے۔ مانچسٹر گارجین اخبار (انگلستان) میں گذشتہ سال ایک مضمون نکلا جسمیں مضمون نگار نے بعض ایسے گستاخانہ فقرے لکھے۔ جن سے حضور نبی کریم صلعم کی ہتک اور آپ کی شان میں گستاخی ہوتی ہے قلب مسلم کو مجروح کرنے والی تحریر کا جب ایک غیور مسلم نے مضمون نگار سے حوالہ دریافت کیا تو اس نے مارگیولیتھ کی کتاب کا حوالہ دیا۔ مارگیولیتھ نے اس واقعہ کو اپنی کتاب میں بے حوالہ نقل کیا ہے۔ اسلئے جب مارگیولیتھ سے اس کا ماخذ دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے **واقدی** کے جرمن ترجمہ ولہاؤسن کا حوالہ دیا۔ اس پر واقدی کے معتبر و غیر معتبر ہونے کی بحث چھڑ گئی۔ یہ ساری خط و کتابت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ نے جناب سید صاحب موصوف کو بھیجدی۔ جس پر ذیل کا بیش بہا مضمون جناب سید صاحب نے تحریر فرمایا۔ اردو اخبارات و رسائل کو چاہیئے کہ اس مضمون کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کریں تاکہ مسلمین و غیر مسلمین کو یوروپین مستشرقین کے علمی تبحر اور فضل و کمال کی ان نادر مثال سے آگاہی ہو۔ مترجم

سیرۃ کے مشہور راویوں میں سے ایک محمد بن عمر واقدی ہے سنہ ۱۳۰ھ میں پیدا ہوا۔ اور سنہ ۲۰۷ھ میں وفات پائی۔ مدینہ منورہ میں پیدائش ہوئی اور بغداد میں سکونت اختیار کی۔ اور قضا کا منصب حاصل کیا۔ ابتدائی مصنفین سیرت میں اس کا شمار ہے۔ سیرت میں اس کی ایک کتاب ہے۔ جس کا نام کتاب **المغازی** ہے جسمیں عہد نبوت کی لڑائیوں کا حال لکھا ہے۔ اگلے مصنفین کا یہ حال تھا۔ کہ چونکہ وہ ہر واقعہ کو اور واقعہ کے

ایک ایک جزو کو الگ الگ سلسلہ سے بیان کرتے تھے۔ اس لئے واقعہ کا تسلسل بیچ بیچ میں ٹوٹ جاتا تھا جس سے عام لوگوں کی دلچسپی کم ہو جاتی تھی واقدی نے یہ طرز اختیار کیا۔ کہ پورے واقعہ یا پورے غزوہ کے سارے راویوں کا نام شروع میں گنا دیا۔ اور ایک دلچسپ مسلسل داستان کی صورت میں پورے واقعہ یا پورے غزوہ کو بیان کر دیا۔ اس طرح سے عام لوگ جو روایتوں کے پُرپیچ عالمانہ سلسلوں میں پھنس کر اپنا لطفِ مطالعہ نہیں کھونا چاہتے تھے انھوں نے اس کی کتاب کو بیحد پسند کیا۔ اور خلفائے عباسیہ اور دیگر امرائے برامکہ کی نگاہوں میں اس نے بڑا رتبہ پیدا کیا۔ لیکن جس قدر امرا اور سلاطین کے ہاں اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا اسی قدر علمائے زمانہ ائمہ حدیث اور معتبر بزرگوں کی مسند اعتبار سے اس کو دوری حاصل ہوتی گئی +

اس بات پر مخالف و موافق رائے شہادتیں متفق ہیں۔ کہ اس کا حافظہ نہایت قوی تھا۔ اور اسی قوتِ حافظہ کی بناء پر اس کو خاص امتیاز ہے چنانچہ اس کے کاتب محمد بن سعد نے طبقات (۵-۴۱۴) میں لکھا ہے:-

وکان عالماً بالمغازي والسیرۃ والفتوح وباختلاف الناس في الحدیث والاحکام واجتماعھم علی ما اجتمعوا علیہ

وہ مغازی سیرۃ فتوحات اور حدیث و احکام میں لوگوں کے اختلافات اور جن پر اُن کا اجتماع ہے ان کا عالم تھا۔

مجاہد بن موسیٰ کا قول ہے کہ میں نے واقدی سے زیادہ حفظ یاد رکھنے والے سے نہیں لکھا۔ حافظ ذہبی میزان میں اس قول کو لکھ کر کہتے ہیں +

قلت وصدق کان الی حفظہ المنتھی في الاخبار والسیر والمغازي والحوادث ایام الناس والفقہ وغیر ذلک

میں کہتا ہوں کہ یہ بات سچ ہے واقدی کے حافظہ تاریخ سیر غزوات و قائع اور لوگوں کے حالات اور فقہ میں انتہا ہے ..

معصب زبیری کہتے ہیں:-

واللہ ما رأینا مثل الواقدي قط

بخدا ہم نے واقدی کا مثل نہیں دیکھا۔

خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں کہتے ہیں -

ھو ممن طبق الارض شرقھا وغربھا ذکرہ ولم یخف علی احد عرف اخبار الناس امرہ وسارت الرکبان بکتبہ في فنون العلم من المغازي والسیر والطبقات واخبار النبي صلعم والاحداث الکائنۃ في وقتہ وبعد وفاتہ

یہ ان لوگوں میں سے ہے جس کی شہرت نے زمین کے مشرق و مغرب کو گھیر لیا ہے اور جو شخص کہ تاریخ سے واقف ہے اس سے اس کا حال چھپا نہیں ہے مغازی سیر اور طبقات اور آنحضرت صلعم کے حالات اور جو واقعات آپ کے زمانہ میں ہوئے اور آپ کی وفات کے بعد ہوئے ان چیزوں میں اس کی کتابوں کو لوگ ہر جگہ لئے پھرتے ہیں

واقدی کے علم و حفظ کے ان واقعات میں جن پر سب کا اتفاق ہے لیکن سوال یہ ہے کہ واقدی وثوق و اعتبار

اور سند کے لحاظ سے کس رتبہ کا آدمی ہے؟ بعض لوگوں نے اس کے موافق شہادتیں دی مگر فن کے ناقدوں اور رجال کے واقفکاروں کا بڑا حصہ جسمیں امام شافعیؒ امام ابن حنبلؒ امام بخاریؒ وغیرہ داخل ہیں۔ اس کو بے اعتبار جھوٹا اور دروغگو کہتا ہے اور اسی لئے اسکی روایتوں کو محدثوں نے حدیث اور احکام کی کتابوں میں جگہ نہیں دی ہے۔ اور نیز علمائے نزدیک اسکی کتاب المغازی کو وہ حیثیت حاصل نہیں ہوئی جو محمد بن اسحاق کی سیرت کو حاصل ہو ہی ہے۔ بہرحال واقدی کی کتاب المغازی ایک نادر و کمیاب کتاب تھی اور ہم علمائے مستشرقین کے ممنون ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کو چھاپ کر وقف عام کیا۔

سنہ ۱۸۵۷ء کے پس و پیش عہد میں جرمن عالم ڈاکٹر اسپرنگر کی بدولت ہندوستان میں بعض کتابوں کی اشاعت کا نادر موقع بہم پہنچا۔ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نے اسباب میں خاص اہمیت حاصل کی۔ صحابہ کے حالات میں حافظ ابن حجر کی تصنیف الاصابہ فی تمیز الصحابہ کی اشاعت سے ڈاکٹر اسپرنگر اور ایشیاٹک سوسائٹی کو خاص شہرت حاصل ہوئی اور اسی کے ساتھ ڈاکٹر اسپرنگر پہلے یورپین عالم ہیں جنھوں نے عربی ماخذوں سے "دی لائف آف محمد" ترتیب دی اور اسلئے اس نے یورپ کے علمی حلقوں میں ایک جگہ پیدا کرلی۔

اے۔ وان کریمر (A. VAN. KREMER) جو مشہور یوروپین مستشرق ہیں اور سرکاری تعلق یعنی آسٹریا کے وکیل مطلق کنسولیٹ جنرل کی حیثیت سے اسکندریہ (مصر) میں مقیم تھے۔ انھوں نے واقدی کی کتاب المغازی کا واحد نایاب نسخہ دمشق کے ایک کتب خانہ میں پایا۔ جون سنہ ۱۸۵۴ء میں ڈاکٹر اسپرنگر نے اسکندریہ میں الفرد وان کریمر صاحب سے ملاقات کی اور ان کی کتاب المغازی واقدی کا نسخہ دیکھا اور ان کو آمادہ کیا کہ ببلوتھیکا انڈیکا کے سلسلہ میں وہ اس کو مرتب (اڈٹ) کریں اور بنگال ایشیاٹک سوسائٹی میں چھپوائیں فروری سنہ ۱۸۵۶ء میں جب وہ ہندوستان آئے تو یہ کتاب چھپ چکی ہے یعنی سنہ ۱۸۵۵ء میں وہ چھپ چکی تھی۔ بہرحال ابن ہشام کے بعد سیرۃ نبوی میں یہ دوسرا ابتدائی ماخذ تھا جو یورپ کے ہاتھ آیا۔ اسلئے اسکے ساتھ خاص اہتمام برتا گیا۔

ولہاؤسن نے سنہ ۱۸۸۲ء میں "محمد مدینہ میں" کے عنوان سے جرمنی میں اس کا ترجمہ شائع کیا اور بہت بڑی حد تک یورپ کے مستشرقوں میں سند اور ماخذ قرار پایا۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۵ء میں

پروفیسر مارگیولیوتھ نے انگریزی میں "محمد اور ترقیٔ اسلام" کے نام سے سیرۃ میں جو فاضلانہ کتاب تصنیف کی ہے۔ اور جسمیں پہلی دفعہ ایک مستشرق نے سیرۃ میں احادیث کو ماخذ قرار دیا ہے اور اسلئے وہ خاص اعتنا کی مستحق ہے۔ اسمیں بھی وہ ولہاؤسن سے مستغنی نہ ہوسکے اور کتاب المغازی کے اصل عربی نسخہ کے بجائے ولہاؤسن ہی کے ترجمہ کو انھوں نے قابل قبول سمجھا

اتنی تمہید کے بعد اب اصل مقصد سنئے، ابھی حال ہی مانچسٹر گارجین اخبار (انگلستان) میں ایک مضمون نکلا ہے جسمیں مضمون نگار نے ایسے فقرے لکھے ہیں جن سے حضور انور صلعم کی شان میں گستاخی ہوتی ہے منجملہ انکے ایک فقرہ یہ ہے۔ کہ آپ ایسے بزدل اور ڈرپوک تھے کہ بدر میں جب خون بہتے دیکھا تو آپ کو غش آگیا"۔ ایک مسلمان نے مضمون نگار سے اس واقعہ کا حوالہ دریافت کیا، تو اس نے مارگیولیوتھ کی کتاب کا حوالہ دیا۔ مارگیولیوتھ نے اس واقعہ کو اپنی کتاب میں (صفحہ ۲۵۹) میں بے حوالہ نقل کیا ہے، اسلئے مارگیولیوتھ صاحب سے اس کا ماخذ دریافت کیا گیا تو انھوں نے واقدی کے جرمن ترجمہ ولہاؤسن کا حوالہ دیا۔ اس پر واقدی کے معتبر اور غیر معتبر ہونے کی بحث چھڑ گئی، جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے پچھلی ڈاک سے یہ پوری خط وکتابت میرے پاس بھیجدی ہے، اس کو پڑھ کر یورپین مستشرقین کے علمی تبحر اور فضل وکمال کی ایک عمدہ مثال ہاتھ آگئی، پروفیسر مارگیولیوتھ اپنے کرمنامہ میں لکھتے ہیں :-

مورخہ ۴ نومبر ۱۹۲۵ء — اوکسفورڈ

جناب من! میرا خیال ہے کہ مضمون نگار نے "محمد اور ترقیٔ اسلام" کے حسب ذیل فقرہ کا حوالہ دیا ہے (صفحہ ۲۵۹) "جب خون کا پہلا قطرہ بہایا گیا تو پیغمبر اپنے جھونپڑے میں واپس آئے اور نڈھال ہو کر غش کھا گئے Fainted بعینہ واقدی کے الفاظ ہیں برٹش میوزیم ۱۶۱۷ جس کا ترجمہ ولہاؤسن نے محمد مدینہ میں کے عنوان سے برلن میں ۱۸۸۲ء میں کیا ہے (صفحہ ۵۸) کہ جب فوجیں ایکدوسرے کے مقابل آئیں تو محمد نڈھال ہو کر غش کھا گئے Fainted واقدی آگے کہتا ہے کہ محمد بہرحال بہت جلد ہوش میں آگئے"۔ روایت کی دوسری شکل میں ہے (صفحہ ۵۸) کہ جب لڑائی شروع ہوئی تو محمد نے دعا کی، ابوبکر نے تسلی دی، صحیح مسلم مطبوعہ قاہرہ ۱۲۹۰ھ جلد ۲ صفحہ ۵۵ اور واقدی صفحہ ۵۵ سے یہ ظاہر ہے کہ یہ دعا اس بیہوشی کے دورہ سے افاقہ کے بعد مانگی گئی تھی۔ میں نے واقدی کے

اس فقرہ کو کہ جب فوجیں ایک دوسرے کے مقابل آئیں اس طرح ادا کرتے ہیں کہ جب خون کا پہلا قطرہ گرایا گیا خود واقدی کا مطلب ادا کر دیا ہے۔

خواجہ صاحب نے جب پروفیسر مارگیولیوتھ کو لکھا کہ واقدی کا حوالہ بیکار ہے کہ وہ مسلمانوں میں معتبر نہیں، تو موصوف نے یاقوت حموی کی کتاب معجم الادباء کی جلد ۷ کا جو مسودہ اُن کی اڈیٹرشپ میں زیر طبع ہے اس کا حوالہ دیا کہ یاقوت نے لوگوں سے اس کی توثیق نقل کی ہے۔ خط کی عبارت یہ ہے۔

مورخہ ۷ نومبر ۱۹۲۵ء

جناب من! ایں فرصت کے وقت اُس نقطہ پر غور کرونگا جدھر آپ نے مجھ کو متوجہ کیا ہے اور یہ مجھ کو اس صدمہ سے بھی نجات دلانے کیلئے تھوڑا سا وقت لیگا کہ آپ واقدی ایک مسلمان مورخ کو جو بہت سے مستند صحاب کے نزدیک سب سے زیادہ معتبر ہے ایک مشہور دروغگو کہتے ہیں وہ ائمہ اسلام جو واقدی کو اس لحاظ سے دیکھتے ہیں لکھتے ہیں کہ وہ بہ حیثیت سے بالکل معتبر ہے یاقوت نے معجم الادباء کی ساتویں جلد میں جو ابھی زیر طبع ہے انکو گنایا ہے۔"

سب سے پہلے ہمکو پروفیسر مارگیولیوتھ صاحب کے اس احسان کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے واقدی کی توثیق اور معتبر ہونے کے لئے یاقوت کا حوالہ دیا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ یاقوت کا شمار ناقدین حدیث اور علمائے اصول میں نہیں ہے۔ وہ صرف ادب و جغرافیہ و تاریخ کا آدمی ہے، اس کو اشخاص کی جرح و تعدیل سے کیا تعلق ہے؟ ہمارے پروفیسر صاحب کو واقدی کے معتبر شمار کرانے میں خاص انہماک ہے ۱۹۱۵ء یا ۱۹۱۶ء میں جب وہ پنجاب یونیورسٹی کے بلاوے پر ہندوستان آئے تھے تو لکھنؤ میں گھنٹہ دو گھنٹہ کے لئے ان سے ملاقات کا اتفاق ہوا تھا لیکن اس ملاقات میں بھی دانستہ یا نادانستہ واقدی ہی کی معتبری و نامعتبری کی بحث چھڑ گئی تھی، میں نے کہا تھا کہ واقدی کی حیثیت ایک داستان گو کی ہے جس کا شمار معتبر مؤرخین میں نہیں ہو سکتا، تاریخ و سیرت میں اس کا حوالہ دینا ایسا ہی ہے جیسے آپ ملکہ الزبتھ کی سوانحمری میں رینالڈس کا حوالہ دیں، پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ امام شافعی کی نسبت کیا کہتے ہو کہ وہ اس سے روایت کرتے ہیں، میں نے کہا کہ اگر یہ درست ہے تو نفس روایت کرنا یہ معنی نہیں رکھتا کہ

امام نے انکی توثیق کی ہے درآنحالیکہ کتب نقد میں صاف تصریح ہے کہ امام موصوف انکی تصنیفات کو جھوٹ کا انبار کہا کرتے تھے +

بہرحال اب معجم الادباء کی ڈیٹری کی تقریب سے پروفیسر صاحب کو واقدی کے مداحوں کے چند نام اور اقوال ہاتھ آئے ہیں لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ واقدی کی توثیق کیلئے ایک ادیب وجغرافی واخباری کی تصنیف کے حوالہ کی ضرورت نہیں، واقدی کی حمایت میں جو اقوال اس کے اندر ہوں گے وہ ہماری نگاہوں سے مخفی نہیں ہیں۔ آٹھویں صدی میں یاقوت نے جو کچھ جمع کیا ہے وہ سب آٹھ صدیوں کی جرح و تعدیل کی کتابوں میں مذکور ہے۔ محمد بن اسحاق اور محمد بن عمر واقدی کا حامی اور مداح علامہ ابن سید الناس اندلسی المتوفی ۷۳۴ھ سے زیادہ کوئی نہیں، انہوں نے ان دونوں کے متعلق جس قدر توثیق اور استناد کے اقوال تھے سب کو اپنی کتاب عیون الاثر فی فنون المغازی والتاریخ والسیر کے مقدمہ میں سب یکجا کردیا ہے اسی کے ساتھ امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ان کے مخالف و موافق جو کچھ کہا گیا ہے سب جمع کردیا ہے اس سے کچھ زیادہ یاقوت کی متوقع جلد میں نہ ہوگا۔

نفس واقعہ غشی کی تحقیق کیلئے بحث کی تین منزلیں ہیں، واقدی کی حیثیت، انکی کتاب المغازی کی حیثیت، اصل واقعہ کی صورت، +

واقدی کی حیثیت واقدی کے حافظہ اور کثرت معلومات کی شہادتیں اوپر گذر چکی ہیں، امام شافعی نے اسکے متعلق ایک نہایت ظریفانہ فقرہ کہا ہے۔ کہ واقدی بہرحال بہت بڑا آدمی تھا اگر وہ جھوٹا تھا تب بھی بہت بڑا آدمی تھا اور اگر سچا تھا تب بھی بہت بڑا تھا" واقدی کی ذات آج نہیں بلکہ ہمیشہ سے معرض بحث میں رہی ہے اور اس کا سلسلہ خود اس کی زندگی میں شروع ہوچکا تھا بڑے سے چھوٹا کوئی ایسا بدقسمت راوی شاید ہی ملیگا۔ جس کی ایک آدھ نے توثیق نہ کردی ہو۔ اسلئے علمائے اصول کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ مخالف یا موافق دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھ کر اور ان کو باہم تول کر اس کے متعلق قطعی فیصلہ کرتے ہیں واقدی کا بھی یہی حال ہے چنانچہ اس کے متعلق مخالف و موافق دونوں پہلو حسب ذیل ہیں:۔

اس کے موافق پہلو کا روشن حصہ یہ ہے کہ اس کے علم و حافظہ کی سب نے تعریف کی ہے یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے کہ ایکدفعہ امام مالک نے قتل ساحرہ کی نسبت دریافت کیا گیا تو امام نے فرمایا دیکھو واقدی کے پاس

اسکے متعلق کچھ ہی لوگوں نے اس سے پوچھ کر امام کو اطلاع دی تو لوگ کہتے ہیں کہ امام نے اس پر قناعت کی۔ اسی طرح ایک دفعہ اور امام سے کسی نے دریافت کیا کہ خیبر کی اس یہودی عورت کو جس نے آپکے کھانے میں زہر ملایا تھا آپنے کیا برتاؤ کیا' امام نے فرمایا کہ مجھ کو اس کے متعلق کوئی علم نہیں اہل علم سے دریافت کروں گا۔ چنانچہ امام نے واقدی سے ملاقات کی تو دریافت کیا۔ اور حلقہ میں آکر فرمایا۔ کہ اہل علم نے یہ جواب دیا' دراوردی ایک ناقد حدیث ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ واقدی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ انھوں نے جواب دیا تم واقدی کو مجھ سے پوچھتے ہو تم واقدی سے مجھ کو پوچھو' یہی جواب ابو عامر عقدی اور معن بن عیسیٰ نے بھی دیا ہے +

ان اقوال کے علاوہ میزان الاعتدال' تہذیب التہذیب اور عیون الاثر میں جن علماء نے جن الفاظ میں انکی توثیق کی ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

نام	اصل قول	ترجمہ
دراوردی	الواقدی امیر المومنین فی الحدیث	واقدی حدیث میں مسلمانوں کا امیر ہے۔
یعقوب بن شیبہ	حدثنی بعض اصحابنا انہ ثقۃ	ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ وہ ثقہ ہے۔
مصعب زبیری	ھو ثقۃ مامون	وہ ثقہ اور مامون ہے۔
ابن نمیر	اما حدیثہ ھنا فھو مستوا ما حدیث اھل المدینۃ فھم اعلم بہ	اسکی حدیث یہاں تو برابر ہے لیکن اہل مدینہ کی حدیث تو وہ اس سے زیادہ واقف ہیں (یعنی اسکے متعلق وہ فیصلہ کریں)
ابراہیم الحربی	الواقدی امین الناس فی الاسلام	واقدی اسلام میں لوگوں کا امین ہے۔
محمد بن اسحاق الصغانی	لولا انہ عندی ثقۃ ما حدثت بہ	اگر وہ میرے نزدیک ثقہ نہ ہوتا تو میں اس سے روایت نہ کرتا
یزید بن ہارون	الواقدی ثقۃ	واقدی ثقہ ہے۔
عباس عنبری	ھو احب الی من عبد الرزاق	وہ مجھے عبد الرزاق سے زیادہ پسند ہے
ابو عبید القسم بن سلام		وہ ثقہ ہے
مسیّبی		وہ ثقہ ہے

یہ واقدی کے طرفداروں کی سب سے بڑی فہرست ہے۔ مگر دیکھ لو۔ کیا ان میں کوئی بھی مشہور امام ہے۔ فن نقد

کے اساطین اعلام میں سے کسی کا نام ہے؟ بے شبہ یہ لوگ بھی قابل وقعت ہیں اور ان سے بڑی مخالف شہادتیں اگر موجود نہ ہوتیں، تو ان کی موافق شہادتیں بڑا درجہ رکھتیں، مگر حالت یہ ہے کہ خود ان طرفداروں سے بھی جو لوگ اسکی حالت سے واقف ہوگئے انہوں نے اسکو چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابن نمیر جنھوں نے یہ کہا ہے کہ "اسکی حدیث یہاں ٹھیک ہے۔ انھوں نے بھی اس کو چھوڑ دیا (تہذیب) ابن سعد جو واقدی کا کاتب تھا اور جس سے اسکی حمایت کی امید ہوسکتی ہے، دو صفحوں میں اس نے اس کا حال لکھا ہے۔ مگر ایک حرف بھی اسکی توثیق اور اعتبار و استناد کے متعلق نہیں لکھا۔ امام شافعی فرماتے ہیں۔ کہ اسکی کتابیں جھوٹ کا انبار ہیں" سب سے بڑے ناقد فن اور امام حدیث امام بخاری اپنی تاریخ صغیر میں جو اس وقت اسماء الرجال کی سب سے پرانی دستاویز ہمارے پاس ہے، واقدی کے متعلق محدثین کا یہ طرز عمل ظاہر کرتے ہیں (مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۲۲۸)

محمد بن عمر الواقدی ابو عبد اللہ الاسلمی مدنی قاضی بغداد ترکوہ

محمد بن عمر واقدی ابو عبد اللہ اسلمی، مدینے کے ہیں بغداد کے قاضی تھے، محدثین نے ان کو چھوڑ دیا ہے۔

امام ممدوح کتاب الضعفاء الصغیر میں فرماتے ہیں (مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۳۲)

متروک الحدیث

وہ متروک الحدیث ہے۔

امام نسائی المتوفی ۳۰۳ھ جن کی تصنیف حدیث کی چھ معتبر کتابوں میں سے ایک ہے اپنی تصنیف کتاب الضعفاء والمتروکین میں فرماتے ہیں،۔

متروک الحدیث (الہ آباد صفحہ ۲۲۷) وہ متروک الحدیث ہے۔

امام موصوف اسی کتاب میں لکھتے ہیں (صفحہ ۳۵)

والکذابون المعروفون بوضع الحدیث علی رسول اللہ صلعم اربعۃ ابن ابی یحیی بالمدینۃ والواقدی ببغداد ومقاتل بن سلیمان بخراسان ومحمد بن سعید بالشام۔

اور وہ جھوٹے جو حضور انور صلعم پر حدیث گھڑ کر بیان کرنے میں مشہور ہیں، چار شخص ہیں۔ ابن ابی یحیی مدینہ میں واقدی بغداد میں۔ مقاتل بن سلیمان خراسان میں۔ اور محمد بن سعید شام میں +

ان متفق علیہ اماموں کے فتوے کے بعد واقدی کے طرفداروں کی حیثیت جس قدر رہجاتی ہے وہ ظاہر ہے +

اب آگے چلیے رجال کی عام کتابوں تہذیب التہذیب ابن حجر میزان الاعتدال ذہبی وغیرہ کا جائزہ

لیجئے، امام بخاری کے اُستاد ابن مدینی کہتے ہیں۔

عندہ عشرون الف حدیث یعنی مالھا اصل وقال فی موضع آخر لیس ھو بموضع للروایۃ وابراھیم بن یحیی کذاب ھو عندی احسن حالا من الواقدی (تہذیب)

واقدی کے پاس ۲۰ ہزار حدیثیں ہیں یعنے ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ دوسری جگہ وہ کہتے ہیں کہ واقدی اس لائق کسی مرتبہ میں نہیں ہے۔ ابراہیم بن یحیی بڑا جھوٹا ہے۔ مگر واقدی سے میرے نزدیک اچھا ہے۔

ایک اور ان کا قول ہے۔

الھیثم بن عدی اوثق عندی من الواقدی ولا ارضاہ فی الحدیث ولا فی الانساب ولا فی شیء (تہذیب التہذیب)

ہیثم بن عدی میرے نزدیک واقدی سے زیادہ قابل اعتبار ہے۔ واقدی کو حدیث میں اور نسب کے بیان میں اور نہ کسی اور چیز میں پسند کرتا ہوں

الواقدی یضع الحدیث (میزان)

واقدی حدیث جعلی بنایا کرتا ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں۔

کان بالمدینۃ سبعۃ رجال یضعون الاسانید واحدھم الواقدی (تہذیب)

مدینہ میں سات آدمی تھے جو اسناد جعلی بنایا کرتے تھے انہیں ایک واقدی ہے +

اہل سنت کے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔

الواقدی کذاب (تہذیب)

واقدی بڑا جھوٹا ہے۔

لم یزل امر الواقدی یدافع حتی روی عن معمر عن الزھری عن نبھان عن ام سلمۃ افعمیاوان انتما فجاء بشیء لا حیلۃ فیہ (تہذیب)

واقدی کی طرف سے ہمیشہ مدافعت کی جاتی رہی یہانتک کہ اس نے معمر زہری نبھان اور ام سلمہ کے مسلسل واسطے سے روایت کی تو اب اس کی مدافعت کا کوئی حیلہ باقی نہ رہا۔

ھو کذاب یقلب الاحادیث (میزان)

وہ بڑا جھوٹا ہے حدیثیں الٹ پلٹ ڈالتا ہے۔

دیکھو فن کے اماموں نے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے +

قال البخاری الواقدی متروک الحدیث ترکہ احمد وابن المبارک وابن نمیر واسمٰعیل بن زکریا (تہذیب)

بخاری نے کہا واقدی متروک الحدیث ہے امام احمد عبداللہ بن مبارک ابن نمیر اور اسماعیل بن زکریا نے اس کو چھوڑ دیا +

علی بن مدینی بغداد آئے تو وہاں کے شیوخ کے حلقوں میں پھرے۔ واقدی کے حلقہ میں بیٹھنے کی ان کے رفیق نے سفارش کی تو ان کو متردد پایا۔ بالآخر بغداد کے

امام احمد بن حنبل کو لکھ کر استصواب کیا۔ امام نے یہ جواب دیا۔

کیف تستحل ان تکتب حدیث رجل روی عن معمر حدیث نبھان (تہذیب)

تم اس شخص سے حدیث لکھنا کیسے جائز سمجھتے ہو جس نے معمر سے نبھان والی حدیث روایت کی"+

فن نقد کے امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں +

ضعیف لیس بشیٔ کان یقلب حدیث یونس لغیرہ عن معمر لیس بثقۃ (تہذیب)

ضعیف ہے، وہ کچھ نہیں وہ یونس والی حدیث دوسرے کے نام بدل دیتا تھا وہ ثقہ نہیں ہے۔

لیس بثقۃ لا یکتب حدیثہ (میزان)

وہ ثقہ نہیں اُس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

صحاح ستہ کے مصنفین میں سے ایک ابوداؤد کہتے ہیں +

لا اکتب حدیثہ ولا احدث عنہ ما اشك انہ کان یفتعل الحدیث (تہذیب)

میں اسکی حدیث نہیں لکھتا اور نہ اس سے روایت کرتا مجھے کوئی شک نہیں ہے کہ وہ حدیث جعلی بنایا کرتا تھا +

امام ترمذی کے شیخ بندار کہتے ہیں۔

ما رأیت اکذب منہ (تہذیب)

میں نے اس سے زیادہ جھوٹا نہیں دیکھا۔

اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں۔

ھو عندی ممن یضع الحدیث (تہذیب)

میرے نزدیک وہ ان لوگوں میں ہے جو حدیث وضع کیا کرتے تھے۔

ابوزرعہ رازی ابوالبشر دولابی اور عقیلی کہتے ہیں۔

متروك الحدیث (تہذیب)

اس کی حدیث چھوڑ دی گئی ہے۔

ناقد حدیث ابو حاتم رازی کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے اور محدثین نے کیونکر اس کا امتحان لیا۔

وجدنا حدیثہ عن المدنیین عن شیوخ مجھولین مناکیر قلنا یحتمل ان تکون تلك الاحادیث منہ ویحتمل ان تکون منھم ثم نظرنا الی حدیثہ عن ابن ابی ذئب ومعمر فانہ یضبط حدیثھم فوجدناہ قد حدث عنھما بالمناکیر فعلمنا انہ منہ فترکنا حدیثہ (تہذیب)

ہمنے مدنیوں سے اسکی حدیث نامعلوم شیوخ سے روایت کی ہوئی منکر پائی ہمنے کہا کہ ممکن ہے کہ یہ اسی کی کارروائی ہو یا اس کے ان نامعلوم استادوں کی ہو پھر ہمنے غور سے اسکی حدیث کو جو ابن ابی ذئب اور معمر سے تھی دیکھا کیونکہ وہ ان لوگوں کی حدیثوں میں ضبط رکھتا تھا تو پایا کہ اُس نے ان دونوں بزرگوں سے بھی منکر روایتیں کی ہیں تو ہم نے جان لیا کہ یہ اسی کی کارروائی ہے تو پھر ہم نے اسکی حدیث چھوڑ دی

ابو حاتم اور نسائی کا بیان ہے

یضع الحدیث (میزان) وہ حدیث وضع کرتا تھا۔

دارقطنی

فیہ ضعف (میزان) اسمیں کمزوری ہے۔

جوزجانی

لم یکن مقنعا (تہذیب) وہ تسلی دینے والا نہیں۔

ابن عدی

احادیثہ غیر محفوظۃ والبلاء منہ (عیون الاثر) اُسکی حدیثیں غیر محفوظ ہیں۔ اور آفت

واقدی کے متعلق اس کے معاصرین اور اسکے قریب العہد ناقد

اسلام کے ناموزترین علماء اور ائمہ داخل ہیں یہ رائیں ہیں غور کرو کہ ایسا شخص سیرۃ کے اہم مباحث میں کوئی قابل وقعت سند بن سکتا ہے۔ متاخرین نے اس کی نسبت جو آخری اور اختتامی فیصلہ کیا ہے وہ بھی سُن لیجئے :۔

امام نووی (صحیح مسلم کے شارح) شرح مہذب کتاب الغسل میں لکھتے ہیں

الواقدی ضعیف باتفاقھم (تہذیب) واقدی بالاتفاق ضعیف ہے۔

امام ذہبی میزان میں کہتے ہیں:۔

استقر الاجماع علی وھن الواقدی واقدی کے ضعیف ہونے پر اجماع ہوچکا ہے۔

علامۂ زرقانی مالکی سیرۃ کی سب سے مشرح و مبسوط کتاب شرح مواہب میں غزوہ بدر کے بیان میں واقدی کی نسبت لکھتے ہیں۔

الحافظ المتروک مع سعۃ علمہ (جلد اول صفحہ ۵۰ مطبوعہ مصر) حافظ، باوجود اپنی وسعت علم کے متروک۔

غرض وہ بالاتفاق متروک ہے یعنی چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور اسکی روایت سے پرہیز کیا جاتا ہے اسلئے وہ استناد کے قابل نہیں۔ ابن سید الناس نے عیون الاثر میں محمد بن اسحاق اور محمد بن عمر الواقدی دونوں کی توثیق و جرح کے اقوال یکجا کئے ہیں، اور جرح کے جواب دینا چاہتے ہیں، چنانچہ محمد بن اسحاق کی جرح کے جوابات بہت جوش و خروش سے دیئے ہیں۔ مگر محمد بن عمر واقدی کی جرح کے جوابات نہ دے سکے اور شروع ہی میں سپر ڈال دیا۔ کہ

اما الکلام فیہ کثیر — اس پر اعتراضات بہت زیادہ ہیں۔

واقدی کی کتاب کی حیثیت — خود مصنف کی حیثیت متعین ہو جانے کے بعد اسکی تصنیف کی حیثیت بھی متعین ہو جاتی ہے۔ ایسے غیر معتبر دروغگو اور جھوٹے کی روایتوں کے مجموعہ کا کیا درجہ استناد ہو سکتا ہے۔ اسی لئے امام شافعی فرماتے ہیں :-

کتب الواقدی کلها کذب — واقدی کی تمام کتابیں جھوٹ ہیں۔

امام دار قطنی فرماتے ہیں۔

الضعف یتبین علی حدیثه — اسکی روایت پر ضعف نمایاں ہے۔

واقدی کا طرز تصنیف بتا چکا ہوں کہ وہ راویوں کے متعدد ناموں کو یکجا کر کے پورا واقعہ بلکہ پوری کتاب قصہ کی طرح بیان کر دیتا ہے جس سے یہ بالکل نہیں معلوم ہوتا کہ یہ خاص خاص روایتیں اس نے کہاں سے لی ہیں۔ اور اسی لئے اسکی کتابیں غیر معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ اب اسی کتاب المغازی کو لیجئے، جو وان کریمر کے جمع و تحشیہ سے کلکتہ میں چھپی تھی کہ اس کے شروع میں ایک ہی جگہ اپنے ۲۵ شیوخ کے نام لکھ دیئے ہیں اور کہدیا کہ ان میں سے بعض کی باتیں بعض میں ملگئی ہیں" اور اس کے بعد بے سند مسلسل ایک کہانی کی طرح غزوات کے تمام حالات بیان کر دیئے ہیں کہیں کہیں سند الگ بھی آتی جاتی ہے مگر منقطع بہر حال یہ ابتدائی سند بھی صرف اس کے شیوخ کی ہیں۔ اُن کے آگے کے راویوں کا اُس نے کوئی پتہ نہیں دیا ہے سمجھ لیجئے کہ ایسی روایتوں کے مجموعہ کی محدثین میں کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ اور اسی لئے واقدی کی کتاب المغازی اہل نقد میں کوئی درجہ نہیں رکھتی، چنانچہ امام احمد بن حنبل نے واقدی کی اسی طرز تالیف کی بنا پر اسکی کتاب کو غیر مسلم ٹھیرایا ہے (عیون الاثر) ابراہیم حربی واقدی کے ایک طرفدار نے یہ کہا ہے۔ کہ اگر یہ واقدی کا عیب ہے تو زہری اور ابن اسحاق نے بھی یہ طرز اختیار کیا ہے۔ مگر یہ جواب اسلئے صحیح نہیں کہ زہری اور ابن اسحاق کی شخصیت بجائے خود بلند ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے کہیں کہیں یہ طرز اختیار کیا ہے پوری کتاب کی یہ حالت انھوں نے نہیں بنادی ہے۔ اور واقدی نے اپنی ذاتی کمزوری اور بے اعتباری کے ساتھ ساتھ عموماً اپنا یہ وتیرہ اختیار کر لیا۔ اس سے

اسکی کتاب گر گئی، اور سند کے قابل نہیں رہی پوری کتاب میں شاذونادر ہی اس کے یہاں پوری سند موجود ہے اگر کہیں کہیں ہے بھی تو کسی ابتدائی عینی شاہد تک تو وہ پہنچتی ہی نہیں اور جو پہنچے بھی تو وہ رواۃ ناقابلِ اعتبار! اس لئے اس کتاب کے ایسے واقعات جو دوسری معتبر کتابوں میں موجود نہ ہوں ناقابلِ تسلیم ہیں +

واقعہ کی اصلیت | اب اتنی تمہیدوں کے بعد بدر میں آپ کے ڈر کر بیہوش ہو جانے کی روایت پر غور کیجئے۔ اگر یہ واقعہ بالفرض واقدی کی کتاب المغازی میں ہو بھی تو اسکی حیثیت کا انداز ہ آپ مصنف اور تصنیف کی حیثیت سے لگا چکے ہونگے۔ اور آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ ایسے جھوٹے بے اعتبار جعلی حدیث بنانے والی کی روایت کا کیا درجہ ہوگا؟ یہ واقعہ واقدی کی جس روایت پر مبنی ہے واقدی نے اس کا سلسلہ سند مطلق نہیں بیان کیا ہے۔ کہ اس سے کس نے یہ بیان کیا، اور اس نے کس سے سُنا اور اس کا آخری شریک واقعہ عینی گواہ کون ہے غرض مطلق بے سند بات ہے۔ اور سیرت اور حدیث کی کس کتاب سے اسکی تصدیق و تائید ہوتی ہے +

بہرحال اس خاص واقعہ کی تحقیق کے سلسلہ میں جب مارگولیتھ صاحب کی کتاب "محمد اور ترقیٔ اسلام" (محمد اینڈ دی رائز آف اسلام) اور ولہاوسن کی "محمد مدینہ میں" کا اقتباس غور سے دیکھا، اور اس کا وان کریمر کے شائع کردہ اصل عربی متن سے مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس دروغبافی میں بیچارہ واقدی کا اتنا قصور نہیں، جس قدر ولہاوسن صاحب اور مارگولیتھ صاحب کا ہے"۔ اول ظلم درجہاں اندک بود ہر کہ آمد برآں مزید کرد"
سب سے پہلے آپ مارگولیتھ صاحب کی روایت پڑھئے:۔

جب خون کا پہلا قطرہ گرایا گیا، تو پیغمبر اپنی ۔۔ نیز ہی میں واپس آیا، اور غش کھا گیا، جب وہ ہوش میں آیا تو اس نے اپنا وقت دعا کے نذر کیا۔ تاکہ وہ یہ دکھائے کہ وہ بالکل ہوشیار تھا (صفحہ ۲۵۹)

مارگولیتھ صاحب اپنے اس اختراعِ فائقہ کا ماخذ واقدی کے جرمن ترجمہ کو بتاتے ہیں جس کا مترجم ولہاوسن ہے اور جس نے اس کا نام "محمد مدینہ میں" رکھا ہے۔

"جب فوجیں ایک دوسرے کے مقابل آئیں تو محمد کو غش آ گیا . . . . . بہرحال وہ بہت جلد ہوش میں آ گئے (ایضاً صفحہ ۵۸)

اب آیئے اور واقدی کی کتاب المغازی کھولیں اسمیں کیا ہے؟ لفظی ترجمہ یہ ہے:

پھر عتبہ نے اپنے مقابلہ کیلئے (مسلمانوں کو) پکارا اور رسول اللہ صلعم اپنے عریشہ میں تھے اور آپکے صحابہ اپنی صفوں میں تھے تو آپ لیٹ گئے تو آپ کو نیند نے چھالیا جو آپ پر غالب آگئی تھی۔ اور فرمایا تم اسوقت تک نہ لڑو جب تک میں تم کو اجازت نہ دوں، اور اگر وہ تمہارے قریب آجائیں تو ان کو تیر مارو، اور تلوار اس وقت تک نہ کھینچو جبتک وہ تم پر چھا نہ جائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! لوگ قریب آگئے اور انھوں نے ہمیں پالیا تو رسول اللہ صلعم بیدار ہوئے اور خدا نے آپ کو کافروں کو خواب میں تھوڑا کرکے دکھایا۔ اور بعض کو بعض کی آنکھوں میں تھوڑا کرکے دکھایا تو رسول اللہ بیقرار ہوئے اور دونوں ہاتھ اپنے اٹھائے تھے۔ اپنے رب سے موعودہ نصرت مانگتے تھے (کتاب المغازی واقدی مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۵ء فان کریمر)

ناظرین! غور کریں، بات کہاں سے کہاں گئی۔ واقدی تو **نیند** کا ذکر کرتا ہے وہاں وہ اس کا ترجمہ غشی کرتے ہیں، مارگولیتھ صاحب ڈر سے غش کھا کر گرجانا (Fainted) اس سے مطلب نکال لیتے ہیں کیا یورپین مستشرقانہ تحریف کی اس سے بہتر کوئی مثال ہوسکتی ہے؟ عربی جاننے والوں کے لئے ہم واقدی کی کتاب کی اصل عبارت نقل کر دیتے ہیں:-

ثم دعا عتبۃ الی المبارزۃ ورسول اللہ صلعم فی العریش واصحابہ علی صفوفھم فاضطجع فغشیہ نوم غلبہ وقال لا تقاتلوا حتی اوذنکم وان اکثبوکم فارموھم ولا تسلوا السیوف حتی یغشوکم قال ابوبکرؓ یا رسول اللہ قد دنا القوم وقد نالوا منا فاستیقظ رسول اللہ وقد اراھم اللہ ایاہم فی منامہ قلیلا وقلل بعضھم فی اعین بعض ففزع رسول اللہ صلعم وھو رافع یدیہ یناشد ربہ ما وعدہ من النصر

ہمارے عربی خوان طلبہ غور سے اس عبارت کا ایک ایک لفظ پڑھ جائیں اور بتائیں کہ اسمیں کون لفظ ہے جس کا ترجمہ آکسفورڈ اور جرمنی کے عربی پروفیسروں نے ڈر کر غش کھا کر گرجانا کیا ہے، نہ تو اسمیں "خون کے پہلے قطرہ کے گرنے کا لفظ" ہے نہ اسمیں "اس موقع پر" باہر سے اندر عریشہ میں آنے کا لفظ ہے نہ فوجوں کے باہم مقابل آنے کا لفظ ہے نہ "غش کھانے" کا لفظ ہے نہ "پھر ہوش میں آنے" کا لفظ ہے۔ کیا مستشرقانہ ژرف نگاہی کی اس سے اور زیادہ بہتر دلیل چاہئے؟ کیا یہ

علمائے یورپ کے ناطرفدارانہ مطالعۂ مستشرقیات کی سب سے اچھی مثال نہیں ؟ اور اوکسفورڈ کے عربی پروفیسر کے تبحر اور فضل و کمال اور بے تعصبی کی عمدہ نمائش نہیں ؟

اب میں بتاتا ہوں کہ اِن فضلائے روزگار کی غلطی کا کیا منشا ہے ؟ واقدی نے اسموقع پر غشیہ النوم غلبہ (نیند آپ پر چھاگئی جو آپ پر غالب آگئی تھی) غشی کا لفظ اسمیں ہے جس کے معنی عربی میں چھا جانے کے ہیں، جیسے قرآن مجید میں ہے ۔

واللیلِ اذا یغشیٰ قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے +

اوکسفورڈ اور جرمنی کے فاضلوں نے غشیٰ کو غشی اور بیہوشی سمجھا، حالانکہ عربی کا ایک معمولی طالب العلم یہ جانتا ہے ۔ کہ جب غشی اور بیہوشی کے معنی اس لفظ سے ادا کرنا چاہیں گے تو باب افعال کا صیغہ مجہول استعمال کیا جائیگا ۔ یعنی اُغشیٰ، پھر جب اسمیں مجرد ثلاثی کے فعل معروف کے ساتھ غشیہ موجود ہے، اس کے بعد اس کا فاعل لفظ نوم (نیند) موجود ہے، اسکے بعد استیقظ، نیند سے بیدار ہونا موجود ہے، پھر خواب کا دیکھنا مذکور ہے تو پھر اسموقع پر سوجانے کے بجائے غش کھانا ترجمہ کرنا کس درجہ نادانی اور جہالت ہے، اسی کے ساتھ سونے کے وقت جنگ کا نقشہ اور تدبیر بھی آپ بتارہے ہیں ۔ کیا کوئی ایسی اختیاری غشی بھی ممکن ہے جسکو تھوڑی دیر روک کر کوئی جنگ کی اہم بحث کا فیصلہ بھی کرتا جائے ۔

نیند کے چھانے کا محاورہ قرآن میں اسی موقع پر آیا ہے

اذ یُغَشِّیکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَۃً مِّنۡہُ (انفال) یاد کرو جب خدا اپنے امن سے تم پر نیند کو چھا رہا تھا

کیا یہاں بھی ترجمہ "بیہوش کر رہا تھا" مناسب ہوگا ؟

اب رہی واقدی کی اصل روایت یعنی اس وقت آنحضرت صلعم کے سونے اور بیدار ہونے اور خواب میں فوج کو کم تعداد میں دیکھنے کی روایت تو یہ سرتاپا لغو ہے، اس موقع پر کے تمام واقعات احادیث اور معتبر کتب مغازی میں مذکور ہیں ۔ لیکن اسموقع پر تو نیند، بیداری اور خواب کا مطلق ذکر نہیں بلکہ اس وقت بیداری اور عام مصروفیت کا بیان تصریح ہے، یہ مشہور و معروف واقعہ کہ جب عتبہ نے مبارزت طلب کی تو پہلے تین انصاری جوان مقابلہ کو نکلے، عتبہ نے ان سے لڑنے سے انکار کر دیا ۔ اور چلا کر کہا کہ محمد یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں، ہم کو اپنے برادر ہمسر ادسی غرض سے چنانچہ

آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق انصار ہٹ آئے۔ اور آپ نے حضرت علیؓ حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ اپنے عزیزوں کو بھیجا' کہاں یہ واقعہ اور کہاں واقدی کا یہ بیان کہ "عتبہ مبارزت طلب کی' آنحضرت صلعم پر اس وقت نیند چھائی جا رہی تھی' آپ سو گئے' اور پھر خواب دیکھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے پکارنے سے پھر اُٹھے"

ابو داؤد میں اس واقعہ کی اصلی صورت موجود ہے۔

عن الساعدی قال النبی صلعم یوم بدر اذا اکثبوکم فارموهم بالنبل ولا تسلوا السیوف حتی یغشوکم (کتاب الجهاد باب فی سل السیوف)

ساعدی سے روایت ہے کہ آپ نے بدر کے دن فرمایا جب قریش تمہارے قریب آجائیں تو انکو تیر مارو' اور تلوار اس وقت تک کھینچو جب تک وہ تم کو چھا دلیں +

عن علی قال تقدم یعنی عتبة بن ربیعة وتبعه ابنه واخوه فنادی من یبارز فانتدب له شباب من الانصار فقال من انتم فاخبروه فقال لا حاجة لنا فیکم انما اردنا بنی عمنا فقال رسول الله صلعم قم یا حمزة قم یا علی قم یا عبیدة (ایضاً)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ وہ یعنی عتبہ آگے بڑھا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور اس کا بھائی آیا' اور عتبہ نے پکارا کہ کون مقابل آتا ہے؟ تو چند انصاری نوجوان نے اُن کا جواب دیا' اس نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا' اس نے کہا ہم کو تمہاری ضرورت نہیں ہم کو اپنے چچا زاد بھائی چاہئیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی تم اٹھو' اے حمزہ تم اٹھو' اے حارث تم اٹھو

کیا یہ کسی بزدل بیہوش کے کام ہیں' پھر خود آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ میں تیر لیکر مسلمانوں کی صفوں کو درست کیا اور ان کو برابر کیا' کیا یہ کسی بزدل اور بیہوش کا کام ہے؟ بدر کے ہیرو حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم میں سے بہادر شخص وہ سمجھا جاتا تھا جو لڑائی میں آپ کے برابر کھڑا ہوتا تھا' کیا یہ کسی بزدل و بیہوش کا کام ہے؟ احد میں جب اکثروں کے پاؤں اُکھڑ گئے تھے' کون حملوں کا نشانہ تھا' اور وہ اپنی جگہ پر کھڑا تھا؟ محمد رسول اللہ صلعم! کیا یہ کسی بزدل کا کام ہے؟ حنین میں جب دس ہزار صحابہ نے تھوڑی دیر کے لئے قدم پیچھے ہٹائے تو پہاڑ کی طرح کون اپنی جگہ پر جما رہا؟ محمد رسول اللہ صلعم! ایک غزوہ کی واپسی میں ایک منزل پر دوپہر کو جب تمام صحابہ بتکلف درختوں کے سایہ میں آرام کر رہے تھے۔ اور

سلف اس واقعہ کی روایت صحیح بخاری باب ۲ غزوہ بدر میں بھی ہے +

ایک بدوی آپ ہی کی تلوار بے نیام کرکے آگے بڑھا' اور آپ سوتے سے جاگ پڑے اور اس نے پوچھا۔ کہ اے محمد اتم کو اب کون مجھ سے بچا سکتا ہے' آپ نے جواب دیا اللہ!
اسنے یہ .. معجزانہ سکون اور طمانیت دیکھ کر تلوار نیام میں کرلی تو یہ کارنامہ کسی بزدل کا ہے؟ یہ سچ ہے کہ آپ نے اپنا ہاتھ کسی کے خون سے رنگین نہیں کیا' یہ پیغمبرانہ پاکی تھی مگر یہ قلب کے ضعف اور دل کی کمزوری کی علامت نہیں'۔ واقدی نے یہ روایت بنا کر حقیقت میں قرآن مجید کی اس آیت پاک کی تفسیر کرنی چاہی ہے جو واقعہ بدر کے تعلق سے نازل ہوئی۔

اِذْ يُرِيكَهُمُ اللّٰهُ فِي مَنَامِكَ	یاد کرو جب اللہ نے تجکو تیری نیند میں ان لوگونکو
قَلِيلًا وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ	تھوڑا کرکے دکھایا' اور اگر ان کو زیادہ کرکے
وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ (انفال)	تجھے دکھاتا تو تم سست ہوجاتے اور لڑائی کے فیصلہ میں باہم اختلاف کرتے

واقدی نے اپنی جہالت سے اس خواب کا موقع عین معرکہ کا وقت سمجھ کر اس معجزانہ خواب کی روایت تیار کرلی حالانکہ خود اسی آیت میں یہ موجود ہے کہ لڑائی کے متعلق فیصلہ ہو جانے سے پہلے ہی آنحضرت کو یہ تمثیلی خواب دکھایا گیا تھا' جس میں اُن کی تعداد کی کثرت کو نتیجہ کے لحاظ سے کم تعداد کے دکھایا گیا تھا یعنی قریش کی شکست کی یہ پیشگوئی عالم رویا میں دکھائی گئی تھی +

پروفیسر مارگولیتھ صاحب نے اسی "فرضی واقعہ بیہوشی" کے تذکرہ سے پہلے آنحضرت صلعم کی کمزوری کے ثبوت میں ایک دو اور بے جوڑ باتوں کی تمہید کی ہے وہ بھی سرتا پا لغو ہیں' پروفیسر صاحب کو واقعات کے بگاڑنے' واقعات کی غلط ترتیب دینے' اور اچھی سے اچھی بات کو بدنما صورت میں دکھانے میں ید طولے حاصل ہے' جسکے لئے وہ عقل کے علاوہ صرف و نحو و ادب و لغت ہر فن کا گناہ کرنے کے لئے فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کی بدترین مثال ان کی کتاب کے صفحہ ۷۰ میں ہے کہ :-

"محمد خدیجہ کے ساتھ ملکر رات کو سونے سے پہلے ایک خانگی عبادت ایک دیبی کی تعظیم میں کیا کرتے تھے"۔

موصوف نے اس کے لئے مسند جلد ۴ صفحہ ۲۲۲ کا حوالہ دیا ہے حالانکہ مسند کی روایت محولہ میں بالکل اس کے خلاف واقعہ درج ہے اور آنحضرت صلعم اور حضرت خدیجہؓ کا نہیں بلکہ اہل عرب کا یہ دستور مذکور ہے۔ کہ وہ عزّےٰ کی پوجا کر کے سویا کرتے تھے، چنانچہ عربی جاننے والے کے لئے اصل روایت لکھی جاتی ہے:۔

حدثنی جار لخدیجۃ بنت خویلد انہ سمع النبی صلعم وھو یقول لخدیجۃ ای خدیجۃ واللہ لا اعبد اللات والعزیٰ واللہ لا اعبد ابدا قال فتقول خدیجۃ خل اللات خل العزیٰ قال کانت صنمھم التی کانوا یعبدون ثم یضطجعون۔	حضرت خدیجہ کے ایک ہمسایہ نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے آنحضرت صلعم کو سنا کہ وہ حضرت خدیجہؓ سے فرما رہے تھے کہ اے خدا کی قسم میں لات و عزّےٰ کی پرستش نہیں کرونگا۔ خدا کی قسم نہیں کرونگا۔ حضرت خدیجہ کہتی تھیں لات کو جانے دیجئے عزّیٰ کو جانے دیجئے (یعنی ان کا ذکر بھی نہ کیجئے) راوی کہتا ہے کہ یہ قریش کا وہ بت تھا جسکو وہ پوجتے تھے: پھر لیٹتے تھے۔

اللہ اللہ کتنی بڑی تحریف ہے؟ ایک معمولی عربی کا واقف سمجھ سکتا ہے۔ صنمھم اور کانوا یعبدون اور یضطجعون میں جمع کی ضمیر ہے، جو اہل عرب اور قریش کی طرف پھرتی ہے۔ اور وہ دو یعنی (محمد صلعم اور حضرت خدیجہؓ) کی طرف نہیں پھر سکتی، انہوں نے بجائے عربی کے شاید انگریزی قاعدہ کے مطابق جمع کی ضمیر تثنیہ کی طرف پھیر کر ایک ایسی بات کہی جو علمائے یورپ کے فضل و کمال کے دامن پر ہمیشہ داغ رہیگا۔ ع

قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

افسوس ہے کہ معارف کے مختصر صفحات اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں رکھتے۔ اس کے لئے سیرت کی پانچویں جلد کا جو اسی موضوع پر ہوگی ناظرین کو انتظار کرنا چاہیئے۔

بشپ آف سالسبری

کی خدمت میں

ایک کھلا مکتوب

(۲)

کلیسیا اور بائیبل کے متعلق اسلامی نقطہ خیال

جناب خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام کے قلم سے

رائٹ ریورنڈ دی لارڈ بشپ آف سالسبری کی خدمت میں

مائی لارڈ!

میرا سابقہ خط ایک تمہیدی رنگ رکھتا تھا۔ کیونکہ میرے لئے یہ ضروری تھا کہ بعض ان مسائل پر جو آپ کی رپورٹ میں چھیڑے جا چکے تھے روشنی ڈالی جائے۔ اور یہ دکھایا جائے کہ کس قدر غلطیوں سے وہ معمور ہیں۔ اور وہ لوگ جن کو اس سے زیادہ بہتر علم حاصل کرنا ضروری ہے کس قدر غلط راہ کی طرف لیجا رہے ہیں۔ انھوں نے مذہب کے متعلق اسلامی نقطہ نظر اور مسلمانوں کے قلب وضمیر کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ محبت الٰہی کی راہ میں ہمارے جذبہ صادقہ کی کوئی قدر انھوں نے نہیں کی۔ نہ ہی ہمارے اعلےٰ نصب العین اور آرزوؤں سے کوئی واقفیت پیدا کی ہے۔ وہ یہ خیال کرکے کہ انھیں پورا پورا علم حاصل ہے اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ ہر ایک وہ شخص جسے اسلام کے متعلق کچھ تھوڑا بہت علم حاصل ہے۔ جب اس رپورٹ کو اس خیال سے پڑھیگا۔ کہ اس سے کسی اہم بات کا علم حاصل کرے۔ تو وہ اسی نتیجہ پر پہنچیگا اس رپورٹ میں صرف انہی باتوں کا اعادہ کیا گیا ہے جن کو ہم پرانے خیال کے عیسائی مشنریوں کی کتابوں میں بار بار پڑھ چکے ہیں۔ تاہم آپ کی جدوجہد قابل قدر ہے۔ صداقت کو قائم کرنے کے لئے جو بھی کوشش کی جائے۔ اسے قابل

عزت سمجھنا چاہیئے۔ خواہ وہ منزل مقصود تک پہنچ سکے یا غلط راہ اختیار کرنے کی وجہ سے ناکام رہجائے۔ آپ کی اس جدوجہد کو مُوثر اور کامیاب بنانے کیلئے میں ان سطور کے لکھنے کی جرات کرتا ہوں۔ ممکن ہے کوئی ایسی راہ اس سے نظر آجائے جو پہلے دکھائی نہ دی ہو۔ اور ایک ایسا نقطہ نظر اس سے عیاں ہو جائے جو ایک مبتدی کے لئے اس مضمون پر روشنی ڈالنے کا موجب ہو مسیحیت جس کی تعلیم جناب مسیح نے دی تھی۔ ایک مسلمان کے لئے قابل قبول ہے۔ یہ بعد کی انسانی دستبرد ہی جس نے اسکی خوبصورتی کو مٹا دیا ہے۔ اور اس کے اور اسلام کے مابین موجودہ خلیج کو حائل کر دیا ہے۔ اسلام اور مسیحیت کو اگر ایکدوسرے کے ساتھ ملا یا جائے (اور میں ان تحریرات کی بنا پر جو موجودہ کلیسیائے انگلستان کے بعض ترقی یافتہ انسانوں نے لکھے ہیں۔ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اسلام اور مسیحیت کبھی ایکدوسرے کے اس قدر قریب نہ ہوئے تھے جیسے آج ہیں) تو اس سے تمام دنیا میں امن کی لہر دوڑ جائیگی۔ اسلام کے لفظی معنے صلح و امن کے ہیں۔ اور مسیحیت کا خداوند بھی آخر کار صلح ہی کا شہزادہ بن آیا تھا +

اسلام اب تک ہر جگہ مسیحی دشمنوں کے بالمقابل نہایت سخت جان ثابت ہوا ہے یہ کلیسیا کی کسی غفلت کا نتیجہ نہیں جیسا کہ جناب نے اپنے آپ کو تسلی دینے کیلئے ارشاد فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ کلیسیا کی طرف سے اس بارہ میں نہایت ہی زبردست جدوجہد عمل میں آئی ہے۔ لیکن اسے ہر بار ناکامی کا مُنہ دیکھنا پڑا ہے۔

اصل حقیقت کو معلوم کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ مسیحی مشن سب سے پہلے اسباب کا اچھی طرح سے مطالعہ کرے کہ مذہب کو ہم کیا سمجھتے ہیں۔ اور کون سے اصول ہمارے پیش نظر ہیں۔ ورنہ ایسی کتابیں جیسی کہ ریورنڈ مسٹر کیش نے "دی مسلم ورلڈ ان ریوولیوشن" کے نام سے تصنیف فرمائی ہے۔ اور جو جناب کی رپورٹ کی اصل بناء اور اس کا منبع ہے محض بیہودہ گپ بازی غلط منطق اور ایسے نتائج

کا مجموعہ ہیں جو زبردستی پیدا کیئے گئے ہیں ۔ اور مسیحی پریس کی رنگدار عینک کے ذریعہ سے انکو دیکھا گیا ہے ۔ اور ان لوگوں کو جن سے ان کا تعلق ہے ان نتائج کے قبول کرنے سے قطعاً انکار ہے ۔ اور اسلیئے ان کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جاسکتا ۔ یہ کتابیں فی الحقیقت ان امور کے متعلق جن کی مذہبی اہمیت اسلام میں چنداں نہیں غیر موثق خیالات کو پیش کرتی ہیں ۔ مثال کے طور پر اگر بعض مسلمان مغربیت کے لباس میں ملبوس ہو چکے ہیں تو ایک سمجھدار مشنری کے لئے یہ خوشی کا کوئی موقع نہیں برخلاف اسکے ایک مسیحی مشن کی یہ ایک بدشگونی ہوگی کہ اگر ہم مغربیت اور غیر مسیحیت کو باہم ملادیں تو ان کا کام چلنا بہت مشکل ہو جائیگا ۔ کیا وہ مشن اسباب کو معلوم کرنے کی کوشش کرے گا ۔ کہ مغرب میں عیسائی ہیں ۔ جبکہ حالت یہ ہے کہ کروڑہا مغربی دل و دماغ انہی معتقدات کو مانتے ہیں جن کو ہم مان رہے ہیں ؟ اب اس خط کے اصل مضمون کو لیتا ہوں ۔

کیا جناب نے کبھی ان اسباب کو معلوم کرنے کی کوشش کی ہے جن کی وجہ سے ہم آپکے علم دین سے انحراف کرتے پر مجبور ہیں ؟ میرے خیال میں یہ بہتر ہوگا ۔ کہ میں آپ کو ان سے پورے طور پر مطلع کروں ۔ قرآن کریم نے مسیحی علم دین کے متعلق ایک زبردست اور حیرت انگیز صداقت کا اعلان کیا ہے جو مغرب میں آج تک غیر مسلّم ہے ۔ لیکن اس صداقت تک پہنچنے سے پہلے میں آپ سے درخواست کروں گا ۔ کہ آپ ازراہ نوازش ان مختلف ارتقائی منازل کا مطالعہ شروع کریں جن کے ذریعہ مشرق کے ادراک مذہبی نے عناصر اور سنگ پرستی سے شروع ہو کر اسلام کی غیر ملوث توحید تک کا سفر طے کیا ہے ۔ اس مطالعہ سے آپ کو اس بلند منزل کا پتہ لگیگا ۔ جس تک ہم مسیحیت سے سینکڑوں سال پہلے پہنچ چکے تھے ۔ یہ وہ وقت تھا جب ہمارے آبا و اجداد صرف حیوانی قربانی ہی کو دیوتاؤں کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کا ذریعہ سمجھتے اور حیوانوں اور انسانوں کو قربان کر دیتے تھے ۔ سیارہ میں وہ ... ... کئی ایک دیوتاؤں کو پوجتے تھے دکھ اٹھانیوالا دیوتا دنیا کے مختلف حصوں اور مختلف اوقات اور مختلف شکلوں میں انسان اور خدا کے درمیان شفیع کا کام دیتا تھا پارسیوں میں اس کا نام متھرا تھا

اور بابلیوں میں بعل و تجیا میں اگر اسکو آٹس کے نام سے پکارا جاتا تھا تو شام کے ملک میں آڈونیس اس کا نام تھا یونان میں اس کا نام باچس تھا اور مصر میں ہورس وہی معبود قسطنطین کے ہاں آپالو کے نام سے موسوم تھا۔ اور اسی کی جگہ خالی کرنے پر اس نے جناب مسیح کو الوہیت کی گدی پر بٹھایا۔ تاکہ اس ذریعہ سے اپنی اور اس سیاسی تجاویز کو کامیاب بنا سکے +

قصہ یوں چلتا ہے کہ خدا کے یہ تمام پیارے بچے ۲۵ دسمبر یا اسکے قریب قریب کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ یہ سب کے سب نسل انسانی پر اپنے خون کے ذریعہ افضال الٰہی کی بارش برسانے آئے وہ سب کے سب انسان کو دائمی ہلاکت یا موت کے منہ سے بچانے کے لئے آئے۔ ہر ایک کی موت ایسٹر کی اتوار سے پیشتر جمعہ کے دن واقعہ ہوئی"۔ ان سب کو دفن کیا گیا۔ لیکن دو دن کے بعد وہ مردوں میں سے جی اٹھے۔ انھوں نے برگزیدہ لوگوں کے اعشاء کی رسم قائم کی جسمیں بپتسمہ کے ذریعہ سے نئے لوگوں کو ان کے حلقہ ارادت میں داخل کیا جاتا تھا۔ روٹی اور شراب کی دعوت سے ان کی یادگاریں منائی جاتی تھیں۔ لیکن آج دنیا جانتی ہے۔ کہ یہ صرف ان لغو خیالات کا مجموعہ تھا جو سورج پرستوں کے مذہب میں داخل ہو چکے تھے اور جو بعد ازاں جناب مسیح کے مذہب میں داخل ہو گئے +

اگر حقیقت نفس الامری یہ ہے تو جناب عالی! کیا آپ ہمیں معذور نہ سمجھینگے اگر ہم آپ کے مذہب کی طرف رجوع نہ ہوں؟ آپ کا مشن ممکن ہے کچھ کامیابی حاصل کر سکے۔ اگر آپ اپنے قدموں کو پچھلی طرف واپس لے جائیں۔ لیکن ان ترقی یافتہ خیالات کے زمانہ میں رجعت کا خیال میرے خیال میں ایک غیر ممکن بات ہے۔ کلیسیا مسیح کے نئے ظہور کے گیت اپنے دستور کے مطابق گاتا ہے اور اسبات کا اعلان کرتا ہے۔ کہ "خدا نے ہم سے ایسی محبت کی کہ اس نے اپنا ایک ہی اکلوتا بیٹا ہماری نجات کے لئے دیدیا"۔ لیکن اس آواز کی صداقت کو سمجھنے سے ہم بالکل قاصر ہیں۔ ہم ایک بڑی مسافت طے کر کے بہت آگے نکل آئے ہیں

ہیں۔ اور اس مقام کو ہم نے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ جہاں جوپیٹر کے متعلق اس قسم کی تعلیم ہیں دی جاتی تھی۔ اس کے بھی قصہ میں یونہی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ہماری نسل کو اس نے ہلاکت کے اندر پایا۔ ہماری حالت پر اس کو رحم آیا اور ہماری نجات کا کوئی ذریعہ اسے سوائے اسکے دکھائی نہ دیا۔ کہ اپنے اکلوتے فرزند کو موت کے گھاٹ اُتارے ڈمیٹر (Demeter) کنواری کو حمل ہوا۔ بیکس (Backhus) اس سے پیدا ہوا۔ اس نے کہا۔ میں دنیا کا شروع ہوں۔ اسکو نسل انسانی کا نجات دہندہ تسلیم کیا گیا۔ کیونکہ اس نے اپنی موت کے ذریعہ سے انسان کو نجات دی۔ مجھے افسوس ہے کہ میں مسیحی مشن کو نئے میدانوں میں قدم رکھنے پر کبھی دلی مبارکباد نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ترکی کے علیحدہ شدہ حصص یعنے بابل نینوا خریجیا اور شام وغیرہ ایسے بہت سے مرنے والے دیوتاؤں کی درد انگیز داستانوں کا مرکز رہ چکے ہیں۔ کیا فلسطین کے مسلمان اسبات سے واقف نہیں کہ لوزائیدہ کلیسیا ابتدا میں آڈونیس ODINUS کا جنم بھوم تھا جو ایک اور کنواری کے پیٹ سے پیدا شدہ خدا کا اکلوتا فرزند ہے۔ جس کے متعلق بھی وہی کہانی مشہور ہے۔ جو کلیسیا نے مسیح کے متعلق بنا رکھی ہے؟

ان واقعات کی روشنی میں کیا۔ ہم جناب مسیح کو خدا کا اوتار مان سکتے ہیں جبکہ ہم پہلے ہی مفروضہ آسمانی صحیفوں میں اس قسم کی مذہبی شاعری سے اُکتا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ بپتسمہ اور عشائے ربانی کا مذہب ہمیں کوئی نیا مذہب نظر نہیں آتا۔ ہم اسے قدیم زمانہ کے جادو اور ٹونوں کا ہی ایک اور رنگ سمجھتے ہیں۔ اور ایک مُسلمان جادُو پر ہرگز ایمان نہیں لاسکتا۔ اور نہ لانا چاہیئے۔ ڈاکٹر بارنس کا اختیار ہے کہ عشائے ربانی کے ایک حصّہ کو سمجھے۔ کیونکہ بعض ایمانیات اور رسوم مذہبی کا اس سے تعلّق ہے۔ لیکن عشائے ربانی پر ایمان قطعاً جادو پر ایمان لانے کے مترادف ہے۔ اور ایسا ہی حال بپتسمہ پر ایمان لانے کا ہے۔ کیونکہ وہ ایک ایسے فرضی عقیدہ پر مشتمل ہے۔ جس کے رُو سے ان دو بچوں کی زندگی

بعد الموت میں امتیاز روا رکھا جاتا ہے جو پیدائش کے بعد ہی فوت ہو گئے ایک
بپتسمہ پا لینے کے بعد اور مقدس پانی کو چھونے سے پہلے ہی اگر موخر الذکر بچہ
کو اس مقدس قبرستان میں دفن نہیں کیا جاتا۔ جسکو مسیحی مردوں کے لئے تجویز
کیا گیا ہے۔ (اور یہ کلیسیا کا عام دستور ہے) تو بپتسمہ سے فی الحقیقت ایک جادو
اور ٹونا ہے۔ کیونکہ اس کے رو سے پانی کا ایک قطرہ آگ سے بچنے کا ذریعہ
ہو جاتا ہے۔ لشپ آف برمنگھم کو سوال کے اس پہلو پر غور کرنا چاہئے۔ ہندوؤں
کے اندر بھوگ کی رسم جو ہندوستان کے اندر رائج ہے۔ جہاں بتوں کی پرستش
کی جاتی ہے۔ کلیسیا کے عشائے ربانی کے عین مترادف ہے[1]۔ اور ہندوؤں
کے اندر جنیئو کی رسم مسیحی بپتسمہ کے قائمقام ہے۔ خود آپ کی قوم کے اندر ایسے
مسیحی موجود ہیں جو باقاعدہ پادری کے منصب پر فائز نہیں مسیح کی اسی تعلیم کو مانتے ہیں
جو معتقدات سے پاک ہو۔ اور وہ اس مسیحیت کے قائل ہیں۔ جو ایسی تعلیم سے مبرا
ہو۔ جو خاص مقاصد کے لئے اختراع کی گئی تھی۔ لیکن اب اس کا کوئی قائل
نہیں۔ یہ صرف بت پرستوں کے اندر مسیحی مذہب کو رائج کرنے اور ان کے لئے اسے
دلپسند بنانے کی غرض سے تھا۔ کہ اوتار الٰہی کا عقیدہ جس کے تسلسل میں اور
بھی بہت سے ایسے عقائد ہیں۔ جن کی گتھی کو کوئی نہیں سلجھا سکتا۔ جناب
مسیح کے سادہ مذہب میں داخل کر دیئے گئے۔ ملمع کا رنگ اگرچہ ایسا گہرا اور
پختہ تھا۔ کہ صدیوں تک اس نے اصل دین کو چھپائے رکھا لیکن اب اڑتا

---

[1] اگرچہ مشرقی ممالک اسلام کی برکت سے ایسے غلط مذہبی خیالات سے پاک ہو چکے ہیں۔ تاہم ہندوستان میں ہندوؤں کے بعض مندروں کے اندر جہاں جاہل سیدھے سادے لوگ کثرت سے رہتے ہیں ایک ہندو جسکو وہ اوتار الٰہی کا عکس سمجھتے ہیں کے سامنے مسیحی عشائے ربانی کا منظر دکھائی دیتا ہے۔ ہندوؤں کے ہاں تو اوتار ہیں جنمیں سے بعض کی پیدائش کنواری کے شکم سے ہوئی ہے۔ ہندوؤں کی رسم بھوگ جو ایک ہندو بت کے سامنے تحائف کے رنگ میں ادا کی جاتی ہے مسیحی عشاء کے عین مطابق ہے ایک ہندو پجاری کچھ کھانے کی چیزیں اور پھل وغیرہ لاتا ہے۔ اور انکو بت کے سامنے رکھ دیتا ہے اسوقت برہمن کچھ منتر بت کی مناجات میں پڑھتا ہے جسکے اختتام پر ہندو یہ سمجھتے ہیں کہ اوتار کا جسم اور روح بھوگ کے اندر آ کر داخل ہو گیا۔

چلا جارہا ہے۔ اور کوئی جذب وکشش اسمیں نہیں رہا۔ کل کی خوبصورتی آج بدصورت نظر آرہی ہے۔ کلیسیا اب دوبارہ آراستگی کی محتاج ہے۔ اور کلیسیائے انگلستان کے جدید الخیال لوگوں نے دلیری کے ساتھ اپنے آپ کو اس کام میں لگا دیا ہے۔ لیکن وہ عامتہ الناس کے قلوب میں کوئی زیادہ ہیجان پیدا کرتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے۔ اٹھارہ صدیوں کی عمارت کو نو سالوں کے اندر منہدم کر دیا گیا ہے اور ابھی تک ایک عام مسیحی بالکل تسکین کی حالت میں بغیر کسی قسم کی دل برداشتگی کے اپنے روزانہ اشغال میں مصروف رہتا ہے۔ اب غور وفکر رکھنے والے منادوں کے لئے کوئی دُکھ اٹھانے والا خدا قابل تقلید نہیں۔ مصلوب دیوتا پر ایمان ان کے نزدیک ایک پرانی کہانی ہے جو ایک بچہ کے لئے موجب تسکین ہو سکتی ہے یا ان لوگوں کے لئے جو دُنیا کے ایسے مصائب جو ان کے سروں پر آپڑیں دوسروں کے اُوپر ڈالنا چاہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے ایک غضبناک دیوتا کی کہانی جو پولوس نے بیان کی ہے۔ اور کفارہ کے ذریعہ سے اس کے غضب کو ٹھنڈا کرنے کا عقیدہ صرف یہ اسنے خیالات کا نچوڑ ہے +

(باقی آئندہ)

حضرت خواجہ صاحب و لارڈ ہیڈلے صاحب جنوبی افریقہ میں

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب و جناب لارڈ ہیڈلے الفاروق کے متعلق مطابع کیپ ٹاؤن کی تحالف آراء

خواجہ کمال الدین صاحب نے بمعیت جناب لارڈ ہیڈلے صاحب کیپ ٹاؤن میں ایک ہفتہ کے قلیل قیام کے اندر مختلف مقامات پر "دُنیا کو پیام اسلام" کے موضوع کے مختلف پہلوؤں پر ایک سلسلہ لیکچر دیا۔ ان لیکچروں میں مشتاق سامعین کا اجتماع کثیر شامل ہوتا رہا۔ اس سلسلہ کا پہلا لیکچر ۳ بجے بعد از دوپہر کیپ ٹاؤن کے سٹی ہال میں مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۲۶ء کو "اُلوہیت اور انسانیت" کے موضوع کے نیچے دیا گیا۔

ذیل میں ہم اُس لیکچر کی رُوئداد یکم مارچ ۱۹۲۶ء کے اخبار کیپ ٹائمز سے درج کرتے ہیں:-

پیام اسلام

دُنیا کو پیام اسلام کے لیکچروں کے سلسلہ میں پہلا لیکچر الحاج خواجہ کمال الدین بی۔ اے ایل ایل بی نے جو ایک برطانوی مسلم نواب لارڈ ہیڈلے کے ساتھ مذہبی اغراض کو لئے ہوئے اس مُلک کا سفر کر رہے ہیں۔ کل بعد از دوپہر سٹی ہال میں دیا۔ لیکچر گاہ میں کالے۔ گورے۔ دیسی۔ یوروپین اور مسلمانوں کا ایک انبوہ کثیر موجود تھا۔ ہندوستانی وفد کے سرکاری ممبران نے پلیٹ فارم پر سے مقرر کی تائید کی اس لیکچر میں بہت سے امریکن سیاہ بھی شامل تھے۔ اور اس لیکچر کے صدر جناب ڈاکٹر اے۔ ایچ گول صاحب تھے +

جناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ نے جنھوں نے سلسلہ تقریر کا افتتاح کیا۔ فرمایا کہ مذہباً میں مسلمان ہوں۔ اسلام کی عظمت۔ شان و شوکت۔ سادگی۔ بے پرستی و رسمیات کی حُدود و قیود سے آزادی یہ تمام خُوبیاں میری کشش کے لئے کافی تھیں۔ لیکن ان محاسن کے علاوہ بعض ایسے اہم معاملات نے مجھے زندگی کے طویل سفر میں پیش آئے۔ جنھوں نے مجھے حضرت نبی کریم صلعم کے سایہ تلے آنے کے لئے آمادہ کر دیا +

الحاج خواجہ کمال الدین صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنے مضمون "دُنیا کو پیام اسلام" کو چار حصوں میں منقسم کیا ہے۔ اور ان میں سے پہلا مضمون "الوہیت اور انسانیت" ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت سے پیشتر تمام رُبع مسکون پر ذہنی۔ اخلاقی اور رُوحانی موت وارد ہو چکی ہوئی تھی۔ بدی و شیطنت چار اکناف عالم میں مُسلّط تھی۔ اور لوگوں نے نیکی کرنی قطعاً ترک کر دی ہوئی تھی + مقرر نے دُنیا کی اس تاریک و بھیانک حالت کا نقشہ الفاظ میں کھینچا۔ اور ان مہیب جرائم کا ذکر کیا۔ جو مذہب کی آڑ میں کئے جاتے تھے۔ اگر آپ گذشتہ چند ہزار سالوں کی تاریخ کو دیکھیں۔ تو آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ انبیاء علیہم السلام جناب موسیٰ و جناب عیسیٰ

ایسے ضروری زمانوں میں مبعوث ہوئے۔ جبکہ دُنیا گناہوں اور مختلف قسم کے جرائم میں مبتلا تھی۔ لیکن تاریخ انسانی میں ہمکو اُسوقت سے بڑھ کر تاریک و دُھندلا زمانہ نظر نہیں آتا۔ جبکہ حضرت رسالت مآب نبی کریم صلعم مبعوث ہوئے آپنے مذہب کو نرالی شان میں پیش کیا۔ جس سے انسان ہر طرح ترقی کرکے بام رفعت پر پہنچ جاوے +

مذہب کا مقصد یہ ہے کہ انسان میں جو سبعی و بہیمی جذبات ہیں۔ ان کی تعدیل و اصلاح ہو کر ان کی جگہ ربّانی اوصاف انسان میں پیدا ہو جائیں۔ اور در اصل یہی "دنیا کو اسلام کا پیام" ہے۔ اخلاق فاضلہ کے لئے ایثار کی ضرورت ہے۔ خداوند تعالےٰ نے کتخدائی کی رسم کو متبرک قرار دیا ہے کیونکہ اس سے انسان میں خود غرضانہ و بہیمی جذبات ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ متاہل زندگی انسان کے ... جذبات غیظ و غصہ کو ملائم کرلی ہے۔ متاہل زندگی در اصل اخلاقی تعدیل و اصلاح کی تربیت گاہ ہے۔ سفلی جذبات آہستہ آہستہ اخلاق فاضلہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اور قرآن کریم ان کے حصول کی راہ دکھاتا ہے +

یہودیت نے خدا کو ایک قومی اور بیرحم خدا بنایا۔ اور جناب مسیح نے دُنیا کے سامنے ایک خوبصورت خدا پیش کیا۔ یعنی "تمہارا باپ اور میرا باپ"۔ لیکن خدا کا یہ خوشنما تصوّر بدنُما ہوگیا۔ جبکہ آپ نے یہ فرمایا۔ کہ خداوند تعالےٰ کے نہایت شریر بچّوں کی نجات کے لئے اسکے نہایت ہی اعلےٰ بچّوں مذبح ہو جاویں

اس کے بالمقابل حضرت محمد صلعم نے ایک عالمگیر خدا و رب العٰلمین کو پیش کیا۔ جو مجسّمہ محبت و رحم ہے۔ اور جس نے انسان کی کمزوریوں کے باوجود اس کو ہر ایک چیز مہیا کی۔ اور انسانی گناہوں کا کوئی معاوضہ طلب نہ کیا۔ خدائے اسلام نے نسل انسانی کو بغیر کسی معاوضہ کے ہر ایک چیز عطا کی۔ لیکن عیسوی خدا نے اپنے ہی بیٹے۔ اپنے ہی خون و پست کو نسل انسانی کے گناہوں کے بدلے میں طلب کیا +

خواجہ صاحب نے دریافت کیا۔ کہ پھر ان دونوں خداؤں میں سے کونسا خدا قابل محبت و احترام ہے۔ اگر آپ سچے مسلم بننا چاہتے ہیں۔ تو آپ کو ضرور ہی خداوند تعالےٰ کی صفات الرحمن والرحیم پر ایمان لانا ہوگا۔ جو رحم و محبت کا مجسمہ ہے + ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کرنے کے بعد خواجہ صاحب نے ...... بہت سے استفسارات کا جواب بھی دیا +

۲ مارچ ۱۹۲۶ء کا اخبار کیپ آرگس مندرجہ بالا لیکچر پر ذیل کی رائے کا اظہار کرتا ہے :-

عالمگیر اخوت

خواجہ کمال الدین جو ایک مؤثر شخصیت کے مالک ہیں۔ اور جن کا لمبی سیاہ ریش والا چہرہ ہے ملک کشمیر کے ایک ہندوستانی ہیں۔ اور اُن کی زبان یقیناً مؤثر ہے۔ گذشتہ رات ایک لمبا سیاہ کوٹ ملبوس کئے ہوئے اور ایک آیت قرآن کریم سے تلاوت فرما کر انہوں نے تقریر شروع کی۔ اور بہت حد تک اخوت انسانی پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب کبھی مغربی اقوام نے عیسائیت کو قبول کیا ہے۔ عیسائیت سیاسی تاثرات کا شکار ہو گئی ہے +

آخر میں بلائی اور ہندوستانیوں کے نعرہائے بلند کے درمیان آپنے ببانگ دہل فرمایا۔ کہ عالمگیر اخوت فقط اسلام میں ہی پائی جاتی ہے۔ جو کہ تمام مومنین کا اصل ایمان ہے +

اسلامی طلاق

مجھے کل لارڈ ہیڈلے نے بتلایا۔ کہ اس جگہ آنے کی ان کی غرض یہ نہیں کہ وہ لوگوں کو مسلمان بنائیں۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ نہ ہی یہ منتہائے نظر کسی جگہ بھی کبھی مسلم کا ہے۔ ہمارے پاس جو حق و صداقت ہے۔ ہم اُسے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ہماری ہرگز یہ کوشش نہیں ہوتی۔ کہ ہم دوسرے لوگوں کو انکے مذہب سے چھڑا کر اپنے مذہب میں شامل کریں آپنے فرمایا۔ کہ اس ملک میں یہ بات دیکھ کر مجھے رنج ہوا۔ کہ لوگ منبروں پر چڑھ کر اسلام کے متعلق غلط بیانیاں کرتے ہیں + مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ اگرچہ نبی عربی نے چار بیبیوں تک شادی کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے لیکن اسلامی گھروں میں فقط ایک ہی بی بی اور کبھی دو تک ہوتی ہیں۔ اور پھر ایک عورت کے لئے یہ ممکن و جائز ہے۔ کہ وہ طلاق بھی حاصل کر سکے +

اسی رات شہرہ آفاق لیکچرار نے وائیں برگ ہال میں لیکچروں کے سلسلہ کا دوسرا لیکچر "ہدایت ربانی قرآن کریم اور نبی اطہر محمد صلعم کے ذریعہ ہو سکتی ہے" کے موضوع پر دیا۔ اور پھر دوسری صبح کو کیپ ٹاؤن کے بنکوٹ ہال میں خواتین کے ایک مجمع کثیر کو "طبقہ نسوان کو اسلام کے ذریعہ ہی آزادی ملسکتی ہے" کے عنوان سے لیکچر دینے کے لئے خواجہ صاحب کو مدعو کیا گیا۔ یہ لیکچر انجمن مسلم خواتین کیپ ٹاؤن کے زیر اہتمام ہوا۔ تین صد سے زیادہ متمدن طبقہ کی خواتین اس لیکچر میں شامل ہوئیں۔ اور جنابہ مسز ایم۔ ڈیو ہیز صاحبہ نے ڈچ زبان میں افتتاحیہ تقریر فرمائی۔ اس جگہ پر ان حرف گیران اسلام کے غور و تفکر کے لئے گہرا مواد موجود ہے جو یہ نکتہ چینی کرتے ہیں۔ کہ اسلامی قوانین صنف لطیف کے قواء و استعداد وں کے استعمال و نشو و نما میں سنگ راہ ہیں اور یہ جو استعدادیں ترقی یافتہ ہو کر اوج کمال تک پہنچ سکتی ہیں۔ اور سوسائٹی کی بہتری کا موجب ہو سکتی ہیں۔ اس جلسہ کی تنظیم و انعقاد طبقہ نسوان کے ہاتھوں ہوا۔ اور وہی طبقہ کثرت سے اسمیں شامل بھی ہوا +

ہم اس جگہ خوشی و تفاخر دونوں جذبات کو لئے ہوئے جنس لطیف کی اس دلی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ جس میں انہوں نے معزز مقرر کے لیکچر کو مکمل مطبوعہ شکل میں دیکھنے کی ظاہر کی ہے۔ یہ خواہش مسلم بیداری کی دل خوشکن علامت اور شاندار مستقبل کا پیش خیمہ ہے +

اسلام میں مردوں میں۔ پھر مرد و عورت میں اور ہر ایک چیز میں مساوات ہے۔ مرد و زن دونوں اپنے نیک و بد فعل کے ذمہ دار ہیں۔ اور دونوں کے لئے ضروری ہے کہ تحصیل علم کے ذریعہ اپنے خالق حقیقی کو پہچانیں +

مرد اور عورت ....

دیگر مخلوقات سے بالاتر منتخب کیئے گئے ہیں۔ کہ وہ جسمانی و اخلاقی
تکمیل حاصل کریں۔ جو خالق حقیقی کے نزدیک ان کی خلقت کی اصل غرض ہے
اور یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ متفقہ کوشش و باہمی
معاونت سے اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مساعی نہ ہوں +

ان لیکچروں کے سلسلہ کی آخری کڑی "اسلام کی عالمگیر اخوت" تھا ۔
جو ۸ بجے شام کو کیپ ٹاؤن کے سٹی ہال میں پہلی مارچ ۱۹۲۶ء کو دیا گیا تھا
اس لیکچر میں لوگوں کا اجتماع کثیر تھا مشتہرہ وقت لیکچر سے پہلے ہی وسیع عمارت
کھچا کھچ بھر گئی +

جناب مسٹر عبد المجید صاحب مسلم اولڈ مین کیپ ٹاؤن نے کرسئی صدارت کو
زینت دی۔ جلسہ گاہ میں مسلمان نوجوانوں کی فوج بھی موجود تھی۔ اس کے بعد
جناب رایٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے بالقابہ و جناب خواجہ کمال الدین صاحب
جوہنسبرگ کو روانہ ہو گئے۔ جہاں ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ جس کی روئیداد
آئندہ ماہ کے رسالہ میں انشاء اللہ تعالے ہدیہ ناظرین ہو گی +

ناظرین کی قابل توجہ

رسالہ کی مالی حالت ابھی ناگفتہ بہ ہے۔ رسالہ ہذا
جن حباب نے اسکو مالی مخمصوں سے مخلصی دلانے کیلئے
اور اس کی مالی امداد فرمائی ہے
ضرور ہے کہ معزز خریداران میں سے ہر ایک
کی فکر فرمائیے۔ اور کم از کم اس اڑے وقت
رسالہ کو مطلع کرے + مینجر

جن جناب کی خدمت میں سرخ سیاہی سے چھپے ہوئے لفافوں میں رسالہ
اشاعت اسلام بھیجا ہے۔
وہ سمجھیں کہ ہمارا سابقہ چندہ ختم ہو چکا ہے۔ وہ بجائے وی۔ پی
کی زحمت سے کارکنان دفتر کو مخلصی دلانے کے لئے از راہ کرم
اپنا سالانہ چندہ مبلغ للعہ فوراً بنام مینجر رسالہ اشاعت اسلام
عزیز منزل لاہور
منی آرڈر کردیں۔ سرخ طبع شدہ لفافہ ایک علامت میں اختتام چندہ کا اطلاع نامہ ہے۔

مینجر

ابھی تک مالی مشکلات سے آزاد نہیں ہوا
اس کی توسیع اشاعت فرما کر ہمارا ہاتھ بٹایا
ہم ان سب بزرگوں کے ممنون ہیں
مسلم بھائی حسب استطاعت اس کی توسیع اشاعت
میں تین تین جدید خریدار فراہم فرما کر دفتر
رسالہ اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ لاہور

برادران اسلام! رسالہ اشاعت اسلام ہندوستان میں ہماری تبلیغی سرگرمیوں کی ترجمانی کرتا ہے یہی ایک رسالہ ہندوستان میں ووکنگ کی تحریک کو زندہ رکھنے والا ہے۔ اسلئے ہم مسلم برادران وطن سے
پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسکی ہر رنگ میں اعانت فرمائیں۔ اسکی ہستی کو قائم و برقرار رکھنا ہر بہی خواہ اسلام کا فرض ہے۔ اسکے معدوم ہوجانے سے مشن کی تحریک کو صدمہ
عظیم ہو گا +

خواجہ عبد الغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ۔ عزیز منزل لاہور

مشتہرین کیلئے نادر موقعہ

رسالہ اشاعت اسلام اردو جو شہرہ آفاق اسلامک ریویو مسجد شاہجہان ووکنگ انگلستان کا اردو ترجمہ ہے ہندوستانی پبلک سے چنداں تعارف کرانے کی ضرورت نہیں یہ رسالہ بفضل تعالیٰ گذشتہ بارہ سال سے باقاعدہ ہر ماہ کی یکم کو شائع ہوتا رہتا ہے۔ اور اس نے بارہ سال کے عرصہ میں خاصی ترقی کی ہے مسلم دنیا اس رسالہ کی خدمت سے خوشحال ہے اور اس کی خوبصورت جلدیں بند ہوا کرتی ہے۔ اس کی رسائی نوابوں۔ امراء۔ وکلا۔ فضلاء۔ بیرسٹروں۔ طالب علموں اور لائبریریوں تک ہے ہندوستان کے علاوہ جاوا سماٹرا چین۔ امریکہ۔ افریقہ تک اس کا دائرہ اشاعت پھیلا ہوا ہے۔ مشتہرین صاحبان بذریعہ اشتہار دیکر ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔ اجرت اشتہار کا نقشہ ذیل میں درج ہے۔

نرخنامہ اشتہارات

اندازہ صفحہ	ایکبار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
½ صفحہ	للعہ [illegible]	۵ عہ	۱۶ عہ [illegible]	۳۰ عہ
پورا صفحہ	[illegible]	۱۰ [illegible]	۳۰ [illegible]	۶۰ عہ

نوٹ۔ ½ صفحہ سے کم اشتہار نہیں لیا جاویگا قیمت ہر صورت میں پیشگی ہوگی۔ خلاف تہذیب اشتہار کسی قیمت پر شائع نہ ہونگے۔ باقی امورات خط و کتابت سے طے ہو سکتے ہیں۔ سرورق کی علیحدہ ہوگی

ہر قسم کا کاغذ۔ گتے۔ سٹیشنری۔ چھاپہ کی سیاہی۔ سیاہی بلاٹنگ پیپر۔ اس کے اجزاء۔ کلینڈر۔ کرسمس کارڈ۔ عید کارڈ۔ تصاویر۔ بچوں کی اعلیٰ کتب۔ بیرسٹر فونٹین پن مندرجہ بالا اشیا کی ہمارے پاس انگلستان کی بڑی بھاری کمپنیوں کی ہندوستان کیلئے ایجنسیاں ہیں۔ جو صاحب ہندوستان سے مندرجہ بالا اشیاء انگلستان سے منگوانا چاہیں وہ پتہ ذیل پر خط و کتابت فرما کر تجارتی معاملہ طے کر سکتے ہیں۔ اسکے علاوہ اگر کوئی صاحب ہندوستان کے کسی حصہ میں ان اشیاء کی سب ایجنسی چاہیں تو اسکے لئے بھی ہم سے خط و کتابت کریں

ہر قسم کا اعلیٰ نفیس کاغذ اور دام سستے ہماری فرم کا امتیازی نشان ہے۔ ہماری چھاپہ کی سیاہی اعلیٰ سے اعلیٰ ماہران فن کی زیر نگرانی لندن میں تیار ہوتی ہے۔ اور اس سیاہی کے اعلیٰ ہونے کے متعلق انگلستان کے مطبع والوں کی سندات ہمارے پاس موجود ہیں۔

لالہ اینڈ کو برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب)

اکسیر رحمانی

یہ مجرب اکسیر ذیل کی شکایات کا حکمی علاج اپنے اندر رکھتی ہے جس کی تصدیق میں ہم ذیل کا سرٹیفکیٹ پیش کرتے ہیں۔ سرٹیفکیٹ وغیرہ کی حیثیت اس بات کی ذمہ دار ہے۔ کہ یہ دوائی اشتہاری حکیموں کی دوائی نہیں۔ معدہ پر اس کا اثر فوراً ہو جاتا ہے۔ لیکن دیگر اثرات بیس سال کی عمر سے کم دس دن میں ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کی عمر والا پندرہ دن کے اندر اندر اس کے اثر کو دیکھ لیتا ہے۔

(۱) وجع المفاصل یعنی جوڑوں اور اعصاب کی درد (۲) عرق النساء (۳) سوء ہضم (۴) کمزوری دل و دماغ (۵) ایام کی بے قاعدگی (۶) سیلان رحم۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ دوائی سب سے اول معدہ کی اصلاح کر کے خون صالح پیدا کرتی ہے جس سے جسم کا ہر ایک حصہ قوت پاتا ہے اور رنگت کو صاف کرتی ہے۔ اور وزن کو بڑھا دیتی ہے اور ایک ماہ کی خوراک صہ محصول ڈاک

سول ایجنٹ۔ لالہ اینڈ کو برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب)

نقل سند حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام ووکنگ مشن نے جو کہ بیرا [illegible] کا عمل کر رکھا تھا [illegible] ہو چکا تھا [illegible] نے میرے [illegible] دل اور [illegible] اپنے فضل [illegible] سے [illegible] ہوں [illegible] سے [illegible] کر [illegible] ہوں اعضاء [illegible] دوائی [illegible] ہے۔

(اسلامیہ سٹیم پریس بیرون دہلی دروازہ لاہور میں باہتمام منشی محمد لطیف خان پرنٹر کے چھپوا کر خواجہ عبدالغنی مینیجر رسالہ ہذا عزیز منزل لاہور سے شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

قرآن حکیم

اشاعت اسلام

اُردو

اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین مُبلّغ اسلام

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر اشاعت اسلام

عزیز منزل لاہور

قیمت سالانہ للعہ

ممالک غیر کیلئے عہ

"I feel happy to embrace the true, simple, sincere and natural faith of Islam. It is free from dogma. There is no intercession (priesthood) in it. Its broadmindedness and elasticity, with simple principles, appeal to my reason."

JESSIE (AMEENA) DAVIDSON.

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد (۱۲) || بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء مطابق ماہ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ || نمبر (۸)

شذرات

اس ماہ کے رسالہ کے ساتھ ہم اپنی نومسلمہ ہمشیرہ محترمہ جنابہ حبیبی (امینہ) ڈیوڈسن کا فوٹو شائع کرتے ہیں۔ جنہوں نے گذشتہ جون ۱۹۲۶ء میں

اسلام

قبول کیا ہے۔ مکرمہ ہمشیرہ صاحبہ ذیل کے الفاظ میں اظہار اسلام فرماتی ہیں:-

"اسلام سچا۔ سادہ اور فطری مذہب ہے۔ اسکو قبول کر کے میں مسرور ہوں رسمیات کے جھمیلوں سے مبرا اور اسمیں شفاعت کے لئے کسی کی وساطت کی ضرورت نہیں (اپواد رصاحبان کی بھی نمبرداری سے بے نیاز ہے) اسکی وسعت قلبی سیدھے سادے اصول میں گھبتے اور ضمیر کو اپیل کرتے ہیں"

مغرب میں اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کے حوصلہ افزا نتائج

تبلیغ اسلام کی اہم ضرورت یہی ہی کہ غیر مسلمین کے ساتھ مل جل کر محاسن اسلام اُن پر ظاہر کئے جائیں۔ پھر یہ بالمشافہ گفتگو جو اثرات ان کے قلوب پر چھوڑیگی ان کو استحکام استقلال و دوام کی صورت دینے کے لئے نہایت ہی ضروری بات ہے کہ ان تک ادبیات اسلامی کثرت سے پہنچائی جاوے۔ تاکہ ان کے خیالات پر مستقل قبضہ حاصل ہو جاوے۔ اس طرح اگر ہم اسلامی لٹریچر کثیر تعداد میں ان تک پہنچا دینگے تو مستقل طور پر اور ہمیشہ کیلئے ہم اُن کے دل و دماغ پر تصرف حاصل کر سکتے ہیں موجودہ مسلمانوں کی نسل قرآن کریم کے ذریعہ ہی اسلام کی نعمت عظمےٰ سے متمتع ہوئی ہے جو تمام اسلامی لٹریچر کا سرچشمہ ہی۔ اب اگر ہم بھی غیر مسلم اقوام کو اپنے اندر جذب کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا بہترین ذریعہ یہی ہی۔ کہ ہم ان تک اسلامی لٹریچر پہنچا دیں"۔

مترجم

(شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان) کی روزانہ ڈاک میں سے چند غیر مسلم احباب کے خطوط کے اقتباسات)

(بہ تسلسل گذشتہ اشاعت)

مراسلہ نمبر ۱۰

جناب عالی!

آپکے نہایت ہی مخلصانہ تحفہ کا بہت بہت شکریہ۔ کل خوش ہی کہ مجھے مرسلہ تحفہ ملا اسی وقت میں نے اس کا مطالعہ شروع کردیا۔ اور قریباً تمام رات مطالعہ میں گذاردی۔ اس کتاب کو ہر بار مطالعہ کرنے سے ایک نئی لذت و سرور حاصل ہوتا ہے + مسٹر آر

مراسلہ نمبر ۱۱

جناب عالی!

کل اتفاقیہ اسلامک ریویو کی ایک کاپی مجھے ملی۔ جس کو پڑھ کر میں از حد مسرور ہوا عربی کا ایک مبتدی متعلم ہونے کی حیثیت میں مجھے اسلامی مسائل سے گہری دلچسپی ہی۔ اور اسلام سے مجھے

کوئی تعصب نہیں۔ افسوس ہے کہ بہت سے عیسائی دوستوں کو اس پاک مذہب کا کچھ بھی علم نہیں میں آپ کا از حد ممنون ہونگا۔ اگر مناسب لٹریچر جو میری اسلامی معلومات میں اضافہ کرتا ہے آپ مجھے بھیجتے رہینگے +
میں ہوں آپ کا وفادار
ای ۔ ایچ ۔ پی

مراسلہ نمبر ۱۲

جناب عالی! گرامی نامہ ۔ اسلامک ریویو اور ہر دو کتب کی ترسیل کے متعلق میرا دلی شکریہ قبول فرمائیے۔ اسلامی ادبیات کی کثیر نشر و اشاعت اور مستفسرین و متلاشیان حق کی طرف آپ کا فیاضانہ اور مشفقانہ رویہ یقین کامل ہے کہ تعصب کے زنگ کو بہت سے متعصب قلوب سے دور کردیگا۔ آپ کے کل مرسلہ لٹریچر کو ابھی تک کما حقہٗ مطالعہ کرنے کا موقعہ مجھے میسر نہیں ہوا لیکن اس بیش بہا لٹریچر کو گہری دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کرنے کے لئے میں بڑی بیتابی سے فرصت کے گھنٹوں کا چشم براہ ہوں +

پی ۔ این ۔ ای ۔ ایچ

مراسلہ نمبر ۱۳

جناب عالی! آغوش عیسائیت میں میں نے پرورش پائی ۔ اور اس وقت میری عمر بتیس سال کی ہے عیسائیت کی موجودہ صداقت پر مجھے اشتباہ ہے۔ امید ہے ۔ کہ آپ کو مخاطب کرنے کی جو جسارت میں اس وقت کررہا ہوں ۔ اس کو معاف فرمائیں گے۔ کیونکہ مجھے آپ کے سوا کسی اور شخص کا علم نہیں ۔ جو مذہبی معلومات کے بڑھانے میں مجھے مدد دے سکے ۔ اسلئے آپ کو تکلیف دیگئی ہے ۔ میں دلی شوق سے اسلام کا مطالعہ کررہا ہوں ۔ اور کسی ایسے بزرگ سے دوستانہ تعلقات بڑھانے چاہتا ہوں ۔ جو تعلیمات اسلام سے مجھے بہرہ ور کرسکے ۔ میں روزانہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ مطالعہ کرتا ۔ اور پنجگانہ نماز ادا کرتا ہوں ۔ اور عموماً تمام ایسے اصولوں کی پیروی کرنے میں مساعی ہوں ۔ جو اسلام نے تعلیم کئے ہیں +

آر ۔ بی

مراسلہ نمبر ۱۴

جناب من! میں نے نہایت گہری دلچسپی کے ساتھ آپ کے اس خطبہ کو پڑھا جو آپ نے

حضرت نبی کریم صلعم کی ذات پر دیا ہے - یہ خطبہ چھوٹی سی کتاب کی صورت میں وسیع پیمانہ پر مفت تقسیم ہونا چاہیے - میں اس افضل و اعلیٰ شخصیت کی دل سے عزت کرتا ہوں انہوں نے یقیناً ایام جاہلیت میں ایک زبردست سلطنت قائم کی - اور دنیا کو ازحد فائدہ پہنچایا - میں آپ کی اس مہربانی کا مشکور ہوں - کہ آپ نے خطبہ ارسال فرمایا - اور بہت ہی جلد میں آپ کا دوبارہ نیاز حاصل کرنے کی قوی امید کرتا ہوں +

(ڈاکٹر) سی - لینڈن

مراسلہ نمبر ۱۵

جناب عالی! اسلامک ریویو میں جن کتب پر آپ نے نشان لگایا تھا - وہ مجھے مل گئی ہیں اور ان کے مطالعہ نے اور خصوصاً قرآن شریف کے مطالعہ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں اسلام کی سادگی اور جو حقائق و عجائبات اس کلام پاک کے اندر مخفی ہیں انہوں نے میری آنکھوں کو چکا چوند کر دیا - مجھے معلوم ہو گیا ہے - کہ مرئی اشیاء غیر مرئی اشیاء کا صرف سایہ ہیں - اور اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنا راحت قلبی کا سب سے بلند مقام ہے - جس سے انسانی روح ممکن طور سے متمتع ہو سکتی ہے +

مراسلہ نمبر ۱۶

جناب عالی! ترسیل ریویو کا شکریہ - اسلام کی ظاہری صداقت - اور معلم اعظم عرب نبی اطہر کے معقول عقیدہ نے مجھے بہت ہی متاثر کیا ہے - میرا دل ایک تاریک کمرہ کی طرح تھا - جسکو دفعتہً آفتاب کی درخشاں کرنوں نے منور کر دیا ہے +

چارلس -- جی

مراسلہ نمبر ۱۷

جناب عالی! تین کتب (۱) آستانہ صداقت (۲) اسلامی نماز (۳) اور حضرت نبی کریم کی احادیث کا مجموعہ مجھے ابھی ملی ہیں - سب سے اوّل میں مرسلہ کتب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں - جن کے مطالعہ سے مجھے طمانیت قلب و سرور حاصل ہوا ہے - میں چاہتا ہوں کہ اپنا رخ متبرک شہر مکہ کی طرف کر دوں - اور اس پُر سرور سفر کو پہلے اپنے تخیل میں ابھی

سے ہی شروع بھی کر دیا ہے۔ یاس حرماں و حسرت جو پہلے میرے لاحق حال تھیں۔ انکی جگہ دلی مسرت۔ انبساط۔ راحت و تسکین نے لے لی ہے۔ مجموعہ احادیث نبوی کی ترسیل کا دلی مشکور ہوں۔ اسلامی معلومات میں مزید اضافہ کے لئے کیا آپ مجھے مشورہ دیں گے۔ کہ میں اور کون کونسی کتب کا مطالعہ کروں +

ڈبلیو۔ ایچ

اشاعت اسلام۔ ناظرین عظام نے گذشتہ اشاعت و اشاعت ہذا میں یوروپین احباب و خواتین کے خطوط کے اقتباسات کو ملاحظہ فرمالیا۔ یہ خطوط ان کی قلبی کیفیت کا پتہ دیتے ہیں۔ ایک رنگ میں انکے قلوب کا آئینہ ہیں اور ان کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ الغرض یوروپین پبلک کا میلان طبع اس وقت زیادہ تر اسلام کی طرف ہے۔ فقط اگر کوئی کمی ہے۔ تو یہ ہمارے مالی ذرائع وسیع پیمانہ پر اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی ہمیں اجازت نہیں دیتے۔ اگر مسلم احباب اس ضرورت حقہ کو محسوس کرلیں۔ تو یورپ میں اسلامی لٹریچر کی کثیر اشاعت بہت جلد ہی مفید و شاندار نتائج پیدا کرسکتی ہے یوروپین مہذب پبلک اسلام کی اصلی تعلیمات کی دل سے قدر کرنے لگ گئی ہے۔ وسعت قلبی۔ رواداری اور عالمگیر اخوت۔ اسلامی تہذیب و تمدن کا مایۂ ناز پہلو ہے۔ جو یوروپین احباب کے دل میں گھر کر چکا ہے۔ یوروپین نگاہ میں اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ــ اسلام رنگ اور قومی امتیازات سے بالاتر ہے۔ یورپ اس آستانہ صداقت یعنی اسلام کی طرف رجوع ہو رہا ہے۔ اور اندر ہی اندر غیر محسوس طور پر اسلامی تعلیمات دلوں میں گھُس رہی ہیں +

برادرانِ اسلام! یورپ اخلاقی و رُوحانی لٹریچر کیلئے اس وقت تشنہ کام ہے۔ مسلمانانِ ہند کا فرض اولین ہے۔ کہ ان کی اس ضرورت حقہ کا تدارک کریں وقت ہے۔ کہ سقانِ اسلام نکلیں۔ اور یورپ کی رُوحانی تشنگی کو تسکین دیں

عدوانِ اسلام۔ اسلام کے تاریک پہلو کو ہمیشہ ہی بھولی بھالی پبلک کے سامنے پیش کرکے تنفر وحقارت پھیلاتے رہتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس اسلام کے روشن پہلو کو پبلک کے سامنے کبھی بھی بے نقاب نہیں کرتے۔ عیسائی مشنوں اور منادوں نے اسلام کے خلاف زہر اُگلنے اور اسلام کو نیست ونابود کرنے میں کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں۔ اسلام کے خلاف ان کی تبلیغی جدوجہد یہانتک وزنی اور مؤثر ثابت ہوئی۔ کہ قوم مسلم کا تختہ اُلٹنے میں کوئی کسر باقی نہ رہی۔ لیکن خداوند تعالےٰ کالاکھ لاکھ شکر و احسان ہے۔ کہ مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) نے قائم ہوکر یورپ میں ان تمام مشکلات کو جو اسلام کی ترقی میں سنگ راہ تھیں، حل کرکے یورپ کی مذہبی فضا کو ہی بدل دیا +

اس وقت یورپ میں اسلام کے پیش نظر ایک شاندار مستقبل ہے۔ اسلئے مخلص فرزندان اسلام کو ووکنگ مسلم مشن کے اس مہتم بالشان کام میں جو یہ مشن مغرب میں سرانجام دے رہا ہے۔ ہرطرح امداد کرنی چاہئے ایکہزار کے لگ بھگ یوربین احباب وخواتین حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ اور وہ مبارک ساعت قریب ہے جبکہ لاکھوں کی تعداد میں جوق در جوق لوگ اسلام سے بہرہ اندوز ہونگے۔ نوجوانان یورپ خصوصیت سے پادر صاحبان کی آئے دن کی شعبدہ بازیوں اور سحرکاریوں سے متنفر ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اسلام کا گہرا مطالعہ شروع کردیا ہے جو یقیناً انکی عقل وضمیر کو اپیل کرے گا +

الغرض یورپ میں جبکہ ایک طرف عیسائیت سے قطعاً بیزاری ہو چکی ہے۔ اور دوسری طرف یوروبین پبلک کا رجحانِ طبع اسلام کیطرف ہے۔ تو مغرب کی اس مذہبی فضا کو سامنے رکھ کر جو قضا و قدر نے پیدا کردی ہے۔ مسلمانانِ ہند کو چاہئے۔ کہ ان حالات و واقعات سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور یوروبین پبلک تک اسلام کو پہنچائیں۔

کارکنانِ مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) نے کثرت سے انگریزی زبان میں

اسلامی لٹریچر طیار کر کے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اس تمام لٹریچر میں ینابیع المسیحیت یا The sources of christianity اور اسوۂ انبیاء یعنی The ideal prophet نے میدان تبلیغ میں معجز نما کام کیا ہے۔ اول الذکر نے قصر عیسائیت کو گرا کر چکنا چور کر دیا۔ اس سنسنی خیز کتاب کو جس کا ہر ایک صفحہ اپنے اندر ایک نیا انکشاف لئے ہوئے ہے۔ جس عیسائی نے مطالعہ کیا۔ وہ اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ حتے کہ عیسائیوں میں بہت سے بڑے بڑے احباب بھی جو کلیسیاء کے عہدہ ہائے جلیلہ پر مامور تھے مسیح کی الوہیت سے منکر ہو گئے۔ اس کتاب کی مفت تقسیم بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے۔ جس حلقۂ عیسوی میں اس کی رسائی ہوئی ہے۔ اس نے مطالعہ کنندگان کو اپنے مسلمہ ایمانیات پر قائم رہنے نہیں دیا +

اسوۂ انبیاء یعنی The ideal prophet جو اس علمی جہاد کی دوسری کڑی تھی ینابیع المسیحیت کے معاً بعد شائع ہوئی۔ یہ بلند پایہ کی علمی و مذہبی دلچسپ کتاب اُن متلاشیان حق و تشنگان مذہب کے لئے ابر رحمت ثابت ہوئی۔ جو ینابیع المسیحیت کے مطالعہ کے بعد عیسائیت سے تو قطعاً بیزار ہو چکے ہیں۔ اور کہ جن کے ایمانیات میں ینابیع المسیحیت نے تزلزل ڈال دیا تھا۔ اسوۂ انبیاء عین وقت پر شائع ہو کر پریشان طبائع کے لئے موجب تسکین و راحت ہوئی۔ اس کتاب نے نہایت ہی پیارے انداز۔ مرنجان مرنج طریق اور محبت بھرے الفاظ میں اسلام کو پیش کیا۔ حضرت نبی کریم صلعم کی ارفع و اعلےٰ شخصیت کو منکشف کیا۔ اور تمام دروغبافیوں۔ غلط بیانیوں کا قلع قمع کر کے اسلام کے متعلق تنفر۔ حقارت۔ منافرت اور اجنبیت کو دُور کر کے رواداری کی رُوح یورپ کے ہر گوشہ میں پیدا کر دی۔

یہ ہر دو کتب مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان) عیسائیت کے زہر ہلاہل کیلئے تریاق کا حکم رکھتی ہیں۔ کارکنانِ مشن ووکنگ انکو کثرت سے فرداً فرداً احباب کے پاس اور اسٹریلیا۔ روس۔ جاپان۔ چین۔ جاوا۔ آسٹریلیا۔ افریقہ۔ یورپ و امریکہ کی لائبریریوں میں مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ اکثر لائبریریوں نے ان کتب کی وصولی پر اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ یہ کتب ان غلط خیالات کا قلع قمع

کرتے اور ان غلط فہمیوں کو رفع کرنے کے لئے نہایت مفید کام کر رہی ہیں۔ جو اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم کی ارفع ذات کے متعلق دنیا میں پھیلی ہوئی ہوں ۔ ہندی مسلم بھائی ہر اسلامی تحریک میں خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ سے متعلق ہو۔ مالی امداد دینے میں بڑے مخیر واقع ہوئے ہیں ۔ اور کبھی بھی کسی اسلامی تحریک میں چندہ دینے سے انہوں نے دریغ نہیں کیا۔ ہندی مسلمانوں کا مالی ایثار و قربانی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ گذشتہ پندرہ سالوں میں جو بھی اسلامی تحریکات ہندوستان کی فضا میں رونما ہوئیں ۔ ان سب کا مسلم برادران وطن نے خیر مقدم کیا۔ اور انہیں مالی آبیاری سے سرسبز و شاداب کیا۔ خواہ وہ تحریکات وقتی ہی کیوں نہ تھیں۔ لیکن قابل افسوس امر یہ ہے۔ کہ یہ کل کی کل تحریکات یکے بعد دیگرے مُردہ ہو گئیں۔ ان تحریکات نے مسلم جذبات کو ایک وقت کیلئے اُبھارا۔ لیکن بعد ازاں ٹھنڈی پڑ گئیں ۔ اور کوئی ایک بھی ان میں سرسبز نہ ہوئی ۔ ہم کو یہاں تفصیلاً میں جانے کی ضرورت نہیں کہ کون کونسی تحریک مردہ ہو گئی ۔ اور کس کس تحریک نے عروج پکڑا ۔ کیونکہ مسلم بھائیوں سے ملکی فضا پوشیدہ نہیں +

لیکن ان سب تحریکات میں اگر کوئی تحریک بفضلہ تعالیٰ زندہ رہی ہے یا زندہ رہ سکتی ہے یا رہیگی ۔ تو وہ اشاعت اسلام کی تحریک جاوید ہے۔ اس تحریک کا سنگ بنیاد چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے رکھا ہے ۔ اور خداوند تعالےٰ کی ذات اقدس اس کی پشت پناہ ہے۔ اس لئے ہمارا ایمان ہے ۔ کہ یہ مبارک تحریک اسلامی ہمیشہ زندہ و سرسبز رہیگی اور کسی بھی وقت فنا نہ ہوگی ۔ اگر مسلم بھائی اسکی طرف اپنی تمام تر توجہ دیں۔ تو بہت سی اسلامی مشکلات و عقدے اس سے حل ہو سکتے ہیں +

ہم اپنے اصل موضوع سے دور جا پڑے ۔ عرض حال یہ ہے ۔ کہ اگر مسلم برادران ہند میں اس امر کا احساس ہو جاوے ۔ کہ چندہ کس طرح دینا چاہئے (یعنی مصرف چندہ) اور کس جگہ تو ہم بفضلہ تعالیٰ یورپ اور امریکہ بلکہ کل دنیا میں ان کی اس توجہ سے کوئی بھی موقع اسلام کو حقیقی

اور اصلی شکل میں دنیا کے ساتھ پیش کرنے میں ہاتھ سے نہیں دے سکتے۔ کیونکہ دُنیا اس وقت اسلام کی متلاشی ہے۔ اور تمام کی تمام ربع مسکون اس وقت روحانیت سے معرا اور مادیت کی اُلجھنوں میں جکڑی ہوئی ہے +

ہمارے دفتر میں پانصد سے لگ بھگ یورپ امریکہ اور دیگر ممالک کی لائبریریوں کے مفصل پتے موجود ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ مسلم بھائی ینابیع المسیحیت The Ideal prophet اور The sources of christianity یعنی اسوۂ انبیاء کو اپنی طرف سے بطور تحفہ و صدقۂ جاریہ ان لائبریریوں میں مفت بھیجیں۔ اور جس لائبریری کو کسی معطی کی طرف سے مندرجہ کتب ہم ارسال کریں گے اس کے مفصل پتہ سے معطی صاحب کو مطلع کر دیا جاویگا۔ اول الذکر کتاب کی مفت اشاعت کا ہدیہ ۸؍ اور آخر الذکر کتاب کی مفت اشاعت کا ہدیہ ۱۲؍ ہے۔ اگر آپ ہر دو کتب مفت تقسیم فرمانی چاہیں تو مبلغ للعہ بذریعہ منی آڈر بنام فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ۔ عزیز منزل۔ لاہور بھیجدیں۔ اور اس صفحہ میں جو چیٹ منسلک ہے انکی خانہ پری فرماکر منی آڈر کے ساتھ دفتر مشن میں واپس ارسال فرمادیں۔ ہم ان مرسلہ چٹوں کو اپنے ہیڈ آفس مسجد ووکنگ (انگلستان) کو بھیجدیں گے۔ جو ان کو کتب پر چسپاں کر کے جس لائبریری کے نام یہ کتب بھجوانی ہونگی۔ آپ کی طرف سے بطور تحفہ بھیجدی جاوینگی۔ اور لائبریری سے بذریعہ چیٹھی استدعا کی جاویگی۔ کہ مرسلہ کتب کی رسید براہ راست آپ کی خدمت میں ہندوستان بھیجدیں۔ جو چٹیں کتب پر چسپاں ہونگی۔ اردو دان احباب کے لئے ذیل میں ہم ان کا اردو ترجمہ شائع کر دیتے ہیں۔ تاکہ اردو دان پبلک پر ان چٹوں کی اہمیت واضح ہو جاوے

نام ــــــ نام و پتہ کتب کے مفت تقسیم کرانے والے بزرگ کا ــــــ

پتہ ــــــــــــــــــــ

ڈاکخانہ و ضلع مقام ــــــــــــــــــــ

کی طرف سے

بطور تحفہ پیش کی جاتی ہے۔

معرفت

مسلم مشن ووکنگ۔ مسجد ووکنگ۔ سرے (انگلستان)

ضمیمۂ اشاعت اسلام جلد ۱۲ نمبر ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام! اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و بر

جن دو انگریزی اسلامی کتب کی غیر مسلم دنیا میں مفت اشاعت کے لئے اس ماہ کے رسالہ میں اپیل کی گئی ہے - انپر جو چٹیں چسپاں ہو کر کتب مذکورہ کسی غیر مسلم لائبریری کو بھیجی جاوینگی - وہ ذیل میں درج ہیں - ناظرین کرام میں سے جو بزرگ اپنی طرف سے کتب مذکورہ بطور تحفہ و تبلیغ کسی یورپین یا امریکن لائبریری کو ہماری معرفت بھجوانی چاہیں - وہ از راہ کرم ان چٹوں کی خانہ پوری فرماکر بمعہ مفت تقسیم کی رقم کے سکریٹری مسلم مشن ووکنگ - عزیز منزل لاہور کو بھجوا کر داخل حسنات ہوں -

خادم

خواجہ عبد الغنی

سکریٹری مسلم مشن ووکنگ - عزیز منزل لاہور

(پنجاب)

Presented by ________________

____

____

Care of

Muslim Mission Woking,

The Mosque Woking, Surrey, England.

Presented by ________________

____

____

Care of

Muslim Mission Woking

The Mosque Woking, Surrey, England.

مغرب میں ان کتب کی مفت اشاعت صدقہ جاریہ کا رنگ رکھتی ہے اسلامی لٹریچر کی اس طرح مفت اشاعت مفت تقسیم کنندگان کی یاد کو مغربی ممالک میں ابدالآباد تک سرسبز و تازہ رکھیگی۔ اور آنیوالی نسلوں کو عیسائیت کے زہریلے تاثرات سے بچاکر اسلام کی تعلیم سے بہرہ ور کرتی رہیگی۔ اور اس کا مسلسل ثواب ان کتب کی مفت تقسیم کنندگان کو ہمیشہ پہنچتا رہیگا +

کاش! مسلم بھائیوں پر مفت اشاعت لٹریچر کی اہمیت واضح ہو جائے اور ان کتب کی کثرت سے مفت اشاعت کے لئے کمر ہمت باندھ لیں۔ تو بہت جلد یورپ کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر سکتا ہے۔

مبلغین کی تبلیغی جدوجہد بذریعہ تقریر بھی مفید ہوتی ہے لیکن اس طرز تبلیغ میں سامعین کی تعداد محدود ہوتی ہے۔ اور جو اسلامی تعلیم لیکچر کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ اس کا اثر وقتی ہوتا ہے۔ کیونکہ سامعین کو لیکچرار کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں پر خالی الذہن ہو کر غور و تفکر کا موقعہ دوران لیکچر میں نہیں ملسکتا۔ لیکن ایک کتاب یا رسالہ کا اسلامی تعلیمات کو لئے ہوئے کسی غیر مسلم انگریز یا خاتون کے گھر تک رسائی حاصل کر لینا ایک زندہ و جاوید مبلغ کا حکم رکھتا ہے۔ ایک دائمی رفیق کی حیثیت رکھتا ہے۔ یورپین پبلک مطالعہ سے بہت ہی مشتاق واقع ہوئے ہیں۔ ان کے فرصت کے اوقات بھی مطالعہ میں ہی گذرتے ہیں۔ اسلئے مفت تقسیم اسلامی لٹریچر بہت ہی مفید ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک تو اس کے مطالعہ کنندگان کا حلقہ بہت ہی وسیع ہوتا ہے[1] دوسرے اس کا اثر دیرپا ہوتا ہے۔ لوگ اپنی فرصت کی سنسان گھڑیوں میں ان رسائل وکتب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور خالی الذہن ہو کر پیش کردہ تعلیمات اسلامی پر غور و تدبر۔ موازنہ و منصفانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ اور پھر اسلام کی فطری و محبت بھری تعلیم ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جاتی ہے اور کچھ عرصہ اسی طرح سے اگر ہماری طرف سے انکو اسلامی لٹریچر کے ذریعہ

[1] دوسرے لفظوں میں یہ کہ گھر بیٹھے کروڑوں میلوں تک بذریعہ ڈاک ہم اسلام کو پہنچا سکتے ہیں۔ مترجم

دعوتِ اسلام پہنچتی رہے تو چٹھی کے ذریعہ وہ اسلام قبول کرلیتے ہیں۔ اسلئے ہم بزرگان ملت سے مفت تقسیم لٹریچر کے فنڈ میں کوئی معتدبہ قومات کے طالب نہیں[1]۔ ہماری درخواست صرف یہ ہے کہ ہر ایک تعلیمیافتہ مسلم بھائی ان کتب و رسائل کو تشنگان اسلام تک پہنچا کر ان کی روحانی تسکین کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمکو نور و ہدایت عطا فرمایا ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ اس نور سے دوسرونکو بھی منور کریں۔ اس نور کو اپنے تک محدود رکھنا قابل افسوس امر ہے دنیا اس وقت مادیت و باطل پرستی کے تاریک و اتھاہ گڑھے میں پڑی ہے۔ ان کی مشعل راہ بننا اور ان کو ذلت کی زندگی سے نجات دینا حاملانِ قرآن اور فرزندان اسلام کا فرض اولین ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

(بر رسولاں بلاغ باشد و بس)

نوٹ:- تمام رقوم بنام فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل۔ لاہور آنی چاہئیں۔

مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۲۶ء خادم۔ خواجہ عبدالغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل۔ لاہور

رسالہ اشاعت اسلام

رسالہ مذکورہ کی کشتی ابھی بھنور میں ہے۔ مالی مشکلات سے ابھی تک اسے مخلصی نہیں ہوئی ناظرین کرام کی ایک نظرِ التفات اسے آنیوالے حوادث زمانہ کے تھپیڑوں سے بچا سکتی ہے۔ ایسے مفید مجلہ کی ہستی و بقا کو قائم رکھنے کیلئے ناظرین رسالہ سے فقط ایک ہی مطالبہ ہے۔ اور وہ یہ کہ اس کا ہر ایک بہی خواہ اگست ۱۹۲۶ء کے مہینہ میں تین تین جدید خریدار ہم پہنچا کر ممنون فرمائے۔ اس طریقہ امداد سے ہماری کل کی کل مالی مشکلات حل ہو جائیں گی۔ اور کارکنان رسالہ اس رسالہ کو بہتر سے شکل و صورت میں آپ کے سامنے پیش کرسکیں گے +

صاحب استطاعت احباب اگر مالی امداد فرمائیں تو کار ثواب ہے +

خادم۔ مینیجر رسالہ اشاعت اسلام
عزیز منزل۔ لاہور (پنجاب)

---

[1] صاحب استطاعت جسقدر چاہیں اللہ کے اس پاک کام میں امداد کرسکتے ہیں۔ یورپ و امریکہ میں ایک ایک شخص فاعلم کے مفاد اور دین کی خاطر کئی کئی لاکھ و کروڑ پونڈ وقف کر دیتے ہیں۔ کاش اہل ثروت و اہل دولت مسلم اس سے سبق حاصل کریں۔ یہ دنیا چار روزہ ہے۔ مال و دولت یہاں ہی رہ جاتا ہے۔ توشہ عاقبت کی تیاری سب سے مقدم ہے +

بشپ آف سالسبری

کیخدمتمیں

ایک کھلا مکتوب

نمبر ۲

کلیسا اور بائبل کے متعلق اسلامی نقطۂ خیال

(تسلسل صفحہ ۳۳۱ جلد ۱۲ نمبر ۷)

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام امام انجمن اشاعت اسلام مسجد ووکنگ)

اگر مغرب کے تربیت یافتہ لوگوں کی یہ حالت ہے تو ہم خدا کے فضل سے ابھی جہالت کے اس درجہ کو یقیناً نہیں پہنچے۔ کہ ان متروکہ اور مسترد شدہ باتوں کو قبول کریں۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ روشنی ہمیشہ مشرق سے آئی ہے۔ مشرق صداقت کو پہچاننے اور مذہب راز کو توہمات کا حصہ قرار دیکر نسیاً منسیا کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ مغرب کو چاہئے کہ اب مشرق کی تقلید میں قدم اٹھائے۔ جناب مسیح اس سلسلہ کے آخری فرد ہیں جنکو اس غرض سے کہ مسیحیت کا نام دنیا کے کفر و شرک کے اندر مقبول ہو جائے کفر و شرک کے تخت پر لایا گیا۔ لیکن اوتاروں کا زمانہ اب ختم ہو چکا ہے۔ مسیحیت ان مذاہب کی تاریخ میں سب سے آخری باب کی حیثیت رکھتی ہے لیکن یہ آخری باب بہت ہی ناکارہ اور گیا گذرا ہے۔ پہلے مذاہب میں تخیل کے لحاظ سے اصلیت کی شان پائی جاتی تھی اور خیالات کی بلند پروازی ان سے ظاہر ہوتی تھی۔ لیکن کلیسا نے ان پرانے مذاہب کی ایسی ہو بہو نقل اتاری۔ کہ گویا وہ انہی کا مرقع ہے۔ وہ یہاں تک دور چلا گیا۔ کہ مذاہب کفر و شرک کی تمام اصطلاحات کو بھی لفظ بلفظ نقل کرنا ضروری سمجھا تقریباً تمام وہ نام جو کلیسا کے علم دینیات میں رائج ہیں انہی مذاہب سے لئے گئے ہیں۔ بیکوس (Bacchus) دیوتا کا الفا و میگا مسیح کے منہ میں ڈالا گیا۔ تاکہ کلمۃ اللہ کے خیال سے مطابقت حاصل

کر سکے۔ یہ ایک اَور سرقہ کا حصہ تھا جو فائیلو اور دوسرے اسکندریہ فلسفیوں سے سرقہ کیا گیا۔ قرآن کریم نے اس سرقہ کا انکشاف اس وقت کیا جب کسی کو اس کا شک و شبہ بھی نہ تھا۔ وہ فرماتا ہے۔

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ ترجمہ۔ عیسائی کہتے ہیں۔ کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ یہ اُن کے مُنہ کے الفاظ ہیں۔ یہ اُن لوگوں کی نقل کرتے ہیں۔ جو ان سے پہلے کفر کے اندر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو تباہ کر دیا۔ کہاں سے کہاں پھر رہے ہیں (التوبہ: ۳۱)

فی الحقیقت اللہ تعالیٰ نے کفر و شرک کو اپنے انبیاء کی معرفت تباہ و برباد کیا۔ مسیح بھی انہی میں سے ایک تھے۔ لیکن آپ کے پیروؤں نے پھر اُسے زندہ کر دیا۔ اور یہ دیکھنے کے قابل بات ہے، کہ جن لوگوں نے دوسروں کو بُت پرست اور مشرک قرار دیا خود بھی اسی دلدل کے اندر پھنس گئے۔

یہ صداقت جس کا قرآن کریم نے اعلان کیا ہے مسیحی دُنیا میں پوری گیارہ صدیوں تک نا قابل تسلیم سمجھی گئی جس کے بعد اس کی روشنی نمودار ہونی شروع ہوئی۔ اور ان گہرے بادلوں میں سے جو مسیحیت کے اُوپر چھائے ہوئے تھے قریباً دو سو سال ہوئے ایک چمکدار شعاع فرانس اور جرمنی میں پیدا ہوئی۔ لیکن آج آفتاب صداقت نصف النہار کے قریب پہنچ چکا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک میں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ محض اسی نے فضل و کرم سے یہ میرے حصہ میں رکھا گیا تھا۔ کہ اس صداقت کو باہر نکالنے کیلئے آخری کلمہ رانی کروں۔ اس بارہ میں یہ بیان کرنا میرے لئے موجب مسرت ہے۔ کہ انگلستان کے کلیسائی جرائد نے میری کتاب ینابیع المسیحیت پر ریویو کرتے ہوئے میرے ان بیانات کی صداقت پر کوئی جرح و قدح نہیں کی جنمیں میں نے کلیسا کی باتوں کو کفر و شرک کی نقل قرار دیا ہے۔ بلکہ اس کے خلاف بعض نے تسلیم کیا ہے کہ مسیحیت کے بعض نہایت اہم واقعات مثلاً واقعہ صلیب اور مسیح کے مردوں میں سے زندہ ہو جانے کی تاریخیں کفر و شرک کے ایسے ہی واقعات کی تاریخوں سے لگئی ہیں

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ کہا گیا۔ کہ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کہ مسیحیت مذہب کفر و شرک سے مطابقت رکھتی ہے۔ حالانکہ اصل صورت اس کے خلاف ہے۔ وہ واقعات جو سمجھا جاتا ہے کہ مسیح کی زندگی میں زیر بحث تاریخوں میں پیش آئے بعینہ وہی ہیں جو قدیم زمانہ کے درجنوں سورج دیوتاؤں کے متعلق بیان کئے جاتے ہیں۔ بعل کی داستان درد کو مسیحیت کی داستان درد کا ماخذ سمجھنے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ اپنے مسیحی دوستوں کے فائدہ کے لئے میں نے ینابیع المسیحیت کے دو باب علیحدہ چھپوا دیئے ہیں۔ اور مسیحی مشنری دفتر ووکنگ مسلم مشن میں اپنی درخواستیں بھیجکر اسے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کتاب کا نام ہے "مسیح کا مذہب اور کلیسیا کا مذہب"۔ وہ لوگ جو بیرونی مسیحی مشن کے کام سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ انکو خصوصیت سے اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ یہ کتاب انکو تاریکی کے کنوئیں میں گرنے سے بچائیگی۔ اور جو چیز انہیں ایک "متلاطم پانی" کی صورت میں نظر آتی ہے۔ اس سے باہر نکلنے میں ان کی ممدو معاون ثابت ہوگی۔ میری یہ کتاب اردو فارسی اور عربی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکی ہے۔ اور ان زبانوں کے بولنے والے کلیسیا کے مذہب سے کچھ تھوڑی بہت واقفیت رکھتے ہیں۔ مسیحی مشن کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہاں قرآن کریم کے اس اعلان کے مقابلہ کیلئے تیار ہو کر جائیں جو آج بالکل سچا ثابت ہو چکا ہے۔ اور جسمیں بتایا گیا ہے۔ کہ مسیحی مذہب ہی کفر و شرک کی نقل ہے۔ اور کفر و شرک ایک ایسی چیز ہے جسکو مسلمان سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جسٹن مارٹر کو بھی اپنے زمانہ میں ایسے ہی خیالات کا مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ اور وہ اس الزام سے انکار نہ کر سکا۔ جو مشرکین نے یہ دیکھ کر کہ اس نئے مذہب میں کوئی ایسی بات نہیں جس کو جدید کہا جا سکے۔ اس کے مذہب پر لگایا۔ انہوں نے دیکھا کہ اسکے اندر ان کے مذہب کی ہو بہو اور پوری پوری نقل کی گئی ہے۔ اور جسٹن مارٹر کو اس کے جواب میں معافی نامہ لکھنا پڑا۔ لیکن کوئی صاحب فہم مشنری اس دلیل سے کام نہ لیگا۔ جو جسٹن نے متھرا ازم اور مسیحیت کی باہمی مشابہت کی تشریح کرتے ہوئے پیش کی +

جسٹن کہتا ہے کہ شیاطین اس آنیوالی صداقت کو جانتا تھا وہ اسکو ملتبس کرنا اور اس صداقت کے متلاشیوں کو مبہوت کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے مسیحی حقائق کو پیشتر سے سمجھا لیا

اور اسکے عقائد و رسوم کی پوری نقل اُتاری - یہی تشریح چند سال ہوئے کورٹز کے لئے جو سپین کی طرف سے میکسکو کی طرف پہلا مشنری بن کر گیا تسلی کا موجب ہوئی تھی - کورٹز نے وہاں دیکھا کہ اس کے خداوند کی کہانی Quetzacoatl کے پُرانے قصہ کی بہ تبدیل نام و مقام نئی شکل ہے - میکسیکو میں کورٹز کے پہنچنے کو Quetzacoatl کی دوسری آمد قرار دیا گیا - اسبات نے کورٹز کو کچھ تھوڑے عرصہ تک حیران سا کئے رکھا - لیکن ٹرٹولین کی تشریح نے اسکی حیرانی کو دور کر دیا - مگر موجودہ زمانہ کا دل و دماغ واقعات کی اس نقل کو کسطرح نظر انداز نہیں کرسکتا اُسے اپنے پرانے مذاہب کے اندر کلیسیا کی عمارت کی اصل بنیاد نظر آتی ہے - ان بیانات کے ساتھ میں مسیحیت کے ان دعاوی کو کہ وہ کوئی جدید مذہب ہے - جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہے - خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مُسترد کرتا ہوں +

لیکن مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ جناب مسیح کے مذہب پر ایمان لائیں - کیونکہ ہم انہیں ایک پیغمبر مانتے ہیں - اور آپکے الہام کو الہام الٰہی جانتے ہیں - ہمیں یہ بھی حکم ہے کہ جناب مسیح[۱] اور اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہ کریں لیکن ایک اور قسم کی مشکلات ہمارے رستہ میں حائل ہیں - جناب مسیح کا پیغام بدقسمتی سے ایک ایسے ذریعہ سے ہم تک پہنچا ہے جو قابل اعتبار نہیں - وہ کتاب جس کے اندر آپ کی تعلیم درج ہے وہ صحت کے لحاظ سے بہت ہی مشکوک ہے - اور اس کا کثیر حصہ فرضی قصہ کہانیوں سے پُر ہے اور ہمارے پاس کوئی ایسے ذرائع نہیں ہیں جن سے ہم اس کی صداقت اور کذب کو ممیز کرسکیں - آپ کے ڈیکن اور پادری لوگ اپنے عہدوں پر مُقرر کئے جانے سے پیشتر تیسری قسم کیونکر کھاتے ہیں (اگرچہ اسکی شکل بدلی ہوئی ہے) یہ میرے لئے ایک معمہ ہے - اس قسم کی رُو سے ان کے لئے یہ ضروری ہے - کہ وہ بائبل کے اس حصہ کو جو مسیح کی الوہیت سے متعلق ہے اسے صحیح اور سچا تسلیم کریں اور

[۱] ملاحظہ ہو قرآن کریم سورۃ بقرہ آیت ۲۸۵ ولا نفرق بین احد من رسلہ +

باقی حصص میں ان کا اختیار ہے جس کو چاہیں صحیح سمجھیں جسے چاہیں غلط قرار دیں۔ لیکن وہ بائبل کے بہت سے قصص کو نہیں مانتے۔ اگر جناب مسیح اور ان کی الوہیت کا بائبل کے علاوہ کوئی اور ثبوت مل سکتا تو اس عقیدہ کی کوئی بنیاد ہو سکتی تھی لیکن اس مسئلہ کے متعلق صرف بائبل ہی ہماری واقفیت کا واحد ذریعہ ہے۔ جوزیفس کی کتاب کا مشہور و معروف ورق اور پلاطوس کا خط روما کی طرف جو پوپ کے محلات میں محفوظ ہے۔ اور کلیسیا کے واجب العزت معمار کی مصنوعی جدوجہد جو واقعہ صلیب کا براہ راست ثبوت فراہم کرنے کے لئے انہوں نے کی۔ آج کھلی بناوٹ اور جعل ثابت ہو چکا ہے۔ یہ غالباً اس زاہدانہ جعلسازی کا ایک حصہ ہے جو مسیحیت کے اس زمانہ سے مخصوص تھا جب عمدہ نتائج حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کے ذرائع کو جائز سمجھا جاتا تھا۔ اسلئے اس تمام مسلک کی منطقی صورت یہ ہے۔ کہ اڈیکن کے لئے ضروری ہے کہ وہ کتاب مقدس کے بعض خاص حصص پر ایمان لائے۔ کیونکہ انہیں مسیح کی الوہیت کا ذکر ہے۔ اور وہ مسیح کی الوہیت پر ایمان رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان خاص حصص میں اس کا ذکر ہے۔ جو بے سر و پا بات ہے خدا کی اس زمین پر کونسی ایسی عدالت ہوگی جو کسی دعوے کے ثبوت میں کسی دستاویز کے ایک حصہ کو صحیح تسلیم کرے جبکہ اسی دستاویز کا دوسرا حصہ مدعی کے نزدیک جعلی ثابت ہو چکا ہو۔ جب تک کہ مدعی کی دوسری شہادت کی بنا پر جو مشکوک دستاویز سے علاوہ ہو اپنے دعوے کو ثابت نہ کرے۔ اس کا دعوےٰ چل نہیں سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ دستاویز کا ایک حصہ صحیح ہو لیکن شہادت کے نہ ہونے کی وجہ سے اسے مسترد کیا جا سکتا ہے۔ کیا ہمیں مسیحیت دعاوی کی جانچ پڑتال کے لئے اسی سیدھے اور عقلمندانہ طریق عمل کی پیروی نہیں کرنی چاہئے؟ قرآن کریم اگر دنیا میں نہ آیا ہوتا تو بائبل کا مسیح۔ اپنی رسالت کو ہم سے مشکل ہی سے منوا سکتا۔ دس وعظ اور چند معجزات چند ایک دعائیں اور چند لعنتیں

جیسا کہ میں نے اکثر اوقات کہا ہے۔ کسی کو پیغمبر نہیں بنا سکتے۔ جہاں تک وعظوں کا تعلق ہے۔ ہر ایک طالب علم جو کسی مدرسہ سے ابھی ابھی نکلا ہوا (جیسا کہ ناصرہ کے پیغمبر کا حال تھا، کہ وہ فرقہ ایسین کے راہب خانہ سے کتابی خلاقیت سے ماہر ہو کر نکلا تھا۔ لیکن اس کی عملی قدر و قیمت سے وہ ناآشنا تھا) وہ بھی اس مضمون پر عمدہ عمدہ تقاریر کر سکتا ہے۔ ذیل کے الفاظ جو میں اپنی کتاب The Ideal Prophet سے نقل کرتا ہوں بائبل کے مسیح پر لفظ بلفظ منطبق ہوتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم نے کروڑ ہا مسلمانوں کو مسیح کا مطیع بنا دیا ہے۔ اور وہ اسکو نبی مانتے اور اس لحاظ سے ہر تعریف کا مستحق سمجھتے ہیں:۔

پھر ہم ایک پیغمبر کی بعض تعلیمات کی اعلیٰ درجہ کی خوبصورتی کو دیکھ کر حیران اور مبہوت رہ جاتے ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان تعلیمات کی تعریف میں ہم رطب اللسان ہوں۔ لیکن ہمارے جذبات ہم کو اس حد تک نہیں لیجاتے کہ ہم انہیں حقائق زندگی میں سے شمار کریں۔ ہم انہیں اس لحاظ سے کہ وہ زمانہ گذشتہ کی مقدس یادگاریں ہیں قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھ سکتے ہیں، کسی شخص کے اخلاق و اعمال کو جانچتے ہوئے ہم ایک اور غلطی کا بھی ارتکاب کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ لفظوں کو اعمال کے قائمقام سمجھ لیا جاتا ہے۔ جن عمدہ باتوں اور حسنات کا وعظ ہم سنتے ہیں۔ ان کے متعلق یہ سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ وعظ کہنے والا خود ان باتوں پر عامل ہے۔ لیکن یہ ایک غلطی ہے عملاً ہر قوم کا اپنا اخلاقی لٹریچر ہوتا ہے۔ جنمیں ہمیں بعض وقت اعلےٰ اخلاق قواعد بتائے جاتے ہیں۔ جو ایک پیغمبر کے شایان شان ہوں لیکن اگر کسی کتاب کے مضامین کو ان کے مصنفین کے اخلاق و اعمال کا مرقع قرار دیا جا سکتا ہے۔ تو لارڈ ویرولم کے اخلاق و اعمال کے متعلق ہمارا فیصلہ وہ نہ ہوتا جو اب ہے۔ کسی علم اخلاق کا نقطۂ نگاہ خواہ کتنا ہی بلند کیوں نہو اسے

ان تمام اخلاقی خوبیوں سے مملو نہیں قرار دیا جا سکتا۔ جو دوسرے لوگ ان سے سمجھتے ہیں سوائے اس کے عملاً اس کی خوبیاں ان واضح ہو جائیں +

سنسکرت لٹریچر میں "پنج تنتر" نامی ایک پرانی ہندوستانی کتاب ہے جس میں پرندوں سے دانائی اور عقل کی باتیں لی گئی ہیں۔ یہ کتاب اعلےٰ سلطنت اور عمدہ شہریت کا سبق دیتی ہے۔ اس کو اس نصاب کا ایک ضروری حصہ قرار دیا گیا تھا جو مشرق میں شہزادوں اور حکمران والدین کے بچوں کی تربیت کے لئے مقرر ہے۔ اس کتاب کے اندر اخلاق و حکمت کے تمام سوالات کو نہایت صفائی اور شرح و بسط سے حل کیا گیا ہے۔ لیکن ہر بات جو ہمیں بیان کی گئی ہے۔ اس کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ پرندوں اور دوسرے گونگے جانوروں کے مونہوں سے نکلی ہوئی ہیں۔ ایک کبوتر ہمیں دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست در پریشاں حالی و درماندگی کا سبق دیتا ہے۔ اور اس امر کو اپنے ذاتی تجربہ سے جو اپنے دوست چوہے سے اُسے حاصل ہوا ثابت کرتا ہے۔ ایک اُلو ہمیں جنگ کے داؤں پیچ سکھاتا ہے ایک کوا عقل و دانائی کی طرف ہماری رہبری کرتا ہے مثلاً یہ کہ ہمیں اپنے دشمن کی ظاہر چھوٹائی سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے۔ اور بتاتا ہے۔ کہ کس طرح سے ایک شیر کو ایک لومڑ نے پھسلا کر جال کے اندر پھنسا دیا تھا۔ ایک اَور سبق کہ ناداں دوست دانا دشمن سے زیادہ خطرناک ہے۔ بندر کی کہانی سے واضح کیا گیا ہے۔ جو کہ اس وقت جب اس کا آقا سوتا تھا تو اسکی نگہبانی کرتا رہتا ہے۔ ایک دن کچھ مکھیاں اس کے آقا کی نیند کو خراب کر رہی تھیں۔ بندر نے مکھیوں کو تلوار کے ساتھ ہلاک کرتے ہوئے اپنے آقا کو قتل کر دیا۔ یہ کتاب اس میں شک نہیں کہ ایک نہایت دلچسپ اور اعلےٰ درجہ کی کتاب ہے۔ لیکن موجودہ دل و دماغ اس کے فائدہ کو مشکل ہی تسلیم کریگا کیونکہ اس کے اندر کوئی حقیقت اور سچ مچ کا عملی نمونہ موجود نہیں۔ ایسی تعلیمات جن پر ان کے معلمین نے خود عمل نہ کیا ہو ہرگز ہماری رہنمائی نہیں کر سکتیں۔ یہ ایک پختہ اصول ہے۔ اور ایک ایسی بات ہے۔ جو ہمیں ایسے وقت جب ہم اپنے لئے کسی معلم اور رہنما

کے متلاشی ہوں کام دے سکتی ہے - ایک معلّم اور رہنما کے اعمال نہ کہ اسکے الفاظ اُسے ہماری اطاعت کا مستحق قرار دے سکتے ہیں - ایک اخلاقی نصیحت یا ضرب المثل جو دیوار پر لکھی ہو ویسی ہی قابل تحسین ہے جیسے ایک معلّم کے مُنہ کے الفاظ جن پر اس نے کبھی عمل نہ کیا ہو" ؛

بیشتر اسکے کہ میں اپنے اس مکتوب کو ختم کروں - اس صدمہ کے متعلق چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں جو ہمیں اس وقت پہنچتا ہے جب ہم بائبل کی اشاعت کے موقعہ پر فارن مشن سوسائٹی کے انصاف اور شائستگی کو دیکھتے ہیں مسیحیت کے ازمنہ متوسط کی ایمانداری اب ایک ماضی کی چیز ہے - جسمیں عمدہ انجام کی خاطر ہر قسم کے ذرائع کو جائز سمجھا جاتا تھا - اور ہر وہ چیز جو کلیسیا کے مقاصد کو سر انجام دینے کے کام آسکے - خواہ وہ کیسی نا جائز اور بدترین کیوں نہ ہو اس کو جائز سمجھا جاتا اور خوشی سے استعمال کیا جاتا تھا - لیکن موجودہ دل و دماغ اس سے بڑھ کر صفائی اور ایمانداری چاہتا ہے بالخصوص ان لوگوں کے اندر ضمیر و اخلاق کی رہنمائی کی حیثیت رکھتے ہیں مرقس کی آخری گیارہ آیات اور یوحنّا کی مشہور و معروف آیت جسمیں بیٹے اور باپ اور روح القدس کا ذکر ہے الحاقی اور جعلی ہیں - اور قدیم نسخوں میں پائی نہیں جاتیں ایک حقیقت نفس الامری کو بائبل کے سب سے پہلے انگریزی مترجمین نے معلوم کیا - اور انھوں نے حاشیہ پر اس کو نوٹ کر دیا - جو کچھ عرصہ تک وہاں لکھا جاتا رہا - لیکن ہم اس نوٹ کو ان نسخوں کے اندر نہیں پاتے - جو فارن مشن سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوئے ہیں - کیا یہ جائز اور ایمانداری کی بات ہے - کہ بائبل کے مضامین کی اصلیت کے متعلق دوسروں کو تاریکی میں رکھا جائے ؟ قارئین کرام کو یاد رکھنا چاہئے - کہ مرقس کی آخری آیات اور یوحنّا کی مذکورہ بالا آیت مصنوعی اور بعد کی ملاوٹ ہیں لیکن مجھے ڈر ہے کہ فارن مشن اسکی اصلاح کی اجازت نہیں دیگا - یوحنّا کی آیت کو وہ اگر نکال دیں - تو یہ ان کے مشن کے خلاف کام ہوگا - اور وہ ایک ہی ستون جو تثلیث کی عمارت کو اُٹھائے ہوئے ہے گر جائیگا تمام اناجیل میں کوئی اس قسم کی دوسری آیت نہیں جو اس کی تعلیم دیتی ہو - مرقس کی آخری

گیارہ آیات ہی صرف ایک چیز ہیں جو فارن مشن کی ہستی کو جائز قرار دیتی ہیں +
جناب والا! آپ بھی اسباب کو خوب جانتے ہیں۔ اور میں بھی اس سے واقف ہوں کہ جناب مسیح کا مشن صرف یہودیت کیطرف تھا۔ وہ صرف اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے آئے تھے۔ اور بچوں کی روٹی کتوں کے آگے یعنے اسرائیلیوں کے سوائے باہر کی دنیا کے سامنے نہیں پھینکنا چاہتے تھے۔ فارن مشن کا قیام ان حدود سے جو جناب مسیح نے قائم کی ہیں تجاوز کرنا ہے۔ اپنی تمام زندگی بھر جناب مسیح نے دوسری اقوام سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔ اور ان کو سؤر سمجھتے رہے۔ اس کے بعد مردوں میں سے زندگی کا مصنوعی ایمان ہمارے سامنے آتا ہے۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ جناب مسیح نے اپنے مشن کے متعلق اپنے خیال کو تبدیل کر لیا تھا۔ اور یہ حکم دیا تھا کہ اُسے دنیا کے چاروں کناروں تک پہنچایا جائے۔ لیکن یہ سب کچھ مرقس کی مابہ النزاع آیات پر منحصر ہے۔ اور اسی وجہ سے انہیں بائیبل میں رہنے دیا گیا ہے۔ اسبارہ میں متی کی شہادت ہرگز قابل تسلیم نہیں اس کے اندر "اقوام" کا لفظ غلط ترجمہ سے کا نتیجہ ہے۔ جو "قبائل" کے بجائے استعمال ہوا ہے یعنے اس سے یہود کے وہ باقیماندہ قبائل مراد ہیں۔ جو تمام دنیا میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان حالات میں مشن ان آیات کو متن سے خارج نہیں کر سکتا۔ نہ ہی ان کے حاشیہ پر نوٹ دے سکتا ہے۔ جیسا کہ نئے تراجم میں ان آیات کی اصلیت کے اظہار کے لئے دیا جاتا تھا۔ وہ اگر ایسا کریں تو اس سے ان کے مقاصد کمزور ہو جائیں گے۔ اور ان کی حیثیت میں فرق آ جائے گا۔ کیونکہ غیر مسیحی دنیا میں تبلیغ مسیحیت کا کام شروع کر کے وہ اپنے آقا کے احکام کی کھلی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان تمام جدوجہد کا مقصد و منشاء مذہب کے سوائے کچھ اور ہو۔ لیکن تہذیب و شائستگی اسی بات کی مقتضی ہے۔ کہ تمام باتوں کو اسی طرح شائع کیا جائے۔ جیسے ان کی اصلیت ہو +

کیپ ٹاؤن
۲۴ فروری سنہ ۱۹۲۶ء

خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام

ماخذِ الہامِ نبوی

تصوّر ذات واجب فی الاسلام

توحید کا عظیم الشان پیغام اور اخلاق و تمدن کا عملی قانون یہ دونوں باتیں نبی کریمؐ نے نہ عیسائیوں سے حاصل کیں نہ یہودیوں سے۔ اوّل الذکر کے متعلق آنریبل سید امیر علی فرماتے ہیں :-

"جن طبعی اور جبلی تقاضوں کی بدولت بنی اسرائیل بار بار توحید سے ہٹ کر بت پرستی کی طرف مائل ہو ہو جاتے تھے باوجودیکہ ان کے درمیان انبیاء کا سلسلہ جاری تھا۔ جو انہیں اور ان کی ذریت کو اس فعل قبیح پر ملامت کرتا رہتا تھا۔ ان لوگوں کا اپنی اسی جبلت کی بناء پر ملک عرب میں آکر بت پرستی کی طرف جھکنا قطعی طور پر لازمی تھا" + چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ابراہیم کے خدا کے ساتھ انہوں نے وہی بت پرستوں کے عقائد بھی جزو ایمان بنائے۔ اور حضرت ابراہیم کا بت بنایا۔ اور ایک مینڈھا بھی اس کے برابر نصب کیا۔ اور اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے۔ کہ یہود نے کبھی اس امر کا ادعا بھی نہیں کیا۔ کہ ہم نے آنحضرت صلعم کو کچھ تعلیم و تلقین کی ہو۔ لیکن چونکہ مسیحیوں نے اکثر اوقات یہ بات اپنی اور نیز بنی اسرائیل کی طرف منسوب کی ہے کہ آنحضرت نے یہود اور نصاریٰ سے یہ علوم چرائے۔ اس لئے ہمیں ضروری ہے۔ کہ اس موقعہ پر مستشرقین کی شہادت پیش کردیں +

ساتویں صدی کے نصاریٰ بت پرستی کے گڑھے میں گرے ہوئے تھے وہ لوگ اُن کی تصاویر اور یادگاروں کے نام پر عہد و پیمان کرتے تھے۔ اور قسمیں کھاتے تھے جن کی تصاویر اور مجسمے مشرقی گرجوں کی تذلیل کا

سبب ہو رہے تھے۔ اور قادر مطلق کے تخت کے چاروں طرف شہداء اولیاء ملائکہ کا ہجوم تھا۔ اور ان تینوں کی عموماً وہ عزت کی جاتی تھی۔ جو عبادت کے قریب پہنچی ہوئی تھی۔ اور جو نصاریٰ کے عرب میں آباد تھے۔ انہوں نے مریم کو الوہیت کا دعویدار بنا کر پوجنا شروع کیا۔ اور بجائے توحید "تثلیث اور تجسم کے عقائد جزو ایمان بنائے، جو خلاف عقل ہیں اور منافی توحید ہیں۔ اور تین برابر کے خدا تسلیم کر لئے، انسان کو خدا بنا لیا۔ لیکن محمد (رُوحی فداہ) کا مذہب شکوک و شبہات سے پاک ہے اور قرآن، خدا کی توحید کا اعلےٰ نشان ہے" +

اب میں یہ سوال کرتا ہوں کہ جن لوگوں کی مذہبی حالت ایسی ابتر ہو ور جو قوم توحید سے اس قدر دُور جا پڑی ہو۔ کیا وہ اس قابل تھی کہ آنحضرت صلعم کو توحید کا سبق سکھاتی؟ اور اس پاکیزہ توحید کا جس کا نقشہ آج ان تک باوجود اصلاح و ترمیم مسیحی دماغ کی پرواز سے بدرجہا بالاتر اور ارفع ہے، ملاحظہ ہو +

(۱) هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمٰن الرحیم ٭ هو الله الذی لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر سبحٰن الله عما یشرکون ٭ هو الله الخالق الباری المصور له الاسماء الحسنیٰ یسبح له ما فی السموات والارض وهو العزیز الحکیم ٭

ترجمہ۔ وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پوشیدہ اور ظاہر (سب) کا جاننے والا۔ وہی بڑا مہربان اور رحم والا ہے۔ وہ وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے۔ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (تمام جہان کا) بادشاہ ہے۔ پاک ذات ہے (تمام عیبوں سے) بری ہے۔ امن دینے والا نگہبان ہے زبردست ہے۔ بڑا دباؤ والا ہے۔ بڑی عظمت رکھتا ہے۔ یہ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں۔ اللہ (کی ذات) اس سے پاک ہے۔ وہی اللہ (ہر چیز کا) خالق اور (ہر چیز کا)

وحید ہے۔ صورتیں بنانے والا ہے (اس کی اچھی اچھی صفتیں
ہیں۔ جو آسمانوں اور زمین میں ہے (سب ہی تو) اسکی (تقدیس)
کرتے ہیں۔ اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے +

۱) قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و
تنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء
بیدک الخیر انک علی کل شیٔ قدیر
ترجمہ۔ اے اللہ سارے ملک کے مالک! تو ہی جس کو
چاہے سلطنت دے۔ تو ہی جس سے چاہے سلطنت چھین لے! تو ہی جس کو چاہے
عزت دے۔ اور تو ہی جس کو چاہے عزت دے! ہر طرح کی خیر و خوبی تیرے ہاتھ
میں ہے۔ اور تو بیشک ہر چیز پر قادر ہے +

۲) اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ
ما فی السموات والارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم
ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیٔ من علمہ
الا بما شاء وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ
حفظھما وھو العلی العظیم۔ ترجمہ۔ اللہ وہ ہے کہ اس کے
سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ اور دنیا کا سنبھالنے والا ہے۔ نہ اس کو اونگھ آتی ہے
اور نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمینوں میں ہے۔ کون ہے جو اسکے اذن
کے بغیر اس کی جناب میں کسی کی سفارش کرے؟ جو کچھ لوگوں کو پیش آرہا
ہے۔ اور جو کچھ ہونیوالا ہے وہ اس کو سب معلوم ہے۔ اور لوگ اس کی معلومات میں
سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے۔ مگر جتنی وہ چاہے۔ اس کی سلطنت زمین و
آسمان پر حاوی ہے۔ اور ان کی حفاظت اس پر مطلق گراں نہیں اور وہ بڑا
عالیشان اور عظمت والا ہے +

۳) قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد

ترجمہ۔ تو کہہ کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ پاک ہے۔ نہ کسی کو اس نے جنا۔ نہ کسی سے جنا گیا۔ اور نہ کوئی اسکی ہمسری کر سکتا ہے +

کوئی کتاب دنیا کے پردہ پر قرآن کے علاوہ نہیں جسمیں خدا تعالےٰ کو اس قدر کثرت کے ساتھ موضوع سخن بنایا گیا ہو۔ اور جس شخص کو اسکی خواہش ہو کہ وہ آنحضرتؐ کا عقیدہ دربارۂ ذات باری تعالےٰ معلوم کرے اُسے لازم ہے۔ کہ قرآن کا مطالعہ کرے۔ یہ چند اقتباسات نے البدیہہ ہدیۂ ناظرین کیئے گئے ہیں۔ بغیر کسی غور و فکر کے ورنہ قرآن پاک میں سینکڑوں مقامات پر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ میرا مقصد اس جگہ اثباتِ واجب الوجود نہیں۔ اگرچہ قرآن پاک اس رنگ میں بھی عقلی دلائل سے خالی نہیں ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی ہستی کو تسلیم کرتے ہوئے ہمیں یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ کونسا مذہب خدا کا بہترین تصور پیش کرتا ہے کس مذہب میں ایسے وجود کا نشان ملتا ہے۔ جسکے سامنے متکبر سے متکبر اور زبردست سے زبردست اور عقلمند سے عقلمند آدمی خود بخود عاجزانہ طور پر اپنی جبیں نیاز رکھ دے؟ کیا سوائے اسلام کے کسی اور مذہب نے بھی خدا کا تصور ایسا ارفع اور اعلیٰ پیش کیا ہے۔ اگر نہیں تو پھر میں اپنا سر ہرگز کسی ناقص ہستی کے سامنے اپنا سر نہیں جھکا سکتا +

مجسّم خدا خُدا ہی نہیں ہو سکتا

کیا ہم ایسے خدا کی عبادت کر سکتے ہیں جو انسانی کمزوریاں اور بشری نقائص رکھتا ہو؟ کیا ہم ایسے خدا کو خدا سمجھ سکتے ہیں۔ جو الوہیت میں دوسرے لوگوں کو بھی شریک رکھتا ہو۔ اور اس کے برابر کے اور بھی خدا ہوں؟ کیا ہم ایسے بےکس خدا کی عبادت کر سکتے ہیں۔ جو دوسروں کی امداد سے قبل اپنی قربانی کر دے؟ کیا ہم ایسے خدا کو خُدا مان سکتے ہیں۔ جو قرآن کی تعلیم کے خلاف انسان پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ رکھ دے۔ قرآن کہتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا

اللہ تو کسی کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ کیا ہم ایسے خدا کی پرستش کریں جو ایسا ظالم اور غیر منصف ہو کہ ہمکو گناہ سے آلودہ کر کے دنیا میں بھیجتا ہو۔ اور ہمکو ان گناہوں کے بدلے میں بعد ازاں سزا دیتا ہو؟ یا کسی بیگناہ انسان کو دوسروں کے عوض سزا دیتا ہو؟ تاکہ وہ بیگناہ دوسرے گناہگاروں کا کفارہ ہو جائے؟ وہ خدا جو فانی اور جسمانی ہو سوتا ہو کھاتا ہو کس طرح خدائی کا لقب پانے کا مستحق ہو سکتا ہے؟ بلکہ میں تو روئے زمین کے حکماء اور فلاسفہ کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ جو کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ مذاہب ہزاروں سال ہوئے تو قائم ہوئے۔ اگر اب ہوتے تو شاید خدا کا تصور بہتر طریق پر پیش کرتے وہ لوگ بخوشی سب ملکر کوئی تصور ایسا پیش کریں جو قرآنی تعلیم سے اعلےٰ تر اور ارفع ہو! جیسا کہ قرآن نے خود تحدی کی ہے۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علےٰ ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون بمثلہ و لو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ تو کہدے اگر انسان اور جن تمام اس امر پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل بنالیں۔ تو یقیناً وہ لوگ اس کا مثل نہ لاسکینگے اگرچہ بعض انکے بعض کے مددگار بھی ہو جائیں +

بلکہ میں یہ بھی کہونگا کہ دنیا جہان کے مقنن اور مصلحین اخلاقی معلمین سیاسی مدبران ملک جن کے نزدیک مذہب کی علت غائی صرف اسی قدر ہے کہ وہ عوام الناس کے جذبات کو قابو میں رکھنے کا آلہ ہے۔ اور انسانی نقائص کے دفیعہ کا ذریعہ ہے۔ یہ سب بزرگ ایک شوریٰ قائم کریں۔ اور ملکر اس سے بہتر تخیل ذات واجب کا پیش کریں۔ اور یقیناً وے مجبور ہونگے۔ کہ اس خدا ہی کو پیش کریں۔ جو آنحضرت نے بذریعہ قرآن کریم دنیا میں پیش کیا ہے۔ بلکہ اور بھی سنیئے اگرچہ دنیا میں آنریبل اے جے بالفور جیسے فلاسفر بڑھ جاویں۔ اور سر آلیور لاج جیسے سائنس دان کثرت سے پیدا ہو جائیں اور یہ لوگ سب ملکر اس بات پر غور کریں۔ کہ کوئی تخیل ایسا ہونا چاہئیے جو ہماری ذات اور دماغی قوتوں کی اصلاح کرتا ہوا ہمیں اعلےٰ روحانی مقام پر پہنچا دے۔ تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ لوگ بہتر از بیش وہی تصور پیش کر سکینگے۔ جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے

آنحضرت صلعم نے دُنیا کو دیا تھا +

جبکہ صورت حال یہ ہے تو میں یقیناً اس سوال کے دوبارہ پیش کرنے میں حق بجانب ہوں جو کچھ عرصہ ہوا ... بمقام لندن میلاد النبی کے جلسہ پر میں نے کیا تھا۔

"اے لوگو! اگر تم ایسے ہی متعصب ہو تو شوق سے نبی کریم کی صفات حمیدہ سے منکر ہو جاؤ۔ اور اگر تعصب نے تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے تو بڑی خوشی سے تم اس تبدیلی سے اعراض کر لو جو محمد الرسول اللہ صلعم نے ملک عرب میں کر دکھائی مگر کیا تم اس تصور سے بھی اپنا پیچھا چھڑا سکتے ہو۔ جو خدا تعالےٰ کے متعلق اس اُمّی (رُوحی فداہ) نے پیش کیا ہے؟ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جس اعلےٰ ارفع مقدس اکمل، کامل، قادر مطلق خدا کی پرستش وہ کرتا ہے۔ اور جس کی اس نے تعلیم دی۔ اس سے بہتر تخیل کوئی اور مذہب پیش کرتا ہے۔ جس خدا کی عبادت کا اس نے حکم دیا اس سے اعلےٰ تر خدا کا تخیل ناممکن ہے! اگر کوئی صفت کم کر دو تو پھر الوہیت میں نقص لازمی ہے! اور زیادہ کر دو تو وہ فالتو ہوگی۔ اگر آنحضرت صلعم صرف دنیا کو خدا کا ایسا اعلےٰ تخیل اور عقیدہ ہی دینے پر اکتفا کرتے تو یہی ان کا مقام دنیا کے بہترین مخلوق کو نفع پہنچانے والوں کی فہرست میں شامل ہوتا۔ اور جو نصب العین آپ نے قائم کیا ہے وہ کبھی انسان کو بُت پرستی کی طرف مائل ہی نہیں کر سکتا۔ آپ نے تاریخ کے صفحات پر توحید کا نقش نہ مٹنے والے حروف میں جما دیا ہے اور سمجھدار طبقہ ایک نہ ایکدن اُسی طرف آ کر رہیگا۔ خواہ آج یا سو برس بعد +

اشاعت اسلام۔ ہم معذور ہیں۔ اگر الوہیت کے اس تخیل کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ناصرہ کے رحمدل مصلح قوم اور نیک مزاج بڑھئی ابن مریم کو خدا سمجھیں۔ اگر یونہی منظور ہے تو خیر شوق سے قرآنی خدا کو حاکم مطلق العنان کہہ لو۔ مگر براہ کرم اسکی صفات کے متعلق صحیح علم حاصل کرو۔ جو اسکی صنعت اور حکمت سے تمہارے ارض و سما میں ہر چہار طرف معمور ہے۔ اپنے دماغ کو ہر قسم کے خیالات سے پاک صاف کر کے اور خالی الذہن ہو کر اپنے گرد و پیش کے حالات پہ غور کرو۔ اور قوانین قدرت کا مطالعہ کرو۔ مختلف مذاہب نے جو نقشے اور تصویریں خدا کی بنائی ہیں جس کو دل سے نکال دو۔ نیچر بہترین آئینہ ہے جسمیں وہ نگار دکھائی دے سکتا ہے۔ تم اس قادر مطلق

عالم الغیب حاضر و ناظر خدائے بزرگ و برتر علت العلل کو پوجو جس کا مجمعدار سالمہ ہر ذرہ میں چمک رہا ہے
تم اس طریقہ کا مطالعہ کرو۔ جس کے مطابق یہ نظام عالم قائم ہے تم قوانین فطرۃ پر غور کرو اور بنظر
غور اسے مطالعہ کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو یقیناً تمہارے سامنے خدائے قرآن جلوہ گر ہو جائیگا
یہی وہ خدا ہے جسے قرآن نے کمال وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے +

جوہنسبرگ (جنوبی افریقہ) میں مسلم مشن کا پُرتپاک و چونکا دینے والا خیر مقدم

رینڈ کی اسلامی تاریخ میں مہتم بالشّان واقعہ

۵ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء بروز جمعرات کو شور و شغب کا ایک ہنگامہ خیز منظر تھا جبکہ مسلمانان جوہنسبرگ نے الحاج الفاروق جناب لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ اور خواجہ کمال الدین صاحب کا خیر مقدم کیا۔ معزز مہمانان کی آمد سے کئی ایام بیشتر سے ہی رینڈ کی مسلم جماعت کے سرگرم اور جوشیلے ممبر سرگرم کار تھے کہ مشہور و معروف مسلم مشن کا کما حقہٗ شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھ خیر مقدم کیا جائے۔ ورینجنگ میں رینڈ کے مسلمانوں کے ایک نمایندہ وفد نے جو جناب مولوی ولی اللہ صاحب۔ جناب مولوی قمر الدین صاحب۔ جناب امام کمالی صاحب۔ جناب نواب خاں صاحب (اول پنجاب فوج) اور حصاری ایڈووکیٹ پر مشتمل تھا جنہوں نے الحاج جناب خواجہ کمال الدین صاحب اور الحاج الفاروق جناب لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ کا خیر مقدم کیا +

ریلوے ٹرین جب سٹیشن کے اندر آگئی۔ تو وہ کمرہ جسمیں معزز مہمانان سفر کر رہے تھے۔ اس جگہ سے آگے گذر گیا۔ جہاں ہندوستانیوں کا جمغفیر مہمانوں کے خیر مقدم کیلئے چشم براہ تھا۔ اس پر مشتاقین و زائرین کا ایک انبوہ کثیر بھاگتا ہوا سٹیشن کے بڑے دروازہ کی طرف لپکا۔ اور جوں ہی کہ یہ ہجوم وہاں پہنچا۔ معزز مہماناں اور وہ افسران جنہوں نے ان کا خیر مقدم کیا تھا سٹیشن کے اصلی حصہ کی طرف واپس لوٹ آئے +

پھر خوشنما اور رنگ برنگی پھولوں کے ہار جناب لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ کے

زیب گلو کئے گئے۔ پھر ہندوستانیوں کے ایک گروہ نے جو نارنجی رنگ کے صافہ اور پٹکے زیب سر کئے ہوئے تھے۔ لارڈ ہیڈلے صاحب و حضرت خواجہ صاحب کو ایک چوسپہ گاڑی میں بٹھا کر لے گئے۔ یہ گاڑی آہستہ آہستہ شہر میں سے ہوتی ہوئی ٹاؤن ہال میں پہنچی۔ گاڑی کے عقب میں ہندوستانیوں کا ایک انبوہ کثیر تھا۔ پھر ٹاؤن ہال میں استقبالیہ سپاسنامے پیش کئے گئے +

ذیل کی اسلامی جماعتوں نے دفتری طور پر اس خیر مقدم میں شرکت حاصل کی۔ ٹرانسوال برٹش انڈین ایسوسی ایشن۔ ٹرانسوال حمیدیہ اسلامیہ ایسوسی ایشن۔ پیٹی دار سوسائٹی۔ ہندو ایسوسی ایشن۔ اور تامل سودمند سوسائٹی۔

ذیل کے احباب اس اجلاس میں شامل ہوئے۔ جناب مسٹر میر (جو منیجر ٹریکین دی اس برادرس جوہنسبرگ کے منیجر ہیں) جناب مسٹر گولڈ برگ۔ جناب مسٹر ایچ صاحب و دیگر یورپین فنر فا شامل تھے۔ جناب مسٹر ایچ۔ ڈی ہال صاحب حمیدیہ اسلامی سوسائٹی نے اجلاس کی صدارت فرمائی +

جناب مسٹر ہال صاحب نے مشہور و معروف مہمانوں کا جوہنسبرگ کی پبلک سے تعارف کراتے وقت ان کی شاندار خدمات کا ذکر کیا۔ جو انہوں نے اسلام اور نسل انسانی کے لئے سرانجام دیں (مسلمانان (جنوبی افریقہ) نے جو اسلامی دنیا کا ایک حصہ ہے اس مشن کا تابناک خیر مقدم کیا۔ اور امید ظاہر کی۔ کہ ان کے نامی گرامی مہمانوں کی محنت و مشقت ضرور ثمر دار ہوگی +

جناب مسٹر برتیچ اور جناب مسٹر گولڈ برگ صاحب نے بھی مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ اور عیسائی ہونے کے باوجود انہوں نے ان کی ان خدمات اسلامی کی دل سے قدر کی جو انہوں نے دنیا کے لئے سرانجام دیں +

خیر مقدمانہ سپاسناموں کا جواب دیتے ہوئے جناب لارڈ ہیڈلے صاحب الفاروق نے مسلمانوں کی عالمگیر اخوت کا ذکر کیا۔ اور اسبات کا اعتراف کیا۔ کہ اس ملک جنوبی افریقہ میں بھی سچی اسلامی روح مفقود نہیں ہے (نعرہائے بلند) حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی

مسلمانانِ جوہنسبرگ کا شکریہ ادا کیا +

(بلند نعرہائے تحسین)

دی مسلم اوٹ لک۔ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۲۶ء

مسلم نواب صاحب کی آمد

(ہندوستانیوں کا شہر کے اندر سے جلوس لیجانے کی تجویز)

(مقتبس از اخبار دی سٹار۔ جوہنسبرگ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۲۶ء)

مسلمانان جوہنسبرگ نے جناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ و حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا خیر مقدم کرنے کے لئے باضابطہ تیاریاں کر رکھی ہیں۔ جنہوں نے کل رات کے ۶½ بجے کیپ ٹاؤن سے شہر میں داخل ہونا ہے +

ٹرانسوال کے کُل مسلمان جوہنسبرگ میں اکٹھے ہونگے۔ اور پارک سٹیشن پر بھی سپاسنامے پیش کرنے اور پھولوں کے ہار ڈالنے کے بعد معزز نوواردوں کا جلوس نکالا جاویگا۔ اور پھر یہ جلوس اتیج ہال میں پہنچیگا۔ جہاں ان کا پبلک استقبال کریگی اجلاس میں بہت سے یورپین احباب بھی شامل ہونگے۔ جن کو اسلام سے اسلئے دلچسپی ہوگئی ہے۔ کہ لارڈ ہیڈلے نے اس مذہب کو قبول کیا ہے۔ اور کل بعد از دوپہر اس جلسہ کے اعزاز میں جوہنسبرگ کے کُل ہندوستانیوں کی دُکانیں بند رہینگی +

جناب لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ جن کی عمر اس وقت ۷۱ برس کی ہے۔ برٹش مسلم سوسائٹی کے میر مجلس ہیں۔ انہوں نے ویسٹ منسٹر اور ٹرینٹی کالج میں تعلیم پائی ہے۔ لارڈ صاحب موصوف فارغ التحصیل ہوکر تعلیمی مشاغل میں منہمک ہوگئے۔ ان کا پیشہ سول انجینئرنگ ہے۔ ہندوستان اور دیگر پرانے ممالک میں انہوں نے تعمیرات کے متعلق بہت سے اہم کام کئے ہیں۔ ۱۹۲۳ء میں آپنے حج بیت اللہ فرمایا۔ آپنے فن تعمیرات و گھوڑ دوڑ بازی پر بہت سی کتب لکھی ہیں۔ لندن کے انجنیروں کی سوسائٹی نے دو دفعہ آپ کو انعام دیا۔ آرٹ

کی شاہی سوسائٹی اور آئرلینڈ کی سول انجینرس انسٹیٹیوشن کی طرف سے چاندی کا تمغہ آپ کو ملا +

دونوں مہمانان قیام جوہنسبرگ میں یونیل میں فروکش ہونگے +

۹ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء کو حضرت خواجہ صاحب نے جوہنسبرگ کی تھیا صوفیکل سوسائٹی میں "اور اک کونیہ" پر لیکچر دیا +

عیسائیت سے عالمگیر نفرت و بیزاری

امام مسجد ووکنگ کے خیالات

اسلام اور روحانیت کی اشاعت

مقتبس از دی سٹار - جوہنسبرگ ۹ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء

اپنے اصولوں کی وجہ سے عیسائیت کی ناکامی - اسلام کی اشاعت جو لوگوں کا قدیمی مذہب تھا - اور یہ کہ اسکے آیندہ بیس سال کے اندر روحانیت اور ماڈرنزم مغربی دنیا کے مذہبی خیالات پر مسلط کریں گے - اور یوروپین ممالک میں اسلام پیشرو ہوگا - یہ وہ چند ایک امورات تھے - جو اس ملاقات کا نمایاں حصہ تھے - جو خواجہ کمال الدین امام مسجد ووکنگ اور اخبار سٹار کے نمایندہ کے درمیان ہوئی +

خواجہ کمال الدین صاحب نے جنہوں نے مشن کالج میں تعلیم پائی کچھ عرصہ وکالت کرکے تبلیغ اسلام کا کام شروع کردیا - اور اس وقت ایک ہزار سے اوپر یورپ میں اُن کے بنائے ہوئے مسلمان ہیں - جو سوسائٹی کے مختلف طبقوں کی نمایندگی کرتے ہیں - اور کہ جنہیں سر آرچی بولڈ ہملٹن بھی ہیں -

خواجہ کمال الدین صاحب نے فرمایا - کہ "دنیا میں مذہبی احساس پیدا ہوچکا ہے - لوگ عیسائیت کی مروجہ شکل وصورت سے قطعاً بیزار ہیں - انگلیکن کلیسا کے بہت سے چیدہ چیدہ اشخاص یہانتک کہ جو عہدہ جلیلہ پر بھی مامور ہیں - ان کا بھی بہت سے عیسوی عقاید و رسمیات پر بالکل ایمان نہیں - جس بات نے مجھے حیرت میں ڈال رکھا ہے - وہ یہ ہے - کہ مذہب کی ایسی ابتر و ناگفتہ بہ حالت پر بھی نہ تو اسقف اعظم کنٹربری نے ہی اور نہ ہی عوام الناس نے

اسکی طرف کوئی توجہ کی ہے۔ بعض عیسائی دوست تو یہاں تک حد اعتدال سے متجاوز کر گئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک جناب ڈاکٹر میجر صاحب ہیں۔ جنہوں نے امریکہ میں ہارورڈ طلباء کی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جب تک ہم عیسائیت کو رسمیات سے مبرا نہ کرینگے۔ میدان تبلیغ میں ہم گوے سبقت نہیں لیجا سکتے۔ عامۃ الناس کو الوہیت مسیح پر کوئی ایمان نہیں۔ لوگ انجیل کو بھی کتاب تسلیم نہیں کرتے۔ اور نہ ہی کفارہ اور خون مسیح پر انکو ایمان ہے۔ عوام الناس جناب مسیح کو ایک انسان کامل کا مرتبہ دیتے ہیں۔ جو کہ روحانیت کے اوج کمال پر پہنچے ہوئے تھے۔ اور کہ جس بام رفعت پر بنی نوع انسان کا ہر ایک فرد پہنچ سکتا ہے۔ اور روحانیت کے اس کمال کو الوہیت سے منسوب کرتے ہیں حالانکہ یہ الوہیت اخلاق ربانی کا مظہر اتم ہے +

انگلستان میں جہاں کہیں بھی اسلام پیش کیا گیا ہے۔ وہاں ہی موجب کشش ثابت ہوا۔ اسلام کے متعلق یورپ میں اس وقت ایک بیداری ہے۔ اسلام کی طرف عدم توجہ اور استغنا نہیں رہا +

کلیساء کی بے رونقی

جنگ کے ماقبل و مابعد کلیساء میں عابدوں کی حاضری کی تعداد کا مقابلہ کر کے آپ نے فرمایا کہ سنہ ۱۹۱۲ء میں میں نے خود عیسائی کلیساؤں کو عابدوں سے معمور پایا۔ لیکن آج سوا حصہ حاضری کی تعداد کم ہو گئی ہے۔ آپ نے پُر زور لہجہ میں فرمایا۔ کہ اس کمی کی وجہ یہ ہے کہ لوگ رسمیات سے قطعاً بیزار ہو چکے ہیں۔ جنگ نے دُنیا پر یہ امر منکشف کر دیا۔ کہ عیسوی کلیساء کے پاس "مذہب محبت" نہیں ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ آئندہ بیس سال کے اندر اندر کل مغربی دنیا میں مذہبی خیالات پر روحانیت اور موڈرنزم کا تسلط ہو گا۔ اور اسلام اسمیں پیشرو ہو گا۔

الغرض ہمارے موجدین جو ہمیں آجکل تعلیم دے رہے ہیں۔ یہی تعلیم اسلام کئی سو برس پیشتر دے چکا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ کلیسیائی لوگ موجودین کے مخالف ہیں۔ اور دوسروں پر اسلئے طعنہ زن ہیں۔ کہ ان کا میلان طبع کیوں اسلام کیطرف ہے، لیکن بہت ہی قلیل عرصہ میں مذہب کلیساء کا خاتمہ ہو جائیگا۔ عیسائی منادوں کی

عنہ ماٹرانسٹ

تبلیغی جدوجہد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ دوسرے لوگوں کو عیسائی بنانے کی کیوں بے سُود کوشش کی جا رہی ہے۔ جبکہ خود عیسائیوں کو اسبات کی اشد ضرورت ہے۔ کہ پہلے اپنے گھر کی حالت درست کریں اور اس کی تبرلیت اور اپنے گلّہ کو واپس لائیں +

انگلستان میں اشاعت اسلام کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یورپین حلقہ بگوشان اسلام کی تعداد آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے۔ اسلام کے متعلق بہت سی غلط بیانیاں رفع ہو چکی ہیں۔ اور جہاں کہیں بھی میں لیکچر کے لئے گیا ہوں میرے لیکچر میں قدردان سامعین کی تعداد کا خاصہ مجمع ہوتا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مسلم اپنے ایمان میں نہایت ہی پختہ ہوتا ہے۔ گو کہ عملی رنگ میں قدرے کمزور ہی کیوں نہ ہو +

زندگی کے کسی ایک طبقہ میں لوگوں کے سامنے اگر آپ سادہ مذہب جو رسمیات کی حدود و قیود سے مُبرّا ہو پیش کریں گے۔ تو لوگ اسکی طرف توجہ کرینگے +

پیغام اسلام

(جناب لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ کا لیکچر جسمیں بہت سے یوروپین احباب شامل ہوئے)

گذشتہ رات واندررس جیمنیزم ہال میں جناب لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے اسلام پر لیکچر دیئے +

گو ہندوستانی بلحاظ کثرت سے ان لیکچروں میں شامل تھے۔ لیکن یوروپین اخوان و خواتین کی بھی کافی تعداد تھی۔ جن کے لئے قلب ہال میں پلیٹ فارم پر خاص نشستگاہوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اور کہ جو نشستگاہیں بیشتر اس کے صاحب صدر معزز مقرر سے سامعین کو متعارف کراتا پُر ہو چکی تھیں۔ جناب لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ جو کہ پہلی ہی مرتبہ جوہنسبرگ میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ فیض ٹوپی زیب سر کیئے ہوئے تھے۔ لیکچر کے آغاز میں ہی آپ نے فرمایا۔ کہ عیسائیت کی تضحیک و تذلیل مسلمانوں کا مقصد نہیں۔ عیسائیت اور اسلام دونوں کا مقصد عظمیٰ حقوق اللہ و حقوق العباد ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ دونوں مذاہب آپسمیں بھائی

بھائی ہیں۔ انسانی ہاتھ کے بنائے ہوئے عقاید کبھی بھی اسلام کی سنگ راہ نہیں ہوئے اور نہ ہی اسلام کبھی عیسائیت کا دشمن رہا ہے۔ عیسائیت کی طرح اسلام کی اساس بھی حقوق اللہ و حقوق العباد پر ہے +

ایک سادہ مذہب

آج ہزاروں لوگ دل سے مسلم ہیں لیکن مخالف نکتہ چینی کا خوف انہیں علانیہ قبول اسلام سے روکتا ہے۔ اسلام ایک سادہ مذہب ہے۔ جس کا مقصد واحد یہ ہے کہ انسان اپنی ہر ایک خواہش کو رضاء الٰہی کے سامنے چھوڑ دے۔ اگر یہ مذہب عالمگیر طور پر لوگ اختیار کر لیں۔ تو جہانبانی کی بہت سی مشکلات ہر قوم میں آسانی سے حل ہو سکتی ہیں۔ جناب لارڈ صاحب موصوف نے فرمایا۔ کہ مذہب ہی بہت حد تک تمام تلخیوں برہمیوں اور کشت و خون کا موجب ہوتا رہا ہے۔ پھر کیا یہ ممکن نہیں ہو سکتا ہے کہ ہم ایک ایسے مذہب کی بنا ڈالیں۔ جو تمام نسل انسانی کو ایسے خدا کی سیدھی سادی عبادت کے لئے متفقہ طور پر اکٹھا کرے۔ جو سب سے ارفع و ازلی ہے۔ ایسے مذہب کے ہوتے سے حکمرانی آسان ہو جاویگی۔ کیونکہ سچے مذہب کی روح رعایا کے اندر کام کرے گی۔ کوئی فرقہ وارانہ کلیسیاء نہ ہوگا۔ اور راہ بہشت کے حصول کے لئے کوئی محصول وغیرہ ادا نہ کرنا پڑیگا +

انگلستان میں اسلام

انگلستان میں اشاعت اسلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ جناب لارڈ صاحب ممدوح نے فرمایا حال ہی میں بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ اور ابھی کثرت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو قبولیت اسلام کیلئے تیار ہیں۔ لیکن تاہم ابھی بہت سے لوگ محض اس خوف سے اسلام قبول نہیں کرتے کہ ان کے دوست و احباب۔ خویش و اقارب ان سے ناراض ہو جائیں گے۔ اور ممکن ہے کہ وہ ان منفعت بخش عہدوں سے بھی محروم ہو جائیں۔ جن پر آجکل وہ فائز ہیں۔

عیسائی مناد ہمیشہ بڑے چالاک و عیار واقع ہوئے ہیں۔ جب کبھی بھی وہ اسلام کا ذکر کرتے ہیں۔ تو حق و صداقت کا خون کرتے ہیں۔ اسلئے لازماً مسلمانوں کو اُن کی

دروغ بیانی کی اندفاع کرنی پڑتی ہے - لیکن بالمقابل مسلمانوں کی زبان سے ایک بھی دلآزار و خلاف واقعہ کلمۂ عیسائیت کے خلاف آپ نہ سنینگے - ہمارے عیسائی دوست اسلام کے متعلق جب غلط بیانیاں کرتے ہیں - تو مسلمانوں کو اس کی روک تھام ضروری کرنی پڑتی ہے +

قانون کی حکومت

الحاج خواجہ کمال الدین صاحب نے جنہوں نے جناب لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ کے بعد تقریر فرمائی - فرمایا کہ ترقی بعض قوانین کی انقیاد ہے - اور جب تک کہ کوئی شخص اس راہ پر گامزن نہ ہو - بام رفعت پر نہیں پہنچ سکتا - علم سائنس بذاتہ بعض قوانین کا محض انکشاف ہے - اگر سائنس اپنے آپ کو قانون کے مناسب حال کرے اور اگر سائنس مادہ کو اپنے قانون کی حکومت تلے لے آوے - تو پھر کامیابی اور ترقی شروع ہو جاتی ہے - قانون کی حکومت ہر جگہ دائر و سائر ہے - کیا کوئی اس یا اس عقیدہ پر محض ایمان لانے سے کسی طرح بھی ترقی کر سکتا ہے - فطرت کا مذہب قوانین الٰہیہ کی پوری پوری انقیاد ہے - قدرت کی ہر ایک چیز کا مذہب فرمانبرداری اور احکام خداوندی کی بجا آوری ہے - اور اسلام قوانین الٰہیہ اور ان کی شدید ترین فرمانبرداری و انقیاد کا مذہب ہے +

ناصریہ کے معلم اعظم کا دلربا مذہب جو اصنام پرستی کے قلع قمع کیلئے منصۂ شہود پر نمودار ہوا - خود نہایت ہی بیکسی کے ساتھ بت پرستی کا شکار ہو گیا - عیسائیت ان لوگوں کی وجہ سے جن کی کچھ ذاتی اغراض تھیں - اصنام پرستی کی نذر چڑھ گئی - جب ناصریہ کے معلم اعظم کا مذہب اپنی اصلی شکل و صورت کو چھوڑ کر ملوث ہو گیا - تو انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی ضرورت محسوس ہوئی - جو اسی پیام ربانی کو از سر نو تازہ کریں جنکی جناب مسیح نے تعلیم کی تھی - پھر اس وقت اسلام کا پیغام نسل انسانی کو سبعیت کے حدود سے بلند کر کے ربانی حدود تک پہنچانے کے لئے نازل ہوا +

انجیل پر نقد و تبصرہ ہر ایک متنفس خواہ یہودی یا نصرانی جس کے دل میں

اللہ تعالیٰ کی توقیر و عزت تھی دل سے مسلمان تھا - جناب امام صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ کسی بھی نبی میں کوئی فرق نہ کریں۔ عیسائیت انسانی دستبرد سے محفوظ نہیں رہی۔ اور اصلی صداقت مروجہ انجیل میں بالکل مفقود ہے - مروجہ انجیل محض قصہ و کہانی کا ایک مجموعہ ہے +

بعض انگلیکن کلیسا کے متعلق آپ نے فرمایا کہ بشپ آف کنٹربری تک بعض باتوں کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں - حالانکہ وہ بائیبل میں موجود ہیں۔ اور انہیں کلام ربانی تسلیم کرنے سے عاری ہیں۔ الحاج نے فرمایا۔ کہ خود عیسائیوں کو اس امر کا اعتراف کرنا پڑیگا - کہ جہاں تک انجیل کی صحت و حفاظت کا سوال ہے - انجیل کی تعلیم اصلی نہیں - اور وہ پیغام عظیم جو اپنی اصلی شکل و صورت میں محفوظ ہے وہ قرآن پاک ہے - جو کہ انسانی آمیزش و دستبرد زمانہ سے بالکل مصئون و محفوظ ہے - جہانتک عیسائیت کا سوال ہے - یہ چشمۂ مصفا انسانی ہاتھوں سے گدلا ہو چکا ہے تمام نسل انسانی خداوند تعالے کا ایک کنبہ ہے - اور یہ وہ پیام ہے جو اسلام دنیا کیلئے لایا ہے - اور دن آئیگا جبکہ ہمہ گیری کا یہ مژدہ عظیم مقبول عام ہو جائیگا +

الحاج نے فرمایا۔ مذہب اسلام وہی ہے - جس کی جناب موسیٰ نے تعلیم دی - پھر آپ نے اس کلنک کے ٹیکہ کی طرف اشارہ کیا - جو عیسائیت نے طبقۂ نسوان کے ماتھے پر لگا رکھا ہے - اور جبکہ عیسائیت گنہگار اول ٹھیراتی ہے اسلام نے عورت کو اس ذلت سے نجات دلائی - کیونکہ حضرت محمد نبی کریم صلعم نے واضح طور پر فرما دیا - کہ مرد و عورت آپس میں توام ہیں - اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ عورت مرد کے لئے شیطانی تحریکات کے بالمقابل حصن حصین کا حکم رکھتی ہے +

جناب امام صاحب موصوف نے نعرہ ہائے بلند کے درمیان اپنی تقریر کو یہ کہتے ہوئے ختم کیا کہ تمام نسل انسانی کو اور خصوصاً ہماری ہمشیرگان کو جو آزادی و نجات حاصل ہوئی ہے وہ محض اسلام کی ہی طفیل حاصل ہوئی ہے +

دی سٹار - جوہنسبرگ ۸ مارچ ۱۹۲۶ء

نظریۂ اعمال یعنی کرما کی تھیوری

انسانی راحت کلیتہً اس کے اعمال کا نتیجہ نہیں

بسلسلہ صفحہ ۳۰۶ جلد ۱۲ نمبر ۷

(نتیجۂ فکر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

گذشتہ آیت کو لکھتے ہوئے میری طبیعت اس طرف آئی کہ یہاں میں سورۂ یٰسین کی دوسری آیات پر بھی کچھ لکھ دوں جو اس موضوع پر قرآن کریم نے فرمائی ہیں۔ سورۂ یٰسین میں زیادہ تر موت اور بعد الموت زندگی کا ذکر ہے۔ اسی لئے مسلمانوں میں یہ سورت حالت نزع میں مریض کو سُنائی جاتی ہے۔ اسلئے ضروری تھا کہ جہاں سورۂ یٰسین حالت بعد الموت پر بحث کرے وہ مسئلہ تناسخ پر بھی کچھ روشنی ڈالے۔ کیونکہ آواگون کی حالت بھی موت کے بعد ہی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے پہلے تو ذیل کی آیت میں یہ فرمایا۔ کہ انسان مرنے کے بعد اس دنیا کی طرف نہیں آتا۔ فھذا

الم یروکم اھلکنا قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون وان کل لما جمیع لدینا محضرون (کیا نہیں دیکھتے کہ ان سے پہلے ہم نے کئی قرنوں سے لوگ ہلاک کئے۔ وہ ان کی طرف تو نہیں لوٹ کر آتے۔ وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کئے گئے ہیں) پھر اہل تناسخ کی چند دلائل کو سامنے رکھ کر اس کی تردید فرمائی۔ یہ امر تو صحیح ہے۔ کہ راحت و رنج اور آسائش و تکلیف انسان کے حسن عمل کا نتیجہ ہیں۔ اس کے نیک اعمال اُسے راحت دیتے ہیں۔ اور اس کے بد اعمال اس کی تکلیف کا موجب ہوتے ہیں لیکن کہا جاتا ہے کہ ہماری کُل کی کُل راحتیں ہمارے گذشتہ جنم کے حسن اعمال کا نتیجہ ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ہماری راحت و آسائش کے جو اصلی سامان ہیں۔ وہ کہاں تک امکانی طور سے ہمارے اعمال کا نتیجہ سمجھے جا سکتے ہیں اگر تو وہ ہمارے عمل کا نتیجہ ہیں تو پھر اُن کا وجود ہمارے عمل کے بعد ہونا چاہئے لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے اسباب راحت و آسائش میں تقریباً کُل کی کُل چیزیں ہمارے وجود سے بہت پہلے کی بنی ہوئی ہیں۔ یہ کائنات کے مظاہر جنمیں سے ہر ایک کا وجود ہماری راحت ہی نہیں۔ بلکہ ہماری

زندگی کیلئے ضروری ہے۔ مثلاً زمین و آسمان اور اُنمیں کی کُل کی کُل چیزیں ہماری زندگی کیلئے ضروری ہیں۔ اور ان سب کا وجود ہمارے وجود سے پہلے ہونا چاہئیے علاوہ ازیں جو چیزیں ہم خود اپنی راحت و آسائش کی پیدا کر لیتے ہیں انمیں بھی ہماری محنت کا حصہ تو بہت ہی قلیل ہے۔ انسانی آسائش کی کسی چیز کو دیکھ لو مثلاً گھر کے ظروف جو انسانی دستکاری کا نتیجہ ہیں۔ ان سب کے سب کا مواد انسان کے ہاتھ کا پیدا کردہ نہیں لکڑی۔ لوہا۔ تانبا۔ چاندی۔ سونا سب کے سب پہلے ہی سے موجود تھے۔ پھر صناع کا دل و دماغ۔ اُس کے ہاتھ پاؤں سب کے سب عطیہ ربّی ہیں۔ انسان کا عمل ایک لاشئے ہے۔ یہ پھل پھول۔ اناج۔ جن پر ہماری راحت چھوڑ ہماری زندگی کا مدار ہے۔ یہ سب کے سب زمین سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر زمین نہ ہوتو کوئی چیز نہ ہو۔ پھر زمین بذاتِ خود ایک مُردہ چیز ہے یعنی جب تک بارش کے پانی سے زندہ نہ ہو کسی روئیدگی کے قابل نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ غور کا مقام ہے کہ اگر زمین نہ ہوتی یا مُردہ زمین کو آسمانی پانی زندہ نہ کرتا تو کونسی راحت کے ہم مالک ہوتے۔ ہم نے تو صرف زمین کو کھودا ہے۔ اور اسمیں تخم ریزی کی ہے۔ پھر اسکی روئیدگی تو بارش چھوڑ سورج پر یا زمینی مواد پر اور ہر ایک سیارے و ستارے پر منحصر ہے۔ جن کی روشنی حسبِ تعلیم قرآن زمین پر پڑکر زمین میں طاقت روئیدگی پیدا کردیتی ہے۔ یہ سارے ہمارے راحت جن کے مقابل انسان کا عمل ایک لاشئے حیثیت چیز ہے۔ ہمارے کونسے عمل کا نتیجہ ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ان سب کا وجود انسان کی زندگی سے پہلے تھا۔ کیونکہ ان کے سوا انسان جی نہیں سکتا۔ اس حقیقت کی طرف قرآن نے اسباب کا ذکر کرنے کے بعد انسان مر کر واپس نہیں ہوتا تاکہ وہ واپس آکر گذشتہ جنم کے نیک اعمال کے عوض میں آسائش حاصل کرے ذیل کی آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔

وایۃ لھم الارض المیتۃ احیینٰھا واخرجنا منھا حبا فمنھا یاکلون وجعلنا فیھا جنٰت من نخیلٍ واعناب وفجّرنا فیھا من العیون۔ لیاکلوا من ثمرہٖ وما عملتہ ایدیھم افلا یشکرون۔ ان کے سمجھنے کے لئے مردہ زمین ہی ایک نشان بلا دلیل ہے جسے ہم (بارش کے ذریعہ) زندہ کرتے ہیں۔ اسمیں سے اناج نکالتے ہیں۔ جسے یہ کھاتے ہیں۔ اس زمین میں ہم باغ لگاتے ہیں۔ انگور کے کھجور کے۔ پھر اس زمین میں ہم چشمے نکالتے ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ وہ اس کے ثمرات کھائیں۔ یہ باتیں تو اُن کے ہاتھوں اور عمل نے نہیں پیدا کیں۔ کیا یہ ان باتوں کی قدر نہیں کرتے۔ کہنے کو یہ ایک مختصر سی آیت ہے لیکن اعمال کی بہترین اور بڑی سے

بڑی آسائشوں کا ہمیں مالک کر دیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی و ما عملتہ ایدیھم اور یہ تمہارے عمل کا نتیجہ نہیں) کہہ کر مسئلہ تناسخ کے ایک بڑی بھاری شق کا ازالہ کر دیا +

میں نے اس کتاب کو خدا تعالیٰ کی اُن چار صفات سے شروع کیا ہے۔ جن سے قرآن کریم کا بھی آغاز ہوتا ہے رب رحمان رحیم۔ مالک یوم الدین۔ میں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم میں اور دیگر مذاہب میں اگر کہیں عقاید کا اختلاف ہو تو اس کی بنا یہ ہے۔ کہ صفاتِ الٰہیہ کے متعلق جو ہمیں قرآن میں علم دیا گیا ہے۔ وہ اُن صفات سے مختلف ہے۔ جو اور مذاہب والے خدا کے متعلق تجویز کرتے ہیں۔ رب العالمین ہر ایک مخلوق کا قدم راہ ترقی میں آگے کو رکھتا ہے۔ کسی چیز کا قدم اس کی ربوبیت تلے پیچھے کو نہیں جا سکتا۔ لہٰذا جو انسان خدا کو رب العالمین مانتا ہے۔ وہ تناسخ کا قائل نہیں ہو سکتا ہے۔ اس طرح جو انسان رب العالمین کو رحمان مانتا ہے۔ وہ اہل تناسخ کی طرح راحت انسانی کو کسی گذشتہ جنم کے عمل کا نتیجہ قرار نہیں دے سکتا۔ رحمانیت سے رب العلمین کا وہ رحم اور فضل مراد ہے جو انسانوں کو کسی عمل کے عوض میں نہیں دیا جاتا۔ رحمان اور رحیم میں فرق یہ ہے کہ رحمانیت کے فضل کو بلا عوضہ عمل ملتے ہیں اور رحیمیت کے فضل انسان کے عمل کے بعد اس کے عوضہ میں وارد ہوتے ہیں۔ رحیمیت پر رحمانیت کو تقدم ہے انسان کی زندگی کیلئے انسان کے عمل کیلئے اسکی صناعی کیلئے سنکھ دسکھ اور بیدم دربدم چیزوں کی ضرورت ہے اور یہ سب کی سب اسکی زندگی بیدا اس کے عمل سے پہلے موجود ہونی چاہئیں۔ آج تمدن و تہذیب نے کروڑہا آسائش کی چیزیں پیدا کر دی ہیں۔ لیکن یہ سب کی سب چیزیں پہلے سے ہی دنیا میں موجود تھیں۔ انسان نے انہیں دریافت کیا۔ یہ سب کی سب چیزیں خدا کی رحمانیت کے ماتحت پیدا ہوئیں۔ انسان کے عمل نے صرف اسقدر کیا کہ بعض چیزوں کو بعض چیزوں سے ملا دیا۔ اور بعض چیزوں کو بعض چیزوں سے جدا کر دیا۔ خوب غور کر کے دیکھ لو کل انسانی عمل اسی ایک جوڑ توڑ پر ہیں۔ ہماری کل کی کل کاریگری چیزوں کے مرکب یا منفرد کرنے پر ختم ہو جاتی ہے جسکے بعد اشیا کے خواص جو ہمارے عمل کا نتیجہ نہیں کل کے کل کام کرتے ہیں۔ ہماری آسائش کی کل کی کل چیزیں تو زمین میں موجود ہیں۔ لیکن ان چیزوں کا زمین میں پیدا ہونا بذات خود ابات پر حصر رکھتا ہے۔ کہ زمین پر بروقت بارشیں آئیں۔ بارشیں بادلوں کو چاہتی ہیں بادلوں کا نظام حرارت آفتاب کی کمی بیشی پر منحصر ہے۔ اگر آفتاب سے بارشیں

ہوئی ہیں۔ تو پھر تباہی ہی تباہی ہے۔ ضروری ہے کہ کسی وقت کسی حصۂ زمین پر بارش ہو اور کسی وقت کسی دوسرے حصۂ زمین پر بارش ہو۔ یعنی کبھی کہیں بادل ہو کبھی دوسری جگہ بادل ہوں۔ سورج کی حرارت پانی کو بادل بنا دیتی ہے ہوائیں اُن کو کہیں کا کہیں لیجاتی ہیں یہ نظام بھی اسی صورت سے پیدا ہو سکتا ہے جب ایک جگہ سورج زور سے چمکے تو دوسری جگہ اس کی درخشندگی کم ہو۔ تاکہ سرد مقام کی ہوائیں گرم مقام کی طرف آکر اُن قطرات آب کو جو بخار بن کر خلا میں بھر رہے ہیں ٹھنڈا کر کے بارش بنا دے۔ اس کے لئے لازم ہے کہ دُنیا کے مختلف حصص پر مختلف اوقات میں رات دن کی کمی بیشی ہو۔ پھر بھی رات کی کمی بیشی مہتاب کے ذریعہ جوار بھاٹے کا موجب ہو جاتی ہے۔ جس سے سمندر میں اُتار چڑھاؤ پیدا ہو کر جہازوں کو چلانے کا موجب ہوتا ہے۔ یہ سب کا سب نظام جس پر ہماری کل کی کل راحت منحصر ہے۔ ہمارے کسی عمل کے عوض میں ہمیں نہیں ملا۔ یہ سب کا سب رحمانیت نے ہمیں عطا کیا۔ پھر جب اس عطیۂ رحمانیت پر کچھ تھوڑا سا ہمنے کام کیا تو رحیمیت نے ہزار در ہزار گونہ عوضہ ان کا ہمیں دیا۔ رحمانیت کے فیض کے پیدا ہونے کے بعد بھی اگر صرف ہمارے عمل پر ہی حصر ہوتا تو پھر ایک کا عوضہ ایک ہوتا جس قدر عمل ہم کرتے اسیقدر نتائج مرتب ہوتے۔ لیکن وہاں ہی فیض رحیمیت کام کر رہا ہے۔ یعنے ایک دانہ کے عوض میں بیسیوں دانے ہوتے ہیں یہاں بھی عمل انسانی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ الغرض ہماری کل کی کل راحتیں اور آسائشیں جو زمین سے وابستہ ہیں وہ رحمانیت اور رحیمیت کا فیض ہے۔ چنانچہ اس مذکورہ بالا حقیقت کو قرآن نے ذیل کی آیت میں بیان کیا ہے۔

والٰھکم الٰہ واحد۔ لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم ۰ ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف الیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماءٍ فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دابۃ وتصریف الریح والسحاب المسخر بین السماء والارض لاٰیٰت لقوم یعقلون (تمہارا معبود تو ایک ہی معبود ہے۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ آسمان اور زمین کی پیدائش میں رات دن کی کمی بیشی میں اور سمندر میں کشتیوں کے چلنے میں جس سے انسانوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اُس پانی میں جو آسمان سے اُترتا ہے جس سے موت کے بعد زمین زندہ کی جاتی ہے۔ اور ہر ایک زمین میں چلنے والے جانوروں میں ہواؤں کے چلنے میں اور زمین و آسمان کے درمیان بادلوں کے مسخر ہونے

ہیں اہل عقل کے لئے نشانی ہے)

اسی سورۂ یٰسین میں اس مسئلہ تناسخ پر یا بالفاظ قرآن اس نظریہ پر کہ انسان مرکر اس دنیا میں واپس نہیں آتا۔ اول تو یہ بحث کی کہ تمہارے اس دنیا کے اسباب راحت تمہارے کسی گذشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ اس دنیا کے اسباب راحت کا ننانوے فیصدی حصہ بلکہ اس سے بھی زیادہ خدا کی رحمانیت کا نتیجہ ہے۔ اور یہ جو اختلاف مدارج تم دیکھ رہے ہو۔ اس پر تو تمدن کی کل چل رہی ہے۔ اور ہر ایک مخلوق اپنے اپنے مفوضہ کام پر لگی ہوئی ہے۔ اور اس مفوضہ فرائض کے ادا کرنے میں نظام عالم چل رہا ہے۔ جس مسئلہ کی تشریح میں قرآن کریم نے نظام شمسی پر بحث کی ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے۔ اب ساتھ ہی اس بات کے توڑنے کیلئے راحت کے سامان کسی گذشتہ جنم کے نیک عمل کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ ایک لطیف اور دلیل دی ہے جسمیں یہ بتلایا کہ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو تمہارے راحت و آرام کے اسباب ہی تمہاری تباہی کا موجب ہو جاتے ہیں پھر تم اسی اسباب کو بدعملی کا نتیجہ کہو گے یا نیک عملی کا۔ چنانچہ نظام شمسی مندرجہ بالا پر بحث کرنے کے بعد فرمایا۔ وایۃ لھم انا حملنا ذریتھم فی الفلک المشحون ۝ وخلقنا لھم من مثلہ ما یرکبون ۝ وان نشاء نغرقھم فلا صریخ لھم ولا ھم ینقذون ۝ الا رحمۃ منا ومتاعا الی حین ۝ اور ان کے غور کرنے کے لئے کشتیاں ہی ایک نشان ہیں جنمیں یہ سوار ہوتے ہیں۔ اور ایسی ہی اس قسم کی اور چیز جن پر یہ سواری کرتے ہیں۔ اور اگر خدا تعالیٰ چاہے تو آن واحد میں بھری کی بھری کشتیاں ایسی حالت میں غرق ہو سکتی ہیں کہ جب نہ کوئی ان کا چھوڑنے والا ہو۔ نہ کوئی اُن کی مدد کو پہنچیں۔ انسان کو ایسی حالت میں صرف فضل خداوندی ہی بچا سکتا ہے۔ اسیطرح اور سواریاں بھی ہماری ہلاکت کا موجب ہو سکتی ہیں۔ ریلیں ٹکراتی ہیں۔ انکے تصادم سے سینکڑوں مخلوق آتی کو اگر موت نہیں تو طرح طرح کے عذابوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ گھوڑوں سے لوگ گر کر مر جاتے ہیں۔ اور یہی وہ چیزیں ہیں جو ہمارے لئے اسباب راحت پیدا کرتی ہیں۔ ان سواریوں پر خصوصاً ریل یا جہاز میں مختلف الحال لوگ ہوتے ہیں۔ غریب امیر خواندہ جاہل بدمعاش اور نیک معاش۔ الغرض بھرے ہوئے جہاز یا مسافروں سے لدی ہوئی ریلیں اپنے اندر ان اشخاص کو جمع کر لیتی ہیں جو بالضرور گذشتہ جنم میں اگر تناسخ کا مسئلہ صحیح ہے تو سخت مختلف اور متضاد الخیال ہستیاں ہونگی۔ لیکن ہیں اور جہاز ان کے لئے بہت حد تک ایک ہی قسم کے اسباب

راحت بہم پہنچاتے ہیں پھر غرق ہونے گرانے کے وقت انکا ایک ہی نقشہ کر دیتے ہیں انکی موجودہ زندگیاں
تو اسبات کا ثبوت ہیں کہ ان کے سابقہ جنم کی زندگی ایکدوسرے سے سخت متضاد الحال ہوگی لیکن ان کا
ایک ہی اسباب راحت و مصیبت کے ماتحت جمع ہونا اس امر کی تصدیق نہیں کرتا اسلئے یہ بات بالکل غلط ہے
کہ ہمارے اس دنیا کے اسباب راحت و رنج ہمارے سابقہ جنم کے حسنِ عمل یا بدعملی کا نتیجہ ہوتے ہیں +

تناسخ اور فٹل ازم ایک چیز ہیں

اس آیت کے بعد قرآن کریم نے اسی مقام پر دو اور لطیف باتیں لکھی ہیں جو اس طرف
اشارہ کرتی ہیں۔ کہ ایک اہل تناسخ اگر اس مسئلہ پر عملاً ایمان رکھتا ہو۔ یعنے یہ نہیں کہ مسئلہ کو تو مانتا ہو
لیکن عمل اس کے خلاف ہو۔ ایسا انسان اس مسئلہ کے ماتحت نصرف دوسروں سے بعض وقت
نیکی کرنے کے ہی ناقابل ہوجاتا ہے۔ اور اسکے حسن اخلاق میں بھی کمی واقع ہوتی ہے۔ بلکہ عام طور پر وہ
تقوے کی راہوں سے دور چلا جاتا ہے۔ میری اس سے یہ مراد نہیں کہ اہل تناسخ ایسے ہوتے
ہیں۔ میری مراد اسی قدر ہے۔ کہ اگر تناسخ کے عقیدے کے مطابق کسی کا عمل ہو تو پھر حسنِ عمل سے وہ
رہجاتا ہے۔ لیکن اس مسئلہ کے ماننے والے حسن عمل سے تو خالی نہیں۔ مگر ان کا یہ حسن عمل اس عقیدے تلے
نہیں ہوسکتا۔ ضرورت وقتی یا حالات یا اُن کی اپنی فطرت ان سے یہ نیک عمل کرا رہی ہے۔ والا اگر وہ
صیحح طور پر مسئلہ تناسخ کو مانیں تو پھر اُن کی حالت دگرگوں ہو۔ مثلاً اگر ہر قسم کی تکلیف کسی گذشتہ
بدعملی کا نتیجہ ہے تو یہ تکلیف تو اَن ٹل ہے۔ اس لئے اس کے دفعیہ کے اسباب کی تلاش بے سود ہے
اگر کسی کو ہیضہ یا بخار یا کوئی اور مرض لاحق ہو۔ اور یہ بروئے نظریہ تناسخ کسی خاص بدعملی کا نتیجہ
ہے تو پھر ان امراض کی شدت یا کمی تو اس بدعملی کے ماتحت سے ہو چکی ہے اور اُس کا نتیجہ جو کچھ بھی ہو
ہوکر رہیگا۔ تو پھر کیا ضرورت ہے۔ کہ انسان علاج کرتا پھرے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ایک تناسخ
کا ماننے والا ان امراض کے پیدا ہونے پر کچھ علاج نہ کرے۔ لیکن اس کا علاج کرنا ہی تناسخ
کی ایک عملی تردید ہے۔ اگر یہ مسئلہ صیحح ہے کہ اس جنم کی تکلیف اور راحتیں تناسخ کے اَن ٹل
قوانین کے ماتحت ہیں۔ تو پھر ہماری کوششیں اسباب راحت کے پیدا کرنے میں اور اسباب
تکلیف کے دفعیہ میں سب بے سود ہیں یہی وہ فیٹل ازم ہے جسے بعض لوگ اسلام کی طرف منسوب کرتے
ہیں یعنے یہ مسئلہ کہ جو ہونا تھا سو ہو چکا۔ اور ہماری زندگی کا اچھا یا بُرا ہونا جو ہمارے یہاں کے آنے سے

پہلے ہی طے ہو چکا - جسے غلطی سے مسئلہ تقدیر کہا گیا ہے - قرآن میں مسئلہ تقدیر تو ضرور ہے۔ لیکن جس سے مراد یہ نہیں کہ ہمارے آرام و راحت ہماری نیکی بدی۔ الغرض جو کچھ بھی ہم کرتے ہیں یا ہم پر واقع ہوتا ہے وہ سب کا سب ہمارے جنم سے پہلے ہی طے ہو چکا ہے - اس مسئلہ کو جیسا کہ میں نے اُوپر لکھا انگریزی میں فیٹل ازم کہتے ہیں - اسے قرآنی مسئلہ تقدیر سے کچھ نسبت نہیں - میں مسئلہ تقدیر پر کچھ آگے چلکر لکھوں گا لیکن یہاں میں تمیز کے لئے لفظ فیٹل ازم اس کتاب میں اس مفہوم کے ادا کرنے کیلئے استعمال کرونگا یعنے جو بھی زندگی میں ہونا ہو وہ ہو چکا ہے +

فیٹل ازم اگر کسی مذہب میں ہے تو وہ یا تو مذہب میں عیسائیت ہے یا اُن لوگوں میں جو مسئلہ تناسخ کے قائل ہیں - کیونکہ اگر یہ جنم اور اس کے سب اچھی یا بُری کیفیات کسی گذشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ ہیں - تو پھر یہ سب کا سب اَن ٹل ہے - لہٰذا یہ فیٹل ازم ہے - اور انسان اسبابِ پر مجبور ہوتا ہے کہ وہ اپنی حالت کو تبدیل کرے اور نہ کسی اصلاح کی طرف آئے - میں یہ نہیں کہتا کہ جو تناسخ کو مانتے ہیں وہ ایسے ہی ہیں - میرا مطلب کہنے کا یہ ہے - کہ ان کو اس مسئلہ کے ماتحت تو ایسا ہی ہونا چاہئے کہ وہ اپنے حالات کو نہ بدلتے لیکن ضرورت وقت اور اُن کی فطری نیکی اور ان کے مذہب کی اور تعلیمات جو اگرچہ تعلیم تناسخ کے تو خلاف ہیں لیکن اُنہیں صحیح اصول پر چلاتے ہیں۔

عقائد وہ رکھو جن کا اثر عملی زندگی پر اچھا ہو

عقائد ہی سر چشمہ اعمال ہوتے ہیں - ہماری اچھی بُری زندگی کی بنیاد در اصل ہمارے اعتقاد ہوتے ہیں اس لئے حسن اعمال کے لئے حسن عقیدہ گی ایک ضروری چیز ہے - لہٰذا ایسے عقاید کی صحت کے فیصلہ کرنے میں جن کا ثبوت عدم ثبوت مشہودات پر تو نہ ہو محض قیاسات دلائل اور نظریوں پر آٹھیرے تو ایک ہی راہ اختیار کرنی چاہئے - یعنے اُن عقاید کے عملی نتائج کو دیکھا جائے با لفاظ دیگر دیکھنا یہ ہو گا - کہ ان عقاید کو مان کر انسان میں لازمانیکی پیدا ہوتی ہے یا بدی - انسان میں احساس جوابدہی و ذمہ داری مضبوط ہوتا ہے یا کمزور - مثلاً مسئلہ کفارہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ انسان گناہ سے تو نجات نہیں پا سکتا اور گناہ کی پاداش میں جہنم سے بچنے کا علاج ایک کفارہ ہے - اور کفارہ ہی گناہوں کو دھوتا ہے - لہٰذا حسن عمل کوئی چیز نہیں - نہ اعمال سے کوئی بچ سکتا ہے - یہی تعلیم جناب پولوس نے دی - اور اسی تعلیم پر لوتھر جیسا عظیم الشان انسان قائم ہو کر یہ بول اُٹھا کہ اعمال کوئی چیز نہیں

تمہاری نجات صرف کفارہ پر ایمان لانے سے ہو سکتی ہے۔ کیا اس کا لازمی نتیجہ یہ نہیں کہ ہم سے حسن عمل مٹ جائے۔ آخر مسئلہ کفارہ کا تو لازمی نتیجہ یہی ہے جو پولوس نے کہا۔ پھر کیوں انسان نیکی کرے۔ فطرت انسانی تو حسن عمل سے جان چراتی ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کی راہیں تو بہت ہی کٹھن ہوتی ہیں۔ نفسانی جذبات ہی بدیوں کا سرچشمہ ہیں۔ دنیا میں کتنے انسان ہیں جو نفسانی جذبات کے غلام نہیں۔ ہم نے تو دنیا میں مشہور نیکوں اور سادھوؤں کو ادنےٰ سے ادنےٰ کمزوریاں دکھاتے ہوئے دیکھا۔ انسان بدیوں سے دو ہی طریق پر بچتا ہے۔ یا تو معاصرین کا خوف یا کوئی آنیوالی تکلیف اُسے بُرے کاموں سے روک دیتی ہے۔ لیکن اگر کفارہ یہی یقین دلائے۔ کہ خواہ تم اپنی نیک عملیوں سے آسمان تک بھی پہنچ جاؤ تو بھی وہ ہیچ ہے۔ کفارہ یا مسیح کے خون پر ایمان ہی تمہیں بدعملی کی پاداش سے بچائیگا۔ تو پھر کسی کو کیا ضرورت ہے۔ کہ نیکی کی راہوں کو اختیار کرے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ اہل کفارہ بدعمل اور بدمعاش ہیں۔ اچھے بُرے سب جگہ موجود ہیں۔ لیکن عیسائی دنیا میں جو نیک ہیں اور نیکی کی راہوں پر چلتے ہیں وہ عملاً کفارے کو نہیں مانتے۔ کفارہ ذمہ داری یا جوابدہی کے احساس کو خطرناک طور پر کمزور کر دیتا ہے۔ کیونکہ ذمہ واری کا احساس زیادہ تر آیندہ کے نتائج پر پیدا ہوتا ہے۔ اب اس امر کو کون جانتا ہے کہ کفارہ کے ماننے والے موت کے بعد نجات پائیں گے یا اسکے منکر۔ یہ امر تو موت کے بعد ہر ایک انسان دیکھ لیگا۔ لیکن مجھے اس مسئلہ کے ماننے میں اس لئے بھی انکار ہے۔ کہ اس سے انسان کا جذبۂ ذمہ واری کمزور ہو جاتا ہے۔ اُن میں حسن عمل کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے اسی طرح مسئلہ تناسخ کا بھی حال ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ مرنے کے بعد ہم اپنے اعمال کے مکافات میں پھر دوبارہ اس طرف آئیں گے یا کسی آئندہ حالت میں جسے اس زمینی زندگی سے تعلق نہیں رہکر اپنے اعمال کے اچھے بُرے نتائج بھگتینگے۔ ان دو مسائل پر کوئی شخص اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر خصوصاً دوسرے کیلئے کوئی ناطق فیصلہ نہیں دے سکتا۔ لہٰذا ان دو مسائل میں بھی فیصلے کی راہ یہی ہوگی کہ ان دو عقیدوں کا عملی اثر ہماری زندگی پر کیا ہوتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر ہمارا جذبۂ ذمہ واری اور احساس جوابدہی ان کے ماتحت کمزور ہوتا ہے یا مضبوط +

یہاں تک تو یہ دونوں عقیدے برابر ہیں کہ مکافات عمل ہوگا اور ضرور ہوگا۔ اگر اس دُنیا میں ہم اچھے عمل کریں تو آیندہ زندگی میں راحت کے مستحق ہونگے۔ اور اگر اس زندگی میں بُرے کام

کرینگے تو ہمارا آئین عشر بُرا ہوگا۔ یہ مسئلہ مکافاتِ عمل اہلِ تناسخ میں یا اُن کے مقابل مسلمان یا دیگر قوموں میں برابر کا ہے۔ فرق یہ آن کر پڑتا ہے۔ کہ اہلِ تناسخ تو اپنے بُرے اعمال کے نتائج بھگتنے کے لئے ہمیں یہاں واپس لاتے ہیں۔ اور دوسرا گروہ یعنے مسلمان یہ تجویز کرتے ہیں۔ کہ ہم ایک ترقی کے راستہ پر ہیں اور ہمارا دوسرا جنم پہلے جنم سے اعلےٰ ہے۔ ہمیں ان جنموں میں دوسرے جنم میں ترقی کرنے کے لئے استعداد پیدا کرنی ہے۔ اس لئے حدیث نے اس دنیا کو مزرعۂ آخرت کہا۔ یہاں کچھ بونا ہے وہاں کاٹنا ہے۔ بدعملی ہمیں آئندہ کی زندگی کی ترقی کے ناقابل کرتی ہے۔ لیکن اس ناقابلیت کا دفعیہ کسی نہایت ہی تکلیف دہ علاج سے ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بعد انسان براہ ترقی پر قدمزن ہو جاتا ہے۔ یہ اعتقادات ہمارے احساس ذمہ واری کو اور جذبہ حسنِ عمل کو مضبوط کرتے ہیں۔ زندگی ترقی (جنت) کا شوق اور نااہلیت ترقی کے دفعیہ کے لئے خطرناک اور پُر عذاب علاج (جہنم) کا خوف ہمیں بدعملی سے روک سکتا ہے۔ دوسرا عقیدہ یعنے اہلِ تناسخ کا یہ ہے کہ ہماری آئندہ زندگی گذشتہ اعمال کے سانچے میں ڈھلتی ہے۔ یہاں تک تو حرج نہیں۔ لیکن چونکہ اس مسئلہ کے ماتحت یہ ماننا پڑتا ہے کہ ہمارے موجودہ اعمال بھی خواہ اچھے ہوں یا بُرے وہ پچھلے جنم کے اعمال کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اور جب تک پچھلی زندگی کی بدعملیوں کا معاوضہ ہم نہ بھگت لینگے ہم کچھ اور نہیں کر سکتے۔ اسلئے ہمیں جو کچھ کرنا ہے عالم مجبوری میں کرنا ہے۔ اور جو کچھ ہم کرتے ہیں اُن کی محرک گذشتہ زندگی ہے۔ اس لئے اس عقیدہ سے اس زندگی میں جذبۂ حسنِ عمل یا احساس ذمہ واری کمزور ہو جاتا ہے۔

خیر و شر کی حقیقت اور عالمِ عقبےٰ

اس پر یہ اعتراض ہوگا۔ کہ اسلامی یا تناسخی عقیدہ مکافات عمل تو ایک ہی ہے دونوں عقیدے آئندہ زندگی کو اس زندگی پر منحصر ٹھیراتے ہیں تو پھر یہاں آئے یا نہ آئے اسمیں فرق کیا۔ بات تو ایک ہی ہے۔ یہ امر صحیح ہے۔ لیکن اس اعتراض کا موجب اس دنیا کی کیفیت

اور عالم عقبیٰ کی کیفیات کے نہ سمجھنے کا نتیجہ ہیں۔ عالم عقبیٰ کے متعلق اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ جو انسان اسمیں داخل ہوتا ہے۔ وہ مزید بدعملی کی اہلیت تو اپنے اندر رکھتا ہی نہیں۔ جنت وہ عالم ہے جسمیں نیکی ہی نیکی ہے۔ میں پسند کرتا ہوں۔ کہ مضمون زیر بحث کو واضح کرنے کیلئے نیکی بدی کی اصل حقیقت بر عایت اختصار یہاں لکھ دوں۔ بروئے فلسفۂ اسلام جب ہمارے قویٰ اپنا ودیعت شدہ فعل کرتے ہیں۔ اور اس محل وموقعہ پر کرتے ہیں جو اُن کے لئے اقتضا در بی نے تجویز کر رکھا ہے تو وہی نیکی ہے۔ کیونکہ اس طریق پہ چلنے سے ہمارے قویٰ اپنے مخفی جوہروں کو بلوغت تک پہنچا دیتے ہیں۔ جو ہر نیکی کا قرآنی مفہوم یہی ہے۔ کہ اپنے میں مخفی جوہروں کے نشو ونما دلانے کی اہلیت پیدا کریں اسلئے شریعت یا دھرم کے ماتحت کرم کانڈ کے بعض قواعد مقرر ہو جاتے ہیں۔ جیکے مقابل بدی کی وہ راہیں ہیں۔ جن سے ہم قویٰ مخفیہ کے مثمر کرنے کی اہلیت کھو بیٹھتے ہیں۔ نیکی اور بدی کا عمل علاوہ جبہ التجرد اپنی طبعی حالتوں میں ایک ہی ہوتا ہے۔ ان کا محل اور موقعہ انہیں نیک و بد کر دیتا ہے۔ مرد عورت کا جمع ہونا شریعت کے ماتحت یا اس کے خلاف ایک ہی قسم پر واقعہ ہوتا ہے۔ اس کے نتائج جہانتک توالد تناسل کا سوال ہے ایک ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے بعض محل ممدوح ہیں یعنے کسی سوسائٹی کے ماتحت مرد وعورت کا رشتہ زوجیت میں آجانا لیکن اگر کوئی اس کے خلاف کرے۔ تو وہ زانی اور بدچلن مشہور ہوتا ہے۔ شادی اور زنا عملاً تو ایک ہی ہیں لیکن اس کے اثر جو اخلاق اور سوسائٹی پر پڑتے ہیں۔ انہوں نے ایک کو نیکی اور ایک کو بدی قرار دیا ہے۔ افیون یا دیگر زہر بن اپنے صحیح محل وموقع پر آبحیات کا کام دیتے ہیں۔ لیکن حد مقررہ سے یا محل مناسب سے گذرنے والا ان چیزوں کے استعمال سے اپنی ہلاکت خرید لیتا ہے۔ الغرض نیکی اور بدی اُن راہوں کا نام ہے کہ جن پر چل کر انسان کی مخفی قوتیں مثمر یا غیر مثمر ہوتی ہیں۔

گوشوارہ آمد و خرچ

مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو لٹریچر فنڈ و تبلیغ ریزرو فنڈ و اشاعت ادبیات دفتر ہندوستان بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۶ء

تفصیل آمد	[illegible]	رقم آمد ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	[illegible]	رقم خرچ پائی	آنہ	روپیہ
۱ - آمد مشن	۱	۶	۲	۱۵۹	خرچ اسلامک ریویو لٹریچر فنڈ مسلم مشن ووکنگ	۵	۰	۱	۷۴
۲ - آمد اسلامک ریویو	۲	۰	۲	۴۴۲					
۳ - آمد ریزرو فنڈ	۳	۰	۰	۲۵					
۴ - اشاعت ادبیات	۴	۰	۵	۲۴۱					
کل میزان		۶	۹	۸۶۷	میزان	۰	۰	۱	۷۴

دستخط - ڈاکٹر غلام محمد آنریری فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ - عزیز منزل - لا

نقشہ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۶ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب عبدالمعبود صاحب	۰	۰	۳	جناب نواب مولا بخش صاحب خان بہادر بہاولپور	۰	۰	۱۰
" خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹری مسلم مشن ووکنگ لاہور	۰	۹	۶	" محمد محمود صاحب دہلی	۰	۰	۲
" امانت محمد صاحب محرر " "	۶	۱	۱	" نور غنی صاحب گوجرانوالہ	۰	۱۰	۵
" عبدالرحمٰن چپڑاسی مشن "	۶	۱	۰	" صبیح الدین صاحب رہتک	۰	۰	۱
" عبدالمجید صاحب محرر اسلامک ریویو "	۶	۱	۱	" امانت محمد محرر مشن لاہور	۰	۱۲	
" حکیم محمد اسحاق صاحب " " "	۶	۱۲	۰	" منہاج الدین صاحب علیگڑھ	۰	۰	۵
" خلیفہ محمد عبداللہ صاحب محرر رسالہ اشاعت اسلام لاہور	۳	۹	۲	" قاضی خادم حسین صاحب لکھنؤ	۰	۰	۲
" محمد شفیع صاحب محرر مسلم بک سوسائٹی لاہور	۰	۱۵	۰	" فضل کریم صاحب فیروزپور	۰	۰	۳
اسپی قیمت پیام مشرق جو کہ بل ۱۲ میں درج ہے	۰	۰	۰۳	" فضل الدین صاحب اوجین	۰	۰	۵
جناب ڈاکٹر صوفی صاحب کلکتہ	۰	۰	۱۰	" امیر حسن صاحب صدیقی کاکوری - لکھنؤ	۰	۰	۱
مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب دہلی	۰	۰	۵	" ایس - کے ابراہیم صاحب - بمبئی	۰	۰	۱
" تاج الدین صاحب منٹگمری و تم	۰	۰	۵	" از اسٹاک پوسٹل آڈٹ مدراس	۰	۱۰	۳
لق صاحب جہلم	۰	۰	۲۵	" ایس فتح محمد صاحب راجمندری	۰	۰	۵
				میزان کل	۶	۲	۵۹

نقشہ نمبر ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو لٹریچر فنڈ بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۶ء

	پائی	آنہ	روپیہ
حضور افتخار الملک حاجی نواب حمید اللہ خان صاحب والئے بھوپال مفت تقسیم			۵۰
جناب آر سید سرمست حسین صاحب محکمہ کورسٹیٹ - - - -	۰	۸	۱
قیمت رسالہ اسلامک ریویو - - - - - - -	۰	۰	۳۹۰
میزان - - -	۰	۲	۴۴۲

نقشہ نمبر ۳ تفصیل آمد ریزرو فنڈ بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۶ء

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب احمد حسین صاحب تربت ضلع گیا - - - - - - -	۰	۰	۲۰
" انعام اللہ خان صاحب علیگڈھ - - -	۰	۰	۵
میزان - -	۰	۰	۲۵

نقشہ نمبر ۴ تفصیل آمد اشاعت ادبیات اسلامیہ فی بلاد الغربیہ بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۶ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
(۱) جناب خالصاحب عبد الحلیم صاحب ندلیر - اسوۂ انبیا کے لئے	۰	۰	۲
(۲) " علی برادرس صاحب لکھنو - احادیث	۰	۰	۵
(۳) " غلام احمد صاحب کلامی - بنگلور میسور "	۰	۰	۵
(۴) " عبد الوحید صاحب معرفت علی محمد خان صاحب شاہ پوری - آرہ " - - -	۰	۰	۱۵
(۵) " سکندر رحمان صاحب " " -	۰	۰	۲
(۶) " ڈاکٹر صوفی " کلکتہ - - -	۰	۰	۱۰
(۷) " علی محمد خان صاحب آرہ - اسوۂ انبیاء - - -	۰	۰	۳
(۸) فروخت کتب معرفت مسلم بک سوسائٹی لاہور	۰	۶	۱۴
(۹) کتاب آئیڈیل پرافٹ فروخت ۱۸ جلد - - - - - -	۰	۵	۱۶۱
(۱۰) جناب عبد اللہ خان صاحب وغیرہ کابل - - - - -	۰	۱۰	۲۹
(۱۱) میزان		۵	۲۴۱

نوٹ: یہ رقم مبلغ ۵ روپیہ از عبد اللہ خالصاحب انجنیر حبیبیہ کالج کابل کی ہے - جو انہوں نے بابت قیمت تفسیر اردو بیان القرآن بھیجی تھی - لیکن غلطی سے یہاں جمع ہو گئی آئندہ ...

نقشہ نمبر ۵ خرچ مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو لٹریچر فنڈ و اشاعت ادبیات بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۶ء

	پائی	آنہ	روپیہ
بل ۱۱۴ تار ووکنگ ۔ قیمت پیام مشرق ووکنگ ۔ ریوی ۲ ۔ لفافہ ۔ کاغذ وغیرہ ۔ کاغذ فلسکیپ ۔ ٹکٹ ۔ - - -	۰	۵	۱۱۹
بل ۱۵ کرایہ دفتر بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء	۰	۰	۱۰
بل ۱۶ خط بیرنگ اور کتابیں حضرت خواجہ صاحب کو دربن روانہ کی گئیں للیہ کتب لوی عبد المجید صاحب کو ووکنگ روانہ کی گئیں	۰	۸	۱۲
بل ۱۷ الاؤنس اڈیٹر بابت ماہ مئی - جون سنہ ۱۹۲۶ء - - - - -	۰	۰	۳۰۰
بل ۱۸ تنخواہ عملہ مشن و ریویو بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء - - - - -	۰	۴	۲۲۷
بل ۱۹ - - - - -	۰	۰	۵
بل ۲۰ واپسی رقم - یہ رقم غلطی سے جمع ہوئی جو کہ دفتر رسالہ اشاعت اسلام کی تھی	۰	۸	۴
بل ۲۱ کاغذ از دکان شیخ اللہ دیا صاحب برائے اپیل انگریزی احادیث نبوی و فہرست متعلق مشن لٹریچر فنڈ و چیف آف اسلامک اپیل برائے مشن ووکنگ - - -	۰	۴	۷۵
بل ۲۲ ... سنہ ۱۹۲۶ء - - - -	۰	۰	۲۴
میزان کل - - -	۰	۰	۷۷۴

رجسٹرڈ ایل

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون

(قرآن حکیم)

اشاعت اسلام

اردو

اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام

درخواست ہائے خریداری بنام منیجر اشاعت اسلام

عزیز منزل لاہور

"Islam is a beautiful religion, and those who keep the precepts must be living as near to God as it is possible for mankind to do, and thereby find peace."

Yours in Islam,
AMEENA AGNES DEEVES.

فہرست مضامین

رسالہ اشاعت اسلام لاہور

جلد (۱۲) بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء مطابق ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۹۲۶ء نمبر (۱۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ نومبر ۱۹۲۶ء

جلد (۱۳) نمبر (۱۱)

شذرات

اس ماہ کے رسالہ کے ساتھ نومسلمہ مس امینہ اگنیس ڈیویز کا فوٹو شائع کیا جاتا ہے، آپ اعلان اسلام کرتی ہوئی فرماتی ہیں۔ کہ

"اسلام ایک دلربا مذہب ہے" +

اسلام کی اخلاقی فتوحات اور ترقیات مذہب اسلام کی موجودہ فتوحات کو کونسے اسباب پر محمول کیا جاسکتا ہے ؟ یہ ایک معمہ ہے۔ جسکے متعلق ریورنڈلی ایم لیڈکرفٹ نے البرٹ ہال میں تقریر کرتے ہوئے یہ اعتراف کیا ہے۔ کہ وہ اسے حل کرنے کے ناقابل ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اسلام غلبہ حاصل کرتا جارہا ہے۔ اس کی رفتار ترقی نہایت سرعت پر ہے۔ یہ افریقہ کو فتح کررہا ہے۔ اور خود اس ملک (انگلستان) کے اندر ووکنگ کے مقام پر ایک اسلامی مسجد موجود ہے (ملاحظہ ہو شفیلڈ ڈیلی ٹیلیگراف ستمبر ۱۹۲۶ء)۔

اسلام کی اخلاقی فتوحات کا اعتراف ان کھلے الفاظ میں کرنے کے بعد پادری صاحب اپنے ہم مشرب کلیسائیوں کی تقلید میں اسلام کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"وہ مذہب جسمیں ابوت الٰہی کی کوئی تعلیم نہیں دیگئی۔ جسمیں انسانی برادری پر اعتقاد و یقین کوئی نہیں پایا جاتا۔ وہ مذہب جو رحم و شفقت کی تعلیم سے قطعی محروم ہے۔ پاکیزگی کو اس کے اندر کوئی دخل نہیں۔ وہ مذہب جو طبقۂ نسوان کیلئے مایوسی کے سوا اسے کوئی اثر نہیں رکھتا۔ آج مسیحیت سے بڑھکر لوگوں کو اپنے اندر کھینچ رہا ہے"

یہ ایک پرلے درجہ کی غلط العام تعریف ہے جو اسلام کی گئی ہے لیکن اسمیں ایک بات کی کسر رہگئی ہے۔ یہ ناقابل سمجھ بیان شاید زیادہ محمل ہوتا۔ اگر پادری صاحبان اس زیادہ آسان ہتھیار کو استعمال کرنے سے دریغ نہ کرتے جس کا اسلام کے خلاف استعمال پادری صاحبان کو عموماً پسند خاطر رہا ہے۔ یعنے یہ کہ اسلام کو ترقی تلوار کے استعمال سے ہوئی ہے۔ فی الحقیقت اس ہتھیار سے کام نہ لینے میں پادری صاحب نے عقلمندی سے کام لیا۔ ورنہ ان کے دلائل کا زور بہت کچھ ٹوٹ جاتا لوگ باوجود اس کے کہ اسلام کے متعلق ان کا علم محض سُنا سُنایا ہے کہ کم از کم اس اعتراض کی لچریت کو واقعات حاضرہ کی بنا پر یقینی طور پر سمجھ گئے ہیں۔ وہ اسباب کو خوب جانتے ہیں۔ کہ تلوار کے علاوہ ایسے اسباب موجود ہیں جو اسلام کی طرف لوگوں کو کشاں کشاں لئے چلے جا رہے ہیں۔ اسلام کی کامیابی کا اپنے حلقۂ اطاعت کو وسیع کرنے کے لئے اس کی اخلاقی طاقت کا حقیقی راز کیا ہے پادری صاحب کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص کی آنکھیں ہیں لیکن فی الحقیقت اس کی کوئی آنکھیں نہیں ہوتیں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس کے کان ہیں لیکن کوئی کان اس کے نہیں ہوتے۔ یہی حال ان نکتہ چین لوگوں کا بھی ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جسکے اندر نہایت اعلےٰ درجہ کی تعلیمات موجود ہیں۔ یہ ایک ہی مذہب ہے۔ جو دنیا کے تمام مذاہب کو ایک نقطۂ اتحاد پر لانے کا موجب ہوا ہے۔ جس نے ابوت الٰہی کے خیالات کو اسلامی برادری کی شکل میں عملی جامہ پہنایا ہے۔ اور یہ وہ اخوت ہے کہ جسکی زبردست طاقت اور اصلیت کا اعتراف یوربین لوگوں بلکہ متعصب ترین یوروپین مستشرقین تک نے کیا ہے۔ یہ ایک ہی مذہب ہے۔ جو ہر پہلو سے پاکیزگی اور صفائی اپنے اندر رکھتا ہے مسیحیت کے خلاف اسے اپنی کتاب اور تعلیمات کے غیر ملتوث ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اور سے فی الحقیقت اسے اس کا فخر ہونا چاہیے سب سے آخر میں یہ کہنا بجا ہے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جسکے اندر عورتوں سے نفرت رکھنے والا

کوئی مرد موجود نہیں جیسا اسلام کے سب سے بڑے دشمن پولوس کا حال ہے جس کے منحوس خیالات ہی کی وجہ سے عورت کو موجودہ تنزّل کی صورت دیکھنی پڑی ہے +

غلط بیانی کے ایک ایسے ضروری پہلو سے اغماض کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اسلام کے نکتہ چینیوں بالخصوص ان لوگوں کیلئے جو اس کی روز افزوں ترقی سے مضطرب و پریشان ہیں۔ اور اس ڈر اور خطرہ سے ان کے دماغ کھوئے چلے جا رہے ہیں۔ یہ ایک بہترین موقع ہے۔ کہ وہ اسلام کی تاریک تصویر پیش کرنے میں اپنے پرانے دجل و حیل کو پھر تازہ کریں۔ اسلام کی جو تصویر مسیحی کتب کے اندر عام طور پر دکھائی دیتی ہے۔ موجودہ حالات میں وہ مدھم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اور زیادہ دیر نہیں گذریگی کہ وہ دلفریب لائن اور غلط ملط تاریخ جو اسلام کے متعلق آج تک پیش کیجاتی رہی ہے آہستہ آہستہ اپنا اثر کھو دیگی۔ جیسا کہ اشاعت اسلام بزور شمشیر کی مایہ ناز دلیل کا حشر ہوا ہے۔ اور عوام الناس کی ذہنیت پر اب اس کا کوئی اثر نہیں۔ جوں جوں علم ترقی کرتا جاتا ہے۔ لوگوں کی ذہنیت غلط بیانیوں کی تاریکیوں میں سے خود اپنے لئے رستہ نکالتی جا رہی ہے +

اسلام کی اخلاقی فتوحات کے متعلّق حال ہی میں ایک اور اعتراف دیکھنے میں آیا ہے۔ یہ اعتراف کیپٹن میریز کے منہ سے ہوا ہے جو سینٹ جان کرسیوسٹم کی نئی سوسائٹی کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ اس سوسائٹی کا مقصد منجملہ دیگر مقاصد کے یہ بھی ہے کہ اسلام کے مشرقی معاملہ کے سوال کو زیر نظر رکھے۔ کیپٹن موصوف نے اپنی تقریر میں فرمایا:۔

"اسلام اپنے زمانہ میں ایشیا کے تمام براعظم پر عملاً پھیل چکا تھا۔ اور گذشتہ چند سالوں میں اس نے ایشیائے کوچک میں کیتھولک راسخ العقیدگی کو عملاً ملیا میٹ کر دیا ہے"

مسیحی حضرات اس حقیقت سے خوب واقف ہیں کہ دنیا میں اسلام اور صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے، جسکے ساتھ انہیں مقابلہ درپیش ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہیں یہ بھی خوب معلوم ہے کہ جب اسلام اور مسیحیت دونوں عروج و اقبال کی بلندیوں پر تھے اسلام نے مسیحیت پر اخلاقی تمدنی اور سیاسی فتح حاصل کی۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ آج بھی جبکہ اسلامی ممالک بے دست و پا ہو چکے ہیں اسلام فتوحات پر فتوحات حاصل کرتا چلا جا رہا ہے۔ اسوقت کیا ہوگا جب یہ اخلاقی طاقت مضبوط ہوگی

فوجی طاقت کے ساتھ منضبط کیجائیگی؟ (کیونکہ مسلمانوں کا مستقبل قریب میں طاقت پانا لینا یقینی ہے) یہ اور موجودہ اخلاقی فتح وہ چیزیں ہیں جو انہیں بہت بڑی چیزیں دکھائی دیتی ہیں +

"اسلام بزور شمشیر" کے خیالات کا کذب واقعات حاضرہ سے ثابت ہو چکا ہے جو نہ صرف دوسرے ممالک میں بلکہ یورپ کے اندر بھی اسلام کی اخلاقی فتح کو پیش کرتے ہیں - اسی طرح سے ہم اُمید کرتے ہیں کہ کینن موصوف پر ان دوسری غلط بیانیوں کا کذب تاریخ کی روشنی میں ثابت ہو جائیگا - قرآن کریم آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے - ن والقلم وما یسطرون ما انت بنعمۃ ربک بمجنون (القلم: ۱-۲) یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اسلام کے محاسن کا علم جوں جوں ترقی کریگا - توں توں آنحضرت صلعم کی قدر و منزلت بحیثیت انسان بڑھتی چلی جائیگی - یہ بعینہ وہی بات ہے جسکا تجربہ دُنیا نے گذشتہ چند صدیوں کے اندر کیا ہے اسلام کی اس مہیب اور خوفناک تصویر کا جو ازمنۂ متوسط میں پیش کی جاتی تھی آج کے خیالات سے مقابلہ کرو - اور تم دیکھ لوگے کہ ترقی علم نے آنحضرت صلعم کی عزت و عظمت کو کہاں تک بڑھایا ہے +

انگلستان کی حالت موجودہ اور قرآنی تکثیر الازدواجی } آخر خیالی باتیں اور نظری بحثیں واقعات کی روشنی میں ایک مشت خاک کی بھی حیثیت نہیں رکھتیں - انگلستان میں ایک مقام نوٹنگھم ہے - وہاں چند ماہ ہوئے لندن کے مشہور روزنامچہ ڈیلی اکسپریس کا خاص نامہ نگار گیا - ہمارے نکتہ چین اس نامہ نگار کے ذیل کے الفاظ پر جو اس روزنامچہ میں چھپے غور کریں - اور قرآن کی حکمت آمیز تعلیم پر ایمان لائیں -

اندازاً اس شہر کی آبادی اڑھائی لاکھ ہے - جہاں اس وقت ایک مرد کے مقابل چار عورتیں موجود ہیں - یعنے دو لاکھ عورتیں اور پچاسی ہزار مرد بسا کرتے ہیں گویا ایک مرد کے لئے چار لڑکیاں - یہ امر حیرت افزا تو ہے - لیکن یہ واقعات ہیں اس شہر کی سیرگاہوں میں شام کا ایک چکر اس نظارہ کو سامنے لے آتا ہے -

چار بیبیوں کے متعلق ارشاد - قرآن کا یہ ارشاد نہ ہمارے لئے حکم کے درجہ میں نہ فرض کی صورت میں - دنیا کے حالات بدلتے رہتے ہیں - عالمگیر مذہب کے احکام کے اندر وسعت کامل ہونی چاہئے - انہیں ہر ضرورت کا علاج ہونا چاہئے لیکن جناب مسیح کے مواعظ کی جو درگت ہو رہی ہے - وہ انہیں صفحات میں کہیں اور نظر آجائیگی - نصرانی لوگ کس برتے پر آپ کی تعلیم کو ایک بہترین تعلیم سمجھ رہے ہیں - لیکن کثیر الازدواجی کے مسئلہ میں تو جناب مسیح خود بالکل خاموش ہیں - حالانکہ انکے سامنے ان کی قوم میں اور اُن کے گھرانے میں کثیر الازدواجی تھی - پھر آپ کی خاموشی صاف ظاہر کرتی ہے - کہ کثیر الازدواجی کے آپ خلاف نہ تھے - اور اگر خلاف تھے - تو پھر اس کے مقابل کچھ کہنے کی آپ میں جرأت نہ تھی - اس امر پر موجود قوانین مغرب کو عیسائیت سے کیا تعلق ہے - قانون سیاسی ہو یا مذہبی - اسکی خوبی تو اسی میں ہے - کہ وہ بروقتی ضرورت کا دفعیہ کرسکے - اب کل مدبران سلطنت اور کلیسیہ کے علمبردار تو شنکم کی اس مصیبت کا علاج بتلائیں - عیسائی دوستو - قرآنی ارشاد "مثنیٰ و ثلاث و ربٰع" کی حکمت پر ایمان لاؤ - ورنہ حیثیت یاران طریقت پیش ازیں تدبیر ما

مغربی قوانین کی بیہودگی - مغرب میں کوئی عیاش طبع ایک بی بی کر کے خواہ بیس بد نصیب عورتوں سے تعلق ناجائز رکھے تو ہرج نہیں ؏

زن نو کن اے دوست در ہر بہار کہ تقویم پارین نیاید بکار

پر عمل کرے - اور عمل برابر ہو رہا ہے - اس بدعملی اور سیاہ کاری پر تو قانون خاموش ہے - اور مغربی رائے عامہ اس پر انگلی تک اُٹھا نہیں سکتی - لیکن اگر کوئی شخص ایک بی بی کے ہوتے ہوئے دوسری بی بی نکاح میں لے آوے - تو قانونی شکنجہ میں آجاتا ہے +

مغربی قوانین خلاف فطرت ہیں - حقیقی اخلاق کا جو حال مغرب میں ہے وہ محتاج

تشریح نہیں - لیکن آئے دن ایسے واقعات روشنی میں آتے ہیں جن سے جبری قانونِ زوجیت کو توڑا جاتا ہے - ایک ہی شخص ایک ہی شہر کے مختلف محلوں یا رجسٹری آفس میں دروغبافی کر کے ایک سے زیادہ شادیاں کر لیتا ہے - اور اپنی شب باشی کیلئے مختلف گھر بناتا ہے - متاہل زندگی بسر کرتا ہے - آخر راز کھلجاتا ہے - اور قانونی تعزیر میں آجاتا ہے - دراصل وہ قانون قانون ہی نہیں جو فطری نقاضوں کو ذبح کرنے کے آئین بنائے +

کثیر الازدواجی کی مخالفت تو آخر عورتیں ہی ہیں - پھر وہ کیوں ایک متاہل مرد سے ناجائز تعلق رکھتی ہیں - کیا ان کا مستقبل قابل رشک ہے جب تک وہ دولت حسن کی مالک ہوتی ہیں دن اچھے گذرتے ہیں - لیکن آخر کار ذلت اور شرم کی زندگی بھی اکیدن ہو جاتی ہے -

ناجائز ولادت پر مغربی قوانین کی بیچارگی

یوں تو مغرب میں اس بدکاری کے نتائج روکنے کے

صدہا انتظام ہوتے ہیں قاطع حمل چیزیں استعمال میں آتی ہیں - لیکن پھر بھی قوانین فطرت اپنا انتقام لے کر ہی رہتے ہیں - ناجائز ولادت کے بچے چاروں طرف نظر آتے ہیں - وہ گمنامی - ذلت اور بے سروسامانی کا شکار ہوتے ہیں - آخر اُن بیچاروں کا کیا قصور ہے - وہ کیوں اپنے باپ کے ورثہ سے محروم ہوتے ہیں - جب وہ اُس کی جسمی کمزوریوں کا ورثہ پاتے ہیں - انکی اس مصیبت کا دفعیہ بھی سلطنت کے ذمے ہے - سلطنت اور کس مرض کا علاج ہے قانون کی خلاف ورزی تو ان کے والدین نے کی ہے - وہ بیشک بندشانِ قانون کو جگیں لیکن یہ بچے کیوں گرفتار مصیبت ہوں - ان کے نقصانات کا دفعیہ قانون سلطنت کے ذمے ہے - ان کے فطری حقوق انہیں ملنے چاہئیں - ایام جنگ میں جو بچے اس طرح پیدا ہوئے - ان کا انتظام انگلستان میں ہوا - لیکن دوسروں کا انتظام بھی نہیں کیا جاتا - لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ جو قانون بھی ایسے

بچّوں کے حقوق کو کسی صورت میں قبول کرے - اُس نے کثیر الازدواجی کی جوازیت کو تسلیم کر لیا +

ہمارے نو تعلیمیافتہ گروہ کی غلطی یہ گروہ مغرب کو قبلہ و کعبہ قبول کرتا ہے اور وہاں کی باتوں کو کالوحی سمجھتا ہے - یہ نوجوان اِن باتوں پر کچھ غور کریں - پھر دیکھیں کہ اُن کے اپنے اصول مغرب سے ہزار درجہ بہتر ہیں +

نعت رسُولؐ

رہبرے ہر اسود و ہر احمرے

(از قلم حضرت مجدد علیہ الرحمۃ صدی چہاردہم)

در دلم جوشد ثنائے سرورے — آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل — آنکہ روحش واصلِ آن دلبرے

آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حق است — ہمچو طفلے پروریدہ در برے

آنکہ در بر و کرم بحرِ عظیم — آنکہ در لطفِ اتم یکتا درے

آن رحیم و رحمِ حق را آیتے — آن کریم و جودِ حق را مظہرے

آن رخِ فرخ کہ یک دیدارِ او — زشت رو را میکند خوش منظرے

آن دلے روشن کہ روشن کردہ است — صد درون تیرہ را چون اخترے

آفتابِ ہر زمین و ہر زمان — رہبرِ ہر اسود و ہر احمرے

لا الٰہ الا اللہ

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

اسلام - ایمان - توحید ان سب کی جڑ لا الٰہ الا اللہ شرافت نفس تکمیل روح حقیقی تمدن کے حصول کا اصلی ذریعہ لا الٰہ الا اللہ کل انبیاء کی بعثت کی وجہ لا الٰہ الا اللہ - جنت کا دروازہ لا الٰہ الا اللہ کل قرآن کی تعلیم کا نچوڑ لا الٰہ الا اللہ - کل حسنات دینی کلمۂ طیبہ کی حقیقت پر چلنے کا نام - ہر قسم کی بدیاں اور گناہ - ان مقدس الفاظ کے منشاء کے خلاف چلنا - ہر قسم کی علمی تحقیقیں - مادیات میں اسی لا الٰہ الا اللہ کے مظاہر کی دریافت +

حقیقت کفر - کفر کیا ہے لا الٰہ الا اللہ سے انکار اسلام کیا ہے اسی کا اقرار - ایمان کیا ہے اسکی منطوق پر عمل - پھر سمجھ نہیں آتی کہ ایک لا الٰہ الا اللہ کہنے والا اس کو ماننے والا اس پر ایمان لانیوالا کس طرح بعض دوسرے مسلمانوں کی نگاہ میں کافر ہو سکتا ہے +

رسالت کی غرض - آنحضرت صلعم نے جس امر کی رسالت کی وہ اسی کلمہ طیبہ کی کما حقہٗ حقیقت کو مبرہن کرنا تھا - اگر ہم لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ ہی محمد رسول اللہ کہتے ہیں - تو صرف اسلئے کہ ہم اس جامع مانع مقدس کلام کے ان حقائق پر ایمان لاتے ہیں - کہ جو آنحضرت صلعم کی رسالت خاصہ نے ہم تک پہنچا دیئے - اور جنکے حقائق کے قبول کرنے ہی سے ہم مسلمان ہوتے ہیں - اسلئے ضروری ہے - کہ ہم کلمہ طیبہ کے ہر دو اجزا ضروریہ کا یکجا اقرار کریں - ورنہ اصل چیز تو لا الٰہ الا اللہ ہے - پھر جو شخص توحید اور رسالت دونوں کا مقر ہے - وہ کس طرح کافر ہو جاتا ہے +

ارتکاب گناہ کفر نہیں - ہم ضرور گناہ کرتے ہیں

اور نسیان کا نتیجہ ہیں۔ خدا تعالیٰ گناہ معاف کر دے یا ہماری اصلاح کے لیے کوئی عذاب تجویز کر دے۔ یہ سب کچھ ممکن ہے لیکن ارتکاب گناہ تو کفر نہیں +

مکفرین کی نرالی سمجھ۔ ایک کافر اس کلمہ پاک کے دہرانے سے مسلمان ہو جاتا ہے۔ وہ کسی اسلامی فرقہ کے مجتہد یا عالم کے ہاتھ پر مسلمان ہو۔ مسلمان بنانے کے وقت اُسے جن باتوں کا اعلان کرتا ہوتا ہے بس پر ہر مادر زاد مسلمان کا ایمان ہوتا ہے۔ پھر ایک کافر توان باتوں سے مسلمان ہو جاوے لیکن ایک مسلمان جو کسی مسئلہ میں کسی اور سے اختلاف رکھتا ہے وہ انہیں باتوں کے ماننے یا ان پر ایمان رکھنے سے بھی مسلمان نہیں ہوتا +

حضرت امام اعظم صاحب علیہ الرحمۃ کا مذہب۔ آپ کے نزدیک اہل قبلہ کافر نہیں ہو سکتا اگر کسی میں ننانوے وجہ کفر کی ہوں تو بھی سو میں سے ایک وجہ اسلامی بھی اُسے مسلمان رکھیگی۔ وہ ایک وجہ اسلامی بقول حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعتِ احمدیہ لاہور اس کلمۂ پاک کا اعلان ہے +

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا مذہب اس بارہ میں صاف ہے۔ اُن کے نزدیک کسی صاحب شریعت کا انکار۔ منکر کو کفر کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے لیکن کسی ولی یا بزرگ کا انکار کفر کا مترادف نہیں۔ خود اُن کا انکار بھی بقول اُن کے کفر کے ہم معنے نہیں۔ بات بھی سچ ہے شریعت تو ایک لا الٰہ الا اللہ کی تشریح ہے۔ خود قرآن بھی اسکی تفسیر ہے۔ لہٰذا ان بزرگوں کے پیغام پر ہمیں ایمان لانا ضروری ہے۔ جو صاحب شریعت تھے۔ باقی اُمتِ مرحومہ کے ولی یا خود حضرت مرزا صاحب تو لا الٰہ الا اللہ کی اس حقیقت پر ایزاد کرنے نہیں آئے جو قرآن نے کر دی۔ وہ تو صرف قرآن کے شارح ہیں۔ ان کا انکار تو لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہیں پھر ان کا منکر کس طرح کافر ہو سکتا ہے۔ بات سیدھی ہے۔ لیکن ضدیت کچھ کرنے نہیں دیتی دیگر علماء کی طرف سے تکفیر بھی ایک تحکمانہ امر ہے۔ کوئی نہیں سمجھا کہ اسی زمانہ میں

جو ہمارے فقدان اتحاد و اتفاق نے ہمیں تباہ کر دیا ہے۔ ہمارے اتفاق کی کڑی اور واحد کڑی یہی کلمۂ طیبہ ہے۔ پھر کیوں اس کے ہوتے ہوئے نفاق و فساد کے درخت کی آبیاری کی جاتی ہے۔ ہمارے علماء تو اکثر حنفی المذہب ہیں پھر کیوں حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کی تقلید سے انکار ہو رہا ہے اسلاف میں سے اگر کوئی حنفی المذہب بزرگ کچھ کہہ گیا تو اس پر ہر حال میں حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کو ترجیح ہے۔

مسلمانو! تمہاری کشتی اس وقت بھنور میں ہے لیکن جس طوفان نے اُسے متزلزل کر رکھا ہے۔ اس کی بھاری لہر یہ آپس کی تکفیر ہے۔ خدا را دین پر اپنی قوم پر اسلام پر اُمت مرحومہ پر رحم کرو۔ ایک دوسرے کی تکفیر سے باز آجاؤ جو اہل قبلہ ہو۔ جو زکوٰۃ کا قائل ہو۔ جو ہمارا ذبیحہ کھالے۔ جو کلمۂ طیبہ کا مقر ہو وہ بحکم حضرت ختمیت مآب علیہ الصلوٰۃ و السلام مسلمان ہے۔ تم اسے کافر کہہ کر۔ اس تعزیر کے نیچے نہ آجاؤ جو کہ حدیث نبوی کے ماتحت مسلم مومن کا مکفر خود کافر ہو جاتا ہے۔ سید المرسلین حضرت محمد صلعم نے یہ تعزیری حکم بھی اس لئے دیا۔ کہ ہم ایک دوسرے کو کافر نہ کہیں۔ اس مذکورہ بالا حدیث کے مطابق کون مسلمان ہیں جن کا ان باتوں پر ایمان نہیں۔ اگر آنحضرت صلعم کے نزدیک یہی باتیں کسی کے اسلام کے لئے کافی ہیں تو ہم کون ہیں۔ جو ان باتوں پر کچھ ایزاد کریں۔ دوسرے مذہب والے ہر وقت اتفاق و اتحاد کے فکر میں ہیں۔ وہ ان کو اپنے حلقہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں جو ان کے عقائد کے مطابق ان میں شامل نہیں ہو سکتے۔ تم کیوں انکو اپنے دائرہ سے خارج کر کے اپنی قوت کو کمزور کرتے ہو۔ جن کو مسلمان کہلانے کا حضرت خاتم المرسلینؐ نے امتیاز دیا ہے۔ خدا تعالےٰ ہم پر رحم کرے +

عالمِ عیسویّت پر ایک نگاہ

(بہ قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

یسوع پر پولیس کی نگرانی :- ویلش بپٹسٹ چرچ لندن میں تقریر کرتے ہوئے انگلستان کے سابق وزیر اعظم لارڈ جارج کہتے ہیں :-

مسیحیت کی تعلیم میں جو مساوات اور اخوت کی تعلیم ہے اس سے زیادہ تباہ کن اور انقلابی تعلیم کسی دنیا میں نہیں ہوئی - میں یقینی طور سے نہیں کہہ سکتا - کہ اگر آج یسوع دنیا میں آتے تو اسے کوئی قبول بھی کرتا یا نہ کرتا - اگر پچھلے مقاطعہ کے ایام میں وہ ہم میں ہوتے - تو یسوع کی بعض تعلیمات کو یقیناً برٹش گزٹ سے نکالدیا جاتا مسٹر چرچل کی ایڈیٹرانہ پنسل بالضرور خطبہ کوہی پر نیلا نشان دیدیتی یعنے اسے قابل اخراج ٹھیراتے۔ +

میرے خیال میں تو مسٹر جانسن (افسر پولیس) ایک خطرناک انسان کی طرح یسوع کی نگرانی کراتے اور آیندہ بیسویں صدی کی انجیل جو طیار ہوتی تو یسوع کے حواریوں کی یادداشت کی بجائے پولیس ڈائریوں سے طیار ہوتی (ماخوذ از سٹار جہانسبرگ ۲۸ جون ۱۹۲۶ء)

سبحان اللہ نصرانی تعلیمات کا گل سرسبد خطبہ کوہی اور آج اسکی یہ عزت مسٹر لائڈ جارج کے یہ فقرات اور پھر ایک گرجا میں - اس تعلیم کو یہ لوگ دنیا میں لئے پھرتے ہیں - سابق وزیر اعظم کو ایک برائے نام عیسائی ملک میں ان الفاظ کے کہنے کی جرأت تو ہی ہو سکتی ہے - کہ ان الفاظ کے سننے پڑھنے والوں کی نگاہ میں بھی باقی ماندہ نصرانیت کی یہ عزت ہو گئی ہو - مسیح خدا کا ابن اللہ - پیغمبر یا ہادی مانا جانا تو درکنار اب انکی حیثیت اس شخص کی ہو گئی جو پولیس کی زیر نگرانی میں ہوتے ہیں +

خطبہ کوہی کا ماخذ :- جس تعلیم مندرجہ خط کوہی پر نصرانی دنیا کو ناز ہے - وہ الہامی تو درکنار خود یسوع کے اپنے دماغ سے نکلی ہوئی تعلیم نہیں - اُن کے زمانہ میں جو دو دیوتیں

اسین ایک زاہد فرقہ تھا وہ جنگلوں میں رہتے اور اپنی کمائی کو اکٹھے رکھتے اور ذاتی ملکیت کے قائل نہ تھے۔ مسیح کا ویرانہ میں رہنا بھی اسینوں کا رنگ تھا مسیح انہیں لوگوں میں رہے تھے۔ اور وہیں سے یہ باتیں سیکھیں۔ اور جو ہیں دُنیا میں آئے تو ایسی تعلیمات کرنے لگے۔ ایام طالب علمی میں ہر ایک طالب العلم اخلاق ایسی ہی باتیں کرتا ہے۔ ہاں دنیا کو اور رنگ دیکھ کر اُسے اپنے خیالات بدلنے پڑتے ہیں۔ اسین لٹریچر میں اس خطبہ کوہی کی باتیں موجود ہیں +

کیا اب بھی کلیسوی معتقدات پر کوئی ایمان لاسکتا ہے؟ اکسفورڈ کے سابق بشپ ڈاکٹر گور انگلستانی کلیسیہ کے ایک رُکن رکین رہ چکے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام can we then think ہے۔ اس کتاب میں یہ دکھلایا گیا ہے۔ کہ جب علمی انکشافات نے دُنیا کی کایا پلٹ دی ہے تو کیا اب بھی ہم کلیسوی معتقدات پر ایمان لاسکتے ہیں۔ وہ آدم اور حوا کو تاریخی ہستیاں تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ کچھ سال پہلے بشپ آف برمنگھم نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ اگر آدم اور حوا تاریخی ہستیاں نہیں تو پھر نصرانیت کا کُل تاروپود بگڑ جاتا ہے۔ الوہیت مسیح کی بُنیاد کفارہ اور کفارہ کی ضرورت "گناہ ازلی" اور گناہ ازلی کی بُنیاد آدم و حوا کا ممنوع درخت کا پھل کھانا۔ جب آدم و حوا کی ہی کوئی ہستی نہ رہی تو پھر نصرانیت کہاں +

حواریوں کی شہادت کس قابل ہے ڈاکٹر گور بھی ڈین انج کی طرح عیسائی عقیدہ "بہشت اُوپر دوزخ نیچے اور زمین درمیانہ منزل" کے اب قائل نہیں رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب نیچے اُوپر کا سوال ہی نہیں رہا۔ تو مسیح کس دوزخ میں نیچے اُترے۔ البتہ وہ مسیح کے آسمان پر جانے کے قائل ہیں۔ کیونکہ اُن کے اوپر جانے کی شہادت انجیل میں موجود ہے ڈاکٹر گور جیسی قابلیت کا انسان اور یہ باتیں۔ اگر اس فضاء عالم میں

نیچے اُوپر کا سوال ہی جاتا رہا۔ اور کائنات کا عیسوی نقشہ پارہ پارہ ہوگیا۔ تو پھر اگر دوزخ میں مسیح نہیں اُترا۔ کیونکہ نیچے کوئی چیز نہیں تو پھر اُوپر وہ کیسے گیا۔ اوپر بھی تو کوئی چیز نہیں۔ رہا شہادت کا سوال۔ شہادت بھی کن کی۔ حواریوں جیسے نادان اور کم عقل انسانوں کی۔ جن کی کمی عقل پر خود یسوع کو شکایت رہتی تھی +

رفعت آسمان کا دھوکہ کہتے ہیں۔ کہ یسوع پہاڑ پر چڑھا اور حواریوں نے اُسے بادلوں میں دیکھا اور پھر وہ نگاہوں سے نکل گیا ایسا ہوتا بالکل ممکن ہے۔ اور حواریوں نے ایسا ہی دیکھا لیکن اس سے کہاں ثابت ہوا کہ یسوع آسمانوں کو چلا گیا۔ کوہی علاقوں میں پہاڑوں کی چوٹیاں بادلوں سے ڈھکی ہوتی ہیں۔ ان چوٹیوں پر چلنے والے آدمی بادلوں میں ہی چلتے ہیں۔ اور وہ من کوہ والوں کو بادلوں میں ہی نظر آتے ہیں۔ حواریوں نے بھی زیتون پہاڑی کے دامن میں یسوع کو چوٹی پر بادلوں میں دیکھا پھر وہ ادھر اُدھر ہو گیا۔ انہوں نے سمجھا کہ اُسے بادل لے گئے۔ جو انہوں نے سمجھا انہوں نے روایت کر دی۔ اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ یسوع آسمانوں کو چلا گیا۔

ہندی عیسائی کیوں ہمارے عیسائی برادران وطن ان امور پر غور نہیں کرتے۔ عیسوی معتقدات کی تو مغرب میں یہ حالت ہو رہی ہے یہ کس بات کو دیکھ رہے ہیں مغربی دماغ تو ایک سطحی دماغ واقع ہوا ہے وہ تو مذہبی معاملات میں کسی عقل و دانش کو کام میں نہیں لاتے۔ ہمارے ہندوستانی بھائی اُن کی کیوں پیروی کرتے ہیں۔ وہ کیا نئے انکشافات پر غور نہیں کرتے +

عہد جدید داستان پارینہ ہے آخر اس نئی کہانی کی حقیقت تو صرف اسی قدر ہے۔ کہ عہد نامہ قدیم یعنے عہد شریعت درست نہ تھا

انسان شریعت پر پابند نہ رہ سکا - آخر خدا نے مسیح کے ذریعہ ایک نیا عہد انسان سے کیا - یعنے انسان کے گناہ کے کفارہ میں اپنے اکلوتہ بیٹے کا خون لے کر انسان کو معاف کر دیا - یہ کونسی نئی بات ہے - اب چاروں طرف سے یہ آواز آ رہی ہے - کہ یہ قدیم بُت پرستوں کی کہانی ہے - انسان کو پاداش گناہ سے بچانے کے لئے کسی ابن اللہ کا آنا اور اپنے خون سے گناہ انسان کو سزا سے بچانا اور اس کے کفارہ پر ایمان لانے سے انسان کا نئی زندگی پانا - یہ سب کچھ درست لیکن اس داستان سے کونسی قوم قبل از مسیح خالی تھی - ایران - بابل - نینوا - سیریا - فلسطین - مصر - یونان - مختلف ممالک یورپ ہر جگہ کنواریوں نے ابن اللہ پچیس دسمبر کو ہی جنے - ان سب کے پہلے معجزے کو شراب سے ہی تعلق تھا - وہ سب کے سب سیاحت میں رہے - ان کے بارہ حواری تھے - وہ ایسٹر کے پہلے جمعہ کو مقتول یا مصلوب ہوئے - دو دن قبر میں رہے - ایسٹر کو قبر سے نکلے اور ان کی یاد میں دو تیوہار منائے جاتے تھے یعنے ایک پچیس دسمبر کو اور ایک ایسٹر کو - ان کو بچھڑے کی شکل میں دکھلایا جاتا تھا - جب یہ ساری کی ساری باتیں مسیح سے پہلے بُت پرست کافر مانتے اور ان باتوں پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نجات کو وابستہ کرتے تو پھر اس داستان پارینہ کا نام عہد جدید رکھنا - کہاں تک صحیح ہے - آؤ عیسائی دوستو غور کرو - یہ سب باتیں اب ثبوت و صداقت کے پایہ تک پہنچ چکی ہیں +

خریداران رسالہ اشاعت اسلام

کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ازراہ کرم دو دو جدید خریدار بہم پہنچا کر رسالہ کی اشاعت بڑھائیں

مینیجر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور

نصرانی الٰہیات

جن بھوت پریت
اور
مشرقی مغربی دل و دماغ

مشرقی دل و دماغ تو اس قابل ہی نہیں جو عیسوی صداقتوں کو سمجھ سکے مذکورہ بالا فقرہ دوہرا کر ایک مغربی پادری اپنا دل ٹھنڈا کر لیتا ہے۔ جب ممالک مشرق میں وہ اپنی تبلیغ کو بے اصول بیہودہ پاتا ہے۔ لیکن اس فقرہ کے دہرانے میں وہ ایک بات کو بھول جاتا ہے۔ یعنے خود اس کا خدا اس کے خدا کے رسول اس کے مذہب کے پہلے معلّم اور اس کی عمارت کے بنانیوالے سب کے سب مشرقی دل و دماغ ہی رکھتے تھے۔ حتّٰے کہ جس نے اس مذہب کو اصلی شکل و صورت سے بگاڑ کر اسے کفریات بنا دیا۔ وہ بھی مشرق کا ہی رہنے والا تھا۔ جب پولوس کی بد عملی پر جو دیوں نے اس کے ساتھ مقاطعہ کیا۔ اور اسکی باتوں پر کان نہ دھرا۔ تو اس نے یونان روما کی طرف رُخ کیا۔ وہ لوگ تو بالکل کفر پرست تھے۔ ان میں عیسویت کو ہر دلعزیز بنانے کے لئے پولوس نے رومی یونانی عقاید کو مسیحیت میں داخل کرنا شروع کر دیا۔ کلیسیہ کے اُس معمار اوّل کی دلی کیفیت کا اندازہ اس کے ذیل کے الفاظ سے لگتا ہے۔ جو اُس کے الفاظ ا کورنتھیان باب ۹ کا عام فہم ترجمہ ہو سکتا ہے +

> پابندان شریعت کے ساتھ میرا وطیرہ شریعت کا ہی۔ اور جو شریعت سے باہر ہوں انکے ساتھ میں شریعت سے باہر ہو کر چلتا ہوں۔ غرض جیسا کوئی ہو۔ میں ویسا ہی بن جاتا ہوں مجھے کسی کسی طرح دوسروں کو اپنے مذہب میں داخل کر لینا ہے +

اس ارادے کے ساتھ جب مسیحیت کی شکست و ریخت شروع ہوئی تو عجب نہ تھا۔ کہ

چند دنوں میں ہی یہ مشرقی مذہب مغربی کفریات میں رنگین ہو جاتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کیا اچھا ہوتا۔ اگر مسیح کا مذہب مغرب کی بجائے مشرق کو جاتا۔ اس صورت میں مسیحیت کی تاریخ بھی جدا گانہ ہوتی مغرب نے عیسائیت کی شکل و صورت ہی مسخ کر دی۔ اب تو ایک مدت چاہیئے جب مسیحیت اپنی اصلی خوبصورتی کو پھر پالے +

مذہبی معاملات میں مغربی دل کسی تہ تک پہنچنے کے قابل ہی نہیں۔ امورِ ملّیہ میں مغربی دِل بالکل سطح نشین واقع ہُوا ہے انہوں نے جو کچھ دوسروں سے سُنا اُسے قبول کر لیا۔ مذہب مغربی نگاہ میں ایک ورثہ ہوتا ہے اچھا ہو یا بُرا۔ اُنہیں اُسے قبول کرنا ہی ہے۔ وہ صحیح نہیں سمجھتے۔ کہ وہ موروثی امور کو عقل و روشنی کے معیار پر پرکھیں۔ لیکن اگر مغربی دل کی یہ اپنی کیفیت ہے۔ تو پھر وہ دوسری جگہ مشن کیوں بھیجتے ہیں۔ دوسری جگہ بھی تو لوگوں نے کوئی نہ کوئی مذہب ورثہ میں پایا ہوتا ہے۔ اگر انہیں اپنی موروثی باتوں کی عزت ہے تو وہ لوگوں کے موروثی عقائد میں کیوں دخل دیتے ہیں +

ان امور میں مشرقی دِل و دماغ کی کیفیت ہی اور ہے۔ مذہبی غیر مذہبی باتوں میں وہ ہر امر کو معقول رنگ میں ہی دیکھنا چاہتا ہے ہم پر اسبات کا کم اثر ہوتا ہے۔ کہ ہمارے آباؤ اجداد کسی معاملہ پر کیا سوچتے تھے۔ اسمیں شک نہیں کہ آبائی مذہب ہر دل پر سخت گرفت رکھتا ہے لیکن پھر بھی مشرقی بادل امور مذہب میں معقول پسند واقع ہوُا ہے۔ وہ مذہب کو بھی عقل و منطق کے پیمانے میں کبھی نہ کبھی تول ہی لیا کرتا ہے۔ ان مسیحی مشنوں کو چاہیئے۔ کہ مشرقی ممالک میں جانے سے پہلے وہ ہمارے اس نکتۂ خیال کو سامنے رکھ لیں۔ اگر ایسا کرتے تو انہیں یہ ناکامی نصیب نہ ہوتی۔ لیکن وہ تو اپنی اس ناکامی کا الزام بھی

ہم پر ہی تھوپتے ہیں۔ ان کے نزدیک ہمارا دل اسی قدر گہرا واقع ہوا ہے
جیسے کہ وہ اُن کی سمجھ سے بالا ہے۔ ان میں کے بعض مجہول تو ہمیں نا کریلمن
بھی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ مشرقی دل مغربی دل سے بدرجہا صاف پاک اور
مُشدّین واقع ہوا۔ بات یہ ہے۔ کہ اہل مشرق پہلی ملاقات پر از راہِ
خُلق و تواضع کسی پادری کی تردید کرنا پسند نہیں کرتے۔ پادری جہاں جاتے
ہیں بے محل و موقع اپنی مُسرالاپتے ہیں۔ سُننے والے اُسے مہمان سمجھ کر
خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ یا کہیں ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ اُنکا
خُلق گوارہ نہیں کرتا۔ کہ پہلی ملاقات پر پادری صاحب کی تردید کرکے
اُس کا دل دکھائیں۔ پادری صاحب اس تواضع کو اپنے وعظ کی قبولیت
پر محمول کرلیتا ہے۔ اور خوشی خوشی یہ سوچتا ہؤا گھر چلا جاتا ہے۔
کہ میرا وعظ بالکل دلنشین ہو گیا ہے۔ دوسری ملاقات پر بھی کم و بیش
یہی رنگ ہوتا ہے۔ جب ذرا اور بے تکلفی ہوئی۔ اور اہل مشرق نے
ہی چند منٹوں میں پادری صاحب کو اُلّو بنا دیا تو پادری صاحب اپنی
سادہ لوحی کو محسُوس کرنے کی بجائے اُلٹا ہم پر نفاق کا الزام دیتا ہے۔
لیکن یہ سمجھ نہیں آتی۔ کہ یہ لوگ ہمیں کیوں اپنے۔ پیمانے میں
تولتے ہیں۔ اگر مذہبی امُور میں ان پادریوں کا دل و دماغ ایک بچے
کی طرح عقل و دانش سے معصوم رہنا چاہتا ہے۔ تو ہم سے یہ کیوں توقع
رکھتے ہیں۔ ہماری تو تربیت اہی ان امُور میں ہمیں عقل و دانش کی
طرف لیجاتی ہے۔ ہمیں تو یہ تعلیم ہوئی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مذہب کو ہمارے
ہی قوٰے کی آبیاری کے لئے بنایا ہے۔ اور جس بات سے ہماری کوئی قوت
زائل ہو۔ اُسے ہم خدا کی طرف سے نہیں سمجھتے۔ نہ اس بات کے قبول کرنے
کے ہم متکلف ہو سکتے ہیں۔ ہمیں قرآن نے بھی یہی سکھایا ہے۔ چنانچہ
فرمایا ہے لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا۔ لہٰذا اگر عقل کسی مذہب کی کسی

تعلیم کی متحمل نہ ہو سکے۔ تو وہ مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن عقل ایک عطیۂ ربانی ہے۔ یہ عطیہ استعمال کرنے کے لئے ہے۔ جب ہر ایک چیز اسی کے معیار پر ہمیں پرکھنی ہے۔ تو کیوں مذہبی معاملات میں عقل کو بیدخل کر دیا جاوے۔ اگر عقل و مذہب دونوں خدا کی طرف سے ہیں۔ تو وہ تو ایکدوسرے کے معین و مددگار ہونے چاہئیں۔ چنانچہ ایک ربانی چیز ایکدوسرے کی معین ہی واقع ہوئی ہے۔ اگر ہر امر عقل کے ماتحت ہی مقبول ہو سکتا ہے۔ تو مذہبی معاملات میں ہم کیوں تحکم کی حکومت تلے آجائیں۔ یہ مغربی معمۂ مشرقی فہم و دانش سے بالاتر ہے +

مسلم دل کی تربیت قرآن نے کی اور خود قرآن مذہبی صداقتوں کے منوانے میں علم۔ عقل۔ منطق فہم مشترکہ تجربہ۔ مشاہدہ وغیرہ کو ہی اپیل کرتا ہے۔ اور تو اور قرآن کریم اپنی صداقت کو بھی عقل و دانش کی کسوٹی پر ہی پرکھواتا ہے۔ قرآن کریم میں اکثر یہ آیات نظر آتی ہیں۔ ان فی ذالک لآیات لقوم یعقلون۔ لقوم یفقھون۔ لقوم یتفکرون۔ لقوم یتدبرون۔ لقوم یسمعون۔ لاولی الالباب۔ لاولی النہی وغیرہ +

عیسائیوں کے نزدیک ممکن ہے۔ کہ درخت علم کا پھل ایسا زہریلا ہی ہو گا۔ کہ جسے کھا کر ابو البشر نے اپنی اولاد کو ابدی جہنم کا وارث کر دیا۔ لیکن ہم تو درخت علم کو ہی درخت جہالت پر ترجیح دینگے۔ خواہ آخر الذکر پھل سیب و انگور ہی کیوں نہ ہوں +

قرآن نے کہیں بھی کوئی بات تحکمانہ رنگ میں نہیں منوائی حتےٰ کہ معجزات تک کو بھی قرآن بطور دلیل پیش نہیں کرتا۔ معجزات صاحب معجزہ کی صداقت میں جہاں تک اس کے معاصرین کا تعلق ہوتا ہے۔ ایک عمدہ

* فٹ نوٹ سورہ ۳ آیت ۶۴ سورۃ ۱۰ آیت ۶۵ سورہ ۱۶ آیت ۶۴ - سورہ ۶ آیت ۹۸ سورہ ۷ آیت ۳۲ - سورہ ۱۰ آیت ۶ +

دلیل کا کام دیتے ہیں۔ اور ہم مسلمان معجزات کے منکر بھی نہیں۔ آنحضرت صلعم نے بھی معجزات کئے۔ لیکن معجزات ایک دو نسل کے بعد داستان گذشتہ ہو جاتے ہیں۔ اور آنیوالی نسلیں انہیں تشکک کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اپنی صداقتوں کے منوانے میں معجزات پر زور نہیں دیا۔ بلکہ ہر جگہ عقل و دانش کو ہی اپیل کیا ✦

مجھے وہ دن ساری عمر نہ بھولیگا۔ جب ایام طالب علمی میں ہمارے کالج کے ایک پروفیسر نے اپنے تحکّم سے ہماری فہم و فراست کا خون کرنا چاہا۔ میں ان دنوں مقامی مشن کالج میں تعلیم پاتا تھا۔ میری عمر اس وقت ۲۰ سال کے اندر اندر تھی۔ اور بعض وجوہات پر میرا دل عیسائیت کی طرف مائل تھا۔ ہمارے کالج میں ایک گھنٹہ بائیبل کا بھی ہوا کرتا تھا۔ اور حق تو یہ ہے کہ وہ گھنٹہ نہایت ہی دلچسپی میں گذرا کرتا تھا۔ ہم ہمیشہ چوکنے ہو کر بائیبل کلاس میں جایا کرتے تھے۔ جہاں تحکم اور عقل کا بالمقابل جنگ ہوا کرتا تھا۔ ایکطرف پروفیسر ہم کو ہر روز دور از عقل باتوں کے ماننے پر مجبور کیا کرتا تھا۔ دوسری طرف ہمارا معصوم لیکن تشکک سے بھرا ہوا دل بات بات پر اڑتا تھا۔ ایک طرف اُستادانہ حکومت دوسری طرف دبی ہوئی عقل کا موقع بہ موقع اُبھرنا۔ دو سال اسیطرح گذر گئے۔ اس سارے عرصے میں میرا سینہ تھا جو عقل و جذبات باہمی جنگ کا تختہ مشق ہو رہا تھا۔ آخر کالج کا آخری سال آگیا۔ اور بائیبل کلاس ایک غیر معمولی قابلیت والے معلم کے پاس چلی گئی۔ وہ جسم اور علم دونوں باتوں میں ایک دلربا ہستی تھی۔ وہ ایسی زبردست شخصیت کا مالک تھا۔ کہ ہمارے صوبے میں ہر علمی تحریک میں اسے عزت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا۔ تقریر تحریر دونوں میں وہ ید طولے رکھتا تھا۔ اور میرے لئے تو میری آئندہ زندگی کے لئے وہ ایک کامل نمونہ بنا ہوا تھا۔ لیکن ایکدن اسی بائیبل کے سبق میں اس مذہبی کشمکش کے متعلق جو مایوسی مجھے اسکی طرف سے ہوئی وہ میں

آج تک بھول نہیں سکا - اس دن کے واقعہ نے میرے مذہبی خیالات کا قطعی تار و پود ملیامیٹ کر دیا - میں جلی جذبات کے نشہ میں مخمور و سرشار مسیحیت کیطرف متواتر قدم زن ہو رہا تھا - کہ یکلخت میرے آگے ایک ایسا سنگ راہ آگیا - کہ جس سے سارے کا سارا نشہ ہرن ہوگیا - اس منزل میں چلتے چلتے مجھے ایک ایسی ٹھیس لگی - کہ جس سے میری مسیحیت کی مخمور آنکھیں ہمیشہ کے لئے بیدار ہوگئیں - اس دن ہمارے سبق میں اُس دیوانہ کا ذکر تھا - جس پر حسب بیان انجیل جنوں کی ایک جماعت کا قبضہ تھا - جنہیں مسیح نے اس دیوانہ کے سر سے نکالکر سوروں میں داخل کر دیا - اور وہ سور کل کے کل سمندر میں ڈوب کر مر گئے*

سبق کے اختتام پر حسب معمول سوالات شروع ہو گئے - یہ تو ظاہر ہے - کہ جس قسم کے جنوں کا ذکر انجیل میں ہے - اُن سے آج کی دُنیا بھی خالی نہیں - اِن جنون کے آسیب زدگان سے بھی وہی آثار ظاہر ہوتے ہیں - جو ہم انجیل میں پڑھتے ہیں وہی چیخ پکار وہی ہونٹوں پر جھاگ وہی کپڑوں کا پھاڑنا - اور دیوانہ وار دوسروں پر حملہ کرنا - وہی جن کے آنے پر آسیب زدہ میں تین چار آدمیوں یا اس سے بھی زیادہ طاقت کا پیدا ہو جانا اور اس پر ایسے مریضوں کے متعلقین کا اُنہیں باندھ دینا تاکہ وہ کسی پر حملہ نہ کریں میں نے خود ایک آسیب زدہ خاتون کو دیکھا ہے - جو بالکل کمزور اور نحیف تھی لیکن ایسی حالت میں اُسکی طاقت نصف درجن انسانوں کے برابر ہو جاتی تھی - ایسے آسیب زدگان کے علاج دو طریق پر آجکل ہوتے ہیں - اگر تو وہ کسی روشن خیال تعلیمیافتہ خاندان سے تعلق رکھتے ہوں - تو اِن ”جنوں“ کا نام اختناق الرحم - یا کوئی عصبی تکلیف رکھا جاتا ہے اور طبی علاج سے ایسے مریض شفا پا لیتے ہیں - لیکن اگر مریض کسی متوہم

* دیکھو متی ۸ باب ۲۸-۳۴ مرقس ۵ باب ۱-۲۰ لوقا ۸ باب ۲۶-۳۹*

خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ تو پھر اس کا علاج کسی منتر جنتر تعویز گنڈے
ورد و وظیفہ والے انسان کے سپرد ہوتا ہے۔ ایسی شخصیت والے بزرگ
ہندو مسلمان ہر طبقے میں موجود ہوتے ہیں۔ جب یہ بزرگ ایسے مریض کے
سامنے آتے ہیں تو مریض کو دیکھتے ہی وہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ اس پر جن
بھوت۔ پری یا کسی قسم کی ہوائی مخلوق یا کسی متوفی خبیث روح
کا سایہ ہے۔ یہ بزرگ مریض یا مفروضہ ہوائی مخلوق کو مخاطب کر کے جھڑک کر پوچھتا ہے
کہ وہ کیوں اسکے حلقۂ حکومت میں آگیا۔ اور اُسے حکم دیتا ہے کہ وہ آسیب زدہ کو
فوراً چھوڑ دے۔ اس کا جواب بھی دوسری طرف سے گستاخانہ ہی ہوتا ہے۔ جس پہ وہ بزرگ
کچھ منتر یا مقدس الفاظ پڑھنے شروع کرتا ہے۔ بالمقابل وہ جن بھی کچھ الٹے سیدھے الفاظ
پڑھتا ہے۔ یہ مقابلہ سلسلہ بھی کچھ دیر تک چلتا ہے۔ میں نے بعض مریضوں کو
ایسے حالات میں قرآنی آیات یا ایسے دیگر کتب سے کچھ کلمات پڑھتے
دیکھا ہے۔ جن سے وہ بظاہر ناواقف ہوتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد
جن ہار جاتا ہے۔ اور چیخ پکار کرتا ہے۔ اور مختلف طور پر ظاہر کرتا ہے
کہ وہ ایک عذاب میں ہے۔ اور اس سے رہائی چاہتا ہے۔ لیکن بزرگ موصوف
کا حکم یہی ہوتا ہے۔ کہ وہ آسیب زدہ کو چھوڑ چلا جاوے۔ آخر کار جن
ناچار ہو جاتا ہے۔ وہ مریض کو چھوڑ کر کسی گھر کے جانور مثلاً مرغی۔ بچھڑا یا
گائے میں جا داخل ہوتا ہے۔ جو جانور بعد میں کہتے ہیں کہ مر جاتا ہے
یہ باتیں میں کوئی سُنی سنائی نہیں لکھتا میرا اپنا دیکھا ہوا تجربہ ہے میری
عمر کوئی گیارہ بارہ سال کی ہوگی۔ جب ہمارے خاندان کی ایک محترمہ ایسی ہی
خطرناک بیماری میں گرفتار ہو گئی۔ اُس سے وہی آسیب کے آثار
ظاہر ہونے لگے وہ بعض وقت قرآن کے رکوع اور آیات پڑھ دیتی تھیں۔
اگرچہ اُنھوں نے قرآن شریف نہ پڑھا ہوا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ اس قدر کمزور
ہو گئیں۔ کہ وہ بستر پر پہلو ہی نہ بدل سکتی تھیں۔ لیکن جب مرض کا دورہ

ہوتا یا بالفاظ عامہ۔ جن تشریف لاتے۔ تو اس محترمہ کی طاقت چار پانچ
آدمیوں کے برابر کی ہو جاتی۔ کہا جاتا تھا۔ کہ اُن پر ایک دو جنوں کا نہیں
بلکہ جنوں کی ایک جماعت کی جماعت نے قبضہ کر رکھا تھا حکیموں طبیبوں
کے علاج کے بعد۔ ایک جن نکالنے والے صاحب سے ہی وہ مریضہ
شفایاب ہوئیں۔ اور جماعت کی جماعت جنوں کی ہلاک کر دیگئی۔ اسی قسم
کے جن کا ورود پھر ہمارے گھر میں سنہ ۱۹۰۹ء میں ہوا۔ اس وقت
آسیب زدہ میری اپنی اہلیہ تھیں۔ مجھے وہ وقت اچھی طرح یاد ہے
دسمبر کی راتیں تھیں۔ اور شاید بارہ بجے کا وقت ہو گا۔ میں ان دنوں
وکالت کرتا تھا۔ اور اس وقت دفتر میں کوئی مقدمہ طیار کر رہا تھا کہ
گھر کی ایک خادمہ نے نہایت خوف زدہ حالت میں میرے پاس آکر
آہستہ سے کچھ میرے کان میں کہا۔ جسے سن کر میں نے باآواز بلند کہا
"ہمارا گھر اور اسمیں جن کی آمد یہ تو اچھا خاصہ مذاق ہے"۔ بہرحال میں نے
ایک الماری میں سے تیز ایمونیا کی ایک بوتل اُٹھالی۔ اور ایک لمحہ میں
میں مریضہ کے پاس چلا گیا۔ نظارہ تو بہت تکلیف دہ تھا۔ لیکن
اپنی دلچسپی سے خالی بھی نہ تھا۔ عصبی مرض کا ایک اچھا مطالعہ میرے
لئے تھا۔ اس نظارہ کے خط و خال تو وہی تھے جو کئی سال پہلے میں
بچپن میں مذکورہ بالا ایک محترمہ خاتون کے متعلق دیکھ چکا تھا۔ البتہ اب
میری نگاہ کچھ اَور تھی۔ وہی چلانا۔ چیخنا۔ دانتوں کا پیسنا۔ ہاتھوں کا
اُلٹا ہونا۔ مُنہ پر جھاگ کا آنا۔ مُنہ بنانا۔ لیکن ان سب میں زیادہ
تکلیف دہ وہی بار بار +

میں نے دیکھتے ہی کہا۔ کہ اس کھیل کا کیا مطلب ہے۔ جس پر
مریضہ نے نہایت حقارت اور غصہ سے میری طرف دیکھا۔ اور کچھ دیر تک
پلک نہ جھپکنے کے بغیر تیز نگاہ سے مجھے دیکھتی رہی۔ پھر آنکھ سے غصہ

سے شعلے نکلنے لگے۔ اور چہرہ سُرخ ہوتا جاتا تھا۔ آخرکار ایک تحکم کے لہجہ سے کہا۔ کہ اس خاندان میں ہماری عزت و وقعت ہوتی تھی۔ اور ہم پہلے کبھی کبھی آیا کرتے تھے۔ لیکن جب سے تم انگریزی خوان ہوگئے ہو ہمیں حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ اور ہمارا نام مرض رکھا جاتا ہے پھر ہم اپنی گئی ہوئی حکومت کو یہاں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور تمہاری بی بی کو اس سب کا خمیازہ اٹھانا ہوگا۔

میں نے خیال کیا۔ کہ شاید دوائی کے استعمال کرنے کی بجائے مریضہ کے خیال کا بدل دینا شاید اس حالت میں زیادہ مفید ہو۔ چنانچہ سلسلۂ خیال کو بدلنے کے لئے میں نے کہا۔ "یہ بھی کوئی کفارہ کا مسئلہ ہے کہ غلطی میں کروں اور سزا میری بی بی بھگتے۔ کیا اگر کوئی حکیم اپنے سر کو کلہاڑی سے جدا کردے۔ تو کسی مریض کی سر درد دور ہوسکتی ہے۔ ہم کوئی عیسائی ہیں جو ان باتوں کو قبول کریں"۔ **مریضہ**۔ عیسائی تو بہت ہی سیدھے سادے لوگ ہیں۔ ایکطرف تو یہ مانتے ہیں۔ کہ اس طرح جن انسانوں پر قبضہ کرلیا کرتے تھے۔ لیکن دوسری طرف اگر آج تک کسی ہمارے سایہ کے قالب کا ذکر اُن کے پاس آئے۔ تو اس کا نام یہ عیسائی مرض ٹھیراتے ہیں"۔ میں نے خیال کیا۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ اس سے تو مریضہ میں وہی جن بھوت کا خیال قائم رہا۔ اس پر میں نے کہا۔ "قرآن کفارہ کا قائل نہیں۔ قرآن کی تعلیم تو یہ ہے۔ کہ ہر ایک کی گردن پر اس کا بوجھ ہوگا"۔ **مریضہ**۔ "قرآن کیسی عمدہ کتاب کا تم نے نام لیا۔ چند صدیاں ہوئیں جب میں نے یہ کتاب اپنے اُستاد سے پڑھی تھی۔ ہماری قوم کے بہت سے آدمی مسلمان ہیں"۔ **میں**۔ "تم کس قوم سے ہو"۔ **مریضہ**۔ "میں مسلمان جن ہوں"۔ **میں**۔ "خوب۔ تو آپ مسلمان ہیں"۔ **مریضہ**۔ "ہاں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ بتلاؤ میں مسلمان ہوں یا نہیں"۔ **میں**۔ "بیشک آپ مسلمان ہیں"۔ **مریضہ**۔ "تو کیا تم

جنّوں کو نہیں مانتے"۔ میں۔ ہاں جنّ تو ہوتے ہیں۔ عربی زبان میں جنّ ایک غیر مرئی چیز کو کہتے ہیں۔ یعنے ایسی چیز جس کا ہمیں کوئی علم نہ ہوسکے یا ایسی چیز بھی جنّ کہلاتی ہے جو اندھیرے میں ہو۔ ممکن ہے جنّ کوئی ہوائی چیز ہو۔ یہ تمام مرضیں جو اندر ہی اندر کسی مریض کو کھا جاتی ہیں۔ وہ بھی تو جنّ ہی ہوتی ہیں"۔ میرے اِن الفاظ نے مریضہ پر دیوانہ را ہوئے بس است کا کام کیا۔ پھر کیا تھا وہی چیخ پکار اور لایعنی گفتگو۔ وہی ہاتھ پاؤں کا اُلٹا سیدھا ہونا اور مُنہ پر جھاگ کا آنا۔ میں نے پسند نہ کیا۔ کہ یہ تقریر اب زیادہ جاری رہے۔ اس سے مریضہ کمزور ہو رہی تھی۔ جھٹ سے میں نے ایمونیا کی شیشی مریضہ کی ناک سے لگا دی۔ وہ کب اسے سُونگھتی اس نے سانس بند کر لیا۔ اور نہایت سختی سے کشمکش کی۔ میں نے چند بیبیوں کو جو وہاں موجود تھیں کہا۔ کہ وہ بہت مضبوطی سے مریضہ کو پکڑلیں اور ہلنے نہ دیں۔ شور پُکار سب کچھ ہُوا۔ لیکن ایمونیا کی شیشی اپنا کام کرگئی جنّ کو بھاگنا ہی پڑا۔ کچھ دیر بعد مریضہ کلمہ شریف پڑھ کر اُٹھ بیٹھی +

میں اصل مضمون کو چھوڑ کر کہیں کا کہیں چلا گیا۔ لیکن مضمون زیر بحث کے لئے ان امور کا ذکر کرنا بھی ضروری تھا۔ میں یہ ذکر کر رہا تھا۔ کہ ہمیں جب کالج میں جناب مسیح کے جنّوں کے نکالنے کا سبق دیا گیا تو اس پر طرح طرح کے سوال ہوتے۔ طالبعلموں نے جنّوں کے نکالنے کی بیسیوں کہانیاں سُنائیں۔ ان کہانیوں میں اور انجیل کی کہانی میں کوئی فرق نظر نہ آتا تھا۔ اور نہ بظاہر کوئی وجہ نظر آتی تھی۔ کہ اس معاملے میں جناب مسیح کو ان آجکل کے جنّ نکالنے والے بزرگوں پر کوئی کسی طرح ترجیح دے۔ میں نے بھی اپنے گھر کی مذکور بالا داستان سُنائی کہ کس طرح ایک شخص نے ہماری محترمہ کے سر سے جنّوں کی ایک جماعت کو نکال دیا۔ ہمارے معلم نے اِن سب باتوں کو نہایت صبر و سکون سے سُنا۔ پھر وہ فرمانے لگے "لڑکو! یہ تو سب عصبی امراض ہیں۔ تم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ عصبی مرضوں میں کیا کیا مصیبتیں

ہوتی ہیں "۔ جس پر سب طالبعلموں نے متفق الفاظ میں کہا ۔ کہ کیا انجیل کے اس آسیب زدہ کو بھی عصبی تکلیف نہ تھی ۔ اس پر پروفیسر نے کہا نہیں نہیں مسیح کے رسول کہتے ہیں ۔ کہ وہ جن تھے ۔ بجواب طلباء نے کہا ۔ کہ رسولوں نے شاید ایسا ہی سمجھا ہوگا ۔ اور لکھ دیا ۔ جس پر معلم نے کہا " نہیں نہیں انجیل خدا کا کلام ہے ۔ علاوہ ازیں تمہیں یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے ۔ کہ جنوں کی کل کی کل نسل دُنیا سے اسی وقت تباہ ہوگئی تھی ۔ جب وہ سؤروں میں جا داخل ہوئے اور سؤر سمندر میں ڈوب مرے ۔ اس واقعہ کے بعد تو جن دُنیا سے نابود ہو گئے پھر آج ان جنوں کا قبضہ انسانوں پر کیسے ہو سکتا ہے "۔ یہ کہہ کر پروفیسر موصوف نے یقین کے ساتھ میز پر زور سے ہاتھ مارا ۔ لیکن اُن کی ان باتوں کا جواب ایک ایسے گوشے سے آیا ۔ کہ جس طرف سے پروفیسر کو ذرا بھی توقع نہ تھی یعنے میں اُسی وقت بلا تامل بول اُٹھا +

" اگر سب جن نابود ہو گئے ۔ تو وہ جن کہاں سے آ گئے ۔ جن کا ذکر انجیل میں اسی واقعہ کے بعد آتا ہے "۔ پروفیسر سے تو کچھ جواب نہ بن سکا ۔ لیکن دبی زبان سے یہ کہدیا " شاید بعض جن اُسی جماعت سے بھاگ نکلے ہونگے " یہ فقرہ کیا تھا ۔ گویا زخموں پر نمک پاشی تھی ۔ میں نے دیکھا کہ پروفیسر مذکور کا چہرہ سُرخ ہو گیا ۔ نہ معلوم وہ مجھ سے کیا سلوک کرتے ۔ کہ اتنے میں کالج کے گھنٹے نے بج کر اس مشکل کا خاتمہ کر دیا ۔ دوسری طرف سے پروفیسر فلسفہ و منطق آموجود ہوا ۔ اور معلم انجیل نے کُرسی کو خالی کر دیا + میری اپنی حالت بھی اس وقت ناگفتہ بہ تھی ۔ میرا سر چکّر کھا رہا تھا ۔ اور آنکھیں گویا پتھرا رہی تھیں میں ایک حیرت کے عالم میں تھا ۔ وہ زبردست شخصیت میری آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھی ۔ جس کے قدم بقدم چلنا میری زندگی کا نصب العین تھا ۔ وہ شاندار عمارت یعنی پروفیسر مذکور کی شخصیت جو آنکھوں پر میری نگاہ تلے رہتی تھی ۔ وہ اب گرنے لگی ۔ وہ نئے عقائد جو اسی کالج میں آکر میرے دل میں جاگزین ہو رہے تھے

وہ مجھے اجنبی نظر آنے لگے مسیحیت کی شمع جو کچھ مدت سے میرے دل میں روشن ہو رہی تھی ٹمٹماتی نظر آئی۔ میں خیالات کے گہرے دریا میں ڈوبا ہوا تھا۔ جس کی لہریں مجھے اِدھر سے اُدھر لیجا رہی تھیں۔ اب اسلامی جذبات جو دو سال سے مر چکے تھے میرے سینے میں موجزن ہونے لگے۔ مغربی مذہبی نکتہ خیال کی نامعقولیت اب نظر آنے لگی۔ اور میرا مشرقی دل پھر مجھ پر قبضہ پانے لگا۔ میرے سامنے نئے زاویۂ نگاہ آنے لگے۔ میں اس وقت اپنے خیالات میں کچھ ایسا غرق تھا۔ کہ مجھے یہ بھی بھول گیا۔ کہ یہ فلسفے کا گھنٹہ ہے۔ پروفیسر فلسفہ لیکچر دے رہا تھا۔ باقی کے طلبا نوٹ لے رہے تھے۔ اور میں سر نیچے کئے ہوئے اپنے خیالات میں سرگردان تھا۔ کہ اتنے میں ایک زور کی آواز پروفیسر کی طرف سے آئی۔ "خواجہ تم اس وقت کہاں ہو"۔ ایک بے خیالی کے چہرے سے میں نے پروفیسر کی طرف دیکھا۔ مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اور نہ سمجھ آتی تھی کہ کیا کہوں میں شرمندہ سا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے صورت کو اور بھی بگاڑ دیا۔ میری اس بدحواسی پر سب طلباء نے ایک قہقہہ لگایا مجھے غصہ تو آیا۔ لیکن میں کیا کر سکتا تھا۔ میں جماعت میں تھا + بہرحال میں نے کچھ عذر بنایا اور کمرۂ جماعت سے باہر چلا گیا۔ ایک ہی خیال میرے دل میں تھا۔ کہ کیا یہ سب کا سب ہوائی قلعہ تھا۔ جسے میں دو ایک سال سے بنا رہا تھا۔ اُس وقت اپنے کالج کے اس انضباط اوقات پر بھی مجھے ہنسی آئی۔ کہ یہ بھی ایک عجیب ستم ظریفی ہے۔ کہ بائیبل کے بعد فلسفے کا وقت رکھا جاوے۔ ایک مضمون تو انسان کے عقل و دماغ کو روشن کرے۔ اور دوسرا اُسے دُھندلا کرے۔ ایک چھُری کو تیز کرے۔ اور دوسرا اُسے کُند کرے + وہ دن میری زندگی میں انقلاب کا دن تھا۔ میں اس کے بعد کچھ اور تھا +

یہ مشرقی دل و دماغ کی کیفیات ہے۔ مسلمان کوئی غیر معقول بات مذہب میں بھی مان نہیں سکتا۔ ہر ایک مذہب نے چند باتوں کو مشترکہ سکھلایا ہے۔ مثلاً ہستیٔ باریتعالیٰ۔ ملائکہ۔ رسالت۔ کتب۔ حشر موتے۔ قیامت

جزا سزا تقدیر خیر و شر قرآن نے بھی یہ باتیں تعلیم کیں - لیکن ان باتوں کو دلائل سے منوایا ہے - اور تو اور اگر ہستیٔ باری تعالےٰ کا ثبوت انجیل میں دیکھا جائے تو کہیں نہیں نظر آتا - بالمقابل قرآن حکیم نے اپنی صداقتوں کے منوانے میں نہ خود ہی معقول راہ اختیار کی اور بلکہ امور تبلیغ میں اس راہ کی ہمیں بھی تعلیم دی ہے - فرمایا - اُدعوا الی سبیل ربك بالحکمة - یعنے اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف اگر کسی کو بلاؤ تو حکمت کی راہوں سے بلاؤ - یعنے عقل متفق دلائل و براہین سے کام لو - کیونکہ انہیں باتوں کا نام حکمت ہے +

خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام

ہلال و صلیب

عنوان بالا کی تحت میں ایک چٹھی لارڈ ہیڈلے کو خطاب کرتی ہوئی جنوبی افریقہ کے اخبار نٹال اڈورٹائزر میں چھپی - اس کا جواب لارڈ موصوف نے ذیل میں دیا + (مترجم)

بنام ایڈیٹر صاحب اخبار نٹال اڈورٹائزر

آپکے کل کے پرچے میں مسٹر ولیم مونٹ فورڈ نے اسلام کے خلاف چند بے بنیاد باتیں لکھ دیں - لیکن ان باتوں کے ثبوت میں کسی اسلامی تعلیم کا حوالہ نہ دیا - اور جہاں کسی قرآنی آیت کی طرف اشارہ بھی کیا - وہ حوالہ غلط نکلا - یا مطلب اُلٹ سمجھا - باتیں تو بہت سی اناپ شناپ لکھ گئے - لیکن میں اسمیں سے ذیل کے چند امور پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں - جو مسٹر موصوف کی چٹھی سے میں نے اخذ کیئے :-

(۱) اسلام نے اندفاع میں نہیں - بلکہ مذہب کے پھیلانے میں تلوار چلائی
(۲) تہذیب و تمدن دنیا میں اسلام کے ذریعہ نہیں بلکہ عیسائیت کے ذریعہ پھیلے -
(۳) اسلامی مسئلہ تقدیر -
(۴) عیسائی عقائد کا اخلاق انسانی پر خاص اثر +

(۵) بائبل کے ہوتے ہوئے ہمیں قرآن پر کیوں ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے +

(۶) مذہبی جذبات کی تسکین میں اسلام کی کمزوری +

میں اِن باتوں کا جواب نہایت اختصار اور بے تعصبی کے ساتھ دے دیتا ہوں +

استعمال تلوار

لا اکراہ فی الدین - ایک عالمگیر مسئلہ اسلامی ہے - اور پیغمبر اسلام نے جب تلوار چلائی وہ اندفاع میں ہی چلائی - اس امر کے ثبوت میں مینے دو تین چٹھیاں آپ کے صفحات میں لکھیں - جن میں اسلامی تاریخ سے بہت سے واقعات بھی درج کئے - ان واقعات پر آپ کے کسی نامہ نگار نے جو خلاف اسلام لکھتے رہے کوئی اعتراض نہ کیا - البتہ مسٹر مونٹ فورڈ اس چٹھی میں ایک اور بات لکھتے ہیں - وہ کہتے ہیں - کہ میں نے جن آیات قرآنی کا حوالہ دیا - ان کا تعلق تو پیغمبر عرب کی زندگی مکہ سے ہے جب وہ بے دست و پا تھے - نہ کہ اُن کی زندگی مدینہ کے ساتھ - میں اسی قدر کہتا ہوں - کہ وہ میری حوالہ دادہ آیات سورہ بقرہ سے ہیں - اور یہ سورہ مدنی ہے نہ مکی - اسی ضمن میں مسٹر مونٹ فورڈ قرآن کی نویں اور سنتالیسویں سورہ کا حوالہ دیکر کہتے ہیں - کہ ان میں ان لڑائیوں کا حوالہ ہے - جو یہودی اور عیسائیوں کے خلاف کی گئیں - یہاں بھی مسٹر موصوف نے غلطی کی +

سورہ ۹ کی ابتدائی آیات میں ان عہد شکنیوں کا ذکر ہے جو متواتر کُفار مکہ نے کیں - اور یہی باعث جنگ ہوئیں - انہیں آیات میں ہم دو استثناؤں کو بھی دیکھتے ہیں - ایک یہ کہ ان قبائل کے خلاف جنگ ہوگا جنہوں نے معاہدات کی عزت کی - دوسرا ان کفار کے خلاف جنگ نہ ہوگا جو اس وقت مسلمانوں کی پناہ میں تھے - کیا ان استثناؤں سے نہیں پایا جاتا

کہ یہ جنگ اشاعت مذہب کی غرض سے نہ تھے۔ بلکہ عہد شکنی کی بناء پر تھے
اگر مذہب کی اشاعت میں تھے۔ تو پھر یہ استثنائیں کیوں لگائی گئیں
اب میں شنتالیسویں سورہ کا ذکر کرتا ہوں۔ اسمیں چوتھی آیت حسب ذیل
ہے۔ جب تم کفار کے مقابل جنگ میں آؤ۔ تو جب تک وہ مغلوب
نہ ہوں۔ اُن کی گردنیں توڑو ..... لیکن اگر وہ لڑائی چھوڑ دیں۔ تو
پھر جنگ نہیں کرنا چاہئے (سورہ بقرہ ۱۹۳) اس سے بہتر کوئی اور اخلاقِ
جنگ مجھے نظر نہیں آتے۔ جنگ اُس وقت تک جاری رہے جب تک
دشمن لڑتا رہے +

تمدن و تہذیب

گذشتہ تاریخ ہی اسبات کا فیصلہ کر دیگی۔ کہ اسلام اور عیسائیت میں سے
کونسا مذہب تمدن و تہذیب کو دُنیا میں لایا۔ یہ مُسلم ہے۔ کہ جن ایام
میں عیسائی ممالک توہم اور جہالت کا شکار ہو رہے تھے۔ اس وقت اسلامی
ممالک میں علم و فضل کا چرچا بہ کمال تھا۔ علوم جدیدہ کے بانی مبانی
مُسلم ہی تھے۔ سائنس کی ہر شاخ پر اُنھوں نے ضخیم کتابیں لکھیں بالمقابل
یورپین تہذیب کا کوئی مرحلہ ہمیں ایسا نظر نہیں آتا۔ جہاں عیسائی
کلیسیہ نے سخت سے سخت مخالفت نہ کی ہو۔ حق بات تو یہ ہے۔ کہ
یُورپ نے اُس وقت ترقی و تہذیب کی شکل دیکھی جب مغرب میں عیسائیت
کا غلبہ ٹوٹ گیا۔ تمدن و تہذیب کے ممد ذیل کے اُمور واقع ہوتے
ہیں۔ (اوّل) اصُول ارتقاء سے واقفیت (۲) انسان کی اعلےٰ
استعدادوں کے متعلق ہمارا علم (۳) اصُولِ جمہوریت (۴) کُل کائنات
کے خادم اِنسان ہونے کا علم (۵) تعلیم اور علمی تحقیقات (۶) آزادی آراء
و آزادی عمل +

کیا مسٹر مونٹ فورڈ بائبل میں مجھے ایک ایسی آیت بھی بتلائیں گے

جہاں اِن امور پر کوئی اشارہ تک بھی ہے +

اِس کے بالمقابل بائبل ایسی باتوں سے بھری پڑی ہے جن کی بنا پر کلیسیہ نے ہمیشہ علم وفضل اور علمی تحقیق کی مخالفت کی۔ دوسری طرف قرآن نے کئی مواقع پر اِن باتوں کی کھلے کھلے الفاظ میں تعلیم کی ہے۔ مثلاً سُورہ (۱)، (۳)، (۱۴)، (۲۴)، (۶۷)، (۹۵) اگر اس وقت کے مسلمان ترقی کی راہوں سے الگ ہو گئے ہیں۔ تو اس کا بھاری باعث ایک ہی ہے۔ غیر قوموں کے اقتصادی دباؤ نے انہیں چکنا چور کر دیا +

تقدیر

اسلام نے کہیں ایسی تعلیم نہیں دی۔ کہ انسان کی قسمت کا فیصلہ پہلے سے ہی ہو چکا ہو۔ اور وہ قسمت کا غلام ہے۔ بلکہ قرآن تو انسان پر ذمہ واری کا بوجھ ڈالتا ہے (سُورہ ۲ آیت ۲۸۶ و سُورہ ۹۹ آیت ۷ و ۸) البتہ عیسائیت نے اِنسان کو کفّارہ کی تعلیم دیکر اسے ہر قسم کی ذمہ واری سے آزاد کر دیا۔ اس مسئلہ نے انسان کو ایک طرح تقدیر کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا عیسائیوں میں یہ مسئلہ مُسلّمہ نہیں ہے۔ کہ ہر ایک انسان کے لئے جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اپنی بات کے ثبوت میں مسٹر مونٹ فورڈ نے جو حوالہ قرآنی دیا۔ وہ بھی غلط دیا ہے "ہر ایک اِنسان کی قسمت اُس کے گلے میں خدا تعالے نے لٹکا دی"۔ مسٹر مونٹ فورڈ کے یہ الفاظ تو قرآن کی کسی آیت میں نہیں۔ ہاں جس آیت کو انہوں نے توڑ موڑ کر لکھا ہے۔ وہ یہ ہے "ہمنے ہر اِنسان کے اعمال* کو اُس کی گردن کے گرد لٹکا دیا ہے۔ اور ہم حشر کے دِن اس کے سامنے اس کی کتاب (اعمال) رکھ دیں گے۔ وہ اس کے سامنے کُھلی ہو گی"۔ یہ آیت مسٹر موصوف کے مسئلہ تقدیر کے خلاف ہے۔

عیسائی عقاید

عیسائیت سے پہلے کی دُنیا میں کُفر و الحاد بھی بہت سے کرائسٹ اپنے اندر

*۔ قرآن کی آیت یہ ہے +
لفظ طائر سے مراد انسان کے اعمال ہیں + مترجم

رکھتی تھی۔ کلیسیہ کا کوئی عقیدہ ایسا نہیں ۔ جو مذہب کفر و الحاد سے نہ آیا ہو۔ مثلاً مسئلہ ابنیت خدا ۔ معصوم ولادت ۔ مقتول خدا کے خون کے ذریعہ انسان کی نجات ۔ کسی ابن اللہ کا مقتول ہو کر دو دن قبر میں رہنا پھر قبر سے زندہ ہو کر اُٹھنا ۔ بپتسمہ ۔ عشاء ربانی وغیرہ وغیرہ +

عیسائیت سے پہلے یہ عقائد کفار یورپ میں موجود تھے ۔ ان عقاید نے اگر ان کے اخلاق کی تخریب کی اور ان میں کوئی خیر و خوبی نہ پیدا کی ۔ تو پھر ان عقائد نے مسیحیت میں از سر نو پیدا ہو کر اخلاق انسانی کی کیا تہذیب کرنی ہے ۔ پھر سب سے بڑھ کر مسئلہ کفارہ مخرب اخلاق انسانی ہے ۔ یہ انسان کو ہر قسم کی ذمہ واری اور جواب دہی سے آزاد کر دیتا ہے ۔ اور یہ مسلم ہے کہ احساس جواب دہی ہی انسان میں اعلےٰ اخلاق پیدا کر سکتا ہے ۔

چنانچہ یورپ کے ایام وسطےٰ اخلاق کا بدترین اور تاریک ترین نقشہ تاریخ عالم میں دکھلاتے ہیں ۔ ایام وسطےٰ کے خاتمہ پر عیسائیت کا زور مغرب میں ٹوٹتا گیا ۔ اور ساتھ ساتھ اصلاح اخلاق بھی ہوتی گئی ۔ آجکل کے تمدن و اخلاق تو تعلیم جدیدہ کا نتیجہ ہیں وہ تو اس وقت پیدا ہوئے ۔ جب یورپ کلیسیہ کی زنجیر استعداد سے آزاد ہوا ۔ ہماری پارلیمنٹ نے بہت حد تک اسمیں ہماری امداد کی +

انجیل کی موجودگی میں قرآن پر کیوں ایمان لانا چاہیئے

مسیح نے بار بار تعمیل شریعت پر زور دیا ۔ اس نے آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کا حصر ہی عمل و شریعت پر رکھا ۔ کتب الہیہ بھی ربانی شریعت کے لانے کے لئے نازل ہوئیں ۔ لیکن وہ کتابیں محرف ہو گئیں ۔ آج خود کلیسیہ کا ایمان انجیل کی صحت پر نہیں رہا ۔ شریعت کی اگر کوئی کتاب دنیا میں انسانی دستبرد سے بچی ۔ تو وہ ایک قرآن ہی ہے ۔ قرآن کی صحت پر دوست دشمن سب کا ایمان ہے ۔ اب انجیل کے ہونے ہوئے بھی ہم قرآن کو نہ مانیں تو اور

سمجھا کریں۔ مسٹر مونٹ فورڈ کو ان باتوں کا چنداں علم نہیں۔ قرآن میں بعض عبرانی صحیفوں کی کسی تعلیم کا ہونا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ مسیح کی اخلاقی تعلیم یا تمثیل کا ماخذ بھی اس طرح بدھ مذہب یا عبرانی صحائف ہوسکتے ہیں۔ بدھ مذہب مسیحیت سے پانصد برس پہلے دنیا میں آیا۔ کیا اس سے یہ لازم آتا ہے۔ کہ مسیح نے اپنی تعلیم میں کتب سابقہ سے سرقہ کیا +

بات یہ ہے۔ کہ ان کی تعلیم کا سرچشمہ بھی وہی ذات پاک ہے جو پہلے مذاہب کا سرچشمہ تھا۔ اسی طرح اگر قرآن کی بعض باتیں انجیل توریت میں بھی ہیں۔ تو اس سے کوئی سرقہ ثابت نہیں ہوتا۔ نیکی کی تعلیم جہاں ہوگی ایک ہی ہوگی۔ خواہ وہ کہیں ہو +

مذہبی جذبات اور انکی تسکین

کہتے ہیں کہ انسان ایک مذہبی جانور ہے۔ اور وہ رحم و کرم کے لئے خدا کی طرف منہ اٹھاتا ہے۔ یہ سچ بات ہے۔ اب اسلام نے کسی ایسے غضبناک خدا کا ذکر نہیں کیا۔ جس کا غصہ بغیر خون کے ٹھنڈا نہ ہو۔ بلکہ قرآن تو کہتا ہے کہ خدا تک گوشت اور خون پہنچتا ہی نہیں (سورۂ حج) بلکہ اس تک تو صرف تقویٰ انسانی پہنچتا ہے۔ اسلام تو اس خدا کا ذکر کرتا ہی جو رب العالمین رحمان اور رحیم ہے۔ جو سب کا پالن ہار ہے جسکے رحم اور شفقت نے ہماری ضروریات کو قبل از پیدائش ضروریات پورا کیا۔ جس کا رحم سینکڑوں گنا عوضہ کسی نیک کام کا دیتا ہے۔ جو ہمارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے لیکن جس کا عذاب بھی اگر آتا ہے تو ہماری اصلاح کے لئے آتا ہے۔ اسلام جس خدا کا ذکر کرتا ہی۔ وہ ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ جسکے ہاں کسی منتجی یا شفیع کی ضرورت نہیں۔ جو بلا بدل رحم کرتا ہے۔ اور ہمارے ذنوب کو ہم میں دبا دیتا ہے۔ جو ایک دردمند دل کی آواز کو سنتا ہے ہمارے مذہبی جذبات کوئی غیر معمولی اور دنیا سے نرالے جذبات ہو سکتے۔ اگر

انکی تسکین ایسے رحیم کریم خدا سے نہ ہو سکے - جس کا ذکر اسلام کرتا ہے مسیح نے بھی
اپنی دعا میں اس اسلامی خدا کا ذکر کیا - جب اس نے کہا - ہمارے گناہ بخش
جیسے ہم دوسروں کی غلطیاں معاف کر دیتے ہیں" +

میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی یہی کہتا ہوں جب تک میں عیسوی توہمات
وعقاید کی زنجیر سے آزاد نہ ہوا - تب تک مجھے سچی راحت و اطمینان
قلب نصیب نہ ہوا - اخیر میں مجھے چند الفاظ کثیر الازدواجی کے متعلق
بھی کہنے ہیں - جس کا ذکر ہمارے افریقہ آنے پر بار بار اخبارات میں ہوا
کثیر الازدواجی کوئی ایسی اسلامی قید نہیں جس کی پابندی بطور فرض ہم پر
لازم ہو - وہ تو کسی وقتی ضرورت کا لازمی اور ایک ہی علاج ہے - اگر ایسی ضرورت
نہ ہو - تو پھر اس مسئلہ پر عمل کرنے کی بھی ضرورت نہیں - مثلاً اگر جنگ
یا کسی اور وجہ سے مردوں کی تعداد سے عورتوں کی تعداد بہت بڑھ جائے
تو پھر حقیقی اخلاق کی حفاظت و طہارت کا ذریعہ میرے نزدیک تو کثیر الازدواجی
ہی ہے +

گوشوارہ آمد و خرچ

مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو و تبلیغ فنڈ و ریزرو فنڈ و اشاعت ادبیات

دفتر ہندوستان بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۶ء

تفصیل آمد	نمبر حوالہ	رقم آمد ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ
۱ - آمد مشن	عہ۱	۶	۲	۳۴۴
۲ - آمد اسلامک ریویو	عہ۲	۰	۱۰	۹۱۱
۳ - آمد ریزرو فنڈ	عہ۳	۰	۲	۹۱
۴ - اشاعت ادبیات	عہ۴	۰	۶	۴۴۰
میزان	۰	۶	۸	۱۷۶۸

تفصیل خرچ	نمبر حوالہ	رقم خرچ ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ
خرچ اسلامک ریویو لٹریچر فنڈ مسلم مشن ووکنگ	عہ۵	۶	۴	۱۶۰۵
میزان	۰	۶	۴	۱۶۰۵

دستخط - ڈاکٹر غلام محمد آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن - عزیز منزل لاہور

عہ چونکہ مالی سال کا اختتام اخیر ستمبر ہوتا ہے اس لئے تکمیل حساب کے لئے اس خرچ میں اگست و ستمبر ہر دو ماہ کی عملہ کی تنخواہیں شامل ہیں - سیکرٹری

نقشہ ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۶ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب عباد اللہ خان صاحب امراوتی برار	۰	۰	۱۲	جناب حکیم اجمل خان صاحب مسیح الملک دہلی	-	۰	۵۰
" فتح محمد صاحب راجمندری	۰	۰	۱۵	حضور نواب افسر جنگ بہادر گولکنڈہ	-	۰	۶۰
" عبدالمعبود صاحب ہمیرپور	۰	۰	۳	جناب محمد نور غنی صاحب گوجرانوالہ	-	۱۰	۵
" چوہدری سلطان محمد صاحب ٹھیکیدار	۰	۰	۲۵	" سید محی الدین صاحب سکندر آباد	-	۰	۱
" خواجہ عبدالغنی صاحب لاہور	۰	۹	۶	حضور نواب مولا بخش صاحب بہاولپور	-	۰	۱۵
" امانت محمد صاحب محرر مشن لاہور	۶	۳	۱	جناب قاضی خادم حسین صاحب لکھنو	-	-	۲
" عبدالمجید صاحب کلرک ریویو	۶	۱	۱	" فضل الدین صاحب بیراچھا بھوپال	-	۰	۵
" محمد اسحاق صاحب حکیم "	۶	۱۲	۰	" محمد محمود صاحب دہلی	-	-	۲
" جان محمد چپراسی	۹	۱	۰	" جناب محمد امیر حسن صاحب کاکوری لکھنو	-	۰	۱
" احمد سعید چپراسی	۰	۲	۰	" نواب بہادر سید نواب علی صاحب کلکتہ	۰	۰	۱۰
" خلیفہ محمد عبداللہ صاحب محرر رسالہ اشاعت اسلام	۳	۹	۲	" چوہدری سلطان محمد صاحب نجار ریلوے	-	۰	۵
" محمد شفیع صاحب محرر سنم بک سوسائٹی	۰	۱۵	۰	" انجمن تعلیم المسلمین کلرک روڈ بمبئی	-	-	۸
" صبیح الدین صاحب رہتک	-	۰	۱۰	" خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹری مسلم مشن ووکنگ فراہم	-	۹	۶
" بدر الحسن صاحب مظفر پور	۰	-	۵	" امانت محمد صاحب محرر "	-	۳	۱
" صوفی صاحب کلکتہ	۰	۰	۲۰	" چوہدری عبدالمجید صاحب اسلامک ریویو	-	۱۴	-
" منہاج الدین صاحب علیگڑھ	۰	۰	۵	" حکیم محمد اسحاق صاحب محرر اشاعت	۶	۱۲	۰
" فضل کریم صاحب فیروزپور	۰	-	۳	" احمد سعید چپراسی	۹	۳	-
جناب اہلیہ صاحبہ میاں محمد خان صاحب اکاڑہ	۰	۰	۴	واپسی امپریسٹ	-	۰	۵۰
جناب تاج الدین صاحب منڈی ڈم	۰	۰	۵	جناب خلیفہ محمد عبداللہ صاحب مینجر رسالہ اشاعت اسلام	۳	۹	۲
" ایم اے جعفری الہ آباد	۰	۰	۱۰	" محمد شفیع صاحب محرر سوسائٹی	-	۱۵	-
" سید صفدر حسین صاحب بمبئی	۰	۰	۴	میزان	۶	۲	۳۴۴

تفصیل ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو و پبلشر فنڈ بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۶ء

تفصیل	پائی	آنہ	روپیہ
مفت تقسیم - حضور حاجی نواب حمید اللہ خان صاحب والئے ریاست بھوپال	۰	۰	۵۰
" جناب آر سید سرمست حسین [illegible]	۰	۸	۱
" حضور نواب مولا بخش صاحب بہاولپور	۰	۰	۱۵
" واپسی پیشگی امپریسٹ	-	۰	۵۰
" فروخت رسالہ اسلامک ریویو	۰	۶	۷۹۵
کل میزان	۰	۱۴	۹۱۱

نقشہ ۳ تفصیل آمد ریزرو فنڈ بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۶ء

تفصیل	پائی	آنہ	روپیہ
جناب احمد حسن صاحب لکھنؤ	۰	۰	۳۵
" ایم ابراہیم صاحب بمبئی	۰	۰	۵
" مولوی محمد سمیع صاحب حیدرآباد	۰	۲	۲۱
" نواب مولا بخش صاحب بہاولپور	۰	۰	۲۰
" کمائی عدن	۰	۰	۱۰
میزان	۰	۲	۹۱

نقشہ ۴ تفصیل آمد در اشاعت ادبیات فنڈ بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء

۱ - جناب سید محمد سعید الحق صاحب - نواب ہاؤس - ہاتھکون - ٹپرا بنگال	۵۰	۰	۰
۲ - " ای ڈی - کامنیان اسکوائر - کالو اٹما - سیلون	۱۰	۰	۰
۳ - " عبد اللہ خان صاحب اور سید امروتی برابر	۴	۸	۰
۴ - جناب پروفیسر انعام اللہ خان صاحب جامعہ ملیہ یونیورسٹی علی گڈھ	۱۰	۰	۰
۵ - جناب خان بہادر نواب حکیم الدین احمد خان صاحب علی گڑھ برائے پان عشر خواجہ	۵۰	۰	۰
۶ - " ایم عبد العالم صاحب - حیدر آباد دکن	۳	۱۴	۰
۷ - " محمد اسمٰعیل - ہانسپلا	۱۰	۰	۰
۸ - آمد فروخت کتب آ ذیل پرافٹ در ماہ ہذا یعنی ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء	۱۹۲	۰	۰
کل میزان	۳۳۰	۶	۰

نقشہ ۵ تفصیل خرچ مسلم مشن ووکنگ و اسلامک ریویو پبلشنگ فنڈ و اشاعت ادبیات بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء

۳۹ تنخواہ عملہ بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۲۶ء	۲۶۳	۰	۰
۴۰ الاؤنس اڈیٹر صاحب " "	۳۰۰	۰	۰
۴۱ سائر کرایہ دفتر بابت ماہ - اگست سنہ ۱۹۲۶ء	۱۰	۰	۰
۴۲ سائر کرایہ محرر اسلامک ریویو آمد و رفت از لاہور تا دھونکل اسٹیشن برائے بلانے غلطی عبد القادر صاحب کاتب برائے کتابت ۲ روپے ۲ آنے - مہترانی ماہ اگست سنہ ۲۶ء ۸ آنے منگوائی مسطر ۵ر - تاریں چار عدد ۴ روپے - تاریں پالن پور ۴ر گتہ برائے پیکٹ آئی ڈیل پرافٹ ۱۰ر - لیوی دو مرتبہ ۲ر ٹکٹ ۲ر	۱۶۷	۲	۰
۴۳ یہ رقم غلطی سے جمع ہوئی جو کہ رسالہ اشاعت اسلام میں جمع کرائی گئی	۴	۸	۰
۴۴ یہ رقم برلن مسجد کی تھی جو کہ مشن میں وصول ہوئی - واپس کی گئی	۱۵	۰	۰
۴۵ طباعت آئیڈیل انگریزی برائے کتب و اسلامک ریویو ۱۰ر - چٹھیں اسلامک ریویو ۵ر - بل زیر چھپائی از مکہ پریس ۶ر - کنٹائی لفافہ ۱۰ر - جلد اسلامک ریویو ہمارے فائل دفتر ۱۲ر	۷۹	۱۰	۶
۴۶ الاؤنس اڈیٹر صاحب بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء	۳۰۰	۰	۰
۴۷ بل عملہ دفتر بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء	۲۵۶	۰	۰
۴۸ سائر متفرق بابت گتہ ۱ر - تار ووکنگ ۶ روپے ۴ آنے - تار پالن پور ۱۴ آنے خطوط ابر گمٹ ۵ر مار کا جیورو لکھنو ۶ر - سوتری ۳ر - لیوی ۱ر - تار بعا ولپور ۱۲ر - کرایہ متفرق چینے تار ۲ر - خط پیرنگ ۲ر - سوتری ۸ر - مہترانی بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء ۸ر - لیوی ٹیگ وغیرہ ۱۱ر - ٹکٹ ۵ر - بوری ۸ر	۱۰۰	۰	۰
۴۹ کرایہ دفتر بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء کے لئے	۱۰	۰	۰
۵۰ پیشگی امپرسٹ بابت سال سنہ ۲۷-۱۹۲۶ء	۱۰۰	۰	۰
میزان کل	۱۶۰۵	۴	۶

پیام اِسلام

(بہ تسلسل صفحہ ۴۸۵ جلد ۱۲ نمبر ۱۰)

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

آنحضرت صلعم کی بعثت پر جہاں کسی جگہ کوئی مذہب حقہ باقی رہگیا تھا۔ وہ بھی ایک ارزل حالت تک پہنچا ہوا تھا۔ بعض مذہب تو صرف مجموعہ رسمیات تھے۔ مثلاً اس وقت کا جھودی اور ویدک مذہب لیکن زیادہ تر زمانہ کفارہ پرست تھا۔ مغربی ممالک نے حقیقی تعلیم مسیح کو چھوڑ کر مشرق سے مذہب کفارہ لیلیا تھا۔ مذہب کفارہ یا بالفاظ دیگر کسی ابن اللہ کا نازل ہوکر انسان کے گناہ کی پاداش میں جان دیدینا اور اس طرح انسان کو سزا گناہ سے بچا کر اُسے ابدی زندگی کا وارث بنادینا۔ جناب مسیح کا تو تعلیم کردہ نہ تھا۔ عیسائی دنیا میں یہ عقاید پولوس اور اس کے متبعین لائے۔ لیکن یہ مذہب خود پولوس کا تجویز کردہ یا تعلیم دادہ نہ تھا۔ اس نے دوسروں کی نقل کی۔ ولادت مسیح پہ ان کے مقام ولادت کے اردگرد ہر ایک ملک میں یہ مذہب دائر وسائر تھا۔ ایران[1]۔ بابل۔ سیریا۔ فرجیا۔ مصر۔ یونان۔ روما۔ انگلینڈ اور ہزاروں میل دور میکسیکو (امریکہ) تک میں بھی یہی مذہب مختلف ناموں تلے رائج تھا۔ ہر ایک ملک ایک نہ ایک ابن اللہ کی پرستش کر رہا تھا۔ جن کے نام حسب ترتیب مندرجہ بالا۔ متھرا۔ بعل۔ ایڈونس۔ اطیس۔ ہورس۔ آوسیرس بیکس۔ اپالو اور کوئزل کوٹل تھے۔ یہ سب کے سب مفروضہ خدا کے بیٹے مسیح کی طرح ۲۵ یا ۲۶ دسمبر کو رات کے ایک بجتے ہی پیدا ہوتے مانے گئے تھے۔ ان کی پیدائش کا مقام بھی ایک گنبد نما جگہ ہی تھی۔

---

[1] تفصیل اور مستند حوالجات کے لئے دیکھو کتاب ینابیع المسیحیت مصنفہ خواجہ صاحب عزیز منزل لاہور

یہ سب ابن اللہ کنواریوں کے پیٹ سے ہی پیدا ہونے تسلیم کئے گئے تھے۔ ان میں بعض کا پہلا معجزہ بھی شراب سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ یہ امن اور نرمی کے ساتھ ہی اپنے مذہب کی تلقین کرتے تھے۔ ان میں سے بعض کے شاگرد بھی بارہ ہی تھے۔ بعض (مثلاً میتھرا اور اپالو) کو بھیڑے کی تصویر میں بھی دکھلایا جاتا تھا۔ یہ سب کے سب حسب عقیدہ مشہورہ اسی غرض سے آئے کہ انسان کو گناہ کی سزا سے اپنے خون کے ذریعہ نجات دلائیں۔ چنانچہ یہ سب کے سب مقتول یا مذبوح یا مصلوب ہوئے۔ موت کا دن بھی وہی ایسٹر سنڈے سے پہلے کا جمعہ۔ یہ مصلوب خدا قبر میں یا صندوق میں ڈالے گئے۔ یہ سب کے سب دو دن وہاں رہے۔ پھر اتوار (ایسٹر سنڈے) کو قبر سے نکلے اور آسمان کو چلے گئے۔ ان مذاہب میں لوگ بپتسمہ کے ذریعہ ہی داخل ہوتے تھے۔ اور عشاء ربانی میں بھی شریک ہوتے تھے۔ ان کے پرستار ان کی پرستش اتوار کو ہی کرتے تھے ان کے بھی دو بڑے تیوہار ایک پچیس دسمبر کو اور ایک ایسٹر سنڈے بھی ہوا کرتے تھے۔ ان کے نام بھی منجی۔ شفیع۔ گناہ کی قیمت وغیرہ وغیرہ تھے۔ ان میں سے بعض نے تو یہ بھی کہا کہ میں الفا اور اُمیگا دُنیا کا ہوں۔[ط۱]

اس زمانہ کے خدا کا مفہوم بھی بہت ہی ہولناک تھا وہ جب تک خون کی ندیاں بہتی نہ دیکھ لے۔ اس کے لئے گناہ معاف کرنا محالات سے تھا۔ اسرائیلی خدا بھی غضبناک۔ دشمنان اسرائیل کو تلوار کے گھاٹ اُتارنیوالا۔ انکے بچوں ضعیفوں عورتوں بلکہ حیوانوں تک کو ہلاک کرنے والا نظر آتا ہے اپنی

ط۱ عیسائی احباب خدا کے لئے غور کریں کہ یہ کل کا کل نقشہ جو ان سطور بالا میں قدیمی مذاہب کے لغویات کا دیا گیا ہے۔ کیا یہ ہو بہو نقشہ مروجہ عیسائیت کا نہیں۔ اور اگر ہے تو پھر کیوں یہ نہ مانا جاوے کہ پولس اور اسکے متبعین نے عیسائیت کو کفار یورپ و سیریا و فلسطین و مصر میں رائج اور ہر دلعزیز کرنے کے لئے تعلیم مسیح کو تو چھوڑ دیا اور کفار ہی کا کل کا کل مذہب لے کر اس کا نام عیسائیت رکھدیا۔ فرق ہے تو صرف اسقدر کہ قدیمی ابناء اللہ کی جگہ مسیح کا نام اور قدیمی کنواریوں کی جگہ مریم کا نام بدلیا گیا باقی تو لفظاً لفظاً پرانا ہی مذہب ہے۔

شریعت کے منوانے میں نہایت سخت گیر ہے۔ الغرض ایک ہیبتناک خدا ہے
ہندوستان میں آج بھی کالی ماتا کے آگے بکریوں کا ذبح ہونا اسی خون
پسند خدا کے خط وخال کا بقیہ ہے۔ جناب مسیح نے ضرور ایک محبت الاخدا دنیا کے آگے
پیش کیا۔ اور بتلایا کہ انسان سے اس کا تعلق باپ بیٹے کا ہے۔ لیکن اُن کے
پیرؤں نے اس خوبصورت نقشہ پر بھی داغ لگا دیا۔ آخر اسی خدا نے یہی
پسند کیا۔ کہ اس کے بدکردار بچوں کی نجات میں اُس کا پیارا بیٹا ذبح کیا جاوے +
غرض کل دنیا کی یہ حالت تھی جب اسلام نمودار ہوا۔ گویا اخلاقی۔ علمی۔ عملی
رُوحانی ہر قسم کی موت جیسے کہ میں کہہ چکا ہوں تمام نسل انسانیت پر حاوی ہو چکی
تھی۔ لیکن کیا وہ حيّ وقیوم خدا اس موت کو گوارا کر سکتا تھا۔ سابقہ انبیا
تو ہمیشہ بدی کے پھیلنے پر بدی کو مٹانے آیا کرتے تھے۔ اور یہ وہ بات ہے
کہ جس کی تصدیق دُنیا کی تاریخ مذہب کرتی ہے۔ تو کیا ایسے تاریک وقت
پر کسی نبی کے ظہور کی ضرورت نہ تھی۔ یہ تو وہ وقت تھا۔ جب درجن بھر
انبیاء کے پیدا ہونے کی ضرورت تھی جو ہر مردہ قوم کو زندہ کرنے آتے۔ ہاں
ایک ایسا عظیم الشان نبی آئے۔ جس کی تعلیم کُل کی کُل دُنیا میں ازسرنو جان ڈال دے
مذہب کی ایک غرض اتحاد بھی ہوتی ہے۔ اور چونکہ وہ دن اس وقت
خدا کے نزدیک قریب ہو چکے تھے۔ جب دُنیا کے مختلف ممالک میں تعلقات بکجہتی
پیدا ہو جانے تھے۔ اور ایک قوم دوسری قوم سے ہم رشتہ ہونیوالی تھی۔ اس لئے
مصلحت ربّانی نے یہی پسند کیا[۵۱] کہ عرب میں جو اس وقت کی معلومہ دُنیا میں
مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ اور جو کُل دُنیا کے مقابل سب سے زیادہ موسعہ ظلمت بنا
تھا۔ وہ انسان کامل پیدا ہو۔ جس کی تعلیم و ہدایت زندگی کی نئی لہر کُل دُنیا
میں پیدا کر دے۔ اب وہ انسان سیدنا محمد (صلعم) تھے یا نہ تھے۔ اسکا نکو ثبوت آپ

۵۱۔ اسی امر کی طرف قرآن شریف اشارہ کرتا ہے۔ اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا
جان لو اب اللہ تعالیٰ زمین کو اس کی موت کے بعد پھر زندہ کرنے لگا ہے +

چھوڑ دیں ۔ آپ یہ دیکھیں کہ بعثت نبوی کے بعد کل کی کل مُردہ دنیا ایک صدی کے اندر زندہ ہوئی یا نہ ہوئی ۔ اگر ہوئی تو پھر اس کا موجب اولی کون ہے اسلام ایک بجلی کی طرح اُفق عرب سے چمکا ۔ اور آناً فاناً ہر ملک کی اُفق کو منور کر گیا ایک بیس سال کے اندر عرب ہر قسم کی بدیوں اور معصیتوں سے پاک ہو گیا صدیوں کی بُت پرستی برسوں میں ختم ہو گئی ۔ زمانہ کے مشرک دُنیا کو توحید سکھلانے نکلے ۔ اور دُنیا کے ایک بھاری حصّہ کو شرک سے پاک کر دیا ۔ جو دُنیا کے اشرار تھے وہ سید المتقین اور وقت کے اجہل اُمّی کل نسل انسانی کے معلّم ہو گئے ۔ دُنیا میں تمدن و تہذیب کا نیا دور پیدا ہو گیا ۔ دُنیا کی آرام و راحت کیلئے وہ چیزیں پیدا ہوئیں جو پہلے نہ تھیں ۔ یہ تاریخی باتیں ہیں ۔ آج جن علوم کا نام علوم جدیدہ ہے ۔ اور انہیں علوم سے موجودہ ترقی وابستہ ہے ۔ وہ انہیں مسلمانانِ اوّلین کی طفیل دُنیا میں آئے ۔ آج کسی علم جدید کا نام لو ۔ اس کے بانی اور دریافت کرنیوالے ہمیں مسلمان ہی نظر آتے ہیں ۔ موجودہ دنیا کی تہذیب و تمدن اگر کاغذ فن جہاز رانی اور بارود کے پیدا ہونے پر اپنے کمال کو پہنچی تو یہ کاغذ بارود بھی مسلمانوں کی ہی طفیل پیدا ہوئے ۔ اس موضوع پر تو کتابیں اور جلدیں لکھی جا سکتی ہیں ۔ لیکن میں یہاں صرف جی ۔ بی سمتھ کی کتاب موسوم بہ "تاریخ یورپ کے منظر" کی چند سطریں آپ کو سناتا ہوں :۔

تاریخ عالم میں اس سے زیادہ اور کوئی چیز قابل توجہ نہیں کہ متبعین محمد صلعم کس قدر سرعت کے ساتھ ایک مہذب جماعت بن گئے ۔ اور ان کے ماتحت ہر جگہ عالیشان شہر بن گئے ۔ یہ شہر علمی نشاط اور عقلی ترقیات کے مرکز تھے وہاں فلسفی اہل سائنس علم طبعیات کے ماہر ۔ حکیم اور ادیب پیدا ہو گئے ۔ اور یہ اس وقت جب یورپ وحشیاپن اور سفاکی کی زبردست قوت کے مقابل کشمکش میں تھا ۔ ہمارے بعض الفاظ جن کا ماخذ زبان عربی ہے ۔ مثلاً الماناک ۔ کوٹن ۔ الکلی زیرو ۔ شوگر ۔ گیرٹ ۔ ازنی ۔ چیک ۔ سوقا ۔ اللوہال وغیرہ اس بات پر شہادت دیتے ہیں ۔ کہ اس وقت یہ لوگ علوم کے شاخہائے مختلفہ میں

مصروف تھے۔ اور ہم کس قدر مرہون منت ہیں مسلم لوگ علم ہیئت و
علم تنجیم علم کیمیاوی اور ریاضیات کے کامل ماہر تھے۔ شاعری سفر نامے
تاریخ ادویات پر کتابیں لکھتے تھے۔ بغداد اور قاہرہ کی یونیورسٹیوں میں ایک ایک ہزار
طلباء(۱) تھے۔ اور وہاں کے کتب خانوں میں لکھو کہا کتابیں تھیں۔ گنتی
کے اعداد بھی ہم نے عربوں سے ہی لئے۔ کسور اعشاریہ۔ اور کل کا کل
الجبرا (۲) انہیں نے نکالا۔ انہوں نے رصد گاہوں میں بیٹھ کر بہت سے
ستارے دریافت کئے۔ اور ان علوم کی ترتیب دی۔ ہمارے علم تنجیم کے
جو بعض ستاروں کے نام ہیں۔ اب تک وہ عربی زبان کے نام ہیں۔ بارود
اور جہاز رانی کے آلات ہم سے بہت پہلے ان کی کتب میں آچکے تھے
کاغذ بنانا۔ پارچہ بافی اور چیزوں کو رنگنا بھی وہ جانتے تھے۔ وہ علمی طریق
پر مختلف پھل پھول اور دیگر مفید پودے پیدا کرتے تھے۔ از زراعت
اور انگور کا پیدا کرنا ان کے ہاں ایک علمی فن ہو گیا تھا۔ آئینہ سازی
اور آئینہ کے اندر کام کرنا۔ دھاتوں پر صنعت کاری اور کمہاری جس کمال
تک انہوں نے پہنچایا ہے۔ اس سے آگے آج بھی ہم سبقت نہیں لے گئے
ریشمی کپڑے اور تلوار کے پھل بنانے میں دمشق مشہور تھا جیسے کہ خود ہمارے
لفظ دمسک سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان کی تجارت کہیں کی کہیں پہنچ گئی۔
ان کی تجارت کے کاروان اور جہاز چین۔ روس۔ مصر اور سپین تک پہنچتے تھے"
میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ انبیاء دنیا میں کیوں آتے ہیں۔ وہ
خالی خولی چند رسمیات مذہب چند طریق عبادت یا چند سرمن دینے تو نہیں آئے
وہ تو ایک قسم کی زندگی کی لہر کسی مردہ قوم میں پیدا کرنے آتے ہیں۔ دنیا کی

فٹ نوٹ (۱) ان طلباء کو کتب و خوراک اور قیامگاہیں مفت ملتی تھیں +

(۲) الجبرا کے علاوہ علم مثلث، علم مخروطی اور دیگر شاخوں کے علم ریاضی مسلمانوں نے ہی بنائے علم کیمیا
اور علم طبیعیات کے موجد مسلمان ہی تھے۔ ہوائی جہاز بھی مامون رشید کے زمانہ میں بنا مسلمان
بھائی غور کریں۔ یہ سب قرآن کی برکت سے ہوا۔ آج بھی قرآن موجود ہے پاس ہے عامل ہو پڑھنے والے اسلامی ...

تاریخ سامنے رکھ لو۔ تمہیں محمد صلعم کی ذات پاک کے سوا کوئی رہبر لیڈر ریفارمر۔ نبی۔ رِکھی منی ایسا نظر نہ آئیگا۔ کہ جس کی تعلیم و تربیت کا ایسا زبردست اور زندہ اثر گُل کی گُل دنیا پر ہو۔ اور جس نے گُل کی گُل دنیا کو موت سے زندہ نہ کر دیا ہو۔ قبل اسلام اور مابعد اسلام کو دیکھ لو۔ ایران ہندوستان۔ مصر اور یورپ کو اس پیمانہ میں تولو۔ پھر اگر ایکطرف موت اور دوسری طرف زندگی نظر آئے۔ تو سوائے تحریک اسلام کے مجھے کوئی اور تحریک دکھلاؤ جو اس تبدیلی کا موجب ہوئی ہو +

میں یہ بات کوئی اعتقادی رنگ میں بیان نہیں کرتا یہ تو واقعات ہیں۔ جس کی مصدق زمانہ کی تاریخ ہے۔ کسی نبی یا ہادی مذہب کا نام لو جو اس طرح کامیاب ہو کر دنیا سے اُٹھا ہو۔ اور جس کی طفیل گُل کے گُل زمانہ نے اس طرح فیض پایا ہو۔ اور جس نے گُل کی کل دُنیا کی علمی عملی اخلاقی اقتصادی اور تمدنی کایا پلٹ دی۔ اور اس طرح مُردہ دُنیا کو زندہ کر دیا ہو۔ کیا قرآن کا یہ فرمانا۔ اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا ا جان لو۔ اللہ تعالے اب مردہ زمین کو زندہ کرنے لگا ہے) سچا ثابت نہیں ہوا۔ دُنیا اس ذات مُقدس کو نبی مانے یا نہ مانے لیکن فی الحال جو امور حقیقی تہذیب و تمدّن اور اخلاق و رُوحانیات کے ذمّہ وار سمجھے جاتے ہیں۔ وہ تو سب کے سب اسلام نے ہی پیدا کئے۔ پھر کیوں اس ذات مُقدس کو گُل دُنیا کا نبی نہ مانا جاوے +

پیام اسلام

پیام اسلام چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ احباب ۱۲ آنے کے ٹکٹ بھیجکر ایک نسخہ منگوالیں۔ اس کتاب کی اہمیت مطالعہ سے ہی واضح ہو سکتی ہے۔ کاغذ۔ چھپائی۔ کتابت نہایت ہی اعلیٰ ہے۔ شائقین کتب جلد فرمائش ارسال کریں ورنہ بعد ازاں مایوسی ہوگی +

مینیجر۔ مسلم بُک سوسائٹی۔ عزیز منزل۔ لاہور

گوشوارۂ آمد و خرچ مسلم مشن ووکنگ دفتر انگلستان

از اکتوبر ۱۹۲۵ء لغایت دسمبر ۱۹۲۵ء

تفصیل آمد	نمبر نقشہ	رقم آمد در انگلستان پنس	شلنگ	پونڈ	تفصیل خرچ	نمبر نقشہ	رقم خرچ در انگلستان پنس	شلنگ	پونڈ
امداد مشن - - -	۱	۴	۷	۴۲۹	عملہ اسلامک ریویو و مشن	۵	۱	۳	۲۵۵
فروخت اسلامک ریویو و امداد - -	۲	۴	۴	۶۳	سائر اسلامک ریویو کتب خانہ و مشن	۶	۸	۱۶	۶۷۰
کتب خانہ - - - -	۳	۱½	۱۳	۳۸۷					
متفرق - - - - -	۴	۳	۹	۱۰۴	سائر لندن مسلم ہوس و میموریل ہوس - -	۷	۶	-	۳۰
کل میزان آمد		½	۴	۱۲۸۹	میزان خرچ		۳	۰	۹۵۶

تفصیل نقشہ ۱ امداد مشن و فروخت اسلامک ریویو اکتوبر ۱۹۲۵ء لغایت دسمبر ۱۹۲۵ء

	پنس	شلنگ	پونڈ
عالیجناب نواب صاحب بہادر ریاست کروائی ششماہی امداد ۱ - - - -	۰	۰	۲۰
" مسگرول کاٹھیاواڑ - - - -	۸	۴	۱۱
" بہاولپور - - - - - - -	۲½	۲	۴۵۳
عالیجناب حضرت ابو محمد طاہر سیف الدین صاحب مدظلہ بمبئی - - - -	۰	-	۵۰
از جنوبی افریقہ برائے زاد سفر حضرت خواجہ صاحب - - - -	۰	۰	۱۰۰
از مسجد ووکنگ ٹرسٹ کمیٹی لندن بابت تنخواہ بابت سال ۱۹۲۴-۲۵ء	۰	۰	۷۲
متفرق امداد - - - -	۵½	-	۲۳
میزان	۴	۷	۴۲۹

۱ سرکار کروائی کی طرف سے ۳۵ پونڈ ۵ شلنگ آئے - جو بہ تفصیل ذیل مختلف مدات میں ڈالے گئے:-

	پونڈ	شلنگ	پنس
مشن	۲۰	۰	۰
اسلامک ریویو	۱۰	۰	۰
کتبخانہ	۵	۵	۰
میزان	۳۵	۵	۰

۲ یہ رقم اشاعت ادبیات اسلامیہ فی البلاد الغربیہ فنڈ کے متعلق ہے - جو اس طرف منتقل ہو گئی - سکرٹری

نقشہ ۲ تفصیل امداد و فروخت اسلامک ریویو از اکتوبر ۱۹۲۵ء لغایت دسمبر ۱۹۲۵ء

	پنس	شلنگ	پونڈ
عالیجناب نواب صاحب ریاست کروائی - - - -	۰	۰	۱۰
متفرق امداد - - - -	۱۰	۰	۳
فروخت اسلامک ریویو در انگلستان - - - -	۶	۱۳	۵۰
میزان - - -	۴	۱۴	۶۳

نقشہ ۳ تفصیل آمد کتب خانہ از اکتوبر ۱۹۲۵ء لغایت دسمبر ۱۹۲۵ء

	پنس	شلنگ	پونڈ
ریاست کرداؤ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۰	۵	۹
از نکسٹ ڈیپ زٹ	-	۱۴	۵
از سکرٹری مسلم مشن ووکنگ دفتر لاہور آخر قسط چندہ فراہم شدہ متعلقہ امداد انگریزی کتاب ینابیع المسیحیت (نوٹ ۱)	۴	۰	۷۱
عالیجناب آنریبل سر محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا لاہور (نوٹ ۲) معرفت سکرٹری مسلم مشن ووکنگ دفتر لاہور بابت تقسیم آئی ڈیل پرافٹ (نوٹ ۱)	۱۱	۸	۷۴
از دفتر لاہور معرفت سکرٹری صاحب مسلم مشن ووکنگ اشاعت ادبیات فی البلاد الغربیہ فنڈ (نوٹ ۱)	۵	۲	۱۶
جناب احمد قاسم صاحب رنگون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۱	۱۴	۲۰
حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام ۔ ۔ ۔	۰	۰	۵
فراہمی چندہ معرفت جناب منہاج الدین صاحب انجینیر مظفر گڈھ	۴	۱۵	۵
فروخت کتب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲½	۱۲	۱۷۹
	۱½	۱۳	۳۸۷

نوٹ ۲ یہ رقوم اشاعت ادبیات اسلامیہ فی البلاد الغربیہ فنڈ کے متعلق ہے ۔ دیکھو تبرات اسلام جلد ۱۲ نمبر ۱۱ صفحہ ۲۰۸ ۔ پنشنر بزگی بی اے ۔ سکرٹری

نقشہ ۴ متفرق امداد از اکتوبر ۱۹۲۵ء لغایت دسمبر ۱۹۲۵ء

	پنس	شلنگ	پونڈ
در (نوٹ ۱) عالیجناب علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۰	۰	۷۵
از بارکلے بینک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	-	-	۶
Deposit Refundable	۸	۱۱	۰
Advances Recovered	۱	۳	۲۰
Item Transferred	۶	۳	۰
امانت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۰	۱۱	۲
میزان ۔ ۔ ۔ ۔	۳	۹	۱۰۴

نوٹ ۱ سرکار عالیہ سے انگلستان میں خصوصی اخراجات کے لئے یہ رقم ملی ۔ اسکے اخراجات کی تفصیل کیلئے نقشہ نمبر ۶ کا فٹ نوٹ ملاحظہ ہو ۔

نقشہ ۵ تفصیل خرچ عملہ اسلامک ریویو و مشن از اکتوبر ۱۹۲۵ء لغایت دسمبر ۱۹۲۵ء

	پنس	شلنگ	پونڈ
عملہ (نوٹ ۱) اعلٰے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۹	۱	۲۱۶
ادنٰے و باغبان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴	۱	۳۹
میزان	۱	۳	۲۵۵

نوٹ ۱ عملہ اعلٰے قائمقام امام مسجد ووکنگ فی ہفتہ ۵ پونڈ ۔ ہیڈ منشی فی ہفتہ ۱۲ پونڈ ۔ ہیڈ کلرک اسسٹنٹ فی ہفتہ ۱۱ پونڈ ۔ ٹائیپسٹ فی ہفتہ ۔ پروف ریڈر فی ہفتہ ۔ منشی فی ہفتہ ۔ محرر ۔ اور عملہ ادنٰے میں باغبان ۔ خادم اور [illegible]

نقشہ تفصیل خرچ سائر اسلامک ریویو و کتبخانہ مشن از اکتوبر ۱۹۲۵ء لغایت دسمبر ۱۹۲۵ء

مد	پنس	شلنگ	پونڈ
۱ - اسٹیشنری	۶	۱	۰
۲ - قرضہ بنام شیخ عبدالرحیم صاحب نبیرہ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم	۳	۱	۴۴
۳ - طباعت کاغذ اسلامک ریویو - آئی ڈیل پرافٹ ینابیع المسیحیت انگریزی و دیگر کتب (الف)	½	۱۲	۳۰۸
۴ - دعوتیں مسجد ووکنگ	۶	۱۶	۰
۵ - محصول ڈاک متفرق متعلقہ مشن و کتب	½	۲	۲۷
۶ - محصول ڈاک اسلامک ریویو	۷½	۱۰	۵۹
۷ - واپسی رقوم	۰	۱۷	۰
۸ - تاریں	۳	۴	۲
۹ - تالیف قلوب	۶	۱	۲
۱۰ - سفر خرچ و سیزن ٹکٹ	۹	۱	۲۱
۱۱ - خرید کتب	۵	۱۶	۳
۱۲ - مرمت مسجد و مکان و فرنیچر	۰	۱۶	۲۹
۱۳ - انتقال رقوم	۰	۵	۱
۱۴ - واپسی رقوم	۳	۱۷	۳۷
۱۵ - بنام سکرٹری مسلم مشن ووکنگ دفتر لاہور (ب)	۰	۰	۳۵
۱۶ - متفرق (ج)	۶½	۱۳	۱۱۸
میزان	۸	۱۶	۶۷۰

الف

مد	پنس	شلنگ	پونڈ
طباعت و کاغذ ریویو و کتب	۰	۰	۱۴۴
" " آئی ڈیل پرافٹ	½	۱۲	۱۱۶
" " سورسز آف کرسچینیٹی	۰	۰	۷۰
	½	۱۲	۳۰۸

ب

اس رقم کے مبلغ ۴۶۱ روپیہ ۱ آنہ ۔ پائی مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۶ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے خزانہ میں بروے رسید ۳۳۶۸ بمد قیمت فروخت ترجمۃ القرآن انگریزی در انگلستان معرفت سکرٹری مسلم مشن دفتر لاہور جمع کرائے گئے +

ج

مد	پنس	شلنگ	پونڈ
مسٹر لوگر ڈیرے برائے قیمت کتاب انگریزی اسلام کیا ہے؟	۰	۰	۲۵
تین ٹیلیگرام برائے علیا حضرت بیگم صاحبہ	۶	۱	۰
مولود شریف	۹	۲	۱
کرایہ ٹیکسی متعلقہ [illegible]	۶	۴	۰
عرب صاحب " "	۰	۱	۱
لنچ و ٹیوب "	۶	۳	۰
مولود شریف	۰	۱	۷
خرچ ریلوے و ٹیوب متعلقہ مولود شریف	۱۱	۱۸	۱
از طرف علیا حضرت بیگم صاحبہ متعلق امداد چندہ مولود شریف	-	-	۱۱
مسٹر سمتھ برائے طعام یتیمے	۰	۰	۱۰
سلک پھول وغیرہ مرمت مسٹر ہول	۰	۱۷	۰
کرایہ خیمہ	۰	۴	۲
کرایہ و اشیاء چاندی وغیرہ	۰	۱۵	۴
لیٹن و دیگر متفرق اشیاء	۸	۱۹	۷
سبزی و مزدوری، اٹھائی خیمہ و مسٹر ٹین دیگر اشیاء وغیرہ	۳½	۱۷	۲
خیرات از طرف علیا حضرت بیگم صاحبہ	۰	۰	۴
متفرق	۴	۱۲	۰
پیشگی امپرسٹ (یہ رقم دسمبر ۱۹۲۵ء کی آمد آئیٹم نمبر ۴۰۸۸ پر واپس ہوئی)	۲	۲	۱۷
پیشگی امپرسٹ (یہ رقم جنوری ۱۹۲۶ء کی آمد آئیٹم نمبر ۴۹۴۸ پر واپس ہوئی)	۰	۱۵	۲۰
	۶½	۱۳	۱۱۸

اسلام رقم کی وصولی سے سے دفتر لاہور سے دوست شمس الدین [illegible] [illegible]

مقتبس از راز حیات*

بشارت عظمےٰ

ان لیس للانسان الا ما سعٰے

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب)

اگر ایک جملہ میں انجیل عمل کا لُب لباب آسکتا ہے تو وہ مُقدّس جملہ قرآن کے مذکورہ بالا الفاظ ہیں۔ یوں تو اُن میں انذار کا رنگ ہے۔ لیکن یہ وہ انذار ہے۔ جو تبشیر کی جان ہے۔ حکم تو یہ ہے کہ کوشش کے سوا انسان کو کچھ نہ ملیگا۔ لیکن اس ارشاد کے ساتھ ان مطالبات کی حدبندی بھی کردیگئی جن کے پُورا ہونے پر ہم اجر جزیل پائیں گے۔ ہمیں خوشخبری دیگئی ہے کہ نہ صرف تمہاری کوشش ہی ضائع نہ ہوگی۔ بلکہ کوشش پر جو ملیگا۔ اس کا کوئی حساب نہیں۔ وان سعیہ سوف یری ثم یجزٰىہ الجزاء الاوفی +

الغرض ان آیات نے جہاں ہمیں ان بے انداز خیر و برکت سے اطلاع دی ہے۔ جو بارگاہ خداوندی نے ہمارے لئے خاص کردی ہے وہاں ان کے مقابل وہ بے بضاعت سرمایہ بھی ہمیں بتلا دیا۔ جو اس فلاح موعودہ کے حصول کے لئے اِنسان نے بہم پہنچانا ہے۔ اور وہ الفاظ بالا کی رُو سے صرف اس کی سعی و کوشش ہے۔ یہ کسقدر فضل خداوندی ہے۔ کہ وہ بیحد و حساب خزائن جن کی قیمت کے لئے کروڑوں اشرفیاں بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اور جو انسان کے ہرقسم کے سامان و آسائش کیلئے ازبس ضروری ہیں۔ وہ چاروں طرف کھلے پڑے ہیں۔ اور اِنسانی کوشش پر اس کے قبضہ اور ملکیت میں آجاتے ہیں +

جیسے ہم نے اُوپر بیان کیا ہے نہ ہمیں کسی سرمایہ کی ضرورت ہے نہ ہمیں منافع کی طرف سے کوئی جوکھوں۔ نہ یہ فکر ہے۔ کہ کس پُونجی سے کام کریں۔ نہ یہ خطرہ ہے۔ کہ ہماری کوشش کس ٹھکانہ لگے۔ فضل خداوندی نے جو بات ہمارے ذمّہ ڈال دی۔ وہ صرف ایک کوشش ہے۔ کس قدر قرآن کریم

* مصنفہ حضرت خواجہ صاحب +

نے نازل ہو کر نسل انسانی پر فضل کیا۔ اس کی ہر آسائش اور اسکی ہر خواہش کا پورا ہونا ایک ایسی چیز سے وابستہ ہوتا بیان کر دیا جو اس کے ہر فرد میں موجود ہے۔ جس کے لئے وہ نہ کسی کا رہینِ منت نہ کسی کا محتاج امداد ہے۔ اسکے ہاتھ پاؤں اور انکا صحیح استعمال ہی اس کا سرمایہ ہے۔ اور جس مواد پر اسکے ہاتھ پاؤں کی کوشش نے خرچ ہونا ہے۔ وہ اس کے ہاتھ پاؤں کی طرح پہلے ہی سے اسکے لئے موجود ہے۔ وہ کسی انسان نے نہیں پیدا کر رکھا۔ کہ جس کا حصول کسی منت خوشامد محنت یا قیمت کو چاہتا ہے۔ وہ فیض رحمانیت نے بلا بدل پہلے ہی سے ہر انسان کیلئے پیدا کر رکھا ہے۔ پھر ایک کام کرنے والے کے لئے کس قدر اطمینان بخش یہ وعدۂ خداوندی ہے۔ کہ ہم (لا یضیع اجر المصلحین) کسی کے عمل کو خواہ وہ ایک رائی کے برابر ہو ضائع نہیں کرتے۔ بلکہ فیض رحیمیت سے کئی گنا نتائج حسنہ مرتب کر دیتے ہیں۔ کسی کو اپنے محنت کے ثمرات حاصل کرنے میں نہ کسی سفارش کی ضرورت ہے۔ نہ فدیہ و رشوت کی حاجت ہے، نہ ہمارے یہاں منت و خوشامد کی پرواہ نہ یہاں کسی کے واسطہ و وسیلہ کی احتیاج تمہاری محنت کے نتائج یقینی ہیں۔ صرف تمہارے ہاتھ ہلانے کی دیر ہے۔ ہم تمامسب بھی نہیں۔ نہ صرف کسی کی محنت کا حق ہی ہم اپنی طرف نہیں رکھتے۔ بلکہ ثمرات عمل کے مرتب کرنے میں ہم سریع الحساب ہیں۔ عمل کے ساتھ ساتھ ہم نتائج عمل مرتب کرتے ہیں +

جو کچھ میں نے اوپر لکھا ہے۔ نہ صرف الفاظ رحمٰن و رحیم کے ہی مفہوم میں یہ سب کچھ آجاتا ہے۔ بلکہ میرا فقرہ فقرہ قرآنی آیات کا ترجمہ ہے۔ اب اگر کسی کو قرآنی صداقتوں پر ایمان ہے۔ تو اس کے لئے یہ کس قدر عظیم الشان خوشخبری ہے۔ اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کیا موجب تکلیف ہو سکتا ہے۔ کہ اس کو محتاج کے لئے کسی اور کی طرف دیکھنا پڑے ایسا ہی اس سے زیادہ اس کے لئے اور کیا گھبراہٹ ہو سکتی ہے۔ کہ اسے اپنے

ثمر محنت کے متعلق کسی قسم کا شبہ پیدا ہو۔ مگر ان سب باتوں سے خدائے قرآن نے انسان کو آزاد کردیا۔ حتّٰے کہ اپنی ذات کو بھی اس امر میں الگ کردیا۔ سرمایہ کے طور پر جو انسان کو دینا تھا۔ وہ بلا طلب ہر ایک کو دیدیا۔ اور اسے یقین دلادیا کہ یہ عطیہ اس سے واپس نہیں لیا جائیگا۔ عمل کے نتائج اٹل کرکے اپنی مشیت کو بھی دخل نہ دینے دیا۔ اور یہ اعلان کردیا۔ کہ اگر ہماری مشیت اس معاملہ میں کام کریگی تو ثمرات محنت کے کئی گنا عطا کرنے میں نہ کہ ثمرات کے ضائع کرنے میں۔ ان حقائق پر غور کرو۔ اور دیکھو کہ ایک مردہ بھی ان سے زندہ ہوسکتا ہے +

خودداری و خود اعتمادی جو بہترین اخلاق فاضلہ میں سے ہے ایک کامیاب انسان کے لئے از بس ضروری ہے۔ بلکہ ہم یہ بھی کہ سکتے ہیں کہ جو عظیم الشان انسان ادنےٰ سے ادنےٰ طبقہ سے نکلکر اپنی زندگی میں ہی اعلےٰ سے اعلےٰ مقام پر پہنچگئے ہیں۔ ان کا اصلی جوہر یہی خودداری اور خود اعتمادی تھی۔ بڑے سے بڑا لشکر فتحمندی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ بے انداز دولت کسی مہم کو کامیاب نہیں بناسکتی۔ الغرض ہر قسم کے اسباب ضروریہ جن کے ہوتے ہوئے نصرت و فتحمندی ایک امر حاصل شدہ سمجھنا چاہیئے۔ یہ سب کی سب چیزیں بیکار ہوجاتی ہیں۔ اگر کسی مہم کے اصلی کارندے میں خودداری اور خود اعتمادی نہ ہو انسانی فطرت میں یقینی طور پر اگر یہ دو جوہر پیدا ہوسکتے ہیں۔ تو پھر ان چند باتوں پر ایمان رکھنے سے جو ہم نے بیان کی ہیں۔ جو حاجتیں خودداری کا خون کرنیوالی ہیں۔ وہ اس شخص کو تکلیف نہیں دے سکتیں جو رحمانیت پر ایمان رکھتا ہے۔ اسی طرح کسی محنت کے ثمرات کے متعلق شک و اشتباہ جو روح خود اعتمادی کو کمزور کردیتا ہے۔ وہ رحمانیت کے پرستار دل میں پھٹکتا تک بھی نہیں +

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے۔ ایل ایل بی مبلغ اسلام امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

خطباتِ غربیہ

یہ وہ معرکتہ الآرا خطبے ہیں۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے قیام لندن میں ناآشنایانِ اسلام کو اسلام سے معروف کرانے اور انپر حقانیت اسلام منقش کرانے کے لئے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے۔ بعض احباب کی خواہش پر اُردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔

فل سٹ بجلد ۱۲ر مجلد عہ۔

سلکِ مروارید

یہ انکی دس زبردست معرکتہ الآرا لیکچروں کا اُردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لیکر ۱۹۲۲ء تک دس مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقامات میں انگریزی میں دیئے تھیں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلام پر لیکچر دیئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے۔

قیمت بجلد عہ مجلد عۂر

مکالماتِ ملیّہ

یعنی وہ گفتگوئیں یا بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب اور دیگر مذاہب کے رہنمایان کے درمیان مختلف مقامات پر ہوئیں۔ اسمیں جمع کی گئی ہیں۔ یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مسلم اصحاب جنکو مخالفین اسلام سے بحث کرنی پڑتی ہے۔ اُن کے لئے مفید ہیں۔ قیمت۔ صرف ۱۲ر مجلد عہ

براہینِ نیّرہ حصّہ اوّل

معروف بہ زندہ و کامل الہام

اس میں یہ دکھایا گیا ہے۔ ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے۔ جسمیں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اُصولوں پر نہایت منطقیانہ بحث کی ہے

قیمت ۱۲ر مجلد عہ

مقصدِ مذہب

یہ وہ معرکتہ الآرا لیکچر ہے۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے لاہور کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا۔ اس کانفرنس میں عیسائی۔ سناتنی آریہ سماجی۔ برہمو سماجی اور بہت سے دیگر مذاہب کے نمائندوں نے اپنے لیکچر پڑھے۔ اس لیکچر کی خوبی پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے۔

قیمت مجلد صرف ۱۲ر

ضرورتِ الہام

فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں۔ اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے۔ کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے۔ اور الہامی ہی مذہب آیا ہے۔

قیمت بلاجلد ۱۲ر مجلد عہ

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

اس کتاب میں فاضل مصنف نے عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ سب نام نہاد فرقوں کے اُصول ایک ہیں۔ فقط فروعی اختلافات آپس میں ہیں۔ اور تمام مسلمانوں کو یکجہتی سے کام کرنے کی تلقین کی ہے۔ قیمت ۱۲ر مجلد عہ

اُسوۂ حسنہ

معروف بہ زندہ و کامل نبی

اس میں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے۔ اس کو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کوئی نبی کامل ہو سکتا ہے۔ تو وہ آپ ہی کی ذات مبارک ہے۔ قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر

لندن میں جلسۂ مولود النبی صلعم - اس کتاب میں اُس جلسہ کی روئداد ہے۔ جو سیسل ہوٹل ۱۹۱۷ء میں آنحضرت صلعم کی مقدس تقریب ولادت پر ہوا۔ اس میں فاضل نو مسلم مسٹر محمد مارما ڈیوک پکتھال کی زبردست تقریر آنحضرت صلعم کے خلق عظیم پر ہے۔ جو قابل رشک ہے۔ قیمت ۳ر

المشتہر

منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور (پنجاب)

قرآن کریم

اشاعت اسلام

اُردو

اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین مُبلغ اسلام

درخواست ہائے خریداری بنام مینیجر اشاعت اسلام

عزیز منزل لاہور

Divine Elixir

REGISTERED

SOLE AGENTS

ABDUL GHANI JALAL UD-DIN,

Brandreth Road LAHORE (Pb. India)

Divine Elixir

REGISTERED.

SOLE AGENTS

ABDUL GHANI JALAL-UD-DIN,

Commission Agents & General Suppliers,

Brandreth Road, LAHORE, (Pb. India).
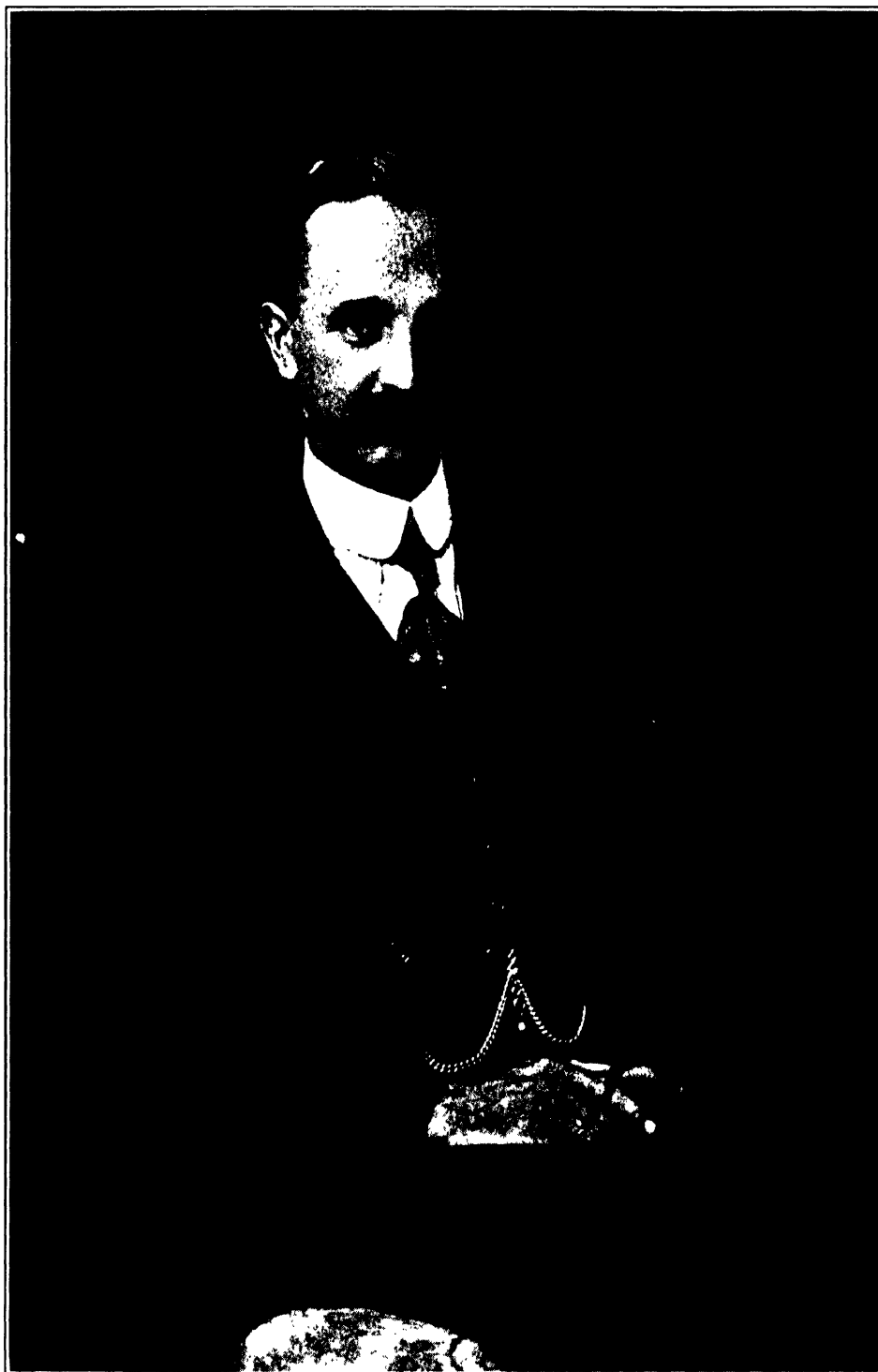
"The special features of Islam which appeal to me are, the Unity of God, freedom from sectarianism, and the abolition of priesthood."

James E. Stookes.

فہرست مضامین

رسالہ اشاعت اسلام لاہور

جلد (۱۲) بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء مطابق جمادی الاوّل ۱۳۴۵ھ نمبر (۱۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد ۱۲ بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء نمبر ۱۲

شذرات

اِس ماہ کے رسالہ کے ساتھ جناب جیمس - ای - سٹوکس صاحب نومسلم کی تصویر شائع کی جاتی ہے - آپ فرماتے ہیں - کہ

اسلام کے خصوصی خط و خال جنہوں نے میرے دل میں گھر کر لیا - وہ توحید باریتعالیٰ - فرقہ بندی کے جھمیلوں سے آزادی اور خالق و مخلوق کے درمیان کسی وساطت و وساطت کا نہ ہونا ہے +

ضروری عرضداشت

اس ماہ کے رسالہ کے ساتھ رسالہ اشاعت اسلام لاہور کی بارھویں جلد ختم ہوتی ہے - ان بارہ سالوں میں جو خدمات اسلامی اس مجلہ نے سرانجام دی ہیں - وہ ناظرین کرام سے مخفی نہیں - گذشتہ دو سالوں سے رسالہ مذکور مالی تکالیف میں ہے اب بھی مالی حالت اطمینان بخش نہیں - اس لئے قارئین کرام کی خدمت میں گذارش ہے - کہ اگر ان کے نزدیک اس رسالہ کا قیام و بقا مسلم مفاد کیلئے مفید ہے - تو اسکی مالی معاونت فرمائیں - ذیل کے چند ایک ذرائع سے آپ رسالہ کی مالی تقویت فرما سکتے ہیں :-

۱۔ قارئین کرام میں سے ہر ایک بزرگ سال ۱۹۲۷ء میں کم از کم تین جدید خریدار ارسال فرمائیے +

۲۔ ناظرین عظام سابقہ جلدوں کی خریداری فرمائیں۔ قیمت فی جلد ؏ علاوہ محصول ڈاک ہے

۳۔ کچھ نہ کچھ سب احباب رسالہ کی مالی امداد فرمائیں +

جن احباب کا چندہ رسالہ دسمبر ۱۹۲۶ء کے پہنچنے پر ختم ہوتا ہے وہ سب احباب ازراہ کرم مبلغ للعہ پیشگی چندہ سال ۱۹۲۷ء بذریعہ منی آرڈر بنام منیجر اشاعت اسلام عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ارسال فرمائیں۔ اور دفتر ہذا کو وی۔ پی کے دھندے سے بچائیں +

مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۶ء | خادم منیجر رسالہ اشاعت اسلام

بسم اللہ تعالےٰ

سبت کی روزافزوں معدومیت | سبت جو قدیم الایام سے ایک نہایت متبرک اور بابرکت چیز سمجھی جاتی تھی۔ اس کی طرف سے زمانہ حال کے عیسائیوں کی روزافزوں سہل انگاری گویا کلیسیائی داستان پارینہ کی رہی سہی دھجیاں اُڑا رہی ہے۔ چنانچہ اخبار Baptist Times (بپٹسٹ ٹائمز) اس کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے:۔

ویلز اور سکاٹ لینڈ اب تک سبت کی حرمت پر سخت جد و جہد کرتے ہیں لیکن جن دلائل کی بناء پر وہ اس قدر نازاں ہیں وہ پر کاہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔ ہم میں سے وہ لوگ جو اپنی عمر کے وسط میں پہنچ چکے ہیں۔ اس امر کی تصدیق کرینگے۔ کہ اب اتوار کا دن محض موٹر کاروں کی سیر ٹینس کے کھیل اور دیگر لہو و لعب اور مشاغل میں صرف کیا جاتا ہے۔ یہ تبدیلی جنگ عظیم سے پہلے ہی رونما ہو چکی تھی لیکن جنگ نے اس کے اندر زیادہ ترقی دے دی ہے۔ وہ تمام اسباب مشاغل جو ہمیں اتوار کا دن منانے میں حارج ہو رہے ہیں۔ ان سب میں سب سے زیادہ موٹر کار اور موٹر کوچ

ہیں۔ لوگ موٹروں میں بیٹھ کر سیر و تفریح کے لطف اٹھاتے ہوئے شراب و کباب اور مٹھائیوں اور تمباکو سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ تمام دکانیں اتوار کے دن ایسی ہی کھلی رہتی ہیں۔ جیسا کہ ہفتہ کے دوسرے دنوں میں لیکن یہ خرابی یہاں تک ہی محدود نہیں ہے۔ چنانچہ گلاسگو جس کا کسی زمانہ میں یہ دستور العمل اور تکیہ کلام تھا کہ "خدا کے کلام سے ہی اس نے تمام فروغ حاصل کیا ہے"۔ اس کے متعلق ڈیلی ٹیلیگراف کا ایک نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ عام طور پر تجارت پیشہ لوگ اتوار کا دن ایک کاروبار کا دن سمجھتے ہیں +

مانچسٹر گارڈین نے بطور تنزل جو کچھ کہا ہے خوب کہا ہے۔ کہ انسان کو سبت کا دن ایک دنیوی لحاظ سے آرام کا دن تسلیم کر لینا چاہئے"۔ لیکن نامہ نگار موصوف کو ایک قدم آگے لینا چاہئے تھا۔ سبت کا دن محض آرام کا دن ہی نہیں ہے بلکہ اسکے اندر کچھ اور بھی خصوصیات ہونی چاہئیں۔ یہ وہ دن ہے جو کہ عبادت کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ اور اس کے اندر محض روحانی زندگی کے نشو و نما کا ہی سامان ہونا چاہئے۔ اگر اس کو کسی اور کام اور کسی اور شغل میں صرف کیا جائے تو درحقیقت اسکی اصل اہمیت گم ہو جاتی ہے۔ اور جس مقصد اور مطلب کے لئے اس کو وضع کیا گیا ہے۔ وہ فوت ہو جاتا ہے +

سبت کے متعلق اس قسم کے خیالات کیا اصل قانون سبت کو ملیامیٹ کرنے والے نہیں ہیں؟ اگر ہماری جسمانی نشو و نما ہماری روزمرہ کی توجہ کا محتاج ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارا روح بھی اسی قسم کی خوراک کا حاجتمند نہو اور عقل اس امر کے ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ ان روحانی حوائج کو پورا کرنے کے لئے ہفتہ میں محض ایک دن ہی مخصوص اور مقرر کیا جائے۔ اس قسم کے عمل درآمد کا نتیجہ کیا ہوگا۔ محض (روحانی) تباہی اور بربادی۔ موٹر کار اور ٹینس گاہوں نے جو اس وقت لوگوں کے اندر اسقدر ہر دلعزیزی حاصل کر لی ہے کچھ نہیں کیا سوائے اسکے کہ انہوں نے لوگوں کو گھروں کی چار دیواری سے

مرغزاروں اور چراگاہوں کی سیر کے لئے باہر نکال ڈالا ہے حالانکہ اس سے قبل وہ گھروں کے اندر مقیّد رہتے تھے۔ ورنہ جہاں تک کلیسیہ جانے کا سوال ہے وہ اس کو مدت سے خیر باد کہہ چکے ہوئے ہیں +

اسلامی رواداری | غیر مسلم لوگ یا تو محض بوجہ ناواقف یا بوجہ تعصّب کے جو اُن کی فطرت میں اسلامیوں کے خلاف مرکوز ہے۔ مسلمان بادشاہوں کو متعصّب ہونے کا ملزم قرار دیتے ہیں۔ اور ان کا یہ قول ہے۔ کہ اسلام کی جماعت جبر و تعدّی کی منّت کش ہے۔ یہ ایک ایسا بُہتان ہے۔ کہ تاریخ عالم اس کے ثبوت سے عاری ہے۔ ہم اس جگہ ظہیر الدین بابر علیہ الرحمۃ کی وصیّت ذیل میں درج کرتے ہیں۔ جو اُنھوں نے بوقت مرگ اپنے خلف الرشید ہمایوں سے فرمائی۔ اور صاحبان دانش و بینش سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اس کو غور سے پڑھ کر ایک صحیح نتیجہ اخذ کریں۔ چنانچہ الفاظ وصیّت حسب ذیل ہیں :-

اے بیٹا! ہندوستان کا مُلک مختلف مذاہب کا گھوارہ ہے خدائے بزرگ و برتر نے تمکو اسکی حکمرانی پر قادر فرمایا ہے۔ اب یہ تمہارا فرض ہے کہ تم اپنے دل و دماغ کو تمام متعصّبانہ اور غیر منصفانہ جذبات اور خیالات سے پاک صاف رکھو۔ اور ان تمام کے اندر نہایت عدل و انصاف سے برتاؤ کرو +۔ گاؤ کشی سے پرہیز کرنا اور محض اسی سے تم لوگوں کے دلوں کو مسخر کرلوگے۔ اور وہ ہمیشہ تمہارے شکر گذار اور ممنونِ منّت رہینگے۔ مندروں اور خانقاہوں کو جو عبادت کی غرض سے بنائے گئے ہیں گرانا نہیں ہوگا۔ عدل و انصاف سے کام کرنا تاکہ راعی اور رعیّت کے اندر جذبات اتّحاد مضبوط ہو جائیں۔ اسلام کی کامیابی کا راز فیاضی۔ رواداری میں مُضمر ہے۔ نہ کہ تلوار کی جھنکار کے اندر۔ شیعہ سُنّی کے

تفرقات کو نظر انداز کر دینا۔ ورنہ اسلام کو اِس سے ضعف کا اندیشہ ہے مختلف مذاہب کو اس طرح سے آپسمیں مربوط و منضبط کر لینا کہ جس طرح چار عناصر انسانی جسم کے اندر مُرتّب و مُمتزج ہیں۔ ایسا کرنے سے سلطنت کے اندر ضعف اور کمزوری پیدا نہیں ہو گی۔ بادشاہ تیمور کی سوانحعمری امُورِ سلطنت میں تمہاری رہنمائی کرنے کی بہت کچھ ذمہ وار ہو سکتی ہے (یکم جمادی الاول ۱۳۴۵ھ)

وہ لوگ جو اسلام کی گذشتہ تاریخ پر ایک غیر مُتعصّبانہ نظر ڈالنے کے خواہشمند ہیں۔ وہ ان مندرجہ بالا الفاظ سے ایک نہایت معقول نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو اسلام کو ایک نہایت بھیانک شکل اور اسکی ایک نہایت بدنُما تصویر دکھانے کے عادی ہیں۔ امید ہے کہ وہ بھی اس تحریر پر شاہان اسلام کی غیر متعصبانہ مراعات کو دیکھ کر عش عش کر اُٹھینگے۔

قرآنی مسئلہ طلاق اور زمانہ حاضرہ کا قانون

اخبار ڈیلی اکسپرس مورخہ ۱۹۔ اگست ۱۹۲۵ء میں ایک مختصر سا نوٹ زیر عنوان "طلاق کی روک تھام" شائع ہُوا ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ ریاست نبراسکا (Nebraska) نے حال ہی میں ایک نیا قانون طلاق وضع کیا ہے۔ جسکی رُو سے قرار دیا گیا ہے۔ کہ طلاق کی درخواست کو شامل مسل کرنے اور عدالت میں سماعت مقدمہ کے درمیان چھ ماہ کا عرصہ گذرنا لازمی ہے۔ اس نئے قانون کی رُو سے طلاق کی منظوری کے بعد بھی چھ ماہ کی مدت کا منقضی ہونا لازمی ہے۔ اور طلاق وارد ہونے کے بعد دوبارہ شادی تب ہی جائز ہو سکتی ہے جب کہ چھ ماہ کا مزید عرصہ گذر جائے۔ سلطنت نبراسکا کا یہ قانون قرآن مجید کے قانون طلاق کی روشنی میں مطالعہ کرنا خالی از دلچسپی نہیں ہوگا +

نشال ایڈور ٹائزر کی ۱۶۔ اپریل ۱۹۲۶ء کی اشاعت میں ایک

اور نوٹ بعنوان "اخلاقی کمینگی" ریورنڈ ایل ڈبلیو ٹی میننگ بشپ نیویارک کی قلم سے شائع ہوا ہے جسمیں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ نہایت آزادانہ اور ناکارہ قوانین طلاق جواب امریکہ کے اندر مروج ہو رہے ہیں انہوں نے ملک کو عملی طور پر کثیر الازدواجی کا شکار بنا رکھا ہے۔ پھر لکھا ہے۔ ریاستہائے متحدہ (امریکہ) کے اندر اب سات شادیوں اور ایک طلاق اور اوہیو میں ۵ شادیاں اور ایک طلاق کی نسبت ہے۔ اور دوسرے علاقہ جات میں یہ نسبت اس سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ ایک سال کے اندر نیوڈا میں ۱۰۰۰ طلاقیں اور ۸۰۰ نکاح عمل میں آئے ہیں +

یہ قابل افسوس امر ہے۔ کہ موجودہ تہذیب و ترقی کے دور میں اس قسم کے واقعات بغیر کسی توجہ کے نظر انداز کر دیئے جائیں۔ یہ نئے نئے قوانین جو درحقیقت قرآن مجید کے بیان کردہ قوانین حق و حکمت کے اصول پر وضع کئے جا رہے ہیں۔ وہ ان اخلاقی کمزوریوں کے لئے اکسیر احمر کا کام دیتے ہیں۔ اور ایک غیر ذمہ وارانہ روش کی انسداد کے لئے بہت کچھ مفید ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید جو دنیا کے لئے خدا کا آخری اور قطعی ضابطہ ہے۔ وہ اس قسم کے تمدنی اور اخلاقی مسئلوں پر انسانی فطرت کے نکتہ نگاہ سے بحث کرتا ہے۔ اور طلاق کے مختلف الجھنوں میں ڈالنے والے معاملات کا ایک نہایت ہی اعلےٰ اور نہایت صحیح حل بیان کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے

والمطلقت یتربصن بانفسهن ثلثة قروء ولا یحل لهن ان یکتمن ما خلق الله فی ارحامهن ان کن یؤمن بالله والیوم الاخر و بعولتهن احق بردهن فی ذلک ان ارادوا اصلاحا ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف وللرجال علیهن درجة والله عزیز حکیم الطلاق مرتن فامساک بمعروف او تسریح باحسان ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموهن شیئا الا ان یخافا الا یقیما حدود الله فان خفتم الا یقیما حدود الله فلا جناح علیهما فیما افتدت به تلک حدود الله فلا تعتدوها ومن یتعد حدود الله فاولئک هم الظلمون (قرآن شریف پارہ دوم)

مندرجہ بالا آیات قرآنی کے اندر کئی ایک نکات قابل غور ہیں۔ عورتوں کے حقوق ان کے خاوندوں پر ایسے ہی محفوظ اور مقدس قرار دیئے گئے ہیں جیسا کہ خاوندوں کے حقوق عورتوں پر جس سے اسلام کی تعلیم مساوات کا اندازہ لگتا ہے۔ اسلامی مسئلہ طلاق کی رُو سے "عدّت" کا زمانہ جو کہ درحقیقت ایک عارضی جدائی کا زمانہ ہے طلاق پر ایک قسم کی بندش اور روک کا کام دیتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے اس امر پر نہایت زور دیا ہے۔ کہ کوئی عورت محض اپنے خاوند کی مرضی پر گھر سے نکالی نہیں جا سکتی۔ بلکہ وہ مستحق ہے مساوی سلوک کی۔ اور اگر مرد اس سے بُرا سلوک کرے تو وہ بھی طلاق طلب کر سکتی ہے۔ قرآن مجید کا قانون بہت نرم رکھا گیا ہے۔ اور اسباب طلاق پر زیادہ سختی سے تنقید نہیں کیا گیا۔ اسلام کی رُو سے ایک حقیقی نکاح کا مقصد ایک مقدس اور پاک اتحاد کی ذمہ واری کا احساس کرنا ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے لڑائی جھگڑوں سے اس کو بالکل غیر ملوث رکھنا ہے۔ یہ امر ایک صحیح اتحاد کا منافی ہے +

لیکن اگر حالات اس قسم کے ہوں۔ کہ میاں بیوی اِتحاد و اتفاق سے نہ رہ سکیں تو پھر طلاق اسکا ایک آخری علاج قرار دیا گیا ہے۔ آخری حکم طلاق سے پہلے پہلے اسلام کے اندر دو طلاقوں کی اجازت ہے۔ جو قابل منسوخ قرار دی جا سکتی ہیں۔ تاکہ ان دونوں حالتوں کا درمیانی زمانہ ایک عارضی علیحدگی کے زمانہ کا کام دے سکے۔ اور جس کے اندر تعلقات ازدواج پھر قائم کئے جا سکتے ہیں +

لیکن اگر محبت کی چنگاری بجھ چکی ہے۔ اور اب صلح صفائی کی کوئی امید باقی نہیں ہے تب نکاح ایک بے سود اور لاحاصل شے ہے۔ اور پھر اس قرارداد علیحدگی کے بعد طلاق ایک آخری چارہ اور ایک آخری علاج ہے بہرحال خاوند کے لئے دوسری طلاق کے بعد اپنا آخری قطعی اور صحیح صحیح فیصلہ ضروری ہے

کہ یا تو عورت کو ہمیشہ کے لئے اپنے نکاح میں رکھے۔ اور یا طلاق دیکر ہمیشہ کے لئے اس کو جدا کر دے۔ لیکن قطعی طور پر طلاق دیدینے کی حالت میں بھی عورت کے ساتھ نیک سلوک کا سخت حکم وارد ہے۔ عورت کو مہر کا پورا پورا ادا کر دینا معمولی معمولی وجوہات کی بناء پر طلاق وارد کر دینے پر ایک سخت بندش کا کام دیتا ہے۔ لیکن اگر طلاق کی خواہش عورت کی طرف سے عمل میں آئی ہو تو ایسی حالت میں عورت کو اپنا مہر چھوڑنا پڑیگا۔ جو صرف ایسی حالت میں قابل طلب ہو سکتا ہے۔ کہ خاوند کی طرف سے طلاق میں تقدم واقع ہوا ہو الغرض یہ امر روز روشن کی طرح بیّن ہو رہا ہے۔ اور مستقبل میں اس سے بھی زیادہ بیّن ہو جائیگا۔ کہ دنیا کے اہم ترین تمدنی اور اقتصادی مسائل محض قرآن مجید کے اصول حقہ کی روشنی میں ہی حل ہو سکتے ہیں۔ اور اُن کے خلاف قدم زن ہو کر کوئی شخص یا کوئی قوم ساحل کامیابی پر لنگر افگن نہیں ہو سکتی +

بائیبل کے معجزات کی حقیقت

قطع نظر اس امر کے کہ علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے بعض انسانوں نے بھی مُردے زندہ کئے ہیں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ مردہ زندہ کرنے کا وہ معجزہ ہے جس سے آپ کی الوہیت کی دلیل ملتی ہے۔ چنانچہ تین مختلف موقعوں پر بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مُردے زندہ کئے۔ سینٹ میتھیو سینٹ مارک اور سینٹ لوقا کا بیان ہے کہ مسیح علیہ السلام نے لڑکی کو زندہ کیا۔ یوحنا ایک دوسرے معجزہ کا راوی ہے جسمیں بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے لعزر نامی ایک شخص کو چار دن تک قبر میں مُردہ پڑا رہنے کے بعد زندہ کیا تیسرا معجزہ اسی قسم کا لوقا نے بیان کیا ہے کہ ایک بیوہ عورت کا لڑکا نائن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قوت الوہیت سے زندہ ہوا +

ہم اس مقام پر ان تین معجزات کی صحت یا عدم صحت کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتے - اور نہ ہم اس امر کا ذکر کرنا چاہتے ہیں - کہ یہ محض اُن قدیمی عیسائیوں کی خوش فہمی اور خوش اعتقادی کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے معمولی معمولی واقعات کو معجزات کا جامہ پہنا دیا - لیکن ہم اس موقعہ پر اسی قسم اور بعینہٖ اسی نوع کا ایک واقعہ اجسنہ نتال مرکری مورخہ ۸ امئی ۱۹۲۶ء سے نقل کرکے مسیحی معجزات کی حقیقت اہل دانش و بینش کی ضمیر پر چھوڑتے ہیں یہ واقعہ حسب ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:-

ایک مردہ ہندوستانی جی اُٹھا

مقام مے رٹزبرگ ۷ امئی -

ایک معمر ہندوستانی کے دوبارہ جی اُٹھنے کا واقعہ آج شہر میں عجیب و غریب روایات کے ساتھ چکر لگا رہا ہے - اس شخص کا ۱۸ گھنٹے تک مردہ پڑے رہنا اور سب کو اسکی موت کا یقین ہو جانا - اور پھر جی اُٹھنا واقعی عجب ہے - یہ بوڑھا ہندوستانی ایک ہوٹل واقعہ دریائے ہوٹی میں کچھ سالوں سے بطور ایک باورچی کے کام کرتا تھا - اس کے مرنے پر اسکے بیٹے ڈیوڈ نے چند دوسرے آدمی جنازہ لیجانے پر متعین کئے - اور وہ جنازہ دریائے موئی پر پہنچا تھا کہ معلوم ہوا کہ جس مردہ کو وہ اُٹھائے لیجا رہے ہیں - وہ زندہ ہو گیا ہے - جس پر ان لوگوں کو جو کہ اس مردہ کے پاس کئی گھنٹے بیٹھ چکے تھے - اور جن کو یقین ہو رہا تھا کہ وہ مرچکا ہے - اس مردہ سے زندہ ہونیوالے کو شہر مے رٹزابرگ میں نعش برداروں کی موٹر میں لے گئے - اور یہ شخص اس گاڑی میں سے ان لوگوں کو جو اس کے ماتم کے لئے جمع ہوئے تھے - اور اسکے جنازہ کے ہمراہ تھے سلام و دُعا کہتا تھا - آج صبح وہ بالکل چنگا بھلا بیان کیا جاتا تھا - لیکن دوپہر کے وقت وہ فوت ہو گیا - اور ایکی واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے مردہ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں " +

اس واقعہ کی موجودگی میں بائبل کے معجزات جس میں مُردہ زندہ کرنے کا ذکر ہے کسی حاشیہ آرائی یا کسی تنقید کی ضرورت باقی نہیں رہتی +

فاعتبروا یا اولی الالباب

سُورج پر قابو انسان کی مادی ترقی کا راز اس صداقت پر یقین رکھنے میں مرکوز ہے کہ تمام قوائے قدرت جو اللہ تعالیٰ نے خلق فرمائے ہیں۔ وہ سب کے سب انسان کی خدمت پر کمربستہ ہیں۔ یہ امر کہ یہ تمام قوائے انسان کے لئے مسخر ہیں۔ اسلام نے ہی اس حقیقت کو منکشف کیا ہے۔ اور اسلام کا دنیا پر یہ ایک بڑا احسان ہے کہ اس نے اس حقیقت کو مبرہن کر کے بنی نوع انسان کو کئی قسم کے توہمات سے نجات دی ہے۔ اور انسانی زندگی کی قدر و قیمت اور اہمیت کو دوبالا کر دیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کے اندر موجود ہے کہ جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے وہ سب انسان کے لئے مسخر کئے گئے ہیں +

یہ امر ظاہر ہے۔ کہ جبتک کہ انسان ان قوائے قدرت کو ایک خاص اہمیت دے کر ان کی عزت و وقعت میں حد سے زیادہ مبالغہ کرتے رہے۔ وہ کبھی ان کو اپنی خدمت پر لگانے کے لئے جرات نہ کر سکے۔ کیونکہ جس چیز کی انسان حد سے زیادہ عزت و منزلت کرے۔ اور اس کا خوف اور رعب اس کے دل پر مستولی ہو تو وہ کبھی اس سے کسی خدمت یا کام لینے کا خیال دل میں نہیں لا سکتا +

چند سال کا عرصہ ہوا۔ کہ ڈاکٹر گاسٹے کوموکامی سٹن جو کہ بلوگیا کا ایک مشہور و معروف سائنس دان ہے۔ اس نے اپنی ایک تقریر میں سائنس دانوں کی ایک مجلس کے اندر قوت شمسی کو قابو میں لانے اور اس سے عجیب و غریب فوائد و نتائج اخذ کرنے کے امکان حیرت انگیز واقعات کا انکشاف فرمایا۔ گو اس وقت ان کا یہ خیال محض لچر ہی گردانا گیا تھا۔ لیکن سمتہ سوویت کے ماہرین سائنس اب اس قسم کی تجویز پر سوچ رہے ہیں

جن سے وہ سورج کی شعاعوں کو مفید مطلب طریق پر استعمال کر کے اُن سے برقی قوت حاصل کر سکیں۔ ڈاکٹر آر ڈبلیو تھیسپ جو نیوارک انجیریکلچرل ایکسپیریمنٹ سٹیشن سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ انہوں نے اور ان کے رفقاء نے اس طریق عمل کے بعض مراحل کو معلوم کر لیا ہے۔ جس سے پودے سورج کی شعاعوں کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں +

باوجود ان مساعی کے جو ازمانۂ وسطیٰ کے پادریوں نے اس عظیم الشان اسلامی تہذیب و تمدن کے خلاف کیں۔ جس نے اندلوسیہ کی سرزمین کو سات سو سال تک علوم و فنون کا گہوارہ بنائے رکھا۔ یورپ کے عالی دماغ لوگ موجودہ علوم و حکمت تہذیب و تمدن کی ترقی کے باب میں مسلمانوں کے ہمیشہ کے لئے مرہون منت رہینگے +

عیسائی دنیا کے اندر انقلاب

(از قلم مولوی عبدالمجید صاحب)

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا والیہ یرجعون ٭ قل اٰمنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علیٰ ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ...... ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ (قرآن مجید پارہ سوم)

جس شخص نے عیسویت کی ترقی کو بنظر غور ملاحظہ کیا ہوگا۔ وہ ضرور اس نتیجہ تک پہنچا ہوگا۔ کہ عیسائی مذہب مختلف زمانوں سے اندیکتی رنگ میں اصلاح پذیر ہوتا رہا ہے۔ اور اس کے اندر کئی ایک تغیر پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ بہت سی عیسائی اقوام آجکل جس عیسویت کی مدعی نظر آتی ہیں۔ وہ عیسویت اصل بائبل کی عیسویت سے بالکل الگ تھلگ اور جداگانہ چیز ہے +

مضمون ہٰذا میں مَیں اختصاراً ان تحریکات پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں جو عیسائی اصحاب کی طرف سے معرض ظہور میں آتی رہیں۔ اور جن کی غرض یہ تھی کہ کسی طرح وہ اپنے مذہب کو انسانی عقل و ضمیر کے ساتھ تطابقت دے سکیں اور یہ وہ تحریکات ہیں جو قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں۔ سب سے پہلی بات جو ایک غیر عیسائی شخص کے دل میں کھٹکتی ہے۔ وہ وہ انقلاب ہے۔ جو فرقہ پروٹسٹنٹ نے Confession یا "پادری کے سامنے اپنے گناہوں کے اقرار" کے متعلق پیدا کیا ہے۔ رومن کیتھولک کا ایمان ہے۔ کہ گناہ محض پادری کے سامنے اقرار کر لینے سے محو ہو جاتے ہیں۔ لیکن پروٹسٹنٹ کا عقیدہ ہے کہ خدا سے گناہوں کی معافی کے لئے کسی پادری کی وساطت کی ضرورت نہیں ہے۔ باوجود اس اختلاف کے پروٹسٹنٹ اپنے آپ کو پکے سچے عیسائی سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی جیسے کہ رومن کیتھولک اپنے آپ کو۔ لیکن اسلام اس معاملہ کے متعلق کیا واضح الفاظ کے اندر اس صداقت عظمیٰ کا اظہار فرماتا ہے۔ کہ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت۔ یعنے ہر ایک شخص خدا کے حضور اپنے اپنے افعال و کردار کا ذمہ دار یا جواب دہ تھا۔ عیسائیت کے ابتدائی ایام کے اندر بادشاہوں تک پادریوں کے روحانی ماثر اور طاقت کے سامنے سربسجود تھے۔ اور ایک پادری کے ہاتھ سے پاک کیا ہوا بادشاہ خدائی طاقتوں کا مالک سمجھا جاتا تھا۔ اور خدا کے مظہر یا پادری کی طرف سے اسکو اختیار دیا جاتا تھا کہ وہ اپنی سلطنت کے اندر جسطرح چاہے عمل درآمد کرے لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا۔ بہت سی عیسائی اقوام نے بادشاہ کے ان خدائی اختیارات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ حتیٰ کہ بعض ممالک کے اندر انہوں نے بادشاہوں کو قطعاً خیرباد کہہ کر جمہوریت قائم کر دیں باایں ہمہ وہ لوگ جو اس قسم کے عیسائی طریقوں سے منحرف ہوئے۔ وہ اپنے آپ کو انہی معقول

معنوں کے اندر عیسائی کہتے ہیں۔ جو پادری لوگوں کے نزدیک بائبل سے واضح ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے وشاورھم فی الامر یعنے معاملات کے اندر لوگوں سے مشورہ لے لیا کرو +

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص تمہاری دائیں گال پر طمانچہ لگائے تو بائیں گال اسکی طرف پھیر دو۔ اور یہ کہ بدی کے بدلے بدی مت کرو۔ ان احکام سے واضح ہوتا ہے۔ کہ عیسائی لوگوں میں محض اپنے تحفظ یا بچاؤ کے لئے بھی مدافعانہ لڑائی کرنا جائز نہیں چہ جائیکہ وہ جارحانہ پہلو اختیار کرکے برسر پیکار رہوں۔ لیکن باوجود اس تخالف کے وہ حضرت عیسیٰ کے احکام پر گامزن ہونے کے مدعی ہیں۔ مزید برآں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ خیال کرکے کہ ان کے متبعین کبھی مشغول جنگ نہیں ہوں گے کوئی قواعد جنگ کے لئے ارشاد نہیں فرمائے۔ لہٰذا عیسائی لوگوں کو اس قسم کے قواعد جنگ خود واضع کرنے پڑتے ہیں۔ وہ جنگ آوروں یا لڑنے والوں کے لئے یہ احکام صادر کرتے ہیں۔ کہ عورتوں کو قتل نہ کیا جائے۔ اور پھر بڑے غرور و فخر کے ساتھ دنیا کے آگے یہ امر پیش کرتے ہیں۔ کہ یہ قواعد درحقیقت عیسائیت کی تعلیم کا نتیجہ ہیں +

اب ذرا اسلام کی تعلیم کی طرف نظر ڈالئے اور قرآن کو اٹھا کر دیکھئے اس کے اندر تم یہ تعلیم پاؤ گے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس حالت میں کہ کوئی شخص یا قوم ہدف مظالم ہو تو وہ جنگ آزما ہو سکتی ہے۔ لیکن لڑائی کے دوران میں بوڑھوں یا عورتوں یا بچوں کا قتل کرنا سخت منع ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ان درختوں کا کاٹنا جو پھلدار ہوں۔ اور گرجوں اور معبدوں کا گرانا سخت گناہ کی بات ہے +

ہماری بائبل غلامی کے متعلق محض ساکت پڑی ہے۔ اور جیسا کہ انسانی فطرت ہے کہ طاقتور کمزور کو دبا لیتا ہے غلام لوگ ان عیسائیوں کی طرف سے سخت

بدسلوکی کا نشانہ بنتے رہے ہیں۔ حتٰی کہ وہ خود اپنے ان اعمال سے سخت تنگ آ گئے نہایت سخت بحث مباحثہ کے بعد انہوں نے غلاموں کو آزادی دی لیکن اپنے اس فعل کا سہرا عیسویت کے سر پر باندھا۔ آجکل عیسائیوں کے اندر غلاموں کا رواج نہیں۔ لیکن اونٹے ادنٰے کاموں کے لئے وہ اپنے گھروں کے لئے غلاموں کے متعلق نہایت منصفانہ قوانین منضبط کر دیئے۔ ان لوگوں کی شہادت نہایت وقعت اور عزت سے دیکھنے کے قابل ہے جنہوں نے اپنی زندگیوں کا ایک حصہ مسلمان اقوام کے اندر بسر کر کے بچشم خود اس فیاضانہ سلوک کو ملاحظہ کیا ہے۔ جو مسلمان لوگ اس طبقہ سے برتتے ہیں علاوہ ازیں ہم یہ بات بیان کرنے سے رہ نہیں سکتے۔ کہ بہت سے مغربی ممالک کے اندر یا وہ ممالک جو مغربی حکومتوں کے ماتحت ہیں۔ ان کی آبادی کا ایک حصہ کثیر ایسی حالت کے اندر زندگی بسر کر رہا ہے کہ مسلمانوں کی مفروضہ غلامی اس سے بدرجہا اچھی ہے ◆

بائیبل میں ارشاد ہوتا ہے کہ جس کو خدا جوڑے اسکو کوئی شخص نہ توڑے اور اس طرح سے ۱۹ صدیوں تک عیسائی خاوند اور بیوی کے اندر سوائے موت کے کبھی تفرقہ واقع نہیں ہوتا تھا۔ لیکن بیسویں صدی کے نئے نئے خیالات پیدا ہو گئے۔ اور عیسائیوں نے طلاق کا مسئلہ گھڑ لیا جو دراصل بائیبل میں تو ہے ہی نہیں۔ بلکہ عیسائی سلطنتوں کا وضع کیا ہوا ہے۔ جیسا کہ موجودہ صورت حالات ہے۔ عیسائی اقوام طلاق کے متعلق ابھی تک ابتدائی مراحل کے اندر ہی ہیں۔ اور ابھی اس مسئلہ کے بارے میں ان کو کئی ایک اصلاحیں کرنی پڑیں گی۔ لیکن اسلام کی خوبی دیکھئے کہ اس نے ابتدا سے ہی اس مشکل مسئلہ کو نہایت احسن طریق سے حل کر دیا ہے۔ غور کیجئے اس کے متعلق اسلام کی کیا تعلیم ہے۔ اولاً طلاق وہ چیز ہے جس کو اللہ تعالٰے نے جائز تو قرار دیا ہے لیکن یہ فعل اس کو پسند نہیں۔ ثانیاً ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم

بحوالہ غلاموں کی بابت [illegible]

اپنی بیوی کو بغیر کسی معقول وجہ کے طلاق دیتے ہو تو تمہارے اعمال خدا قبول نہیں فرمائیگا
ثالثاً - جب تم اپنی بیوی کو طلاق دیتے ہو تو تم کو تین ماہ کے عرصہ تک
اپنے پاس رکھنا ہو گا - رابعاً تم کو طلاق کے بعد دو موقعہ اس کو واپس لے لینے
کے لئے دیئے گئے ہیں - خامساً اس صورت میں کہ خاوند عورت کے حقوق کو
کما حقہٗ پورا نہیں کر رہا بیوی کو اختیار حاصل ہے - کہ وہ اپنے خاوند کو طلاق
دیدے - سادساً ایک مطلقہ جائز طور پر تین ماہ کا ابتدائی عرصہ گذارنے کے
بعد پھر نکاح کر سکتی ہے - سابعاً طلاق وارد ہو جانے اور میاں بیوی میں افتراق
ہو جانے کے بعد کسی عدالت میں جانے کی ضرورت نہیں - اور یہ وہ عملدرآمد
ہے - جس کو اب عیسائی ممالک بھی کسی قدر سمجھنے لگ گئے ہیں - اور وہ
طلاق کے لئے عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹانا درحقیقت باعث ننگ ہے

پھر ہم دیکھتے ہیں - کہ عیسائیوں کے ہاں Sacrament کی رسم ادا
کرنے کے لئے شراب کا استعمال جائز ہے - لیکن بعض عیسائی ممالک اور بہت سے
عیسائی لوگ شراب کے استعمال سے اجتناب کرنا ہی بہتر خیال کرنے لگ گئے ہیں
اور وہ دل و جان سے کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح شراب نوشی سے قطعاً اجتناب کیا جائے لیکن
اسلام کی تعلیم دیکھئے کہ اس نے شراب کو ایک شیطانی فعل قرار دیا ہے +

بائبل کی تعلیم کی رُو سے حضرت مسیح علیہ السلام خدا کا بیٹا سمجھے جاتے ہیں - اور یہ کہ خدا نے
اپنا اکلوتا بیٹا انسان کی نجات کے لئے دنیا کے اندر بھیجا - لیکن آج کل بہت سے
عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا تسلیم نہیں کرتے - اور وہ یقین کرتے ہیں کہ حضرت مسیح
ایسے ہی خدا کے ایک بیٹے تھے جیسا کہ ہم اور دوسرے لوگ - لیکن قرآن مجید
اس کے متعلق کس قدر صاف صاف تعلیم دیتا ہے کہ قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد
لم یلد و لم یولد یعنے خدا ایک ہی ہے - نہ اس کا کوئی باپ ہے اور نہ اس کا کوئی بیٹا
اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کا ایک فرستادہ اور نبی ہیں - اور ہم تمام خدا کے احکام
پر چل کر نیک اعمال بجالانے کے قابل اور اہل ہیں +

(باقی دارد)

خطبۂ عید الفطر

(بہ تسلسل صفحہ ۸۰۳ اشاعت اسلام جلد ۱۲ نمبر ۱)

(از قلم مولوی عبدالمجید صاحب ایم۔اے۔ بی ٹی قائم مقام امام مسجد ووکنگ)

کثیر الازدواجی

یورپین نامہ نگار صاحبان ایک مسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہوئے ادھر اُدھر کی باتوں پر بغیر سوچ سمجھ کے اپنی رائے کا اظہار کر دیتے ہیں۔ کثیر الازدواجی۔ شادی اور طلاق یہ وہ امور ہیں جو بذاتہ ایسے بُرے نہیں ہیں۔ لیکن وہ ایسے رنگ اور ایسے طرز میں بیان کئے جاتے ہیں۔ کہ لوگوں کو خواہ مخواہ بُرے معلوم ہوں۔ اور یہی بات بڑی ضرر رساں اور تکلیف دہ ہے۔ یوروپین نامہ نگار حضرات ایسے مسائل کو جو مشروط بشرائط اور مقید بقیود ہیں۔ ان شروط وقیود سے الگ کر کے ان پر نکتہ چینی کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک کثیر الازدواجی مذہب اسلام کا ایک نہایت اہم نقص ہے۔ لیکن عیسائی مبلغین کا طرز عمل جانتے ہو کیا ہے؟ وہ خاص خاص مثالیں لیکر ان سے ایک قاعدہ کلیہ باندھ لیتے ہیں۔ اگر ٹرکی کا کوئی پاشا یا ہندوستان کا کوئی رئیس ایک سے زیادہ شادیاں کر لے۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ اسلامی ممالک تمام کے تمام کثیر الازدواجی کے حامی ہیں جائز ہوگا؟ کیا ہنری ہشتم کے چھ بیویاں نکاح میں لانے سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست ہوگا۔ کہ تمام کا تمام انگلستان کثیر الازدواجی کے الزام کے نیچے ہے اگر یہ نتیجہ اخذ کرنا تمسخر و استہزا کا موجب ہے تو پہلا بھی علیٰ ہذا القیاس ایسا ہی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام نے نہ تو کثیر الازدواجی کا حکم دیا ہے اور نہ کبھی اسکی رغبت دلائی ہے۔ سید امیر علی لکھتے ہیں۔ کہ اسوقت ہندوستان کے مسلمانوں میں سے ۹۵ فیصدی ایسے ہیں۔ جن کے گھروں میں ایک ہی

بیوی ہو۔ تعلیمیافتہ طبقہ کے اندر جو لوگ اپنے آبا و اجداد کی تاریخ سے واقف ہیں۔ اور دوسری اقوام کے حالات کا توازن کر سکتے ہیں۔ اُنکے ہاں یہ رسم بہت غیر مطبوع سمجھی جاتی ہو۔ فارس میں آبادی کا بہت تھوڑا سا حصہ کثیر الازدواجی کا مرتکب ہوتا ہو۔ پروفیسر ویبری جو اسلامی ممالک میں کئی سال تک سکونت پذیر رہ چکے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ گو کثیر الازدواجی مسلم سوسائٹی کا ایک قابل افسوس نقص ہو۔ لیکن یہ اس کثرت سے کہیں پھیلا ہؤا نہیں جس طرح کہ یورپ کا خیال ہو۔ میں اس امر کے اظہار سے رُک نہیں سکتا کہ اسلامی ممالک کے اندر ہزار میں سے ایک گھر بھی ایسا نہیں جو کثیر الازدواجی کا مرتکب ہو۔ ترکوں۔ فارسیوں۔ افغانوں اور تاتاریوں کے اندر عملی طور یہ رسم مفقود ہے۔ بلکہ ان کو اس بات کا خیال بھی نہیں آسکتا۔ کیونکہ بہت سی بیویاں نکاح میں لانا بہت سے اخراجات اور صرف کثیر کا موجب ہے ❖

جو کچھ میں نے کثیر الازدواجی کے متعلق ظاہر کیا ہو وہی کچھ عین طلاق پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ طلاق اسلامی توانین کے حدود کے اندر اندر رہ کر کسی سوسائٹی کے لئے تکلیف یا نقص کا باعث نہیں ہو سکتی۔ لیکن باوجود اس کے مشرق میں اس کی اس قدر کثرت نہیں۔ جس قدر کہ اِنگلستان کے پروٹسٹنٹ اور امریکہ کے باشندوں کے اندر اس کا دور دورہ ہے انتہیٰ کلامہ ❖

اب اس توازن کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا یورپ یہ دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ وہ بہ نسبت اسلامی ممالک کے ایک ہی نکاح پر قناعت کرنے کا زیادہ پابند ہے؟ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ قرآن مجید کے وہ الفاظ جن پر اس تمام اعتراض کا دارومدار ہے۔ وہ کثیر الازدواجی کی محض اجازت بعض خاص حالات کے اندر دیتے ہیں۔ ان میں کوئی حکم نہیں پایا جاتا۔ ان میں محض اجازت

پائی جاتی ہے۔ اور اگر اجازت بھی دی ہے۔ تو وہ بھی چند شرائط کے ماتحت۔

اِنسان کی زندگی کے اندر کئی ایک ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جن کے ماتحت ایک سے زیادہ شادی کرنا انسان کے لئے خاص خاص صورتوں کے اندر ضروری ہو جاتی ہے۔ اسلام جو ایک ہمہ گیر مذہب ہے اس لئے اِن خاص خاص صُورتوں کے اندر بطور علاج کے بآسانی انسان کے لئے جائز رکھی ہے۔ اسلامی ممالک جس کثرت و شدت کے ساتھ ایک نکاح یا کثیر الازدواجی کے پابند ہیں۔ اسی نسبت سے یوروپین ممالک بھی ہیں۔ پھر اسلامی ممالک پر اعتراض ہی کیا رہا؟ جنگ عظیم سے پہلے اس مفروضہ اسلامی کثیر الازدواجی کے متعلق ایک ڈرامہ فرانسیسی زبان میں کیا جاتا تجویز ہُوا تھا۔ بصرہ کے ٹرکی حاکم نے ایسے لوگوں سے مطالبہ کیا کہ وہ دس ہزار میں سے پانچ مثالیں ہی کثیر الازدواجی کی پیش کریں۔ اس .. کا نتیجہ یہ ہُوا کہ ڈرامہ کا کھیلا جانا موقوف ہو گیا

دوسری غلطی جس کا یُورپ مرتکب ہو رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کو اس معیار سے پرکھتا ہے۔ جو یُورپ کے اندر مروّج ہے مثلاً یہ امر کہ وہاں زناکاری کثیر الازدواجی سے کم درجہ کی بُرائی سمجھی جاتی ہے۔ اور یُورپ کثیر الازدواجی کو بذریعہ قانون روکتا ہے +

یُورپ کا اپنی برتری اور فوقیت کا خیال حدِ اعتدال سے گذر گیا ہُوا ہے۔ بڑے بڑے ذمہ دار لوگ بھی مسلمانوں کے متعلق متہتک حقارت آمیز زبان استعمال کرنے سے نہیں جھجکتے۔ مجھے حیرانی ہے کہ آیا یہ طریق مخاصمت جس کا اظہار مختلف تحریروں اخباروں اور پرائیویٹ اور پبلک تقریروں کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے۔ کیا یہ اسی دیرینہ اور پرانی حقارت و نفرت کا بقیہ تو نہیں جو کلیسا اسلام کے خلاف ہمیشہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے

کہ مسلمانوں نے اب خواب خرگوش میں خراٹے لینا چھوڑ دیا ہے۔ وہ بیدار ہو چکے ہیں۔ اور ان باتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور جلد یا بدیر یورپ کو اپنی اس مشیخیت کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اِس طرح جس طرح کہ ایشیاء اپنی مذہبی جنون کی سزا کئی بار بھگت چکا ہے +

ایشیا اور یورپ کے درمیان سمجھوتہ

گو سردست یورپ نے مسلمان اقوام کو نیچا دکھا دیا ہے۔ لیکن میں ایک قطعی بات کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اسلام پر کوئی شخص غالب نہیں آسکتا۔ اسلام کبھی نیچا نہیں دیکھ سکتا۔ اور یہی ان مسلمانوں کا حال ہے جن کے اندر اسلام کی رُوح موجود ہے۔ گو اسلامی سلطنتیں پاؤں کے نیچے روندی جا رہی ہیں۔ لیکن یہ وقتی بات ہے۔ تاریخ دنیا کے اندر ایک آنی جانی چیز ہے۔ مسلمانوں کو یہ روز بد اُن کی اپنی غفلت کی وجہ سے دیکھنا نصیب ہوا ہے۔ انھوں نے اسلام کی رُوح اپنے اندر سے نکال دی ہے۔ اور انھوں نے اس رستہ پر گامزن ہونا ترک کر دیا ہے۔ جس پر اسلام نے ان کو چلنے کا حکم دیا تھا ؎

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

آجکل مادی ترقیات زوروں پر ہے۔ اور لوگوں کے دل و دماغ کے اندر ایسے خیالات راسخ ہیں۔ جو کہ ایک عالمگیر جمعیتہ کے قیام کے سخت مخالف ہیں۔ مثلاً ایکدوسرے کے جذبات کا احترام نہ کرنا اور ایکدوسرے کو ایک ہی مساوی نظر سے نہ دیکھنا یہ وہ امور ہیں جن کی موجودگی میں کبھی اس قسم کی جمعیتہ کا قیام ممکن نہیں رہتا۔ یوروپین اقوام کی یہ خواہش ہے کہ ایشیاء ہمیشہ کے لئے ان کے زیر نگین رہے۔ لیکن کیوں ؟ کس وجہ سے ؟ محض مادی اغراض کی بناء پر۔ یا در کھو کہ یورپ بایں خودغرضی وبایں تعیش

بایں مادہ پرستی دُنیا کے اندر کسی صلح یا آشتی کو ترویج عام دینے کے قابل نہیں ہوسکتا۔ تم ہزاروں لاکھوں تجویزیں کرو۔ لیکن ان میں کبھی کامیابی کی صورت پیدا نہیں ہوسکیگی۔ یہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ اصل اصلاح اس وقت رُوبراہ ہوسکتی ہے۔ جبکہ مادیّت کو چھوڑ کر اس اصلاح کی بناء روحانیت کی مضبوط چٹان پر رکھی جائے۔ مشرق اور مغرب میں باہمی سمجھوتہ اگر ہوسکتا ہے۔ تو وہ اصُول اخلاق اصُول روحانیت کی بناء پر ہوسکتا ہے۔ تاریخ عالم کا ہر ایک سُنہری صفحہ ایشیاء کی اخلاقی اور رُوحانی فتوحات کا شاہد ناطق ہے۔ اگر یُورپ نے انسان کی تباہی کے لئے عجیب وغریب طریقے ایجاد کیئے ہیں۔ تو ایشیاء نے ایسے ایسے زندہ جاوید رُوح پیدا کیئے ہیں۔ جو تمام بنی نوع انسان کی نجات اور رُستگاری کا موجب ہوئے ہیں۔ یورپ کی فتوحات جو کہ آنی جانی چیز ہیں۔ محض تلوار کی شرمندہ احسان ہیں۔ لیکن ایشیاء کی حکومت یورپ پر ان عالی دماغوں کی رُوحانی طاقت کا نتیجہ ہے۔ جنہوں نے انسانی کمالات کو انتہائی معراج پر پہنچا دیا۔ یاد رکھو کہ باہمی صلح تیر و تفنگ سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس کے حصُول کا ایک ہی واحد طریقہ ہے۔ اور وہ ہے رُوحانیت۔ یہ صلح محض اسی وقت ممکن ہوسکتی ہے۔ کہ ہم اپنے افعال واعمال سے یہ ثابت کردیں۔ کہ تمام بنی نوع اِنسان مساوی اور یکساں ہیں۔ اور ان میں رنگ ونسل کی کوئی تمیز نہیں۔ ان میں کوئی ادنےٰ اعلےٰ نہیں۔ یا بالفاظ دیگر ہم اُس بات کو سچے دل سے یقین کرلیں کہ تمام مخلُوق الٰہی کا ایک ہی واحد خدا ہے۔ اسلام نے اِس مساوات کو برتا اور وہ اب بھی برتتا ہے۔ وہ دن جب اسلام ایکدفعہ پھر عروج حاصل کرے گا۔ اور اسکی مادی طاقتیں ایک رُوحانی اصُول کے ماتحت ترقی پذیر ہونگی۔ وہ دن درحقیقت دُنیا کا بھتروین دن ہو گا +

زکوٰۃ

اب میں اسلام کے ایک دوسرے مہتم بالشان اصول یعنے زکوٰۃ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں - قرآن مجید کے اندر نہایت صریح الفاظ کے اندر زکوٰۃ کا حکم موجود ہے - میں اپنے نومسلم بھائیوں کو بالخصوص اور دوسرے مسلمانوں کو بالعموم اس ضروری فریضہ کی طرف توجہ دلانا نہایت ضروری سمجھتا ہوں اگر ہمارے مسلمان بھائی حضرت رسول کریم صلعم کے ارشاد پاک اور قرآن مجید کے حکم کو جو زکوٰۃ کے متعلق وارد ہے عملی جامہ پہنا لیں تو یقیناً وہ نہ صرف اپنی ہی مشکلات بلکہ ساری دنیا کی مشکلات کو حل کر سکیں گے - قرآن مجید کے اصل الفاظ اس کے متعلق ہیں -

لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتٰب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربٰی والیتمٰی والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واتی الزکوٰۃ - میں آپ صاحبوں کی توجہ اس عظیم الشان حکم کی طرف منعطف کرنی چاہتا ہوں - جس کے اندر اہم تمدنی فائدے مرکوز ہیں - اور جس پر بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کا انحصار ہے -

یہ وہ قانون ہے - جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر ریگستان عرب کے اُمّی نبی (فداہ روحی) نے نافذ فرمایا - اس قانون پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکیگا - کہ اسلام نے اس قانون کے ذریعہ سے موجودہ دنیا کے نہایت اہم مسائل تمدن کے حل کی کلید ہمارے ہاتھوں میں دیدی ہے افسوس کہ قلت وقت اجازت نہیں دیتی - ورنہ میں اس قانون کی جزویات زیادہ واضح طور سے بیان کرتا - اب میں اپنے خطبہ کو ان الفاظ پر ختم کرتا ہوں - جو حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

بطور وصیّت اپنے بیٹوں کو فرماتے تھے - یٰبنی ان اللّٰہ اصطفٰے لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مُسلمون - یعنے اے بیٹو بیشک اللہ نے تمہارے لئے دین اسلام منتخب فرمایا ہے پس تم نہ مرو لیکن اسلام کیجالتمیں" ان بزرگوں نے جو کچھ اپنے فرزندوں کو فرمایا- وہ بالکل بمقتضائے دعوت انسانی ہے- اگر ہم کو کوئی ایسی چیز منظور ہوجائے جو ہماری ذہنی اخلاقی رُوحانی تمدنی اور دُنیوی فلاح وبہبودی کا موجب ہو تو ہم اس چیز کی اہمیت اور ضرورت کو اپنی اولاد کے دل پر نقش کرنے کی کوشش کریں گے- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بعینہٖ ایسا کیا آپ نے مذہب اسلام ہی میں اطمینان قلبی اور راحت پائی اور اس لئے اپنے بیٹوں کو بھی اسلام کے ذریعہ سے ہی ان نعما کے حاصل کرنے کی وصیت فرمائی- علےٰ ہٰذ القیاس حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا- ہم میں سے کسی کو خبر نہیں - کہ کس وقت پیغام اجل آجائے- ہمیں خبردار رہنا چاہئے - کہ مرنے سے پیشتر بھی ہم مسلمان ہوں - اور جب موت آئے اُس وقت بھی ہم مسلمان ہی ہوں- اللہ آپ کا حافظ وناصر ہو - آمین +

پیام اِسلام

مُصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

چھپ کر بالکل تیار ہے- اور کثرت سے فروخت ہورہی ہے- ۱۲ آنے کے ٹکٹ بنام مینیجر مُسلم بک سوسائٹی عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور بھیج کر کتاب منگوالیں +

حضرت محمد رسول اللہ صلعم اور عالمگیر اتحاد

(از قلم خالد شیلڈرک صاحب)

جب ہم مختلف زمانوں کے اندر رہنے والے لوگوں اور اس دُنیا پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہم کو تمام دنیا کا اتحاد عملی رنگ میں ناممکنات میں سے معلوم ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مشرق اور مغرب میں بہت سی قومیں پیدا ہُوئیں۔ اُنہوں نے عروج حاصل کیا۔ اور پھر قعر مذلت میں جا گریں۔ ان کے بعد پھر اور قومیں ان کی جانشین ہوئیں۔ دُنیا کی گذشتہ عظیم الشان سلطنتوں کو دیکھنے سے ایک شخص ضرور یہ معلوم کر لیگا۔ کہ باوجود ان کی اس قدر تزک و احتشام کے اُن کے اندر ایک ناگفتہ بہ کمی یا نقص تھا۔ چینی۔ مصری۔ پارسی یونانی رُومی۔ مقدونیہ والے غرض اِس طرح دیگر تہذیبیں پیدا ہوئیں اور گذر گئیں۔ وہ تمام اپنے اپنے وقت میں اپنے آپ کو ہی سب سے اعلےٰ اور بزرگترین اور دوسروں کو اپنا غلام اور اپنا دست نگر ہی سمجھتی تھیں۔ وہ داستانیں جو ہم عبرانیوں کے متعلق سُنتے ہیں وہ بعینہٖ اسی قسم کی ہیں۔ تمام وہ لوگ جو ان کی قومیت سے باہر تھے۔ یا تو اُن کو غلام بنا لیا جاتا تھا۔ اور یا اُن کو نیست و نابود کر دیا جاتا تھا۔ جب ہم ان قوموں کے فلسفہ اور ان کے مذاہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم ان کو خالص طور پر قومی رنگ میں رنگین پاتے ہیں جنمیں بنی نوع انسان کے ساتھ تحمل و بُردباری کا مادہ مفقود پاتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ بطور ایک انسان ہونے کے دوسرے انسان کی عزّت و حرمت کا خیال تک ان کے دل میں نہیں تھا۔ اور علاوہ اپنی قوم کے لوگوں کا دوسروں کے لئے ان میں نرمی اور رافت کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ دیوتاؤں

کے متعلق ان کے خیالات سے جن کی نسبت اُن کا گمان تھا کہ وہ اُن کیلئے
لڑتے ہیں ۔ پتہ لگتا ہے ۔ کہ اُن کی تو ہنیت کا رنگ کیا تھا ۔ جب اُن کو کبھی
شکست ہوئی تو وہ سمجھتے کہ دیوتا ہم سے ناراض ہو گئے ہیں ۔ یا یہ کہ انہوں
نے ان کو چھوڑ دیا ہے ۔ اس جگہ گنجائش نہیں ۔ کہ ان لوگوں کے مذہبی
اصُول کو تمامتر بیان کیا جائے ۔ لیکن اس قدر بیان کرنا کافی ہوگا کہ ہر ایک
قوم کے "کچھ" بزرگ" تھے ۔ جو گویا ان کے رُوحانی استاد اور نبی تھے ۔ جو
ان کی رہنمائی کرتے تھے ۔ لیکن بدقسمتی سے یہ دل" لبھانے والی اخلاقی باتیں"
یہ "پاک نصائح" اُن کے دل تک نہیں اُترتی تھیں ۔ بائیبل کے پڑھنے
سے ایک شخص معلوم کر لیگا ۔ کہ یہ لوگ جنہوں نے عبرانی قوم کے بزرگوں
کی سوانحعمری بیان کی ہیں وہ عجب ہی تنگدل اور تنگظرف لوگ تھے ۔
بائیبل کے بیان کے مطابق اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا ۔ کہ" ان سب کو
قتل کر دو ۔ ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو +

اِس قسم کا عمل خود ان پر ہی اُلٹ پڑا ۔ اور وہ وقتاً فوقتاً غلامی کی
قید میں پڑتے رہے ۔ اس قسم کے سخت عبرتناک واقعات سے بھی
انھوں نے کم ہی سبق حاصل کیا ۔ ان کی تاریخ کا ایک ایک صفحہ انکے
قرب وجوار میں رہنے والی اقوام کی لعنت ملامت سے پُر نظر آتا ہے
زاں بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ظہور میں آتی ہے ۔ افسوس
اس امر کا ہے ۔ کہ ان کے مُتعلق ہماری واقفیت کا دائرہ بہت محدود ہے
ان کی پیدائش کے متعلق بیسیوں کہانیاں ہیں ۔ جو ہم سنتے ہیں ۔ پھر
بارہ سال کی عمر تک کے حالات کا کچھ علم نہیں ۔ اور پھر جب تک کہ وہ
عنفوان شباب تک نہیں پہنچ جاتے ۔ ان کے واقعات زندگی ہماری
آنکھوں سے اوجھل ہیں ۔ لیکن اگر انصاف سے کام لیں ۔ اور ان واقعات سے
جو ہم تک پہنچے ہیں ۔ ہم کہ سکتے ہیں ۔ کہ اس عظیم الشان معلم رُوحانی" کی صحیح

اور واقعی تصویر زندگی کھینچنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ ہم پڑھتے ہیں کہ انھوں نے یہ فرمایا اور یوں فرمایا۔ لیکن اِن واقعات بیان کردہ کی صداقت پر شک و شبہ کی اس قدر گرد و غبار پڑی ہوئی ہے اور جس سے اغلب گمان یہ ہوتا ہے۔ کہ ممکن ہے کہ اناجیل کے مختلف مولفین نے ہی ایسی ایسی باتیں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیں جو درحقیقت اسکی زبان سے نہیں نکلی تھیں۔ الغرض اس قدر صدیوں کے گذر جانے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ہم ایک ذہنی تصویر ہی کھینچ سکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ آپ کے عمل درآمد کے لئے جن اسباب سے آپ کو کام لینا پڑا۔ وہ مسلمہ طور پر ناقص تھے۔ یوحنّا سے بپتسمہ لینے کے بعد یعنے اس وقت جبکہ رُوح القدس کبوتر کی شکل میں آپ پر نازل ہوئی آپ نے ماہیگیروں کی ایک تھوڑی سی تعداد کو تبلیغ کرنی شروع کی۔ یہ ماہیگیر آپ کے شاگرد بن گئے۔ جو بہت غریب اور بیعلم لوگ تھے۔ اور جو عموماً آپ کے کلام کے معانی کو بھی سمجھنے سے قاصر تھے۔ جب شاگردوں کی تعداد میں اضافہ ہؤا اور اَور لوگ اس حلقۂ شاگردی میں داخل ہو گئے۔ تو آپ نے انکو باہر بغرض تبلیغ بھیجا اور ساتھ ہی یہ ہدایات دیں۔ کہ کسی اَور جگہ نہیں جانا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی گمشدہ بھیڑوں کی طرف ہی جانا "۔ جب کنعان کی ایک عورت نے اپنی لڑکی کے متعلق برکت حاصل کرنی چاہی تو آپ نے یہ جواب دیا کہ "میں تو اسرائیل کی گُم شدہ بھیڑوں کی طرف بھیجا گیا ہوں"۔ اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ "یہ مناسب نہیں کہ بچوں کی روٹی کتوں کے سامنے پھینکدی جائے۔ ایک محقق کے لئے یہ اقتباسات میرے خیال میں کافی ہوں گے۔ ان سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے آپ کو ایک عبرانی سمجھتے تھے۔ اور آپ کا مشن محض اسرائیلیوں تک

ہی محدود تھا۔ اور علاوہ اُن کے دوسروں کو ایسے ہی استخفاف سے دیکھتے تھے۔ جس طرح کہ انکی قوم کے دوسرے افراد۔ ممکن ہے کہ کوئی صاحب اعتراض کریں۔ کہ "جی اُٹھنے کے بعد" آپ نے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے بعض مبلغین بغرض تبلیغ باہر بھیجے تھے۔ لیکن یہ امر تسلی بخش نہیں ثابت ہوسکتا۔ کیونکہ سب سے بڑا اعتراض جو اس پر وارد ہوتا ہے یہ ہے۔ کہ خود کلیسیا کے نزدیک سینٹ مارک کا آخری حصہ الحاقی یا جعلی ہے ۔

اگر ہم ذرا غور سے نظر ڈالیں تو ہمکو یہ یقین حاصل ہو جائیگا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے جو محض یہودیوں کے لئے معلم تھے۔ اور جنہوں نے اپنے شاگردوں کو دوسری اقوام سے بات چیت کرنیسے روک دیا تھا۔ یہ وحی یا یہ پیغام اس وقت خدا کی طرف سے حاصل کیا۔ جبکہ وہ قبر میں تھے۔ اگر یہ پیغام یعنے پیغام تبلیغ حقیقی اور صحیح تھا یعنے منجانب اللہ تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک بھاری الزام آتا ہے کہ گویا آپ تنگدل تھے۔ اور خدا کی مخلوق سے آپ محبت نہیں رکھتے تھے۔ آپ کی ہمدردی اور محبت کا دائرہ بہت تنگ تھا۔ کہ آپ نے اپنی تعلیم محض چند یہودیوں تک ہی محدود رکھی اور بس۔ الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کی حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مشن سوائے یہودیوں کے اور کسی کیلئے نہیں تھا۔ اسلئے ہمیں یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ابتدائی عیسائی محض ایک یہودی فرقہ ہی تھے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مذہب کی ایک رسم ورواج کے پابند تھے۔ پھر دیکھو اس قوم کا جو ایک معبود ہے۔ وہ معبود ہی خصوصیت کے ساتھ اس "منتخب قوم" کا ہی معبود ہے دوسروں کا نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ خدا کے لئے کسقدر ضروری یہ امر تھا۔ کہ وہ اپنی رحمت کاملہ کے تقاضا سے بنی نوع انسان پر اپنی نہایت واضح اور صحیح صفات کے ساتھ اپنے آپ کو

ظاہر کرتا لیکن اب میں آپ کے سامنے ایک اور امر پیش کرتا ہوں
ریگستان عرب کی ایک ایسی غار کے اندر جہاں کسی متنفس کا گذر نہیں اور
جو کسی انسان کے لئے کسی دلچسپی کا منظر پیش کرنے سے قاصر ہے۔
اس غار کے اندر جس کا نام حرا ہے۔ ایک شخص کمبل میں لپٹا ہوا
دکھائی دیتا ہے۔ وہ شخص **امین** اور **صادق** کے معزز القاب
سے ملقب ہے۔ وہ غار حرا میں کیوں پڑا ہے۔ اس لئے کہ حضرت موسے
علیہ السلام کوہ سینا پر ہی اللہ تعالے سے ہمکلامی کے لئے چڑھتے ہیں
اور شمالی امریکہ کے ہندوستانی روح القدس سے پہاڑ کی سب سے اونچی
چوٹی پر ہی سرگوشیاں کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کو قدرت
الٰہیہ پر غور و خوض کرنے کا موقعہ اسی وقت ملتا ہے۔ کہ جب وہ ان جہان
والوں سے الگ تھلگ ہو کر کسی گوشہ خلوت میں وقت گذاری کرے
ایک انسان جو چوبیس گھنٹے آبادی کے اندر زندگی بسر کرے۔ وہ ضرور
خدا کو بھول جانے کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ اور اس کا دل اور اس کے خیالات
اس کے ارد گرد کی چیزوں میں ہی مصروف کار رہتے ہیں لیکن جو لوگوں
سے الگ ہو کر قدرت پر دھیان لگاتے ہیں۔ وہ خالق مطلق سے تعلق
پیدا کر لیتے ہیں +

کیا ہی خوش نصیب ہے۔ تو اے غارِ حرا! تیرے اندر سے ایک ایسی
روشنی پیدا ہوئی۔ کہ اس زمین کے دور دراز گوشوں کو منوّر کر گئی۔
اس تنہائی کی حالت میں وہ ناموس اکبر آپ پر نازل ہوا۔ اللہ تعالے
کے علوم کا دریا آپ کے وجود سے بہہ نکلا۔ آپ کو اللہ تعالے نے
اس عظیم الشان خدمت یعنے رسالت و نبوت کے لئے مخصوص فرما کر
دنیا پر ایک احسانِ عظیم فرمایا۔ آپ رحمۃ للعالمین مہبط وحی خدا تھے
کہ خلق خدا کی رہنمائی کے لئے ذات رب العالمین نے آپ کو چن لیا تھا

آپ کی بعثت کا دن ایک عجیب و غریب دن ہے۔ کہ اس دن سے تاریخ نسل انسانی میں امر عظیم واقع ہوتا ہے۔ اور انسانی دماغ منازل ارتقا کی طرف مائل ہوتے ہیں +

آپ کی بعثت ہی وہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ انسان تنگدلی اور تنگنظری کے خیالات کو خیرباد کہنے پر مجبور کئے جاتے ہیں۔ اور ان سب کو یہ تعلیم حقہ دی جاتی ہے۔ کہ سب انسان برابر ہیں۔ اور اسلام کی برادری میں داخل ہوکر انسان انسان پر کچھ فوقیت یا برتری نہیں رکھتا۔ قرآن مجید صاف صاف بیان فرماتا ہے۔ کہ تمام زمانوں کے اندر خدا ہی خالق و رازق ہے۔ خدا ہی قاضی الحاجات ہے۔ وہ کسی خاص قوم یا کسی خاص نسل کا خدا نہیں۔ بلکہ تمام مخلوق کا وہی ایک خدا ہے۔ وہی سب کا خالق سب کا رازق اور پیدا کنندہ ہے +

اب غور فرمائیے۔ کہ یہ کیا ہی عظیم الشان پیغام تھا۔ جو اسلام نے یا بالفاظ دیگر قرآن مجید نے مخلوق الٰہی کو دیا۔ اور کس قدر اعلےٰ مقصد ہے جسکی تعلیم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی۔ دیکھ لیجئے خود حضرت نبی کریمؐ نے اپنی زندگی کے اندر اس مقصد کی تکمیل کو مدنظر رکھتے ہوئے کس قدر بنی نوع انسان کا احترام و اکرام ملحوظ خاطر رکھا۔ وہ واقعہ جو نجران کے عیسائیوں کا تاریخ کے اندر مذکور ہے کہ جب وہ آپ کے ہاں مہمان ہوئے تو آپ نے ان کو اپنی مسجد کے اندر ہی اپنی عبادت یا نماز ادا کرنے کی اجازت دیدی۔ اس واقعہ کو تیرہ سو سال کا عرصہ گذر گیا ہے لیکن اس عرصہ مدید کے اندر کبھی کوئی مثال دیکھنے یا سننے میں نہیں آئی۔ کہ کسی عیسائی نے بھی اس قسم کی وسعت قلبی اور شرافت نفسی اور احترام انسانی کا ثبوت دیا ہو۔ اس وقت ہمارے شہر لندن میں کوئی مسجد نہیں۔ کیا کوئی عیسائی ہم کو

اجازت دیدیگا - کہ ہم کسی گرجا کے اندر نماز ادا کرلیں - میں کہتا ہوں کہ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا - لوگوں کے اندر اور میرا مقصد عیسائی اقوام سے ہے - اب تک وہی پرانی روح کام کررہی ہے - وہی دقیانوسی خیالات اُن کے دماغوں کے اندر جاگزین ہیں - کہ ہم الگ اور تم الگ - اب ایسے لوگوں پر اسلامی تعلیم کی خوبیوں کو واضح کرنا کس قدر ضروری اور اہم ہے - حضرت محمد رسول اللہ صلعم اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں - کہ آپ کے دل کے اندر تمام نسل انسانی کا کس قدر احترام اور اعزاز تھا - جب ایک جنازہ آپ کے پاس سے گذرا تو آپ کھڑے ہوگئے - لوگوں نے آپ سے کہا - کہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے - تو آپ نے جواب میں فرمایا - کہ اگر وہ یہودی تھا تو کیا مضائقہ ہے - کیا اس کے اندر وہ چیز نہ تھی جس کو رُوح کہا جاتا ہے - اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر کسی یہودی یا کسی عیسائی کا جنازہ تمہارے پاس سے گذرے تو تم اپنے پاؤں پر کھڑے ہوجایا کرو" +

آپ نے نخوت و تکبر اور قومی اور خاندانی فخر کے تمام خیالات کو ہباءً منثورا کردیا - جب آپ نے یہ فرمایا - کہ کسی قوم کو اپنے آباؤ اجداد پر فخر نہیں کرنا چاہئے - تمام مخلوق آدم کی اولاد ہے - اور آدم مٹی سے پیدا ہُوا تھا - آپ کا یہ ارشاد ذات و پات کی تمام مشیخیت کو خاک میں ملادیتا ہے - اور آپ نے کیا ہی عمدہ معیار کسی شخص کی بڑائی کا قائم کیا - آپ نے فرمایا - کہ "بہترین اور سب سے بڑا انسان وہ ہے جس سے خدا کی خلقت کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچے" - پھر آپ نے فرمایا - کہ "خدا کی تمام مخلوق اس کے بچے ہیں - اور خدا کا سب سے پیارا شخص وہ ہے جو خدا کی مخلوق سے سب سے زیادہ بھلائی اور نیکی کرتا ہے" - کیا کوئی شخص کسی مذہب کے اندر اس سے بہتر اصول تعلیم دکھا سکتا ہے - اس تعلیم نے

جو کلیتہً مساوات پر مبنی ہے۔ اس اصول نے کہ تمام مخلوق خدا خدا کے بال بچے ہیں۔ کیا ہی عجیب و غریب تبدیلی پیدا کردی۔ اس تعلیم کا عملی رنگ اس وقت زیادہ چمک اُٹھتا ہے جبکہ تمام دنیا کے طالب علم خواہ وہ کسی قوم یا کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں مسلمان اساتذہ کے ہاں مسلمانوں کی قائم کردہ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں جوق در جوق حاضر ہوتے ہیں۔ وہ خواہ اسود ہوں یا احمر اسلام کے جھنڈے کے تلے وہ سب بھائی بھائی ہیں۔ گو مذہباً وہ یہودی ہوں یا عیسائی ہندو ہوں یا کچھ اور۔ ایک مصنف یورپ کے روحانی تنزل کے متعلق لکھتے ہوئے رقمطراز ہے۔ کہ یوروپین اقوام میں تہذیب کا اس وقت آغاز ہوا جبکہ اُن کو مسلمانوں کے ساتھ صلیبی جنگیں لڑنے کا اتفاق ہوا۔ ان جنگوں سے جو میل اور تعلقات پیدا ہوئے۔ اس سے ان پر اسلامی تہذیب کا بہت اثر ہوا۔ یہ صلیبی جنگوں کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ جذبۂ انسانیت سب سے پہلے جنگوں میں نظر آنے لگا۔ حالانکہ اس سے پہلے کی جنگیں اس روح سے خالی تھیں۔ انہی جنگوں میں قیدیوں کے ساتھ نیک سلوک اور مُردوں کے احترام کا سبق پڑھا گیا۔ اور اسے ایک جنگی خوبی سمجھا گیا۔ خواہ صلح کا موقعہ ہو یا جنگ کا۔ مسلمانوں نے نسل انسانی کے احترام کا ایک ایسا نقشہ پیش کیا۔ جس نے لوگوں کی ذہنیت کو بدل دیا۔ فی زمانناہم لیگ آف نیشنز دیکھتے ہیں۔ یا اسی قسم کی اور لیگیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب بھی مغرب صلح اور تعلقات محبت کا متلاشی ہے۔ ہم کو لازم ہے۔ کہ ہم ان کو حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات سے آگاہ کریں۔ اور آپؐ کے اُسوۂ حسنہ اور آپؐ کے کلمات طیبات سے سے ان کو مطلع کریں +

ہمکو چاہیئے کہ ہم ان کو قرآن مجید پڑھنے کی ترغیب دیں اور اُن کو تمام خیالات باطلہ سے پاک صاف کرنے کی کوشش کریں۔ جو کہ اُنکی غلط تعلیم کی وجہ سے ان کے اندر رائج ہو گئے ہیں۔ ان لیگوں کا وجود ہی کافی شہادت ہے۔ اس امر کی کہ کلیسیا کی تعلیم دنیا کے اندر اتحاد اور یگانگت پیدا کرنے سے قاصر رہی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس عالمگیر اخوۃ کی تعلیم جو اسلام نے اور حضرت نبی کریم صلعم نے سکھائی ہے۔ ان کے دلوں کے اندر پھونکدیں۔ قرآن مجید میں وارد ہے۔ کہ "انما المومنون اخوۃ" یعنے تمام مسلمان مومن بھائی بھائی ہیں۔ اور ایک عیسائی مصنّف لکھتا ہے۔ کہ مطالعہ اسلام سے ہمیں ایک اور بات کا پتہ لگا ہے۔ اور وہ ایک عیسائی اصُول ہی ہے یعنے "خداوند باپ کے بچوں کی برادری یا بھائی بھائی ہونا"۔ یہ اصُول جیسا کہ عیسائیّت کا ہے اسلام کا بھی ہے بلکہ اسلام کی عین رُوح ہے۔ لیکن جس قدر اہتمام اور شان سے اسلام نے اس پر کار بند ہو کر دکھایا ہے۔ عیسائیّت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ کئی ایک مثالوں سے واضح ہے۔ مسلمانوں کے ہاں تمام ذات پات کے اختلافات آقا اور خادم کے درمیان کے تعلّقات محبّت و اخوۃ غریبوں اور امیروں کے درمیان تعلقات یگانگت یہ وہ امُور ہیں جنہیں عیسائیت اب تک اختیار نہیں کر سکی"۔ انتہیٰ کلامہ۔ اس کتاب کے ایک باب کا عنوان ہے "عیسائیت کی ناکامیابی"۔ یہ عنوان کیا ہی پرمعنی اور لطیف ہے۔ اللہ جو حکیم و دانائے مطلق ہے۔ اسکو معلوم تھا کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا جبکہ دوسرے انبیاء کی لائی ہُوئی تعلیمیں بدل جائینگی یعنے ان میں تحریف و تبدّل واقع ہو جائیگا۔ اس لئے اس نے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کو دنیا کے لئے آخری ہدایت نامہ دیکر مبعوث فرمایا۔ اور آپؐ کو وہ

کامل شریعت عطا فرمائی۔ جو تمام انسانوں کے لئے تمام زمانوں کے اندر کافی اور نہایت کافی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ہی تمام نسل انسانی کے لئے نبی ہیں۔ جو کہ رب العالمین کی جانب سے ایک رحمت ایک برکت ہو کر تشریف لائے ہیں۔ وہ نعما جو تمام دنیا نے آپ سے حاصل کیں۔ تمام دنیا کے لوگوں پر ظاہر ہیں۔ اگر ان قیمتی نصائح کا شوق ہے وہ اصول خداوندی آپ سیکھنا چاہتے ہیں۔ تو آپ محمد رسول اللہ صلعم کے قدموں پر ہی بیٹھ کر سیکھ سکتے ہیں۔ حیلہ بازی چھوڑ دیجئے کہ صداقت کو قبول کر لیجئے۔ آپ دیکھ لیں گے۔ کہ جس عالمگیر اخوۃ کی خواب آپ دیکھ رہے ہیں۔ وہ حقیقتاً اسلام میں اپنی اصلی ہیئت میں موجود ہے۔

ادنٰے یا اچھوت قوموں سے منافرت
اور
مسئلہ تناسخ

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

خود اس موضوع پر ہندوستان کی قدیم کتابیں دیکھی جاویں مختلف قومیتوں میں پیدا ہونا مختلف عملوں کا نتیجہ سمجھا گیا ہے۔ چنڈال چمار شودر اور ساری اچھوت قومیں جب گذشتہ قبیح ترین بدعملیوں کے باعث ایسی ہستیاں ہو گئے ہیں۔ تو کیوں اس قابل سمجھی جائیں۔ کہ ان سے چھونا تک بھی حرام ہو۔ جب ایک شخص پیدائشی اچھوت ہے تو اسکی وجہ اس کے گذشتہ جنم کے اعمال نہیں تو اور کیا ہیں مثلاً ایک چھوٹی قوم کا اگر کسی بڑی قوم یا برہمن عورت سے تعلق پیدا کر لے۔ اور پھر وہ اس گناہ کے عوض آئندہ جنم میں چنڈالی صورت اختیار کرے۔ تو کیوں برہمن کی نگاہ

ہیں وہ مقہور نہ ہو۔ آج جس طرح چاہو ضرور تًا ان اُونچی نیچی ذاتوں کی تشریح کر لو۔ لیکن کروڑ در کروڑ مخلوق کے نزدیک اس کا بڑا باعث آواگون کا ہی چکر ہے۔ مقصد میرے سمجھنے کا یہ ہے۔ کہ اگر ہم موجودہ سوسائٹی کے افراد کے مدارج مختلفہ کو اُن کی حیثیتوں اور ذات پات کو کسی گذشتہ جنم کے گناہ یا بدی کا نتیجہ ٹھیرائیں تو بالضرور ادنےٰ قوم کے لوگ ہماری نفرت تلے طبعًا آ جائیں گے۔ اگر ابنی پرنسل کے کمزور اخلاق والے انسان کو ہم نفرت سے دیکھتے ہیں۔ خواہ ہم ذاتی طور سے اس کے فعل بد سے ناواقف ہی ہوں۔ اور اس کی بدی کے متعلق ہمارا علم محض سماعی ہو تو پھر کسی کے گذشتہ جنم کی وہی اخلاقی کمزوری اگر اُسے اس دُنیا میں مقررہ ادنےٰ حیثیت کے ماتحت لے آئے تو کیوں ہم اس سے نفرت نہ کریں + یہ خالی باتیں نہیں۔ بلکہ واقعات اور حقائق ہیں۔ مسلمانوں میں اور ایسا ہی دُوسری قوموں میں بھی سوسائٹی کے مختلف ہی درجے ہوتے ہیں۔ وہاں بھی ادنےٰ کام کرنیوالے موجود ہیں۔ چوہڑے چمار ہر جگہ موجُود ہیں۔ لیکن جو نفرت ایک ہندو کو طبعًا ان ادنےٰ قوموں سے ہے۔ وہ ایک مسلمان یا انگریز کو تو نہیں۔ مسلمانوں میں تو بعض مہتر مُصلّی کہلاتے ہیں۔ یعنے وہ مذہب کے مسلمان ہوتے ہیں۔ وہ تو ہاتھ پاؤں دھوکر اور غُسل کر کے اگر مسلمانوں میں آ بیٹھتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ وہ مسجدوں میں بھی جاتے ہیں۔ وہاں تو سب کے سب ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ایک جگہ نماز پڑھتے ہیں اگر نفرت ہوتی ہے۔ تو صرف اس لئے ہے کہ ان کے کام پاکیزہ نہیں۔ بلکہ اُن کا کاروبار اُنہیں میلی چیزوں میں ہاتھ ڈالنے پر مجبور کرتا ہے۔ اسلئے ان سے اگر نفرت ہے۔ تو ان کے میلے کام سے ہے۔ نہ کسی اور وجہ سے۔ انگلستان کے چوہڑے اتوار کو پاک صاف ہو کر اچھا لباس پہن کر

گرجوں میں اچھے لوگوں کے ساتھ برابر بیٹھ جاتے ہیں۔ پبلک گھروں میں اکٹھے کھاتے پیتے ہیں۔ لیکن یہ باتیں ہندو سوسائٹی میں ناممکن ہیں۔ پولیٹیکل مصلحت لاکھ آریوں کو اس بات پر مجبور کرے۔ کہ وہ اچھوت کو سوسائٹی میں داخل کر لے۔ لیکن ہندو مہاسبھا کبھی اجازت نہیں دیگی وہ تو اصلاً اچھوت ہیں۔ اس ساری نفرت کی تہ میں اگر آواگون نہیں تو اور کیا ہے۔

رنگون میں ایک دن میں سیر کو جا رہا تھا۔ دُور سے میں نے ایک رکشا (گاڑی) چلانیوالے اور سواری میں کچھ تنازعہ دیکھا رکشا کی سواری میں آدمی بیٹھ جاتا ہے۔ دوسرا آدمی کھینچتا ہے معاملہ کچھ دلچسپ نظر آیا۔ اور میں نے اپنے رفیق سفر خلیفہ عبد المجید کو دریافت کے لیے بھیجا تکرار میں آواگون کا نام سُنکر میری دلچسپی اور اور بھی بڑھ گئی۔ جب میں قریب گیا تو دریافت پر معلوم ہوا کہ مسئلہ آواگون کے ماتحت رکشا چلانیوالے نے پچھلے جنم رکشا میں کے سوار کا کوئی گناہ کیا ہوگا۔ جس کے پاداش میں وہ سوار بنتا ہے۔ اور دوسرا رکشا کھینچتا ہے۔ مزدوری پر تکرار تھا۔ اور سوار مسافر کا یہ جواب تھا۔ کہ میں نے تو پچھلے جنم کا بدلہ لیا ہے۔ اور تم کو عذاب گناہ سے بچایا ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ تمہیں کچھ بھی عوضنہ نہ دوں۔ اور تم زیادہ کیوں مانگتے ہو۔ یہ باتیں مذاقیہ نہیں تھیں۔ بلکہ نہایت متانت سے وہ گفتگو کر رہے تھے۔

اب اگر نظام سوسائٹی نہ ہو تو عملی زندگی میں کیسی مشکل آ پیدا ہو جاتی ہے۔ کوئی بھی جُرم ہو۔ اس کے تحت میں ایک نقصان رساں اور ایک نقصان یاب شخص ہوگا۔ اور تناسخ کے نظریّہ کے ماتحت اس جنم کا نقصان یاب پہلے جنم کا نقصان رساں ہوگا۔ اور یہاں کا نقصان رساں اس جنم کا نقصان یاب۔ لہٰذا اگر یہ جُرم سرزد ہوا ہے تو طبعی حالت میں ہوا۔ گذشتہ اعمال کا تقاضا یہی تھا۔ یہ تو عوض معاوضہ ہوا پھر جرائم کی

مسدودی کیوں ہو۔ پاداش جرم کیوں دی جائیں غیر نظام سوسائٹی کسی کے ہاتھ میں ہو سزائیں تو ضرور بھگتنی پڑینگی۔ اور اُن کو بھی کسی گذشتہ بدی کا نتیجہ سمجھ لیا جائیگا۔ لیکن جرائم کا ہونا اور بدیوں کا ارتکاب ایک لازمی امر ٹھیر جاتا ہے۔ اس نظریہ سے سوسائٹی کو جو نقصان پہنچیگا وہ ظاہر ہے +

تمدن و تہذیب اور مسئلۂ تناسخ

دُنیا کا تمدن اور ہماری کُل کی کُل ایجادیں ہماری احتیاجوں سے وابستہ ہیں۔ ضرورت ہی ایجاد کی ماں ہے۔ بیماریوں کے نئے سے نئے علاج اسی صورت میں پیدا ہوتے ہیں جب بیماریاں علاج پذیر سمجھی جائیں لیکن جو سوسائٹی اس امر کو مانتی ہے۔ کہ ہماری موجودہ تکلیفیں اور ضرورتیں ہمارے گذشتہ بدعملیوں کا نتیجہ ہیں۔ اور وہ ہو کر رہیگی۔ تو پھر اُن کے دفیعہ کا کیوں علاج کیا جائے۔ آواگون کے ماتحت اس قسم کے ادراک کا پیدا ہو جاتا ایک طبعی امر ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ تمدن اور تہذیب میں کسی قسم کی ترقی ہو۔ ترقی خواہ علمی ہو یا حکمی۔ اقتصادی ہو یا تمدنی اسی وقت ہو سکتی ہے جب یہ یقین کر لیا جائے۔ کہ ہمارے نقص ہماری کمیاں ہماری تکالیف سب کے سب ہمارے اپنے قصوروں سے جو اسی جنم میں ہوتے ہیں پیدا ہوتی ہیں۔ یا وہ ہمارے فعل کا نتیجہ ہیں۔ یا وہ ہمارے آبا و اجداد کی غلطیاں ہیں یہ نہیں کہ وہ کسی گذشتہ جنم کی غلطیوں کے باعث اس وقت ظہور پذیر ہو رہی ہیں۔ اور اسلئے اَن ٹل ہیں۔ اگر تو تکلیفیں ٹل سکتی ہیں تو اُن کا علاج بھی انسان سے ہو سکتا ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ہوگا۔ کہ اُن کو کسی گذشتہ جنم کے عمل سے وابستہ نہ کیا جائے۔ مکافات عمل کے مسئلہ کو اس زندگی تک محدود کر لیا جائے۔ تو پھر اس کا علاج بھی سہل ہے۔ پھر علم و حکمت کے دروازے بھی کھلتے ہیں۔ کیونکہ بدیوں یا احتیاجوں کے قابل دفیعہ ہونے کا خیال ہی ہماری سب کوششوں کو حرکت میں لے آتا ہے۔ جیسا کہ آجکل ہوتا ہے

یہ بھی خدا کا احسان ہے۔ کہ ہمارے زمانہ کے لوگ عقیدتاً تو تناسخ کے قائل ہوں لیکن عملی زندگی میں ان عقیدوں کو پسِ پُشت ڈال دیتے ہیں۔ اسلئے کچھ نہ کچھ ترقی کے آثار پیدا ہو رہے ہیں +

اچھے یا بُرے حالات میں پیدا ہونا اور مسئلۂ تناسخ

میں اسموقعہ پر نیز اس امر کی بھی تشریح کر دیتا ہوں کہ بعض کا اچھے حالات میں پیدا ہونا اور بعض کا بُرے حالات میں پیدا ہونا گو اُن کے فعل کا تو نتیجہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس اختلاف کو کسی آواگون کا نتیجہ ٹھیرانا سوسائٹی کے لئے من کل الوجوہ ایسا مفید نہ ہوگا۔ جیسا یہ قیاس یا ایمان کہ یہ اختلاف آباو اجداد کے فعل حسنہ یا فعل بد کا نتیجہ ہے بعض بچے کمزور خلقت کے پیدا ہوتے ہیں۔ بعض مادرزاد نابینا اور بعض دیگر اعضائے ضروری سے محروم ہوتے ہیں۔ بعض دولت کے گہوارے میں اور بعض غربت و مسکینی کے ہاتھوں میں جنم لیتے ہیں۔ اگر ان حالات کو کسی گذشتہ جنم کے اعمال سے وابستہ کیا جائے۔ تو پھر یہ تکلیفیں لاعلاج ہیں۔ لیکن اگر اس امر کے متعلق یہ اعتقاد رکھا جائے۔ کہ ماں باپ یا کسی جد کی غلط کاری کا اثر غلط کار کی ذات تک ہی محدود نہیں رہتا۔ بلکہ بعض صورتوں میں انکی غلط کاریاں آیندہ تین چار نسل تک بھی آنیوالی اولاد پر موثر ہوتی ہیں۔ تو پھر ہر ایک انسان اس بات کی احتیاط کرتا ہے کہ وہ بدفعلیوں سے بچے۔ بعض انسان بعض اشتغال یا بعض تحریکات بد کے ماتحت آکر اس بات کی پرواہ نہیں کرتے۔ کہ انکے کسی فعل بد کا نتیجہ ان کی ذات پر کیا ہوگا۔ وہ ہر بدی کے کرنے پر طیار ہو جاتے ہیں لیکن اگر کہیں وہ فعل بد سے بچ بھی جاتے ہیں تو انہیں اُن کی اولاد کا خیال آجاتا ہے۔ حفاظت و راحت اولاد کا جذبہ ذاتی حفاظت و راحت کے جذبہ سے بدرجہا زیادہ اور مضبوط ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر اس یقین و ایمان کو افراد سوسائٹی میں مضبوط کر دیا جائے۔ کہ ہر انسان کے پیش اس کے ذاتی مفاد

ہی نہیں ہونے چاہئیں - بلکہ اُس کی اولاد کے مفاد بھی اس کے سامنے ہونے چاہئیں - یعنے ان کے عیال سے اُن کی آنے والی نسل اچھی یا بُری ہوگی - ایسا ہی علمی تحقیق و تجارب کو پبلک کے علم میں لا کر لوگوں کا یہ یقین بڑھا دیا جائے - کہ اُن کی بدکاریاں نہ صرف ان کی زندگی کو تباہ کرینگی - بلکہ اُن کی آیندہ نسلیں بھی نقصان یاب ہوں گی لوگوں کو یقین دیدیا جائے کہ جذام - جنون - کمزوری دماغ یا اور نقص جو بچوں میں پیدا ہوتا ہے یہ دراصل بچوں کے کسی گذشتہ جنم . . . . کا نتیجہ نہیں - بلکہ یہ باپ دادوں کی بدکاریوں کے نتائج ہیں - تو پھر ایسا ایمان و یقین ان لوگوں کو بہت سی بدکاریوں سے روک دیگا - میرا مقصد یہ ہے - کہ ہمارے عقاید اس قسم کے ہونے چاہئیں - کہ جو نیکیوں کے محرک اور بدیوں کے روکنے والے ہوں - عام اس سے کہ حقیقت عقیدہ کیا ہی - لیکن وہ اسی رنگ کے ہونے چاہئیں کہ وہ نیک عمل کے محرک ہوں - اگر یہ بات صحیح ہے تو اواگون کے عقیدے پر اس عقیدے کو ترجیح دینا سوسائٹی کے لئے مفید ہے کہ آنیوالی نسلیں موجودہ نسل کی بدکاریوں کے نتائج ورثہ میں پاتی ہیں - قرآن کریم نے اس عقیدے کو پیش کیا - اور فرمایا - کہ قوا انفسکم واھلیکم نارا - تم اپنے نفسوں اور اپنی اولاد کے نفسوں کو آگ سے بچاؤ - یاد رکھو کہ آتشک اگر دم نقد جہنم ہی تو اسکی آگ تمہاری بدکاری پر نہ صرف تمہارے ہی جسم کو اس زندگی میں اپنا ایندھن بنالیگی - بلکہ تمہاری آیندہ دو چار نسلیں بھی اس آگ میں جلتی رہینگی - کتاب خروج (توریت) کے باب ۲۰ کے ابتدا میں جو یہ لکھا ہے کہ خداوند کسی انسان کی بدعملیوں کی سزا تین چار پشت تک دیتا ہے اس کی بھی یہی حقیقت ہے - تجربہ بھی اسی کا شاہد ہے - سل - آتشک تپ دق وغیرہ برابر دو تین نسلوں تک حملہ کرتی ہیں - یا تو ایسے خاندان دُنیا سے مٹ جاتے ہیں - یا کسی اسباب خاصہ سی بعض وقت بچ جاتے ہیں +

اِس نظریہ کے ماتحت ایک ہی بات قابل تشریح رہجاتی ہے۔ وہ یہ کہ ایسے بچے جو تکلیف دہ حالات میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ تو بذات خود بے قصور ہیں۔ ان کا آبا و اجداد کے قصوروں کی سزا بھگتنا کسی عدل انصاف خداوندی کو قائم نہیں رکھتا۔ اگر اُن کی یہ تکلیفیں ان کے اپنے کسی گزشتہ جنم کے عمل کا نتیجہ ٹھیرالی جائیں تو عدل خداوندی قائم ہوجاتا ہے یہ تو میں اوپر بالصراحت دکھلا چکا ہوں۔ کہ غلط کاریوں کے روکنے اور انسان میں ذمہ واری کا احساس پیدا کرنے یا بالفاظ دیگر انسان کو اس کے بد جذبات کے ظہور سے روکنے کے لئے آواگون کا عقیدہ مفید ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ قرآنی عقیدہ عملاً مفید تر ثابت ہوگا۔ ایسا ہی اسبات سے ہم اِنکار نہیں کرسکتے کہ ہم مدنی بالطبع واقع ہوئے ہیں۔ ہم ایکدوسرے کے افعال و اعمال سے متاثر ہوتے ہیں۔ ہماری احتیاجیں ہی اس قسم کی ہیں۔ کہ ان کے دفعیہ کیلئے ہم سوشل زنجیروں میں جکڑے رہیں۔ اور ہمارے قوانین اس قسم کے ہوں کہ ہم ایسے ہر قسم کے افعال سے قانوناً یا شرعاً روکے جائیں۔ کہ جن کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ شرع اور قانون نے اِنسان کو خودکشی سے بھی روکا۔ کیونکہ انسانی قوتیں اسکی اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ اُس کا فائدہ دوسرے افراد سوسائٹی کو بھی پہنچتا ہے ✦

الغرض اِنسان کا فائدہ اور ہمارا اعلیٰ تمدن اسی میں ہے کہ ہم اپنے افعال کے نتائج بد سے دوسرے افراد کو بھی بچائیں۔ مثال کے طور پر ایک کے گھر کو آگ لگجاتی ہے۔ وہ اسکی کسی غلطی کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ لیکن ہمسائے کا گھر بھی جل جاتا ہے۔ اگر کسی بچے کا بُری حالت میں پیدا ہونا ہم باپ دادا کی بدکاری کی طرف اسلئے منسوب نہ کریں۔ کہ اسمیں عدل خداوندی قائم نہیں رہتا۔ تو ہمسایہ کے گھر کا جل جانا کس تشریح کے تلے آئیگا۔ اگر تو اسے بھی آواگون کے حوالہ کردیا جاوے تو پھر ارادۂ آتشزدگیوں کا کوئی علاج نہ ہوسکیگا۔ کیونکہ ہمسایہ کا گھر جلنا بھی

اس کی کسی سابقہ جنم کی بدعملی کا نتیجہ ہے۔ لیکن اگر عندالتحقیق یہ ثابت ہو جاوے کہ جس گھر میں پہلے آگ لگی تھی وہ ارادۃً تھی۔ تو پھر ہمسایہ اسبات کا مستحق ہے۔ کہ اپنے نقصان کا عوضہ لے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سوسائٹی کی صحت اور اسکی ترقی اس ایمان و عقیدے سے وابستہ ہے۔ کہ ہم اپنی بدعملیوں کے باعث نہ صرف خود ہی سزایاب ہوں۔ بلکہ ہماری اولاد اور ہمارے ہمسایے بھی اس سے اثر پذیر ہوں۔ سلسلہ توالد و تناسل میں یہ امر لابد ہے۔ اگر ہمارا ایمان اس بات پر کہ ہماری بدعملیاں آئندہ دو چار نسلوں کو تباہ کر دینگی اس قدر مضبوط ہو کہ جیسے ہمیں سنکھیا کے کھانے پر ہلاکت کا یقین ہے۔ تو پھر جس قسم کی طبعی دلچسپی اور وابستگی ہم میں اپنی اولاد کے متعلق ہوتی ہے۔ وہ یقیناً ہمیں بدکاریوں سے بچا دیگی۔ ہم خوشی سے جیل میں جا سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے بچوں کو بے سروبے پر ہونا ہی ہمیں جیل کی زندگی بسر کرنے سے روک دیتا ہے۔ بعض وقت ایسے لوگوں کے بچے بطور یرغمال لے لیئے جاتے ہیں۔ کہ جن سے فساد کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور یہ یرغمال فساد کو روک دیتا ہے +

ضرورت تو اسبات کی ہے۔ کہ ہم میں یہ یقین مضبوط ہو جائے۔ کہ ہماری غلطیوں کے نتائج ہماری اولاد کے ورثہ میں پہنچ جائیں گے تو پھر وہ مضبوط دلچسپی جو انسان کو اپنی اولاد میں ہوتی ہے بالضرور ہمیں ایسے بدفعلوں سے روک لیگی۔ جو متعدی یا لااثر ہوتے ہیں۔ لیکن یہ یقین تو ہی ہم میں پیدا ہوگا۔ اگر ایسے واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے ہوں۔ یعنے ہمارے بچے ہماری بدفعلیوں سے تکلیف اٹھائیں اگر تو یہ باتیں محض استدلال ہی کے رنگ میں رہیں۔ اور خالی نظریہ ہی نظریہ ہو۔ تو اس کا نتیجہ صرف ضیافت دماغ ہے۔ جب تک ہم عملی نتائج اس قسم کے نہ دیکھ لیں۔ کہ ایک فعل بد سے آتشک زدہ کی صحت اسکی نسلوں کو تباہ کر دیتی

ہے۔ اور یہ امر آج ثابت شدہ ہے۔ تب تک ہم بدعملیوں سے نہیں بچ سکتے
میں یہ تسلیم کرتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ ان دونوں تشریحوں کی حقیقت
پر کوئی مشاہدے یا تجربہ مُہر صداقت نہیں لگا سکتا۔ یعنے بچوں کی تکلیفیں
والدین کے فعل کا نتیجہ ہیں۔ یا ان کے کسی جنم کا نتیجہ ہیں۔ اگرچہ بعض بیماریوں کے
معاملہ میں اور عسرت اور ناسازش کے حالات میں تو ورثہ ایک امر ثابت شدہ اور
ہدایت تک پہنچ چکا ہے۔ بہر حال ان ہر دو باتوں میں سے انسانی سوسائٹی کی بہبودی
قطعاً قطعاً پہلے عقیدے کے تسلیم کرنے پر ہی حصر رکھتی ہے۔ اور آج تجربہ
مشاہدہ اور علمی تحقیقیں بھی اسباب کو تسلیم کر رہی ہیں +

علاوہ ازیں۔ اگر تو اس زندگی تک ہی ہمارا خاتمہ ہو جاتا ہے تو
تو یہ ساری کی ساری تشریحات بھی فی الواقع اطمینان نہیں دلاتیں لیکن اگر
اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے اور ہم پر ایک اور ہستی حکمران ہے جو
ہماری ان تمام تکالیف کا جس کی ذمہ وار ہمارے اعمال ہیں ایک اچھا معاوضہ
نہیں دے سکتی ہے جیسے کہ اسلام تعلیم کرتا ہے۔ تو پھر اس مختصر سی زندگی کی
تکالیف ہی کیا ہے۔ جو ربانی اقتصاد و حکمت کے ماتحت لازمی ہے یعنے بچے
باپ کی غلط کاری کے وارث ہوں +

مسئلہ خیر و شر

مضمون بالا سے ملتا جلتا مسئلہ خیر و شر کا مسئلہ ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اگر انسان
تناسخ کا قائل ہو جائے۔ تو پھر بدی و شر کا ظہور لازماً گذشتہ جنم کے آثار و
اظلال ہونگے۔ جس سے بدی کا دنیا سے مٹنا ایک امر محال ہو جائیگا۔ جب اس جنم کے
اعمال اچھے یا بُرے سارے کے سارے گذشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ تو
پھر بدی ایک مستقل چیز بن جاتی ہے بالمقابل اسلام نے جو روشنی مسئلہ خیر و شر پر ڈالی
ہے۔ اس سے نہ صرف بدی ایک امر اضافی ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس کے قلع قمع ہونے کا امکان و
علاج بھی ہو سکتا ہے +

از رُوئے تعلیم اسلام جو چیز بھی دنیا میں پیدا ہوتی ہے یا بالفاظ دیگر خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے وہ خیر ہی خیر ہوتی ہے۔ ہر ایک چیز اور اس کا ہر ایک اندازہ و مقدار مختلف نتائج پیدا کرتا ہے۔ ان کا محل استعمال بھی مختلف ضروریات کے لئے مختلف ہوتا ہے۔ جب یہ چیزیں اپنے مقررہ اندازوں پر اور مناسب محل پر استعمال ہوتی ہیں۔ تو ان سے مفید ترین نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن یہی چیزیں جب اپنی صحیح موقعہ و محل پر استعمال نہ ہوں یا صحیح مقدار کا لحاظ ان کے استعمال میں نہ کیا جائے تو مفید چیزیں ہی مہلک رساں ہو سکتی ہیں۔ افیون سنکھیا۔ کچلا۔ دار چکنا۔ بھلاوہ از حد مفید اور بیش قیمت چیزیں ہیں۔ لیکن ان کا صحیح استعمال ہی انہیں آبحیات بناتا ہے۔ ورنہ یہ تو سب کے سب سم قاتل ہیں۔ اس امر کو یہ معاملہ اور روشن کر دیتا ہے۔ کہ بعض چیزیں بعض چیزوں سے صفات اور خواص میں سخت مختلف اور متضاد واقع ہوئی ہیں۔ اب کس چیز کو خیر کہا جائے اور کس کو شر۔ قابض اور مسہل چیزیں خواص میں ایک دوسرے کے متضاد ہیں تو کیا اگر قابض اشیاء خیر ہے تو مسہل اشیاء کا نام ہم شر رکھیں۔ حالانکہ یہ دونو چیزیں اپنی اپنی ضرورت پر خیر ہی خیر ہیں۔ لیکن ایک شخص کو جو شکار اسہال ہو مسہل چیز دینا اور وہ شخص جو قبض کا شاکی ہو اسے قابض چیزیں دینا ان خیر محض چیزوں کو شر بنا دیتا ہے۔ الغرض جہاں تک غور کرو کوئی خیر بھی بذات خود شر نہیں۔ اس کا غلط استعمال ہی اسے شر بنا دیتا ہے۔ خود اپنے افعال و اعمال کو دیکھ لو ایک ہی فعل محل و موقعہ کی تبدیلی سے خیر یا شر ہو جاتا ہے۔ ایک یتیم بچہ کو اسلئے زدوکوب کرنا کہ وہ اپنی احتیاج کے دفعیہ کے لئے ہمارے پاس کوئی سوال کرتا ہے۔ اور ایک شریر بچہ کو غلط کاریوں سے روکنے کے لئے تنبیہاً مارنا جہاں تک زدوکوب کا سوال ہے ایک ہی فعل ہے۔ اس کا اثر جسمانی بھی ایک ہی قسم کا ہے۔ دونوں بچوں کے جسم نے تکلیف پائی ہے۔ لیکن اپنے نتائج

اور محل و موقع کے لحاظ سے اگر پہلا فعل بدی اور شر ہے تو دوسرا فعل نیکی اور خیر محض ہے
الغرض ہر ایک چیز میں اور ہر ایک فعل میں ایک اندازہ خیر کا اور دوسرا اندازہ
شر کا ہوتا ہے۔ اس کا ایک محل استعمال اگر مفید ہے۔ تو دوسرا محل استعمال نقصان دہ
ہے۔ حالانکہ وہ محل نقصان دہ یا وہ اندازہ شر حالات کے بدلنے پر کسی اور
مقصد میں بعض وقت خیر اور نیکی ہو جاتا ہے۔ الغرض کوئی چیز بھی بذات خود
بد نہیں۔ صرف اُن کے غلط اندازے اور محل ہی اُن کو غیر مفید کر دیا کرتے
ہیں۔ یہ نیکی اور بدی کے اندازے اَن ٹل ہیں۔ اور یہ خالق کائنات کے
قرار دادہ اور تقدیر کردہ ہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں کے ایمانیات میں یہ امر
آتا ہے۔ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ۔ یعنے ہر ایک چیز میں نیکی
اور بدی کے اندازے مقررہ ہیں۔ لفظ تقدیر کا مفہوم اردو زبان میں غلط
ہو گیا ہے۔ عربی زبان میں تقدیر کے معنے اندازہ لگا دینے کے ہیں۔ اردو زبان
میں اس لفظ کے معنے یہ ہو گئے ہیں۔ کہ جو کچھ کسی کے یہاں کرنا ہے یا اُسے پیش آنا
ہے۔ وہ پہلے کا پہلے ہی مقرر شدہ ہے۔ اور وہ اَن ٹل ہے۔ اس مغالطہ
کا باعث اصلی یہ ہے۔ کہ ہر چیز کے متعلق خیر و شر کے اندازے چونکہ اَن ٹل ہیں
اسلئے جو کوئی ان اندازوں کا لحاظ نہیں کرتا۔ وہ اَن ٹل قوانین کے ماتحت
نقصان پاتا ہے۔ جو بدی کرتا ہے۔ اس کیلئے بد نتائج اَنٹل ہیں۔ اور چونکہ علیت و
معلول کا رشتہ یا اسباب و نتائج کا معاملہ خدا کی طرف سے اس کے اَنٹل
قوانین کے ماتحت ہے۔ اِسلئے اسلامی تحریروں میں بعض ایسے نتائج
کو خدا کی طرف سے منسوب کیا گیا ہے۔ اور یہ امر صحیح بھی ہے۔ اگر خدا تعالےٰ نے
سنکھیا میں ہلاکت کے جوہر رکھے ہیں۔ اور جو شخص اُسے کھا کر مرتا ہے۔
تو گویہ موت اس کے اپنے فعل کا نتیجہ ہے۔ لیکن چونکہ سنکھیا میں یہ خواص اُسکے
خالق نے رکھے ہیں۔ اسلئے یہ کہنا کہ اس شخص کو خدا نے مارا ہے ان معنے کے رُو سے
صحیح ہے۔ ان دو باتوں میں اصل حقیقت کو سامنے نہ رکھنے سے جاہلوں کو اس اعتقاد

پر کھڑا کر دیا ہے کہ جو بدی ان پر وارد ہوتی ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے تقدیر کردہ ہے۔ ہم اگر اپنے مکان میں بیٹھے ہوں۔ اور کھڑکیاں بند کر دیں تو لازماً مکان تاریک ہو جائیگا۔ اسمیں ایک فعل ہمارا ہے۔ اور ایک فعل قوانین قدرت یا خداوند کا۔ ہمارا فعل تو کھڑکی کو بند کرنا ہے۔ اور خدا یا قوانین خدا کا فعل ہمیں نور آفتاب یا روشنی سے محروم کرنا۔ اسبات کا ثبوت اگر دیکھنا ہو تو ادنے درجہ کے لوگوں میں دیکھو جو ہندوستان میں اور بدھ مذہب میں ہوتے ہیں۔ قانون ملک تو ان کو بدیوں سے روکتا ہے۔ لیکن جب وہ بدی کر بیٹھتے ہیں۔ تو پھر اپنے دل کو ٹھنڈا اسی طرح کر لیتے ہیں۔ کہ ہمارے گذشتہ جنم کے کرم ہی ایسے تھے۔ اسبات سے صاف پایا جاتا ہے، کہ اگر قانون یا سوسائٹی کے قواعد مانع نہ ہوں تو پھر بدیوں کا انسداد ہونا بہت مشکل ہے +

گوشوارۂ آمد و خرچ مسلم مشن ووکنگ

اسلامک ریویو، تبلیغ فنڈ و اشاعت دینیات بابت دفتر ہندوستان ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء

تفصیل آمد	نمبر صفحہ	رقم آمد ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر صفحہ	رقم خرچ ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ
آمد مشن	[illegible]	۰	۹	۱۹۵					
آمد اسلامک ریویو	[illegible]	۰	۱۲	۵۹۱					
ریزرو فنڈ	[illegible]	[illegible]	۷	۴۸					
اشاعت دینیات	[illegible]	۰	۰	۲۸۳					
میزان	۰	۰	۱۲	۱۱۱۸					

دستخط۔ ڈاکٹر غلام محمد آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور

ضروری نوٹ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء کے حساب بابت دفتر ہندوستان مشتہرہ جلد ۱۲ نمبر ۹ صفحہ ۰۰۴ پر تفصیل خرچ میں مبلغ [illegible] کی رقم شائع ہونے سے رہ گئی۔ یہ رقم ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء کو بابت زر خرید قرآن کریم انگریزی در انگلستان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو دیگئی +

سکرٹری مسلم مشن

نقشہ ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب عبدالکریم صاحب انجنیر پٹنہ - - -	۰	۰	۳۰
" ڈاکٹر صوفی صاحب کلکتہ - - -	۰	۰	۱۰
" میاں محمد خان صاحب اکاڑہ - - -	۰	۰	۲۰
" سید مبشرہ صاحب میانوالی - - -	۰	۰	۵
" میاں تاج الدین صاحب منڈی نم - -	۰	۰	۵
" مسیح الملک حکیم اجملخان صاحب دہلی - -	۰	۰	۵
" فضل کریم صاحب فیروزپور - - -	۰	۰	۳
" خالصاحب رجب علیخاں صاحب منتظم آبادی بہاولپور	۰	۰	۴۸
" سید محمد تقی صاحب اباجنوم بیٹ حیدر آباد دکن	۰	۰	۱۲
" صبیح الدین صاحب رہتک - - -	۰	۰	۱
" معرفت جناب عبداللہ بیگ صاحب مدراس	۰	۶	۶
" سید محی الدین صاحب سکندر آباد - - -	۰	۰	۱

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
حضور نواب مولابخش صاحب بہاولپور	۰	۰	۱۵
جناب سید محسن صاحب وکیل مظفرپور	۰	۰	۵
" محمد محمود صاحب دہلی - - -	۰	۰	۴
" شہاب الدین صاحب کاکا خیل مردان	۰	۹	۱
" فضل الدین صاحب بھوپال اوجین	۰	۰	۵
" منہاج الدین صاحب لائلپور - -	۰	۰	۵
" محمد نور غنی صاحب گوجرانوالہ - -	۰	۱۰	۵
" امیر حسن صاحب کاکوری لکھنؤ	۰	۰	۱
" ابراہیم صاحب کالکار بمبئی	۰	۰	۱
" محمد ابراہیم خان صاحب "	۰	۰	۱
معرفت جناب ابراہیم صاحب طلباء انجمن تعلیم المسلمین و دیگر احباب	۰	۰	۷
میزان	۰	۹	۱۹۵

نقشہ ۲ آمد اسلامک ریویو پبلشیر فنڈ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء

	پائی	آنہ	روپیہ
ملک برنٹنگ پریس لاہور جو کہ واپس لئے گئے - یہ رقم زیادہ چلی گئی تھی - - -	۰	۴	۲
حضور نواب حمید اللہ خان صاحب والئے ریاست بھوپال دام اقبالہ - - -	۰	۰	۵۰
جناب ڈاکٹر صوفی صاحب کلکتہ - - -	۰	۰	۱۰
" نواب مولا بخش صاحب بہاولپور - - -	۰	۰	۱۵
" آر سید سرپرست حسین صاحب ٹمکور میسور - - -	۰	۸	۱
قیمت رسالہ اسلامک ریویو - - -	۰	۰	۵۱۳
کل میزان - - -		۱۲	۵۹۱

نقشہ ۳ آمد ریزرو فنڈ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب شہاب الدین صاحب جلالہ مردان - -	۰	۷	۳
حضور نواب مولا بخش صاحب بہاولپور - -	۰	۰	۲۰
لالہ اینڈ کو بابت کرایہ ستمبر و اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء	۰	۰	۲۰
چوہدری غلام قدوس صاحب ڈھاکہ - -	۰	۰	۵
میزان	۰	۷	۴۸

نقشہ ۴ تفصیل آمد اشاعت ادبیات فنڈ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب الٰہی صاحب کرنال - -	۰	۰	۵
جناب محمد سعد اللہ خان صاحب انسپکٹر آبکاری محبوب نگر - حیدرآباد دکن	۰	۰	۹
فروخت قیمت آئی ڈیل پرافٹ - - -	۰	۰	۲۶۹
	۰	۰	۲۸۳

پیام اسلام

تسلسل صفحہ ۵۲۲ جلد ۱۲ نمبر ۱۱

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

دُنیا کے مؤرخ اس کامیابی اسلام پر حیران ہو جاتے ہیں - اور میں ضروری سمجھتا ہوں - کہ تعلیمات نبی آخر الزمان میں سے یہاں وہ دو تین باتیں جن کا تعلق رُوحانیت اخلاق اور تہذیب و تمدن سے ہے بیان کردوں - کیونکہ اس سے زیادہ کی اجازت یہ وقت نہیں دیتا +

سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اسلام نے بالکل ایک نیا نصب العین یا مقصد مذہب دنیا کے سامنے رکھ دیا - اسلام نے کہا کہ مذہب اسلئے نہیں آیا - کہ کسی ناراض شدہ خدا کو کسی فدیہ کے ذریعہ انسان کے ساتھ راضی کرایا جائے ایسا ہی نہ مذہب اسلئے آیا کہ خدا برتر کو انسان سے تعریف و توصیف کرانے کی ضرورت تھی اور مذہب نے آکر اس کے حمد اور گیت اور تعریفیہ رچائیں سکھلائیں - اللہ تعالے تو انسان کی اس حمد و تعریف سے بہت ارفع ہے[۱] - یُوں تو مذہب ابتدا سے ہی ہر ملک و قوم میں جیسے میں کہہ چکا ہوں نظر آتا ہے - لیکن قرآن نے جو مذہب کی غرض و غایت بتلائی وہ مذاہب سابقہ نہ بتلا سکے - اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کے سوا باقی مذاہب اپنے پیرووں میں اس وقت تک کامل دلچسپی پیدا نہیں کر سکے - قرآن نے مذہب کا نصب العین ہی جدا تجویز کیا - اور اس مقصد کے سمجھنے کیلئے ہمیں سب سے پہلے اپنے ماحول کی طرف متوجہ کیا ہمیں کائنات میں کوئی بھی چیز ایسی نظر نہیں آتی جس پر جمود واقع ہو - یعنی وہ ایک حالت میں کھڑی رہے - ہر ایک چیز کا قدم ترقی کی طرف ہے - دست قدرت نے ہر ایک عنصر میں اور عنصروں کے ہر مرکب میں لاانتہا خواص مخفی رکھ دیئے ہیں - جو آہستہ آہستہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں - ہر ایک چیز اپنی بلوغت کو جا رہی ہے - اور اس طرح

---

[۱] ومن یشکر فانما یشکر لنفسہ ومن کفر فان اللہ غنی حمید (سورۂ لقمان آیت ۱۲) جو خدا کی حمد و ثنا کرتا ہے وہ اپنے نفس کی بہتری کیلئے کرتا ہے - اور اگر ایسا نہ کرے تو خدا تو ان باتوں سے بے نیاز ہے +

اپنے اندر کے کمالات مخفیہ ظاہر کرتی نظر آتی ہے۔ ایک تخم جیسی چھوٹی سی چھوٹی چیز آخر ایک بھاری درخت بن جاتی ہے۔ اس کے اندر سے درخت کا تنا شاخیں۔ پتے۔ پھول۔ پھل نکلتے ہیں۔ اور ان سب کے بعد اس بات کو صرف عالم الغیب ہی بتلا سکتا ہے۔ کہ کسی پھل میں یا درخت کے کسی حصہ میں کیا کیا خواص ہیں۔ سائنس تو ان خواصوں پر حاوی نہیں ہو سکتی۔ یہ جو بڑا عالیشان ہال ہے جسمیں ہم سب جمع ہیں یہ تو ریت کے ذرات کی ایک ترکیب بالغ ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ نغمات جن پر علم موسیقی ختم ہو جاتا ہے۔ وہ ایک بینڈے کا ہی بالغ شغل شور ہے۔ ایک جگنو کی روشنی آخر برقی روشنی بن جاتی ہے خود انسان کو ہی دیکھ لو ایک قطرہ پانی نے کیا شکل و صورت بنالی ہے۔ اور پھر اس ہیولے انسانی کے اندر جو دل و دماغ ہے وہ تو عجائبات قدرت کا مجموعہ ہے۔ اس کے چھپے ہوئے جوہر ہمارے علم و عقل سے اب بھی باہر ہیں۔ الغرض کائنات کی ہر ایک چیز تو روز افزوں ترقی کرے۔ اور اسمیں سے نئی سے نئی چیزیں پیدا ہوں لیکن ان سب کے مقابل انسان کے آگے کوئی منزل ترقی نہ ہو۔ انسان تو ایک عالم صغیر ہے۔ جیسے کہ اسلام نے ہمیں بتلایا اور آج علمی دنیا نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے۔ انسان کے اندر تو کائنات کی کل کی کل قوتیں آ جمع ہوئی ہیں۔ ایک ذرہ سے لیکر سورج تک تمام کی تمام کائناتی چیزیں ایک نہ ایک شکل میں انسانی جسم کے اندر آ جمع ہوئی ہیں۔ اسی سے غور کر لو۔ انسان کے فطری جوہر کیا کچھ ہونگے۔ اور ان کا اٹھان اسے کس بلند مقام تک پہنچائے گا۔ الغرض از روئے تعلیم اسلام۔ مذہب انسان کے ان فطری جوہروں کو روشن کرنے اور انہیں بلوغت تک پہنچانے آیا۔[1]

---

[1] فاقم وجھک للدین حنیفاً۔ فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا۔ لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم (سورہ روم آیت ۳۰) تم دین حنیف پر قائم ہو جاؤ فطرت اللہ ہے جس پر انسان کو اللہ تعالیٰ نے بنایا۔ خدا کی خلق میں تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔ پس یہی مضبوط دین ہے یعنی اسی فطرت کو ابھارنے کا طریق تمہارا دین ہے +

قرآن شریف نے ابتدا ہی میں اس طرف اشارہ کیا فرمایا کہ کُل کے کُل الہام الٰہی انسان کو فلاح تک پہنچانے آئے۔ کُل کے کُل مذاہب خدا کی طرف سے وہ راستہ لائے جن پر چل کر انسان کامیاب ہو جائے[1] فلح کے لغوی معنی تو لوے مخفیہ کو ظاہر کر دینے کے ہیں اس کے دوسرے معنے کامیابی کے ہیں۔ دراصل کسی کی کامیابی اسکی استعداد سے آگے نہیں جا سکتی۔ اور جب کسی کی کوئی مخفی استعداد کامل طور پر ظاہر ہو جائے۔ وہ اپنی کامیابی حاصل کر لیتا ہے +

الغرض مذہب اس لئے آیا۔ کہ جو قوتیں خدا ئے برتر نے فطرت انسان میں رکھ دیں۔ وہ روشن ہو جائیں۔ ورنہ انسان کی پیدائش کا مقصد ٹھکانے پر نہیں آتا۔ اور خدا تو حکیم ہے۔ اگر انسان اپنے مقرر کردہ کمال تک نہ پہنچے۔ تو خدا تعالیٰ کی حکمت ضائع ہوتی ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ خدا کے سوا ہمارے فطری جوہروں اور ان جوہروں کو بلوغت تک پہنچانے کو کون جانتا ہے۔ اس لئے اگر وہ خود انسان کو ان امور پر اطلاع نہ دے تو پھر اور کون دے۔ قرآن نے یہی وجہ الہام الٰہی کی بتلائی +

---

[1] اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون (سورہ بقرہ آیت ۵) جو خدا کے الہام پر چلتے ہیں۔ وہی رب کی طرف سے اس راستہ پر ہیں جو انہیں فلاح و کامیابی دکھلائے گا

بیان القرآن

یعنی

اردو تفسیر و ترجمۃ القرآن

مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی مع تفسیر یہ تفسیر تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ ہر ایک جلد کی ضخامت ۲۲ × ۲۹ کے سائز کے ساتھ صفحات سے زیادہ ہے پہلی جلد کی قیمت ۹ روپے (للعہ) محصولڈاک خرچ وی۔ پی وغیرہ (عہ) دوسری جلد کی قیمت آٹھ روپے (للعہ) محصولڈاک وغیرہ عہ تیسری جلد کی قیمت نو روپے (للعہ) محصولڈاک وغیرہ عہ وی۔ پی کی درخواست کے ساتھ قیمت کا ایک حصہ پیشگی آنا چاہئے +

تمام درخواستہائے خریداری بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

اکسیر رحمانی

یہ مجرب اکسیر ہندوستان ۔ انگلستان ۔ جنوبی افریقہ میں شہرت پا چکی ہے جسکی تصدیق ذیل کی سندات سے ہوتی ہے ۔ سرٹیفکیٹ دہندگان کی حیثیت اس بات کی ذمہ وار ہے کہ یہ دوائی اشتہاری حکیموں کی دوائی نہیں ۔ یہ اکسیر دراصل خود معدہ کو اکسیر بنا دیتی ہے اور جسم سے یورک ایسڈ یا دیگر ردی مواد کو خشک کرکے یا جلا کر نیا خون صالح پیدا کرتی ہے جس سے کُل قوا اور پٹھوں میں ایک خاص قوت پیدا ہو جاتی ہے دماغی محنت کرنے یا ضعیف قوا روالوں نے اپنی کھوئی ہوئی طاقتوں کو از سر نو حاصل کیا ہے ۔ بیخوابی اس سے دور ہو جاتی ہے ۔ جسم کے اندر فالتو چربی ۔ پٹھوں اور گوشت میں مبدل ہو جاتی ہے ۔ ایک ہفتہ کے استعمال سے اشتہا کا بڑھنا اور خوراک کا ہضم ہو کر جزو بدن بنجانا نظر آجاتا ہے الغرض ہر عضو رئیسہ پر اور خصوصاً پٹھوں پر اس اکسیر کا حیرتناک اثر ہوتا ہے ۔ نوعمروں میں صرف پندرہ دن کا استعمال افزائش وزن کا موجب ہو جاتا ہے ۔ جسیم جسم ہلکا ہو جاتا ہے ۔ لیکن وزن میں کمی نہیں آتی ۔

سوء ہضم (Dyspepsia) اصلاح جگر ۔ وجع المفاصل یعنی جوڑوں اور عضلات کی درد (Rheumaticism) کمزوری دل و دماغ ۔ نیند کا نہ آنا ۔ زردی رنگت ۔ قوا کی جس قسم کی بھی شکایت ہو اُسے یہ اکسیر دور کرتی ہے دماغی کام کرنیوالوں کے لئے یہ اکسیر از حد مفید ہے ۔

قیمت :- دو روپیہ ۲/ معہ محصولڈاک وپیکنگ معہ پیمانہ شیشہ بڑے ناپ جس میں دوائی دو ماہ کیلئے کافی ہے

تین شیشی کے خریدار کو محصولڈاک معاف ۔

بیرون ہندوستان قیمت ایک شیشی ۴ شلنگ بمعہ محصولڈاک ۔

ملنے کا پتہ عبدالغنی جلال دین کمیشن ایجنٹس .. برانڈرتھ روڈ ۔ لاہور

نقول سندات

نقل سند جناب نیاز احمد صاحب مجسٹریٹ درجہ اول بھمبر ریاست جموں

اکسیر رحمانی کا استعمال اسکے معرض وجود میں آنیسے کر رہا ہوں میں نے ایسی مفید لوزود واثر دوائی آجتک
نہ دیکھی جب میں نے اسکا استعمال شروع کیا ہے اُسنے فوراً اپنا اثر دکھایا ہے معدہ کی حالت صالح پیدا کیا ہے بھوک اور
بڑھایا ہے مجھے وجع المفاصل کی شکایت ہوا کرتی تھی اب دو سال سے اس شکایت کا نام و نشان
نہیں رہا میرا وزن پہلے کی نسبت بڑھ گیا ہے اور صحت بھی بہت اچھی ہے یہ تبدیلی صرف اکسیر رحمانی نے پیدا کی ہے میں نے
متاثر میں اسکے استعمال کا پرچار کیا ہے میرے تمام دوست اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں یہ شکایت اسقدر رہتی ہے
کہ پاس کافی ذخیرہ کبھی نہیں ہوا دوائی تیار ہونیکے پندرہ دن بعد آپ سٹاک ختم کر دیتے ہیں اور پھر مدت انتظار کرنا پڑتا ہے

خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ امام مسجد شاہجہان ووکنگ (انگلستان)

دماغی مشغلوں نے جو میرے اعصاب کا حال کر رکھا تھا اُس سے میں بالکل مایوس ہو چکا تھا اس دماغی محنت نے
معدہ۔ جگر اور دل پر بُرا اثر کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ان تمام شکایات سے اکسیر رحمانی کے ذریعہ
صحت بخشی میں کہہ سکتا ہوں کہ میں از سر نو ایسے کچھ سال پہلے کیطرح پھر کام کرنیکے قابل ہو گیا ہوں۔ اعضاء
کو طاقت دینے میں تو یہ دوائی فی الواقع اکسیر ہے ✦ خواجہ کمال الدین مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۵ء

(سر) عباس علی بیگ صاحب سابقہ ممبر انڈیا کونسل حال مقیم لنڈن

میں نے چار ماہ تک قریباً آپکی اکسیر کا مسلسل استعمال کیا ہے۔ عموماً جسم کو مضبوط کرنے میں یہ بہت
ہی مؤثر ثابت ہوئی ہے ✦

عالیجناب ولیعہد صاحب ریاست منگرول (کاٹھیاواڑ)

اس دوائی کے استعمال سے میرا وزن دس دن میں ایک پونڈ بڑھ گیا۔ میرے اور متعلقین نے
بھی استعمال کیا۔ انہیں بھی ویسا ہی فائدہ ہوا ✦

جناب آر۔ عباسی صاحب۔ پرسنل اسسٹنٹ عالیجناب نواب صاحب منگرول (کاٹھیاواڑ)
نقاہت۔ کمزوری اور سوء ہضمی میں میں نے اس اکسیر کو بہت ہی نافع پایا ✦

ملنے کا پتہ۔ عبد الغنی۔ جلال الدین کمیشن ایجنٹس .. برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔

عالیجناب فرخی صاحب استاد عالیجناب نواب صاحب رامپور

اگر شتاد سالہ اشتہا اس دوائی کے استعمال سے دگنی ہوجائے تو اسے کرامت نہ کہا جائے۔ تو اور کیا۔

جناب منشی سعادت علی صاحب از رامپور

کولہے سے لیکر گھٹنے تک میں سخت درد میں مبتلا تھا اس دوائی کے ذریعہ مجھے آرام ہوا۔

جناب محمد صدیق صاحب مالک کارخانہ صابون۔ محمد صدیق۔ محمد ابراہیم۔ دہلی

مجھے اس دوائی سے از حد فائدہ ہوا میرے جسم میں چستی۔ چلنے میں طاقت۔ اور اشتہا میں زیادتی پیدا ہوگئی۔

جناب عبدالاکبر خاں صاحب نائب تحصیلدار۔ چارسدہ۔ ضلع پشاور

یہ دوائی مجھے خواجہ کمال الدین صاحب کی معرفت ملی مجھے جسمانی اور دماغی طور سے از حد فائدہ ہوا۔ دو تین دن کے اندر جسم میں چستی پیدا ہوگئی۔ میرے ایک اور دوست نے بھی استعمال کی اور فائدہ اٹھایا۔

جناب خاں صاحب محمد دلدار خان صاحب اسسٹنٹ کمشنر چارسدہ ضلع پشاور

میرے چند دوستوں نے اس دوائی کو استعمال کیا انہیں مختلف شکایات تھیں ان سب کو نہایت عمدہ فائدہ ہوا۔

جناب محمد عبداللہ صاحب وکیل ہائیکورٹ سری نگر (کشمیر)

مجھے اور میرے احباب کو اس دوائی کے استعمال سے اعجازی رنگ میں خارق عادت فائدہ ہوا جسمانی اور نفسانی قوا میں نمایاں طاقت محسوس ہوئی حق الامر یہ ہے کہ یہ اعجازی دوائی ایک زندہ کرامت ہے میرے علاوہ مولوی خان صاحب محمد اکبر و محمد اسمٰعیل صاحبان اور غلام نبی صاحب کو بھی فوری فائدہ ہوا۔ ایک دوست غلام رسول وجع المفاصل سے تنگ تھا اور اسکے گھٹنوں میں درد تھا۔ اسے بھی فوری فائدہ ہوا۔

جناب ملک شیر محمد صاحب سابقہ سیکرٹری محکمہ مشیر مال۔ حال مہتمم صاحب خزانہ ریاست جموں

میں نے دوا ہاضمہ کو استعمال کیا قوت ہضم بڑھانے اور اشتہا صادق کے پیدا کرنے میں اسے بے نظیر پایا۔ چند روزہ استعمال سے اس دوا کا اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ میرے علم میں کہنہ بدہضمی و امراض معدہ کے دفعیہ کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ خون صالح پیدا کرتی ہے۔ میرا یقین ہے۔ کہ عالم پیری میں جسمانی قوا کی تقویت کیلئے اس سے بہتر نافع دوا نہ ہوگی۔ دماغی کام کرنیوالوں کے لئے یہ دوا از حد مفید ہے۔ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء از جموں

ملنے کا پتہ۔ عبدالغنی علاؤ الدین کمیشن ایجنٹس۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔

عالیجناب حکیم سید لعل شاہ صاحب برق پشاور

پچھلے دنوں مسٹر فضل احمد خانصاحب انسپکٹر محکمہ مسکرات کو جبکہ وہ ڈیرہ میں متعین تھے "اکسیر حمانی" کا استعمال کرایا۔ ان کا بیان ہے کہ میرا وزن تین سیر بڑھ گیا ہے۔ اور عام صحت بہت ہی اچھی ہو گئی ہے +

میرے گھر کے آدمی دودھ کا استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا تو رحمی تکلیف ہو جاتی۔ مگر اکسیر حمانی کے استعمال سے پہلے دن آدھ پاؤ۔ اور دوسرے تیسرے دن پاؤ اور پندرہ میں دن کے تین پاؤ تک بلا تکلف دودھ ہضم ہونے لگا۔ واقعی اکسیر حمانی اکسیر ہے +

بغرض اختصار اب ہم ذیل میں چند نام دے دیتے ہیں۔ اور انکے مقابل جن شکایتوں سے انہیں فائدہ ہوا۔ اس کا ذکر کر دیتے ہیں۔

جناب پروفیسر قاضی حسین صاحب نظام یونیورسٹی حیدرآباد دکن۔ مقیم (لندن)

ضعف دماغ۔ بےخوابی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ دماغی محنت۔ دردسر۔ تھکان کا محسوس ہونا۔ ایک ماہ کے استعمال اکسیر سے یہ شکایات جاتی رہیں +

جناب مسٹر لوگرو۔ تاجر کارک سٹریٹ۔ لندن۔ مدت کا ضعف قلب دور ہوا۔

جناب افتخار رسول صاحب مڈل ٹیمپل۔ لندن۔

کمزوری جسم دور ہوئی۔ اور ہفتہ عشرہ میں جسم کا وزن بڑھ گیا +

جناب مسٹر او۔ مورٹن۔ جوہنسبرگ۔ (جنوبی افریقہ)

چہرہ کی چھائیاں۔ خون کی کمی۔ جسم کی سستی و کمزوری دور ہوئی۔

جناب مسٹر مرزا اعظم صاحب نیوٹون۔ جوہنسبرگ (جنوبی افریقہ)

معدہ کی قدیمی شکایات اور گنٹھیا یعنے وجع المفاصل دوائی کے استعمال سے یہ شکایات دور ہوئیں اور جسم میں چستی و چالاکی پیدا ہو گئی۔

جناب سیٹھ قاسم صاحب پیٹر مارٹیز برگ۔ (جنوبی افریقہ)

مدت کی جسم کی کمزوری دور ہوئی۔ اور چہرہ پر رونق آگئی +

ملنے کا پتہ۔ عبدالغنی جلال دین کمیشن ایجنٹس .. برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔

عالیجناب حکیم سید لعل شاہ صاحب برق پشاور

پچھلے دنوں مسٹر فضل احمد خان صاحب انسپکٹر محکمہ مسکرات کو جبکہ وہ ڈیرہ میں متعین تھے "اکسیر حمانی" کا استعمال کرایا ان کا بیان ہے کہ میرا وزن تین سیر بڑھ گیا ہے۔ اور عام صحت بہت ہی اچھی ہوگئی ہے +

میرے گھر کے آدمی دودھ کا استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کبھی ایسا اتفاق ہوجاتا تو ہضمی تکلیف ہو جاتی۔ مگر اکسیر حمانی کے استعمال سے پہلے دن آدھ پاؤ۔ اور دوسرے تیسرے دن پاؤ اور پندرہ دن کے بعد تین پاؤ تک بالتکلف دودھ ہضم ہونے لگا۔ واقعی اکسیر حمانی اکسیر ہے +

بغرض اختصار اب ہم ذیل میں چند نام دے دیتے ہیں۔ اور انکے مقابل جن شکایتوں سے انہیں فائدہ ہوا۔ اس کا ذکر کر دیتے ہیں۔

جناب پروفیسر قادر حسین صاحب نظام یونیورسٹی حیدرآباد دکن۔ مقیم (لندن)

ضعف دماغ۔ عصبی پٹھوں کی کمزوری۔ دماغی محنت۔ درد سر۔ نقصان کا محسوس ہونا۔ ایک ماہ کے استعمال اکسیر سے یہ شکایات باقی نہیں +

جناب مسٹر گرو ناتھ کارک سٹریٹ۔ لندن۔ مدت کا ضعف قلب دور ہوا۔

جناب افتخار رسول صاحب مڈل ٹیمپل۔ لندن۔

کمزوری جسم دور ہوئی۔ اور ہفتہ عشرہ میں جسم کا وزن بڑھ گیا +

جناب مسٹر اے۔ موتن جوہانسبرگ۔ (جنوبی افریقہ)

چہرہ کی چھائیاں۔ خون کی کمی۔ جسم کی سستی و کمزوری دور ہوئی۔

جناب مسٹر مرزا اعظم صاحب نیوٹون۔ جوہانسبرگ (جنوبی افریقہ)

معدہ کی قدیمی شکایات اور گنٹھیا یعنے وجع المفاصل دوائی کے استعمال سے یہ شکایات دور ہوئیں اور جسم میں چستی و چالاکی پیدا ہوگئی۔

جناب سیٹھ قاسم صاحب پیٹر مارٹیز برگ۔ (جنوبی افریقہ)

مدت کی جسم کی کمزوری دور ہوئی۔ اور چہرہ پر رونق آگئی +